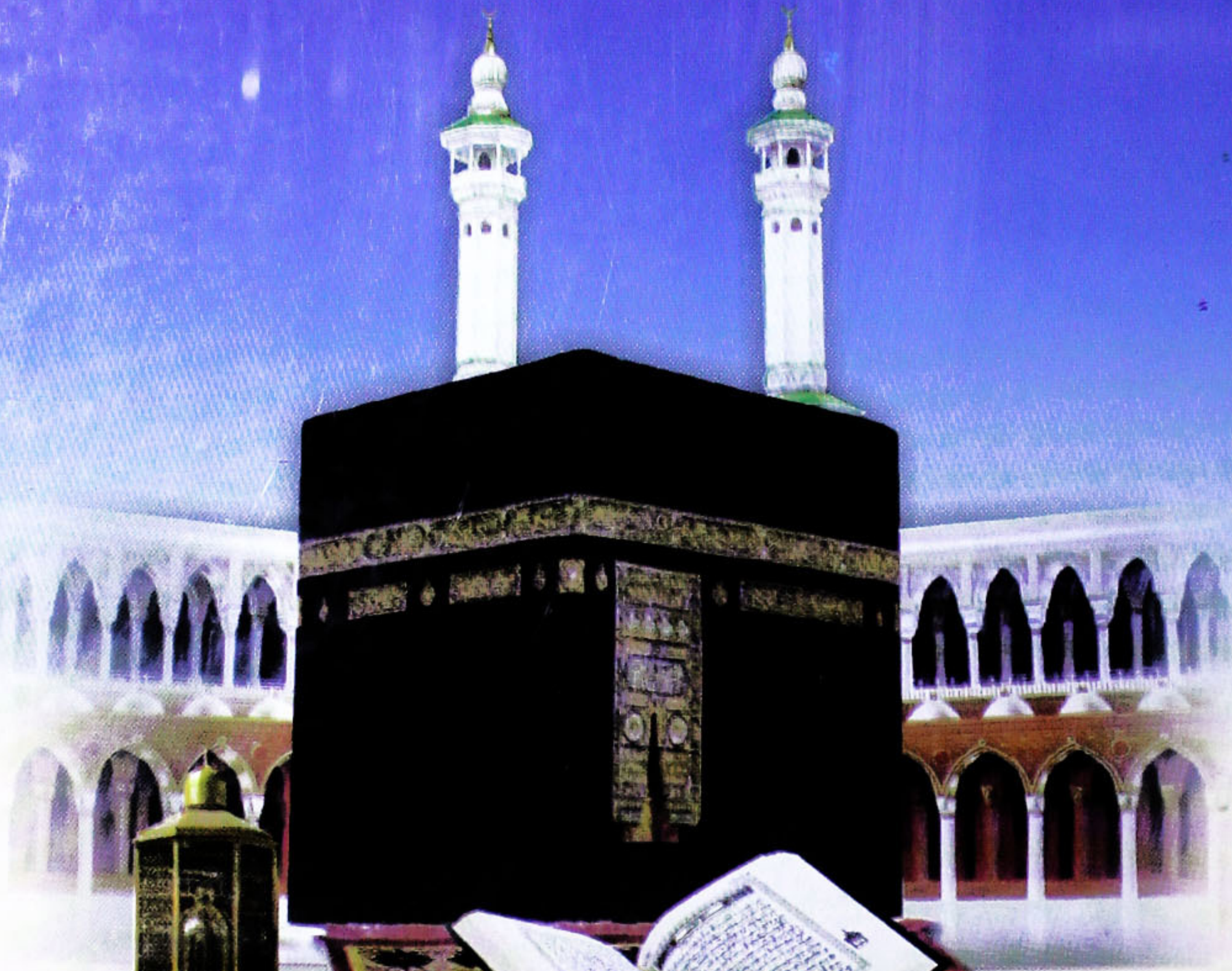


نماز کے فضائل و مسائل



علامہ شام قرنی

وَأَقِمْوَا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ○ (القرآن)

”اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔“

نماز کے فضائل و مسائل

علامہ عالم فقری

ادارہ پیغام القرآن

۴۔ اردو بازار ○ لاہور ☎ 042-37323241

اللہ تعالیٰ ہمارا مالک اور رازق ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب نماز کے فضائل و مسائل
 مؤلف علامہ عالم فقری
 زیر اہتمام محسن فقری
 معاون قدوس فقری
 سال اشاعت 2016ء
 بانڈنگ صدیق بک بانڈرز
 ہدیہ 800/- روپے

ملنے کا پتہ

حسب پبلشنگ ہاؤس

ایوانِ علم پلانہ 18 اردو بازار، لاہور
 فون: 042-37361444, 0333-7007000

ادارۃ پیغام القرآن

۴۔ اردو بازار ۱۰ لاہور ☎ 042-7323241

اسٹاکسٹ

شبیر برادرز

40۔ اردو بازار، لاہور
 042-37246006

شاکر پبلی کیشنز

38۔ اردو بازار، لاہور
 042-37240084

اشرف بک ایجنسی

کینی چوک، راولپنڈی
 051-5531610

رائل بک کمپنی

فصل داد پلاز، کینی چوک، راولپنڈی
 051-5541452

مکتبہ رحیمیہ

اردو بازار، کراچی
 021-32744994

احمد بک کارپوریشن

کینی چوک، راولپنڈی
 051-5558320

رضوان بک ایجنسی

اقبال مارکیٹ، کینی چوک، راولپنڈی
 051-5777100

فہرست

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۴۷	قرآن اور حکم نماز		۳۳	باب ۱	
۴۹	نماز تقاضا ایمان ہے	۱	۳۳	نماز	
۵۰	نماز وصفِ مومن ہے	۲	۳۳	عبادت کا مطلب	۱
۵۱	نماز شمولیت دین کا عملی ثبوت ہے	۳	۳۴	عبادت کی قسمیں	۲
۵۱	نماز علامتِ صالحیت ہے	۴	۳۵	دین اسلام کے پانچ رکن	۳
۵۲	باب ۲		۳۶	نماز دین اسلام کا ستون ہے	۴
۵۲	حقائق نماز		۳۷	لفظ صلوٰۃ کی شرح	۵
۵۲	۱۔ نماز اور طہارت ظاہری و باطنی	۱	۳۹	انبیاء علیہم السلام اور نماز	
۵۴	نماز اور اخلاقِ حسنہ	۲	۳۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نماز	۱
۵۵	نماز درسِ محبت ہے	۳	۴۰	حضرت اسماعیل علیہ السلام	۲
۵۶	نماز بہمدِ ربی سیکھاتی ہے	۴	۴۰	حضرت اسحاق، حضرت یعقوب اور حضرت	۳
۵۷	نماز سے مساوات پیدا ہوتی ہے	۵		لوط علیہم السلام کو نماز پڑھنے کی وحی	
۵۸	نماز اور تزکیہ نفس	۶	۴۰	حضرت ادريس علیہ السلام	۴
۵۹	نماز کا دلی جذبات کو پاکیزہ کرنا	۷	۴۱	حضرت لقمان علیہ السلام	۵
۶۰	نماز کا نظر کو پاکیزہ کرنا	۸	۴۱	حضرت شعیب علیہ السلام	۶
۶۰	نماز کا قوتِ سماعت کو پاکیزہ کرنا	۹	۴۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۷
۶۱	نماز کا زبان کو پاکیزہ کرنا	۱۰	۴۲	بنی اسرائیل کو نماز کا حکم	۸
۶۲	نماز کے ذریعے اصلاحِ شلم	۱۱	۴۲	حضرت زکریا علیہ السلام	۹
۶۳	باب ۳		۴۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۰
۶۳	نماز کے فوائد		۴۳	باب ۲	
۶۴	علمی بصیرت کو فروغ دینے میں نماز کا	۱	۴۳	فرضیت نماز	

صفحہ	عنوان	صفحہ	شمار
۸۲	مسواک کے بعد اسے دھونا سنت ہے	۱۲	حصہ
۸۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے مسواک کرنا	۶۴	۲ اسلامی لباس کی ترویج میں نماز کا کردار
۸۲	مسواک کرنے کے مسائل	۶۵	۳ نماز اور مجاہدانہ اوصاف کی تعمیر
۸۶	باب ۷	۶۷	۴ نماز اور پابندی وقت کا فروغ
۸۶	وضو	۶۷	۵ نماز اور جماعتی نظم و نسق کا فروغ
۸۶	۱۔ احادیث	۶۸	۶ نماز اور اصلاح معاشرہ
۸۶	پورا وضو کرنے کی تاکید	۶۹	باب ۵
۸۷	وضو سے خطائیں معاف ہونا	۶۹	نماز میں خشوع و خضوع
۸۷	ہر اعضاء کا پاک ہو جانا	۷۲	۱ ارشادات الہیہ
۸۷	گزشتہ گناہوں کا بخش دیا جانا	۷۳	۲ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان
۸۸	وضو سے جنت کا واجب ہونا	۷۶	۳ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے فرمودات
۸۸	آخرت وضو کے باعث جنت کے دروازوں کا کھل جانا	۷۶	باب ۶
۸۹	قیامت کے روز آثار وضو کا ظاہر ہونا	۷۷	فضیلت مسواک
۸۹	مومن کا زیور وضو ہے	۷۷	۱ مسواک کرنا سنت انبیاء کرام ہے
۸۹	مومن کا وضو کی حفاظت کرنا	۷۸	۲ مسواک کرنے سے حصول رضا
۹۰	وضو کا صلہ دس نیکیاں	۷۹	۳ مسواک کرنا فطرت میں شامل ہے
۹۰	وضو نماز کی کنجی ہے	۷۹	۴ جمعہ کے دن مسواک کرنا سنت ہے
۹۰	طہارت نصف ایمان ہے	۸۰	۵ جاگنے پر مسواک کرنا سنت ہے
۹۰	وضو سے خطاؤں کا نکل جانا	۸۱	۶ مسواک کرنے کا حکم
۹۱	حوض کوثر پر وضو پہچان بنے گا	۸۱	۷ مسواک اور حصول ثواب
۹۲	آخرت میں وضو پہچان بنے گا	۸۲	۸ مسواک کے متعلق فرمان
۹۳	۲۔ وضو کا مسنون طریقہ	۸۲	۹ مسواک کی فضیلت
			۱۰ گھر میں داخل ہو کر مسواک کرنا سنت ہے
			۱۱ مسواک سے صحت برقرار رہتی ہے

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۱۰۶	خشک جگہ کا مسح کرنا	۱۱	۹۴	۳- وضو کے فرائض:	
۱۰۶	غسل جنابت کا حکم	۱۲	۹۴	منہ دھونا:	۱
۱۰۶	حالت جنابت میں سونا	۱۳	۹۵	ہاتھ دھونا:	۲
۱۰۷	عورت کے ساتھ سونا	۱۴	۹۵	سر کا مسح:	۳
۱۰۷	حضرت ابن عباسؓ کا مسنون طریقہ	۱۵	۹۵	پاؤں دھونا:	۴
۱۰۷	غسل کے پانی کا حکم	۱۶	۹۶	۴- وضو کی سنتیں:	
۱۰۸	۲- اقسام غسل		۹۶	۵- وضو کے مستحبات:	
۱۰۹	۳- غسل کا مسنون طریقہ		۹۸	۶- مکروہات وضو:	
۱۰۹	۴- فرائض غسل		۹۸	۷- وضو کرنے کی صورتیں:	
۱۱۱	۵- غسل کی سنتیں		۹۹	۸- وضو توڑنے والی چیزیں:	
۱۱۱	۶- شرعی مسائل		۱۰۰	۹- وضو نہ ٹوٹنے والی صورتیں:	
۱۱۳	۷- غسل کے پانی کے مسائل		۱۰۱	باب ۸	
۱۱۶	باب ۹		۱۰۱	غسل	
۱۱۶	تیمم		۱۰۱	۱- احادیث مبارکہ	
۱۱۶	۱- حکم خداوندی		۱۰۲	وجوب غسل	۱
۱۱۶	۲- احادیث		۱۰۲	غسل جنابت	۲
۱۱۶	صحابہ کرامؓ کے تیمم کرنے کا طریقہ	۱	۱۰۲	غسل مسنون	۳
۱۱۷	پاک مٹی سے تیمم	۲	۱۰۳	عورت کا غسل جنابت	۴
۱۱۷	حالت جنابت میں تیمم	۳	۱۰۳	حیض کے بعد غسل	۵
۱۱۸	پانی نہ ملنے تک جواز تیمم	۴	۱۰۴	بالوں کو اچھی طرح دھونا	۶
۱۱۸	معذوری پر تیمم کا جواز	۵	۱۰۴	غسل کے لئے پانی کی مناسب مقدار	۷
۱۱۹	نماز لوٹانے کی صورت	۶	۱۰۴	عورتیں مردوں کی مثل ہیں	۸
۱۱۹	مٹی سے مسح کرنا	۷	۱۰۵	غسل کے بعد وضو نہیں	۹
۱۲۰	۳- ارکان تیمم		۱۰۵	غسل کے وقت پردہ کرنا	۱۰

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۱۳۶	حالت حیض میں صحبت کا کفارہ	۸	۱۲۰	۴- تیمم کی سنتیں	
۱۳۶	حیض میں ازواجی تعلقات کی حد	۹	۱۲۰	۵- شرائط تیمم	
۱۳۶	حیض کے بعد طہارت	۱۰	۱۲۰	۶- تیمم کرنے کا طریقہ	
۱۳۷	دوران حج حیض آنے کے آداب	۱۱	۱۲۱	۷- تیمم کرنے کی نیت	
۱۳۷	حائضہ خاوند کی خدمت کر سکتی ہے	۱۲	۱۲۱	۸- تیمم کن اشیاء سے جائز ہے	
۱۳۷	حیض کے مسائل	۱۳	۱۲۱	۹- کن حضرات کو تیمم کرنا جائز ہے؟	
۱۴۱	باب ۱۱		۱۲۲	۱۰- تیمم توڑنے والی چیزیں	
۱۴۱	استحاضہ کے احکام		۱۲۲	۱۱- تیمم سے جو عبادات کی جا سکتی ہیں	
۱۴۱	حالت استحاضہ میں نماز پڑھنے کا حکم	۱	۱۲۳	۱۲- شرعی مسائل	
۱۴۱	استحاضہ کی حالت میں شرعی فرائض کیسے انجام دے؟	۲	۱۲۷	باب ۱۰	
۱۴۲	استحاضہ کے خون کی پہچان	۳	۱۲۸	احکام نفاس	
۱۴۲	استحاضہ کے لئے نماز اور روزہ کا حکم	۴	۱۳۲	نفاس کے شرعی مسائل	۱
۱۴۳	حیض اور استحاضہ میں فرق	۵	۱۳۲	باب ۱۱	
۱۴۴	مسائل استحاضہ	۶	۱۳۲	حیض	
۱۴۵	باب ۱۲		۱۳۳	۱- فرمان الہی	
۱۴۵	احکام معذور		۱۳۳	۲- احادیث	
۱۴۶	باب ۱۳		۱۳۳	حالت حیض میں کھانے پینے کا مسئلہ	۱
۱۴۶	مسائل جنابت		۱۳۳	حیض میں چادر اوڑھنے کا مسئلہ	۲
۱۴۷	باب ۱۴		۱۳۴	حائضہ کے ساتھ بیٹھنا	۳
۱۴۷	احکام نجاست		۱۳۴	حیض کی حالت میں کام کاج کرنا	۴
۱۴۷	احادیث		۱۳۵	عورت سے ہم بستری کے آداب	۵
۱۴۷	کتے کی نجاست کو پا بھگ کرنا	۱	۱۳۵	حائضہ سے میل و جول کی شرعی حد	۶
۱۴۸	نجاست پر پانی بہانے کا واقعہ	۲		حالت حیض میں عورت کے ساتھ بیٹھنے کی حدود	۷

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۱۱۵	دعا کی قبولیت کا وسیلہ	۳	۱۴۸	نجاست حیض کو پاک کرنا	۳
۱۱۶	خوفِ الہی	۴	۱۴۹	چھوٹے بچے کے پیشاب کو دھونے کا حکم	۴
۱۱۷	3- نماز اور حصولِ مغفرت و بخشش		۱۴۹	کھال یا چمڑے کو پاک کرنا	۵
۱۱۸	پانچ نمازوں کے ذریعے گناہوں کا	۱	۱۴۹	درندوں کی کھال کی ممانعت	۶
	مٹ جانا		۱۵۰	زمین اور متعلقات کو پاک کرنا	۷
۱۱۸	بخشش کا وعدہ	۲	۱۵۰	صاف جگہ پر چلنے سے وضو کا قائم رہنا	۸
۱۱۹	نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں	۳	۱۵۰	نکتے کی نجاست کو پاک کرنا	۹
۱۲۱	نماز سے گناہوں کے ختم ہونے کی مثال	۴	۱۵۰	چمڑے کو پاک کرنے کا طریقہ	۱۰
۱۲۱	نماز پڑھنے سے گناہ کی معافی کا ایک	۵	۱۵۱	شرعی مسائل	۱۱
	واقعہ		۱۵۲	ناپاک چیز کو پاک کرنے کے طریقے	۱۲
۱۲۳	نماز اور گناہوں کی مغفرت	۶	۱۵۵	باب ۱۵	
۱۲۵	دن میں پانچ مرتبہ نہر میں نہانے کی	۷	۱۵۵	فضائلِ نماز	
	مثال		۱۵۵	1- نماز اور حصولِ آخرت	
۱۲۶	4- نماز اور نجاتِ عذاب		۱۵۵	نمازیوں کے لیے فلاح	۱
۱۲۸	چھ نیاوی عذاب	۱	۱۵۶	نماز ذریعہ ہدایت	۲
۱۲۸	مرتے وقت کا عذاب	۲	۱۵۸	نمازیوں کیلئے بشارت	۳
۱۲۸	قبر کے تین عذاب	۳	۱۵۹	نمازیوں کے لیے اجرِ عظیم	۴
۱۲۸	قبر سے نکلنے پر تین عذاب	۴	۱۵۹	نمازی کے لیے خوف و غم نہیں	۵
۱۲۹	5- نماز اور حصولِ جنت		۱۶۰	نماز سے روکنے والا آگ میں جائے گا	۶
۱۸۱	نماز جنت کی کنجی ہے	۱	۱۶۱	نمازیوں کے لیے فرشتوں کا خیر مقدم	۷
۱۸۲	وضو اور نماز و جوب جنت کی دلیل ہے	۲	۱۶۱	آسانی موت	۸
۱۸۲	جنتی ہونے کی خبر	۳	۱۶۳	2- برکاتِ نماز	
۱۸۳	نماز کے وقت جنت کے دروازوں کا	۴	۱۶۳	عنایاتِ خداوندی کا حصول	۱
	کھلنا		۱۶۳	شیطان سے پناہ	۲

صفحہ	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	شمار
۲۰۸	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نماز	۱۸۳	۱۶	نماز اور نیک اعمال	۵
۲۰۸	حضرت امام زین العابدینؑ کی نماز	۱۸۴	۱۷	نماز انسان کو جنت میں لے جائے گی	۶
۲۰۹	حضرت امام جعفر صادقؑ کی نماز	۱۸۵	۱۸	ایک صحابی کا خواب	۷
۲۰۹	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز	۱۸۶	۱۹	مسلم وغیر مسلم میں نشان امتیاز	۸
۲۱۰	حضرت خواجه حسن بصریؒ کی نماز	۱۸۹	۲۰	۷- نماز چھوڑنے پر عتاب	
۲۱۱	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی نماز	۱۹۲	۲۱	باب ۱۶	
۲۱۲	حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۲	۲۲	اللہ کے محبوب نمازی	
۲۱۳	حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۲	۲۳	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز	
۲۱۳	حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۶	۲۴	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز	۱
۲۱۴	حضرت ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۷	۲۵	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز	۲
۲۱۴	حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۹	۲۶	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نماز	۳
۲۱۵	حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۰	۲۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز	۴
۲۲۵	حضرت زاہد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز	۲۰۱	۲۸	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز	۵
۲۱۶	حضرت حسین بن منصور حلاجؒ کی نماز	۲۰۲	۲۹	حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں	۶
۲۱۶	حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کی نماز	۳۰	۳۰	خیال آنے سے باغ وقف کر دیا	
۲۱۶	حضرت شیخ ابوبکر کتائی کی نماز	۲۰۳	۳۱	ایک انصاری صحابی کا واقعہ	۷
۲۱۷	حضرت یوسف بن حسینؒ کی نماز	۲۰۳	۳۲	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نماز	۸
۲۱۷	حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی نماز	۲۰۴	۳۳	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی نماز	۹
۲۱۸	حضرت شیخ حاتم الاصمؒ کی نماز	۲۰۴	۳۴	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز	۱۰
۲۱۸	حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۲۰۵	۳۵	حضرت ابومویٰ اشعریؒ کی نماز	۱۱
۲۲۱	باب ۱۷	۲۰۵		حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نماز	۱۲
۲۲۱	نماز کی خیر و برکت کے واقعات	۲۰۶		حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نماز	۱۳
۲۲۱	نماز پڑھنے کے باعث چکی کا خود بخود	۲۰۶	۱	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نماز	۱۴
	چلنا	۲۰۷		حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی نماز	۱۵

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۲۳۸	نماز کی برکت سے جان بچ گئی	۱۷	۲۲۲	نماز کی برکت سے زمین پر ہاتھ مار کر	۲
۲۴۰	باب ۱۸			اشرفیاں حاصل کرنا	
۲۴۰	اوقات نماز		۲۲۳	ایک نمازی لڑکی کا قصہ	۳
۲۴۱	۱۔ اوقات نماز کے متعلق احادیث		۲۲۴	نماز کی برکت سے چار خصائل کا پیدا ہونا	۴
۲۴۱	حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۱	۲۲۵	حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اور	۵
۲۴۲	حضرت ابن عباسؓ کی روایت	۲		ایک نمازی کا قصہ	
۲۴۳	۲۔ نمازوں کے مسنون اوقات		۲۲۶	نماز کے بعد دعا کی قبولیت کا ایک واقعہ	۶
۲۴۳	۱۔ نماز فجر کا وقت		۲۲۸	نماز کے بعد دعا کرنے سے بیٹنگن سونا بن	۷
۲۴۴	سورج نکلنے سے پہلے نماز فجر	۱		گیا	
۲۴۴	فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا	۲	۲۲۸	اچھے نمازیوں کی آپس میں ملاقات کا	۸
	مسئلہ			ایک واقعہ	
۲۴۵	نماز فجر اُجالے میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے	۳	۲۲۹	نماز کی برکت سے غیب سے کھانا ملنے کا	۹
۲۴۵	فجر کی نماز میں اندھیرے اور اُجالے کا	۴		واقعہ	
	مسئلہ		۲۳۱	نماز کے ذریعے ہاتھ غیبی سے رہنمائی کا	۱۰
۲۴۵	۲۔ نماز ظہر کا وقت			واقعہ	
۲۴۶	ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی پڑھنا	۱	۲۳۲	حضرت ابو حازمؒ کی نمازوں کا حال	۱۱
۲۴۶	گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنی	۲	۲۳۳	ایک نمازی عابد اور ایک تاجر کا قصہ	۱۲
	چاہئے		۲۳۴	ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا	۱۳
۲۴۶	نماز جمعہ کا وقت	۳	۲۳۴	جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے ہر شے اس کی	۱۴
۲۴۷	۳۔ نماز عصر کا وقت			اطاعت کرتی ہے	
۲۴۷	سورج غروب ہونے سے پہلے عصر مکمل	۱	۲۳۵	حضرت ابو بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے نماز	۱۵
	کرنے کی تاکید			پڑھنے کا ایک واقعہ	
۲۴۷	سورج کی بلندی میں نماز پڑھنا	۲	۲۳۷	صالحین کی محفل میں شامل ہونے کا ایک	۱۶
۲۴۸	۴۔ نماز مغرب کا وقت			واقعہ	

صفحہ	عنوان	صفحہ	شمار
۲۶۰	اذان کہنے والے کی بخشش	۲۴۹	۱
۲۶۱	قیامت کے روز انعام خداوندی	۲۴۹	۲
۲۶۲	قیامت کے روز اذان سرفرازی کا نشان ہوگا	۲۵۰	۳
۲۶۲	اذان سے شیطان کا دور بھاگنا	۲۵۱	۴
۲۶۳	آگ جہنم سے نجات	۲۵۲	۵
۲۶۳	۳۔ کلمات اذان	۲۵۲	۱
۲۶۳	الفاظ اذان کے متعلق حدیث مصطفیٰ	۲۵۲	۲
۲۶۴	اذان کہنے کا طریقہ	۲۵۲	۳
۲۶۵	اذان کے بعد دعا	۲۵۳	۴
۲۶۶	صبح کی اذان میں اضافے کے کلمات	۲۵۴	۵
۲۶۷	اقامت یا تکبیر میں اضافی الفاظ	۲۵۴	۱
۲۶۷	۴۔ مسائل اقامت	۲۵۵	۲
۲۶۸	اقامت کہنے کے لیے مؤذن کی اجازت ضروری ہے	۲۵۷	۱
۲۶۸	مسافرت میں اقامت کہنے کا مسئلہ	۲۵۷	۲
۲۶۸	وہ حالت جس میں اقامت نہیں کہی جاسکتی	۲۵۸	۳
۲۶۸	آداب اقامت	۲۵۹	۴
۲۶۹	اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ	۲۵۹	۵
۲۶۹	اذان اور اقامت کا جواب دینے کی فضیلت	۲۶۰	۶
۲۶۹	اذان کے وقت ہر قسم کا کام موقوف کر لینا چاہیے	۲۶۰	۷
	۵۔ عشاء کی نماز کا وقت		
	عشاء کی نماز میں تاخیر کا بیان		۱
	نماز وتر کا وقت		۲
	۳۔ ممنوع و مکروہ اوقات		۱
	تین اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت		۱
	۱۔ طلوع آفتاب		۲
	۲۔ نصف النہار		۳
	۳۔ غروب آفتاب		۴
	ممنوع اوقات کے متعلق شرعی مسائل		۱
	۳۔ نوافل پڑھنے کے اوقات		۲
	۴۔ اوقات نماز کے متعلق دیگر مسائل		۳
	نماز میں مقررہ وقت میں تاخیر کرنے کی ممانعت		۴
	ایک وقت میں دو نمازیں پڑھنا		۵
	باب ۱۹		
	اذان		
	۱۔ حکم اذان		۱
	ابتدائے اذان کی وجہ تسمیہ		۲
	اذان کی ابتدا کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان		۳
	حکم قرآن		۴
	اذان کہنے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم		۵
	۲۔ فضائل اذان		۶

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۲۷۴	طہارت جسم	۱	۲۷۰	راستہ میں چلتے ہوئے اذان کا اقامہ کرنا	۸
۲۷۵	لباس کا پاک ہونا	۲	۲۷۰	اقامت کے جواب کا طریقہ	۹
۲۷۷	نماز کی جگہ کا پاک ہونا	۳	۲۷۰	وہ صورتیں جن میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے	۱۰
۲۷۸	ستر پوشی	۴			
۲۷۹	مرد اور عورت کا ستر	۵	۲۷۰	اذان اور اقامت میں فرق	۱۱
۲۸۰	ستر چھپانا	۶	۲۷۱	۵۔ مسائل اذان	
۲۸۱	نماز کا وقت ہونا	۷	۲۷۱	سنت مؤکدہ	۱
۲۸۲	نماز کی نیت	۸	۲۷۱	اہل جماعت کے لیے اذان کا حکم	۲
۲۸۴	۲۔ استقبال کعبہ		۲۷۱	اذان، نماز کے وقت میں کہنے کا حکم	۳
۲۸۴	ارشاد باری تعالیٰ	۱	۲۷۱	اوصاف مؤذن	۴
۲۸۴	مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کرو	۲	۲۷۲	اعادۂ نماز میں دوبارہ اذان کہنے کی ضرورت نہیں	۵
۲۸۴	قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے کا حکم	۳	۲۷۲	اعادۂ اذان کی ضرورت	۶
۲۸۵	سفر میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی صورت	۴	۲۷۲	اذان کہنے کے مختلف مواقع	۷
			۲۷۲	جن نمازوں سے قبل اذان نہیں	۸
۲۸۵	۳۔ قبلہ رخ نماز پڑھنے کے مسائل		۲۷۳	جن حضرات کی اذان جائز ہے	۹
	مسئلہ خدا کو سجدہ	۱	۲۷۳	جمعہ کے دن ظہر کی اذان نہ کہی جائے	۱۰
۲۸۵	عین کعبہ کی طرف منہ کرنے کا مسئلہ	۲	۲۷۳	قضا نماز کے لیے اذان کا طریقہ کار	۱۱
۲۸۶	کعبہ کے اندر جس طرف چاہے منہ کر لے	۳	۲۷۳	ایک اذان دوسرے مقام کی اذان کے لیے کافی ہے	۱۲
۲۸۶	مریض کا کعبہ رخ منہ کرنا	۴	۲۷۳	گاؤں کی مسجد میں اذان و اقامت	۱۳
۲۸۶	جنگل میں قبلہ رخ تعین کرنا	۵	۲۷۴	باب ۲۰	
۲۸۶	سمت جاننے والے سے پوچھنا چاہیے	۶	۲۷۴	اجزائے نماز	
۲۸۷	۴۔ ارکان نماز		۲۷۴	۱۔ شرائط نماز	

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
	جائز ہے		۲۸۷	۱۔ تکبیر تحریمہ	
۲۹۳	نماز میں قیام پر قادر نہ ہونے کی مختلف صورتیں	۷	۲۸۷	تکبیر تحریمہ کے بارے میں فرمان الہی	۱
	آداب قیام	۸	۲۸۷	نماز کو تکبیر سے شروع کرنا	۲
۲۹۳	۳۔ قرأت		۲۸۸	تکبیر تحریمہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول	۳
۲۹۴	نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا	۱	۲۸۸	تکبیر تحریمہ کی فضیلت	۴
۲۹۵	فرض کی آخری دو رکعت میں صرف سورت فاتحہ کا پڑھنا	۲	۲۸۸	امام اور مقتدی دونوں کو اللہ اکبر کہنا چاہیئے	۵
۲۹۶	امام کے لیے بلند آواز سے قرأت کرنا	۳	۲۸۹	تکبیر تحریمہ اور قیام	۶
۲۹۶	جہر اور آہستہ میں فرق	۴	۲۸۹	تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑا ہونا ضروری ہے	۷
۲۹۶	امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت نہیں کرنی چاہیئے	۵	۲۸۹	امام سے قبل تکبیر تحریمہ کہہ لینے سے نماز نہ ہوگی	۸
۲۹۷	ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا	۶	۲۸۹	تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا	۹
۲۹۷	مسنون سورتیں	۷	۲۹۰	۱۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانا	
۲۹۷	ایک سورت کی مختلف آیات پڑھنا	۸	۲۹۰	۲۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے میں اختلافی مسئلے کا حل	
۲۹۸	بے ترتیبی سورتیں نہ پڑھیں	۹	۲۹۰	نماز میں ہاتھ باندھنا	۱۰
۲۹۸	نوافل میں قرأت	۱۰	۲۹۱	۲۔ قیام	
۲۹۸	نمازوں میں مسنون قرأت	۱۱	۲۹۲	قرآن میں قیام کا حکم	۱
۳۰۰	نماز جمعہ میں مسنون قرأت	۱۲	۲۹۲	نماز میں کھڑا ہونے کے بارے میں حدیث	۲
۳۰۰	عید اور جمعہ میں مشترک سورتوں کی قرأت	۱۳	۲۹۲	نمازوں میں قیام فرض ہے	۳
۳۰۱	عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں مسنون قرأت	۱۴	۲۹۲	نوافل بیٹھ کر پڑھنا	۴
۳۰۱	سورت فاتحہ کے ختم ہونے پر آمین کہنا	۱۵	۲۹۳	قیام ساقط ہونے کا عذر	۵
			۲۹۳	کشتی پر سوار کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھ لینا	۶

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۳۱۸	باب ۲۱		۳۰۲	آمین بالا خفاء کہنا	۱۶
۳۱۸	اذکار نماز		۳۰۲	حضرت شہاب الدین سہروردی کا بیان	۱۷
۳۱۸	دعاے استفتاح	۱	۳۰۲	۴۔ رکوع	
۳۲۰	تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھنا	۲	۳۰۶	قومہ	۱
۳۲۰	تسمیہ پڑھنا	۳	۳۰۶	۵۔ سجدہ	
۳۲۰	سورۃ فاتحہ	۴	۳۰۷	سجدے میں اللہ کی قربت	۱
۳۲۱	سورۃ اخلاص	۵	۳۰۷	سجدہ اور رضائے الہی	۲
۳۲۲	رکوع کی تسبیح	۶	۳۰۷	ابن آدم کو حکم سجدہ	۳
۳۲۲	سجدہ کی تسبیح	۷	۳۰۸	سجدہ اور حصول بہشت	۴
۳۲۲	قعدہ میں تشہد پڑھنا	۸	۳۰۹	مسائل سجدہ	
۳۲۳	رفع سبابہ یعنی تشہد میں انگلی اٹھانا	۹	۳۰۹	ہاتھوں کو زمین پر رکھنے اور کہنیوں کو بلند	۱
۳۲۴	درود شریف	۱۰		کرنے کا حکم	
۳۲۴	۱۔ نماز میں پڑھا جانے والا درود		۳۰۹	سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ	۲
۳۲۵	۲۔ درود کا جواب		۳۱۰	گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھنے کی تاکید	۳
۳۲۶	۳۔ قبر مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ		۳۱۱	سجدے میں ہاتھوں کو بچھانے کی ممانعت	۴
	علیہ وسلم درود سنتے ہیں		۳۱۱	پیشانی اور ناک مجروح ہونے کی صورت	۵
۳۲۶	۴۔ درود پڑھنے والے کے لئے نبی		۳۱۱	کوئی چیز بچھا کر سجدہ کرنا	۶
	پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت		۳۱۱	سجدہ کرتے وقت ضروری احتیاط	۷
۳۲۶	فضائل درود شریف	۱۱	۳۱۲	سجدے میں تسبیح پڑھنے کا حکم	۸
۳۲۷	۱۔ دس بار رحمت کا نزول		۳۱۲	سجدے میں حضوری قلب	۹
۳۲۷	۲۔ درود پڑھنے والوں پر فرشتوں کا		۳۱۴	دو سجدوں کے درمیان جلسہ	۱۰
	رحمت بھیجنا		۳۱۴	۶۔ قعدہ اخیرہ	
۳۲۷	۳۔ حصول قربت کا ذریعہ		۳۱۶	”الْسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ	۱
۳۲۸	۴۔ بخل کی ایک صورت			”کہہ کر نماز کی تکمیل کرنا	

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۳۲۸	حکایت	۳	۳۲۸	۵۔ درود پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے	
۳۲۸	حکایت	۴			
۳۲۸	حضرت نظام الدین اولیاء کا ارشاد	۵	۳۲۹	۱۲۔ نماز میں درود ابراہیمی کے بعد دعا	
۳۲۹	حکایت	۶	۳۲۹	۱۔ دعائے مغفرت	
۳۲۹	حکایت	۷	۳۲۹	۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	
۳۵۱	حکایت	۸	۳۲۹	۳۔ وہ دعا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی	
۳۵۱	حکایت	۹			
۳۵۲	دُعا کی کرامت	۱۰	۳۳۰	۴۔ حضرت ابو بکر صدیق کی دعا	
۳۵۲	خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول	۱۱	۳۳۰	۵۔ دین و دنیا میں بھلائی حاصل کرنے کی دعا	
۳۵۲	غیب کی صدا	۱۲			
۳۵۲	دعا کا معمول	۱۳	۳۳۱	باب ۲۲ فضائل دُعا	
۳۵۳	حضرت ابراہیم بن ادھم کا طرز عمل	۱۴	۳۳۱		
۳۵۳	حکایت	۱۵	۳۳۲	حکم دعا	۱
۳۵۳	حکایت	۱۶	۳۳۶	فضیلت دعا	۲
۳۵۳	ایک دعا کا قصہ	۱۷	۳۳۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت	۳
۳۵۵	حکایت	۱۸	۳۳۹	حکایت	۴
۳۵۶	حکایت	۱۹	۳۴۰	حکایت	۵
۳۵۶	عجب انداز دعا	۲۰	۳۴۲	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا	۶
۳۵۷	حکایت	۲۱	۳۴۲	دُعا یا رضا	۷
۳۵۷	ایک دُعا کا اثر	۲۲	۳۴۳	ارشادات صوفیاء	۸
۳۵۸	باب ۲۳		۳۴۵	دعا قبول نہ ہونے کی وجہ	۹
۳۵۸	نماز کے بعد کی دُعا		۳۴۶	حکایات دُعا	
۳۵۸	نماز سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہنا	۱	۳۴۶	دعا کی برکت کا واقعہ	۱
۳۵۸	استغفار اور سلامتی کی دُعا	۲	۳۴۷	حکایت	۲

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۳	اقرار توحید کی دعا	۳۵۸		استغفار	
۴	پناہ کی دعا	۳۵۹	۴	حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دعائے استغفار	۳۶۹
۵	شرک سے بچنے کی دعا	۳۵۹	۵	ہر مجلس میں استغفار کا حکم	۳۶۹
۶	فقراء مہاجرین کو بتائی جانے والی دعا	۳۶۰	۶	نماز کے بعد دعائے استغفار	۳۷۰
۷	ہر نماز کے بعد پڑھا جانے والا وظیفہ	۳۶۰	۷	نماز تہجد کے وقت کا استغفار	۳۷۰
۸	گناہوں سے بخشش کی دعا	۳۶۱	۸	وضو سے پہلے دعائے استغفار	۳۷۱
۹	صبح اور مغرب کی نماز کے بعد پڑھا جانے والا وظیفہ	۳۶۱	۹	وضو کے بعد دعائے استغفار	۳۷۱
۱۰	ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے	۳۶۱	۱۰	مسجد میں داخل ہونے کا استغفار	۳۷۲
۱۱	ہر نماز کے بعد معوذات پڑھنا	۳۶۲	۱۱	مسجد سے باہر نکلتے وقت کا استغفار	۳۷۲
۱۲	نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا حکم	۳۶۲	۱۲	قضائے حاجت کے بعد کا استغفار	۳۷۲
	توبہ استغفار کی دعائیں	۳۶۳	۱۳	اگلے پچھلے گناہوں کی معافی کا استغفار	۳۷۲
۱	حضرت آدم علیہ السلام کی دعا	۳۶۳	۱۴	بخشش اور توبہ	۳۷۳
۲	حضرت نوح علیہ السلام کی دعائے استغفار	۳۶۳	۱۵	وسعت رحمت کا استغفار	۳۷۳
	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا	۳۶۳	۱۶	نادانستہ گناہوں سے معافی	۳۷۳
۳	حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا	۳۶۴	۱۷	دل کی پاکیزگی کے لیے	۳۷۴
۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا	۳۶۴	۱۸	ہنسی مذاق کے گناہوں سے معافی کا استغفار	۳۷۴
۵	حضرت یونس علیہ السلام کی دعا	۳۶۴	۱۹	گمراہ کن فتنوں سے بچنے کی دعا	۳۷۴
۶	استغفار کی متفرق دعائیں	۳۶۵	۲۰	بخشش اور برکت رزق کا استغفار	۳۷۵
	احادیث اور استغفار کی دعائیں	۳۶۵	۲۱	بخشش اور حصول جنت	۳۷۵
۱	سید الاستغفار	۳۶۷	۲۲	قبول توبہ کی دعا	۳۷۵
۲	کلمہ استغفار	۳۶۸	۲۳	اچھے کاموں میں رہنمائی طلب کرنا	۳۷۵
۳	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ	۳۶۸	۲۴	مغفرت رحمت عافیت اور ہدایت حاصل کرنے کا استغفار	۳۷۶

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۳۸۴	سجدہ سہو جن صورتوں میں ضروری ہے	۲	۳۷۶	بہترین دُعائے مغفرت	۲۵
۳۸۴	کم رکعات پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کرنا	۳	۳۷۶	دوزخ سے نجات کا استغفار	۲۶
			۳۷۷	باب ۲۲	
۳۸۶	قعدہ چھوٹ جانے کی صورت میں سجدہ سہو	۴	۳۷۷	آداب تلاوت	
			۳۷۸	با وضو پڑھنا	۱
۳۸۶	شک کی صورت میں سجدہ کرنے کا حکم	۵	۳۷۸	قرآن پاک کو خوش کن آواز سے تلاوت کرنا	۲
۳۸۷	مقررہ تعداد سے زیادہ رکعت پر سجدہ سہو کرنے کا حکم	۶	۳۷۸	تلاوت اس وقت تک کرو جب تک دل چاہے	۳
۳۸۸	مسائل سجدہ سہو			قرآن پاک پڑھ کر بھلانے کی سزا	۴
۳۸۸	بھول کر سورۃ فاتحہ دوبارہ پڑھنا	۱	۳۷۹	تین رات سے کم میں قرآن پاک پڑھنے کی ممانعت	۵
۳۸۸	سورہ فاتحہ پڑھتے وقت سہو ہونا	۲	۳۷۹	گا کر قرآن پاک پڑھنے کی ممانعت	۶
۳۸۸	واجب بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو	۳	۳۷۹	بلند یا پست آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت	۷
۳۸۸	الحمد کے بعد التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو	۴	۳۸۰	قرآن مجید کو صحیح قرأت سے پڑھنا	۸
۳۸۹	الحمد سے پہلے سورت کا پڑھنا	۵	۳۸۱	ختم قرآن کب بہتر ہے	۹
۳۸۹	پہلے قعدہ میں بھول کر التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا	۶	۳۸۱	لیٹ کر قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں	۱۰
۳۸۹	سورت پڑھتے ہوئے رک جانے کی صورت	۷	۳۸۲	غلط پڑھنے والے کو صحیح بتلانا واجب ہے	۱۱
			۳۸۲	بوسیدہ قرآن کو جلانا منع ہے	۱۲
۳۸۹	نماز میں ایک سجدہ بھول جانا	۸	۳۸۲	قرآن پاک کا ادب کرنا چاہیے	۱۳
۳۸۹	پہلے قعدہ میں التحیات لوٹا کر پڑھنا	۹	۳۸۳	باب ۲۵	
			۳۸۳	سجدہ سہو	
۳۹۰	قرأت میں زائد الفاظ کا ملانا درست	۱۰	۳۸۳	سجدہ سہو کا طریقہ	۱۴

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۳۹۴	دُعائے قنوت پڑھنا بھول جانا	۲۵	۳۹۰	نہیں	۱۱
۳۹۴	آخری قعدہ میں جب سجدہ یاد آئے تو کر لے	۲۶	۳۹۰	سورت کو دو دفعہ پڑھنے میں سجدہ سہو نہیں	۱۲
۳۹۴	ایک سے زائد سہو پر ایک سجدہ سہو	۲۷	۳۹۰	سجدہ سہو کا واجب ہونا	۱۳
۳۹۴	سلام پھیرتے وقت سجدہ سہو کا یاد آنا	۲۸	۳۹۰	فرض نماز میں سورت ملانا بھول جانے سے سجدہ سہو کرنا چاہیے	۱۴
۳۹۴	سجدہ سہو کے بعد سجدہ سہو والا فعل ہونے سے پہلا سجدہ سہو کافی ہوگا	۲۹	۳۹۰	قرأت میں بلند یا آہستہ آواز میں سجدہ سہو کی ضرورت	۱۵
۳۹۵	باب ۲۶ متعلقات نماز		۳۹۱	اذکار نماز کی بے ترتیبی	۱۶
۳۹۵	۱۔ واجبات نماز		۳۹۱	قعدہ میں ایک سے زائد مرتبہ التحیات پڑھنا	۱۷
۳۹۶	مسائل واجبات	۱	۳۹۱	درمیانی تشہد بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو	۱۸
۳۹۷	۲۔ نماز کی سنتیں		۳۹۱	دو رکعت پڑھ کر کھڑا ہونے کی صورت وجوب سجدہ سہو	۱۹
۴۰۰	۳۔ مستحبات نماز		۳۹۲	نماز پڑھتے ہوئے رک جانا	۲۰
۴۰۱	۴۔ مفسدات نماز		۳۹۲	امام کا قعدہ اولیٰ میں بھول جانا	۲۱
۴۰۱	کلام کرنے سے نماز کا ٹوٹنا	۱	۳۹۲	آخری قعدہ میں بھول کر کھڑے ہو جانا	۲۲
۴۰۱	سلام کا جواب دینا	۲	۳۹۳	فرض نماز کی چوتھی رکعت میں بیٹھ کر کھڑے ہو جانا	۲۳
۴۰۱	يُوحَمِّكَ اللَّهُ کہنے سے نماز کا فاسد ہونا	۳		چار کی بجائے تین رکعت پڑھ جانا	۲۴
۴۰۲	شی کی خبر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے سے نماز کا فاسد ہونا	۴		چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرنا	
۴۰۲	تکلیف کی وجہ سے چیخ و پکار کرنا	۵			
۴۰۲	قرأت میں کوئی فحش غلطی کرنا	۶			
۴۰۲	اذان کا جواب دینا	۷			
۴۰۳	نماز میں دیکھ کر قرآن پڑھنا	۸			
۴۰۳	امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دینا	۹			

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۴۱۵	منہ میں کوئی چیز ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۱۱	۴۰۳	نماز توڑنے والے کام	۱۰
۴۱۵	قیص پہنے بغیر نماز پڑھنا	۱۲	۴۰۵	۵۔ نماز توڑنے کی جائز صورتیں	۱
۴۱۵	نماز میں انگلیاں چٹکانا مکروہ ہے	۱۳	۴۰۵	کسی کی جان بچانے کیلئے نماز توڑنا	۲
۴۱۵	سر اور منہ چھپانا	۱۴	۴۰۵	اپنی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا	۳
۴۱۶	حالت نماز میں اعتجاز مکروہ ہے	۱۵	۴۰۶	نماز توڑنے کی واجب صورت	۴
۴۱۶	جمائی لینا مکروہ ہے	۱۶	۴۰۶	نماز توڑنے کی مستحب صورت	۵
۴۱۶	ہاتھوں سے کنکریاں دور کرنا مکروہ ہے	۱۷	۴۰۶	نماز توڑنے کی مباح صورتیں	۶
۴۱۷	سجدے کی جگہ سے مٹی برابر کرنا مکروہ ہے	۱۸	۴۰۷	جماعت میں شامل ہونے کیلئے نماز توڑنا	۶
۴۱۷	جمعہ کا خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا	۱۹	۴۰۷	۶۔ مکروہات نماز	
۴۱۷	امام سے پہلے رکوع و سجود کرنا	۲۰	۴۱۰	مکروہات تنزیہی	
۴۱۷	کسی کی خاطر ارکان نماز کو طول دینا مکروہ ہے	۲۱	۴۱۱	مکروہات تحریمی	
۴۱۸	ترتیب سے قرآن مجید نہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے	۲۲	۴۱۱	خلاف دستور کپڑا لٹکانا	۱
۴۱۸	امام کا تنہا چبوترے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے	۲۳	۴۱۲	کپڑے کو سمیٹنا درست نہیں	۲
۴۱۸	کھلے سینے نماز پڑھنا مکروہ ہے	۲۴	۴۱۲	نماز میں کپڑوں یا ڈاڑھی سے کھیلنے کی ممانعت	۳
۴۱۸	سات مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۲۵	۴۱۲	آستین چڑھانا مکروہ ہے	۴
۴۱۹	نماز کے وقت تک تاخیر کرنا مکروہ ہے	۲۶	۴۱۳	نماز میں کمربا کو لہے پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے	۵
۴۱۹	مکروہ اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے	۲۷	۴۱۳	نماز میں ادھر ادھر دیکھنا مکروہ ہے	۶
۴۱۹	تصویر کے احکام	۲۸	۴۱۴	نماز میں آسمان کی طرف نہ دیکھیں	۷
			۴۱۴	قضائے حاجت کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے	۸
			۴۱۴	جو نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہو اس کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے	۹
			۴۱۴	نماز میں کھڑے پاؤں پر بیٹھنا مکروہ ہے	۱۰

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۴۳۵	مسجد میں جانے سے مہمانی جنت کا	۶	۴۲۱	تعدیل ارکان ملحوظ خاطر نہ رکھنا مکروہ ہے	۲۹
	شرف حاصل ہونا		۴۲۱	قبرستان میں نماز پڑھنے کا بیان	۳۰
۴۳۶	خدمت مسجد، گواہی ایمان ہے	۷	۴۲۲	باب ۲۷	
۴۳۶	۲۔ آداب مسجد		۴۲۲	رکعات نماز	
۴۳۷	مسجد میں داخل اور خارج ہونے کی	۱	۴۲۳	۱۔ فرض رکعات کا بیان	
	دعائیں		۴۲۳	۲۔ سنت رکعات کا بیان	
۴۳۷	مسجد کو صاف ستھرا رکھنا	۲	۴۲۳	سنت مؤکدہ	۱
۴۳۷	ہنسی مذاق اور دنیاوی باتوں کی ممانعت	۳	۴۲۴	سنت غیر مؤکدہ	۲
۴۳۸	مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت	۴	۴۲۴	نماز سے قبل یا بعد میں پڑھی جانے والی	۳
۴۳۸	شعر گوئی کی ممانعت	۵		سنتوں کا بیان	
۴۳۹	مسجد میں بلند آواز کسے کی ممانعت	۶	۴۲۴	۱۔ نماز فجر کی سنتیں	
۴۴۰	مسجد میں حلقے بنانا یعنی گروہ بندی کی	۷	۴۲۶	۲۔ ظہر کی سنتیں	
	ممانعت		۴۲۷	۳۔ نماز جمعہ کی سنتیں	
۴۴۰	مسجد میں تھوکنے کی ممانعت	۸	۴۲۸	۴۔ نماز عصر کی سنتیں	
۴۴۱	پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانے کی	۹	۴۲۸	۵۔ عشاء کی سنتیں	
	ممانعت		۴۲۹	سنتوں کے متعلقہ مسائل	
۴۴۱	مسجد میں غسل اور وضو کی ممانعت	۱۰	۴۳۱	باب ۲۸	
۴۴۱	نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں مسجد	۱۱	۴۳۱	احکام مسجد	
	کو بند کرنا		۴۳۱	۱۔ فضائل مسجد	
۴۴۱	مسجد میں کھانا اور سونا	۱۲	۴۳۲	مساجد جنت کے باغ ہیں	۱
۴۴۲	مسجد میں اپنے لیے جگہ متعین کرنا	۱۳	۴۳۳	مساجد بہترین جگہوں میں سے ہیں	۲
۴۴۲	مسجد میں سوال کرنا	۱۴	۴۳۴	مساجد اللہ کو بہت محبوب ہیں	۳
۴۴۲	مسجد میں فخر کرنے کی ممانعت	۱۵	۴۳۴	مساجد سے لگاؤ کا اجر	۴
۴۴۲	مسجد کو راستہ بنا لینا درست نہیں	۱۶	۴۳۵	دور سے مسجد میں آنے کا ثواب	۵

صفحہ	عنوان	صفحہ	شمار
۱۷	مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا	۴۴۳	۱۷
۱۸	مسجد میں دینی علوم پڑھنا اور پڑھانا	۴۴۳	۱۸
۴۵۳	۳۔ درجات مساجد	۴۴۳	۴۵۳
۴۵۳	تین مسجدوں کی طرف سفر کرنے کا حکم	۴۴۴	۴۵۳
۴۵۴	خیر سیکھنے کے لیے مسجد نبوی میں آنا	۴۴۴	۴۵۴
۴۵۵	ریاض الجنہ	۴۴۵	۴۵۵
۴۵۵	۴۔ تعمیر مسجد کا اجر و مسائل	۴۴۵	۴۵۵
۴۵۶	تعمیر مسجد جنت میں گھر بنانا ہے	۴۴۶	۴۵۶
۴۵۶	محلوں میں مساجد تعمیر کرنا	۴۴۶	۴۵۶
۴۵۶	سات جگہیں مسجد نہیں	۴۴۶	۴۵۶
۴۵۷	مسجد میں جھاڑو دینے کا ثواب	۴۴۷	۴۵۷
۴۵۷	گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم	۴۴۸	۴۵۷
۴۵۸	باب ۲۹	۴۴۹	۴۵۸
۴۵۸	جماعت	۴۴۹	۴۵۸
۴۵۸	۱۔ جماعت کے متعلق حکم خداوندی	۴۴۹	۴۵۸
۴۵۹	۲۔ فضائل جماعت	۴۵۰	۴۵۹
۴۶۰	ستائیس درجے ثواب	۴۵۰	۴۶۰
۴۶۰	چالیس دن باجماعت نماز کا اجر	۴۵۰	۴۶۰
۴۶۰	نماز باجماعت کا درجہ قبولیت	۴۵۱	۴۶۰
۴۶۱	مسند میں ہوتے ہوئے جماعت میں	۴۵۱	۴۶۱
۴۶۱	شامل ہونے کی تاکید	۴۵۱	۴۶۱
۴۶۱	نماز فجر اور عشاء کی جماعت میں شامل	۴۵۱	۴۶۱
۴۶۲	ہونے کا اجر	۴۵۲	۴۶۲
۴۶۲	ایک سے زائد آدمی کو جماعت سے نماز	۴۵۲	۴۶۲
۴۶۲	پڑھنی چاہیے	۴۴۳	۴۶۲
۴۵۳	مسلمانوں کا امتیاز یعنی نماز باجماعت	۴۴۳	۴۵۳
۴۵۳	۳۔ ترک جماعت پر رسول اکرم ﷺ کا	۴۴۳	۴۵۳
۴۵۳	اظہار ناراضگی	۴۴۴	۴۵۳
۴۵۴	منافقانہ روش کی علامت	۴۴۴	۴۵۴
۴۵۵	۴۔ نماز باجماعت کے فائدے	۴۴۵	۴۵۵
۴۵۵	جذبہ اطاعت	۴۴۵	۴۵۵
۴۵۶	باہمی ہمدردی	۴۴۶	۴۵۶
۴۵۶	حصول رحمت کا ذریعہ	۴۴۶	۴۵۶
۴۵۶	شوق عبادت اور رغبت کا پیدا ہونا	۴۴۶	۴۵۶
۴۵۷	بیداری انسانیت	۴۴۷	۴۵۷
۴۵۷	۵۔ جماعت ثانی	۴۴۸	۴۵۷
۴۵۸	۶۔ جماعت میں شامل نہ ہونے کے	۴۴۹	۴۵۸
۴۵۸	شرعی عذرات	۴۴۹	۴۵۸
۴۵۸	شدید سردی یا بارش	۴۴۹	۴۵۸
۴۵۹	شدت بھوک	۴۵۰	۴۵۹
۴۶۰	پیشاب یا پاخانہ کا زور ہونا	۴۵۰	۴۶۰
۴۶۰	۷۔ عورتوں کی جماعت میں شمولیت	۴۵۰	۴۶۰
۴۶۰	عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے	۴۵۱	۴۶۰
۴۶۱	عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکا جائے	۴۵۱	۴۶۱
۴۶۱	مساجد جانے کی اجازت	۴۵۱	۴۶۱
۴۶۲	عورت کے لیے خوشبو لگا کر مسجد میں جانے کی ممانعت	۴۵۲	۴۶۲

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
	چاہئے		۴۶۲	آداب مساجد کو مد نظر رکھنا	۵
۴۷۱	امام کا اونچی جگہ پر کھڑے ہونا درست نہیں	۵	۴۶۳	۸۔ صف بندی	
			۴۶۳	صفیں سیدھی کرنے کا حکم	۱
۴۷۲	لڑکوں کا جماعت میں کھڑے ہونے کا مقام	۶	۴۶۵	پہلی صف کی فضیلت	۲
			۴۶۵	فرشتوں کی طرح صفیں باندھو	۳
۴۷۲	۱۰۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ		۴۶۶	امام کے نزدیک اہل علم کو کھڑا ہونا چاہئے	۴
۴۷۴	سترہ		۴۶۷	بڑوں کو آگے اور بچوں کو پیچھے کھڑا ہونا	۵
۴۷۴	کجاوے کی پچھلی لکڑی کی مانند سترہ کھڑا کرنا	۱		چاہئے	
			۴۶۷	پہلی صف کو پورا کرنے کا حکم	۶
۴۷۵	شیطان کا نماز کو قطع کرنا	۲	۴۶۷	امام کے دائیں طرف کھڑا ہونے کی فضیلت	۷
۴۷۵	سترہ کی صورت میں نمازی کے آگے سے گزرنا	۳	۴۶۸	صفیں برابر کرنے کے بعد تکبیر تحریرہ	۸
۴۷۵	نمازی کے آگے سے جانور کا گزرنا	۴	۴۶۸	عورتوں کے لیے کھڑے ہونے کی بہترین جگہ	۹
۴۷۶	امام کے آگے سترہ	۵			
۴۷۷	باب ۳۰		۴۶۸	صف بندی کے درمیان خالی جگہ نہیں	۱۰
۴۷۷	امامت			چھوڑنی چاہئے	
۴۷۷	۱۔ اوصاف امام		۴۶۹	۹۔ امام اور مقتدیوں کا جماعت میں کھڑے ہونے کا طریقہ	
۴۷۸	عالم اور متقی کو امام بنانا چاہئے	۱			
۴۷۹	بہتر شخص کو امام بنانا	۲	۴۶۹	امام اور ایک مقتدی کے کھڑے ہونے کی صورت	۱
۴۷۹	نا بیٹے کو امام بنانا	۳			
۴۷۹	تین مسلمانوں میں سے زیادہ لائق کو امام بنانا چاہئے	۴	۴۷۰	امام کے ساتھ بعد میں شامل ہونے والے مقتدی	۲
۴۸۰	امامت کو ایک دوسرے پر ڈالنا	۵	۴۷۰	امام کے آگے بڑھنے کی صورت	۳
۴۸۰	نا بالغ کی امامت	۶	۴۷۱	عورتوں کو مردوں کے پیچھے علیحدہ کھڑا ہونا	۴

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	شمار
۴۹۳	امام کی پیروی کرنے کا حکم	۴۸۲	فاسق اور فاجر کو امام نہیں بنایا چاہیے	۷
۴۹۴	اقتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل	۴۸۴	قابل نفرت شخص کی امامت	۸
۴۹۴	امام سے سبقت کرنے کی ممانعت	۴۸۴	ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر امامت خلاف شرع ہے	۹
۴۹۵	۲۔ مقتدیوں کی قسمیں	۴۸۴	۲۔ امامت پر اجرت	
۴۹۵	مدرک کی نماز	۴۸۵	۳۔ فرائض امام	
۴۹۶	لاحق کی نماز	۴۸۵	صف بندی کرانا	۱
۴۹۶	مسبق کی نماز	۴۸۵	مقتدیوں کی ضرورت اور معذوریوں کو مد نظر رکھنا	۲
۵۰۱	مسبق لاحق کی نماز	۴۸۶	بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو ہلکا کرنا	۳
۵۰۳	باب ۳۲			
۵۰۳	نماز وتر			
۵۰۳	وتر پڑھنے کی تاکید	۴۸۶	بیماروں کے لیے نماز کو ہلکا کرنے کی تاکید	۴
۵۰۳	وتر پڑھنے کا وقت			
۵۰۵	وتر کی رکعتیں	۴۸۷	مکبر مقرر کرنا	۵
۵۰۵	وتر آخر شب میں پڑھنا افضل ہے	۴۸۷	بہت طویل قرأت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی کا اظہار	۶
۵۰۶	وتروں کی مسنون قرأت			
۵۰۷	وتروں کی قضا پڑھنا	۴۸۸	ائمہ کو اچھی طرح نماز پڑھانے کی تلقین	۷
۵۰۷	وتروں کی جماعت	۴۸۸	۴۔ امام کا اپنا خلیفہ کرنا	
۵۰۷	دعائے قنوت	۴۸۹	۵۔ مسائل امامت	
۵۰۹	باب ۳۳	۴۹۱	امامت کے لیے نااہل حضرات	۱
۵۰۹	نماز جمعہ	۴۹۱	۶۔ نماز میں لقمہ دینا	
۵۰۹	۱۔ یوم جمعہ کی فضیلت و اہمیت	۴۹۳	باب ۳۱	
۵۰۹	دنوں کا سردار دن	۴۹۳	احکام اقتداء	
۵۱۰	مسجدوں کے دروازوں پر ملائکہ کے	۴۹۳	مسائل اقتداء	

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۵۲۶	شرائط و جوب	۶		تشریف لانے کا دن	
۵۲۷	۵۔ شرائط صحت جمعہ		۵۱۱	خیر کثیر کا دن	۳
۵۲۸	مصر جامع	۱	۵۱۲	جمعہ کے دن جبریل علیہ السلام کعبہ میں	۴
۵۲۸	خطبہ	۲		اپنا جھنڈا نصب کرتے ہیں	
۵۲۸	وقت ظہر	۳	۵۱۳	جمعہ کے روز مستجاب دعا کا وقت	۵
۵۲۹	جماعت	۴	۵۱۵	عطائے رزق کا خصوصی دن	۶
۵۲۹	اذن عام	۵	۵۱۶	جمعہ کے روز غروب آفتاب قبولیت دعا کی	۷
۵۳۰	نماز جمعہ کے لیے مسلمان حکمران	۶		ساعت ہے	
۵۳۰	۶۔ مسائل خطبہ		۵۱۶	جمعہ کے دن کی خصوصی دعا	۸
۵۳۰	خطبہ میں مسنون مضمون	۱	۵۱۷	۲۔ نماز جمعہ کا حکم	
۵۳۱	خطبے کے دوران مسنون امور	۲	۵۲۰	۳۔ فضائل نماز جمعہ	
۵۳۱	دو خطبے	۳	۵۲۱	گناہوں کی بخشش کا ذریعہ	۱
۵۳۲	دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا مستحب	۴	۵۲۱	عذاب قبر سے نجات	۲
	ہے		۵۲۲	حصول جنت	۳
۵۳۳	دوران خطبہ دوزانو ہو کر بیٹھنا چاہیے	۵	۵۲۲	نماز جمعہ کا اجر	۴
۵۳۳	غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا خلاف	۶	۵۲۲	مسلمانوں کے لیے فوقیت کا دن	۵
	سنت ہے		۵۲۳	جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ تسمیہ	۶
۵۳۳	اثنائے خطبہ کلام کرنا ممنوع ہے	۷	۵۲۴	۴۔ ترک جمعہ پر وعیدیں	
۵۳۳	منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا مسنون ہے	۸	۵۲۴	دل پر مہر لگنا	۱
۵۳۴	امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد نماز و کلام کی	۹	۵۲۴	علامت منافقت	۲
	ممانعت		۵۲۵	ترک جمعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا	۳
۵۳۴	دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنے کی ممانعت	۱۰		اظہار ناراضگی	
۵۳۵	خطبہ اور نماز کے درمیان وقفہ ڈالنے کی	۱۱	۵۲۵	ترک جمعہ پر صدقہ کرنا	۴
	ممانعت		۵۲۶	شرائط نماز جمعہ	۵

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۵۴۷	معذور کے لیے نماز جمعہ پڑھنے کا مسئلہ	۱۰	۵۳۵	سر پر سیاہ پگڑی رکھنا	۱۲
۵۴۷	نماز اور خطبے میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال	۱۱	۵۳۵	۷۔ آداب جمعہ	
۵۴۸	باب ۳۴		۵۳۶	استقبال جمعہ	۱
۵۴۸	عیدین		۵۳۶	جمعہ کے دن غسل کرنا	۲
۵۴۹	۱۔ عید الفطر		۵۳۷	گردن پھلانگنے کی ممانعت	۳
۵۴۹	۲۔ عید الضحیٰ		۵۳۸	نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت	۴
۵۵۰	احکامات عید الفطر و عید الضحیٰ		۵۳۸	مسجد میں جلدی جانا	۵
۵۵۱	عیدین کے دن دو رکعت نماز پڑھنا	۱	۵۴۰	جمعہ کے روز درود شریف پڑھنا	۶
	واجب ہے		۵۴۱	جمعہ کا افضل ترین ذکر	۷
۵۵۱	نماز عیدین بغیر اذان اور اقامت کے ہے	۲	۵۴۲	جمعہ کے دن کی مسنون قراءتیں	۸
۵۵۱	خطبہ عیدین	۳	۵۴۳	جمعہ کے لیے الگ لباس بنوا کر رکھنا	۹
۵۵۱	عیدین پڑھنے کا وقت	۴	۵۴۳	پیدل جا کر نماز جمعہ پڑھنے کا ثواب	۱۰
۵۵۲	غسل اور اچھا لباس پہننا	۵	۵۴۴	۸۔ مسائل نماز جمعہ	
۵۵۲	صدقہ فطر ادا کرنا	۶	۵۴۴	نماز جمعہ کی ایک رکعت پانا	۱
۵۵۳	عید الفطر ادا کرنے سے پہلے میٹھی چیز کھانا	۷	۵۴۴	نماز جمعہ میں امام کے بیٹھنے پر جماعت	۲
	سنت ہے			میں شامل ہونا	
۵۵۳	پیدل راستہ بدل کر جانا آنا سنت ہے	۸	۵۴۵	نماز جمعہ کے بعد کھانا کھانا اور قیلول کرنا	۳
۵۵۳	عید کے دن اظہار خوشی	۹		سنت ہے	
۵۵۳	نماز عید میں عورتوں کی شمولیت	۱۰	۵۴۵	عورتوں کی نماز جمعہ	۴
۵۵۴	۲۔ نماز عید پڑھنے کا طریقہ اور مسائل		۵۴۵	جمعہ کی نماز کا متعدد مقامات پر ہونا	۵
۵۵۶	۳۔ تکبیرات تشریق		۵۴۵	میدان میں نماز جمعہ	۶
۵۵۸	باب ۳۵		۵۴۶	جمعہ کے دن سفر پر روانہ ہونا	۷
۵۵۸	نماز مسافر		۵۴۶	مسافر پر جمعہ واجب نہیں	۸
۵۵۹	۱۔ نماز قصر کا حکم		۵۴۶	بڑی جماعت میں سجدہ سہونہ کیا جائے	۹

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
	نماز		۵۵۹	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان	۱
۵۶۶	مسافر کی نماز ظہر	۱۵	۵۵۹	حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت	۲
۵۶۶	۵۔ تبدیلی وطن کی صورت میں صلوٰۃ قصر		۵۶۰	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول	۳
۵۶۸	۶۔ عورت کی نماز قصر		۵۶۰	حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث	۴
۵۶۹	۷۔ نماز سفر میں سنت اور نفل پڑھنا		۵۶۱	۲۔ فاصلہ سفر	
۵۷۱	۸۔ مختلف نوعیت کے مسافروں کی نماز		۵۶۲	۳۔ مدت قصر	
۵۷۱	ریل کے سفر میں نماز	۱	۵۶۲	۴۔ مسائل صلوٰۃ قصر	
۵۷۱	ہوائی جہاز پر نماز	۲	۵۶۲	آبادی سے باہر نکل کر قصر شروع کرنا	۱
۵۷۲	بحری جہاز میں نماز	۳	۵۶۳	نیت قصر	۲
۵۷۲	کشتی پر نماز	۴	۵۶۳	نمازوں کی دوبارہ قصر پڑھنا	۳
۵۷۲	سواری پر نماز پڑھنا	۵	۵۶۳	بھول کر چار رکعت پڑھنا	۴
۵۷۳	باب ۳۶		۵۶۳	خانہ بدوش کی نماز	۵
۵۷۳	قضا نماز کی ادائیگی		۵۶۴	سیاح کی نماز قصر	۶
۵۷۳	مسائل قضا نماز		۵۶۴	پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی صورت	۷
۵۷۳	نماز قضا کرنے کا گناہ	۱	۵۶۴	مسافر کی قضا نمازیں	۸
۵۷۳	نماز کو قضا کرنے کا شرعی عذر	۲	۵۶۴	سفر میں مقیم امام کے پیچھے پوری نماز	۹
۵۷۴	فرض نماز کی قضا	۳		پڑھنا	
۵۷۴	فجر کی سنتوں کی قضا	۴	۵۶۴	مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدیوں کی نماز	۱۰
۵۷۴	سنت مؤکدہ اور نوافل کی قضا	۵	۵۶۵	مسافر امام کے پیچھے مقیم اور مسافر	۱۱
۵۷۴	سوتے یا بھولے میں قضا ہونا	۶		مقتدیوں کی نماز	
۵۷۴	اکیلے کی قضا نماز کی ادائیگی	۷	۵۶۵	مقیم مقتدی کی صورت میں نماز پوری	۱۲
۵۷۵	قضا نماز کی جماعت	۸		کرنے کا طریقہ	
۵۷۵	قضا نماز پڑھنے کا وقت	۹	۵۶۶	مسافر امام کا قصد چار رکعت پڑھنا	۱۳
۵۷۵	قضا نماز کی نیت	۱۰	۵۶۶	مسافر امام کی اقتداء میں مقیم مسبوق کی	۱۴

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۵۸۳	رکوع اور سجود کی جگہ اشارہ کرنا	۲	۵۷۵	نماز فجر قضا پڑھنے کا طریقہ	۱۱
۵۸۴	ٹیک لگا کر بیٹھنے کی اجازت	۳	۵۷۵	نماز عصر	۱۲
۵۸۴	اشارے کا طریقہ کار	۴	۵۷۶	کئی نمازوں کی قضا	۱۳
۵۸۴	رکوع اور سجدہ کا دیگر طریقہ	۵	۵۷۶	کئی مہینوں کی قضا پڑھنے کا طریقہ	۱۴
۵۸۴	پیشانی پر زخم کی صورت	۶	۵۷۶	نماز جمعہ کی قضا نہیں	۱۵
۵۸۴	تھوڑی نماز بیٹھ کر اور تھوڑی کھڑے ہو کر پڑھنا	۷	۵۷۶	عیدین کی بھی قضا نہیں	۱۶
۵۸۴	بیہوشی سے ہوش میں آنے پر نماز پڑھنا	۸	۵۷۷	وقت کی تنگی میں ادا نماز پہلے پڑھنا	۱۷
۵۸۵	مسلل بے ہوشی کی صورت میں قضا نماز پڑھنا واجب نہیں	۹	۵۷۹	۲۔ صاحب ترتیب کی نماز	
۵۸۵	اشارے کی زانت نہ ہونے کی صورت میں نماز	۱۰	۵۸۰	۳۔ قضاۃ عمری	
۵۸۵	حد سے زیادہ کمزوری میں نماز	۱۱	۵۸۱	مرنے والے کی قضا نمازوں کا فدیہ	
۵۸۵	نماز کے دوران مرض کا حملہ	۱۲	۵۸۱	ایک تہائی مال سے فدیہ دینا	۱
۵۸۵	مرض کی حالت میں قضا نماز	۱۳	۵۸۱	مقدار فدیہ	۲
۵۸۶	طیب کے حکم کی پاسداری	۱۴	۵۸۱	فدیہ مرنے کے بعد ہے	۳
۵۸۶	بیماری کی حالت میں نماز کا قضا ہونا	۱۵	۵۸۱	فدیہ کے بدلے میں قرآن مجید دینا	۴
۵۸۶	روزہ رکھنے میں جسمانی کمزوری	۱۶	۵۸۲	میت کی وصیت کے مطابق ورثاء کا نماز	۵
۵۸۶	مجبوری کی حالت میں نجس بستر پر نماز پڑھنا	۱۷	۵۸۲	پڑھنا درست نہیں	
۵۸۷	باب ۳۸		۵۸۲	نقد فدیہ دینا	۶
۵۸۷	صلوۃ الخوف		۵۸۳	باب ۳۷	
۵۸۸	نجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز	۱	۵۸۳	نماز بیمار	
۵۸۹	خوف پڑھانے کا واقعہ		۵۸۳	حکم قرآن	۱
				حکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۲
				لیٹ کر نماز پڑھنے کا طریقہ	۳
				بیمار کی نماز کے مسائل	
				بیٹھ کر نماز پڑھنا	۱

صفحہ	عنوان	صفحہ	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۶۰۵	فرض تنہا پڑھنے کی وجہ سے وتر بھی اکیلے پڑھنے چاہئیں	۵۸۹	۷	۶۰۵	نماز خوف پڑھانے کی وجہ تسمیہ	۲
۶۰۵	تراویح کی رکعتوں میں اضافے کا کمی کی صورت میں ازالہ	۵۹۲	۸	۶۰۵	نماز کسوف و خسوف	۳۹
۶۰۶	دوبار نماز تراویح کی جماعت نہیں	۵۹۳	۹	۶۰۶	نماز استسقاء	۴۰
۶۰۶	تراویح اور وتر پڑھانے والا امام	۵۹۳	۱۰	۶۰۶	نماز استسقاء کے وقت مستحب اعمال	۱
۶۰۶	جماعت تراویح میں شریک ہونے کی شرط	۵۹۵	۱۱	۶۰۶	نماز ادا کرنے کا طریقہ	۲
۶۰۶	تراویح پڑھتے وقت بغیر عذر کے بیٹھے رہنا درست نہیں	۵۹۶	۱۲	۶۰۶	نماز کے بعد خطبہ	۳
۶۰۷	عشاء کی نماز میں غلطی کا ازالہ	۵۹۶	۱۳	۶۰۶	چادر پلٹنا	۴
۶۰۷	وتر کی تیسری رکعت میں شامل ہونے والے کے لیے ضروری مسئلہ	۵۹۷	۱۴	۶۰۷	ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا	۵
۶۰۸	باب نمبر ۴۲	۶۰۰	۱۵	۶۰۷	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز استسقاء	۶
۶۰۸	نقلی نمازیں	۶۰۰	۱۶	۶۰۷	باب ۴۱	
۶۰۸	نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا	۶۰۲	۱	۶۰۸	نماز تراویح	
۶۰۸	نوافل پر اللہ کا راضی ہونا	۶۰۳	۲	۶۰۸	۱۔ نماز تراویح کی جماعت کا آغاز	
۶۰۹	نفل نماز میں آہستہ اور بلندہ آواز سے قرأت	۶۰۳	۳	۶۰۸	۲۔ نماز تراویح کی ۲۰ رکعت	
۶۰۹	نوافل میں رکعت کی اکٹھی نیت	۶۰۳	۴	۶۰۸	۳۔ مسائل نماز تراویح	
۶۰۹	نماز نفل ٹوٹنے کی صورت میں قضا	۶۰۴	۵	۶۰۹	نماز تراویح کا وقت	۱
۶۱۰	چار رکعت نوافل پڑھنے کا طریقہ	۶۰۴	۶	۶۰۹	نماز تراویح	۲
۶۱۰	بیٹھ کر نوافل پڑھنا	۶۰۵	۷	۶۰۹	چار رکعت کے بعد تسبیح پڑھنا	۳
۶۱۰	نوافل کی نیت کر کے نوافل کو پورا کرنا واجب ہے	۶۰۵	۸	۶۱۰	تراویح میں ایک قرآن مجید پڑھنا سنت ہے	۴
				۶۱۰	نماز تراویح اکیلے پڑھنا	۵
				۶۱۰	قرأت قرآن میں آیت کے چھوٹ جانے کا مسئلہ	۶

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۶۲۸	۵۔ صلوٰۃ الاوابین		۶۱۱	۱۔ تحسیۃ الوضوء	
۶۳۰	۶۔ نماز چاشت		۶۱۲	۲۔ تحسیۃ المسجد	
۶۳۰	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز چاشت	۱	۶۱۳	۳۔ نماز تہجد	
۶۳۰	گناہوں کی بخشش کا ذریعہ	۲	۶۱۴	فرضوں کے بعد افضل نماز	۱
۶۳۱	نماز چاشت پڑھنے والے کے لیے جنت	۳	۶۱۴	نماز تہجد اللہ سے قربت کا ذریعہ ہے	۲
	کا دروازہ ضحیٰ مخصوص ہے		۶۱۵	مقام حضوری کا حصول	۳
۶۳۱	نماز چاشت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معمول	۴	۶۱۵	بارگاہ رب العزت میں قبولیت کی ساعت	۴
۶۳۲	نماز چاشت کے فیوض و برکات	۵	۶۱۶	نماز تہجد پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا اظہار	۵
۶۳۲	نماز چاشت کی رکعتیں	۶		سرت	
۶۳۲	نماز چاشت کی قرأت	۷	۶۱۶	قیامت کے روز نماز تہجد کا اجر	۶
۶۳۲	۷۔ صلوٰۃ التسبیح		۶۱۷	رحمت خداوندی کا خاص وقت	۷
۶۳۶	۸۔ صلوٰۃ حاجت		۶۱۷	نماز تہجد پڑھنے کا طریق کار	
۶۳۸	۹۔ نماز استخارہ		۶۲۰	نماز تہجد کے بارے میں معمولات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	
۶۳۹	استخارے کا طریقہ	۱		نوافل میں مسنون قرأت	۱
۶۴۰	سفر تجارت یا حج کے لیے استخارہ	۲	۶۲۰	پچاس آیات جتنا لمبا سجدہ	۲
۶۴۲	۱۰۔ نماز توبہ		۶۲۱	نماز تہجد کی رکعتوں کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۳
۶۴۳	۱۱۔ سجدہ شکر		۶۲۲	نماز تہجد پڑھنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا معمول	۴
۶۴۴	۱۲۔ کعبہ شریف میں نماز		۶۲۲	ہلکی دور رکعتوں سے نماز تہجد شروع کرنا	۵
۶۴۵	باب ۴۳		۶۲۳	تہجد کے وقت کی دعائیں	۶
۶۴۵	تجہیز و تکفین		۶۲۳	۴۔ نماز اشراق	
۶۴۵	۱۔ موت کا بیان		۶۲۴		
۶۴۵	ماپوس ہو کر موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیے	۱	۶۲۴		
۶۴۵	نیکی کے لیے زندہ رہنے کی آرزو کرو	۲	۶۲۶		

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۶۵۸	ایک یہودی بچہ مسلمان ہو گیا	۱۰	۶۴۷	موت کو یاد کرنا چاہیے	۳
۶۵۹	مریض کی عیادت دریائے رحمت ہے	۱۱	۶۴۷	موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہے	۴
۶۵۹	۴۔ موت کے متعلق احکام آداب		۶۴۸	موت میں رضائے الہی	۵
۶۶۰	کلمہ طیبہ پڑھنے کی تلقین	۱	۶۴۹	۲۔ بیماری کا بیان	
۶۶۰	مرتے وقت کلمہ پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا	۲	۶۵۰	حضرت ام سائب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت	۱
۶۶۰	مرنے والے کے قریب سورت یسین پڑھنا	۳	۶۵۱	بیماری اور دکھ گناہ کی وجہ سے آتے ہیں	۲
۶۶۱	مرنے والے کے پاس کتایا تصویر نہیں ہونی چاہیے	۴	۶۵۱	بیمار میں تندرستی جیسے اعمال کی جزا	۳
۶۶۱	مرنے والے کی آنکھیں بند کرنا	۵	۶۵۲	پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے	۴
۶۶۲	آنکھیں بند کرتے وقت پڑھی جانے والی دعا	۶	۶۵۲	اللہ کے بندوں پر عام لوگوں کی نسبت زیادہ تکلیف آتی ہے	۵
۶۶۲	روح نکلنے کے بعد میت کا منہ بند کر دینا چاہیے	۷	۶۵۳	۳۔ عیادت مریض	
۶۶۲	روح نکلنے کے بعد میت کو کپڑے سے چھپانا	۸	۶۵۴	سات باتوں پر عمل کرے کی تاکید	۱
۶۶۳	۵۔ غسل میت کے مسائل		۶۵۴	عیادت کا طریقہ کار	۲
۶۶۳	طریقہ غسل میت	۱	۶۵۵	مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق کا ذکر	۳
۶۶۴	غسل میت کے متعلق حدیث پاک	۲	۶۵۵	بیمار کی عیادت کرنے والے کو قرب الہی کا حصول	۴
۶۶۴	مردہ کے ستر کو ڈاھنا پنا	۳	۶۵۶	عیادت کرنے والے کے لیے فرشتوں کی دعا	۵
۶۶۵	مرد کا عورت کی میت کو غسل دینا جائز نہیں	۴	۶۵۷	عذاب سے دوری	۶
۶۶۵	عورت کا اپنے مرد کو غسل دینا	۵	۶۵۷	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی عیادت کیا کرتے تھے	۷
۶۶۵	نابالغ لڑکے اور لڑکی کا غسل	۶	۶۵۸	عیادت مریض کے وقت کیا پڑھنا چاہیے	۸
			۶۵۸	عیادت کرنے سے حصول جنت	۹

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۶۷۱	کندھا دینے کا طریقہ	۳	۶۶۵	بغیر غسل میت کو قبر میں اتارنے کے بعد	۷
۶۷۲	جنازے کے ساتھ چلنے کا ادب	۴		بھی غسل دینا چاہیے	
۶۷۲	جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم	۵	۶۶۵	غسل کے وقت کسی عضو کا خشک رہ جانا	۸
۶۷۳	چھوٹے بچے کا جنازہ	۶	۶۶۶	تین بار غسل دینا	۹
۶۷۳	عورت کا جنازے میں شامل ہونے کی	۷	۶۶۶	خشگی کو تیمم کرانا	۱۰
	ممانعت		۶۶۶	غسل دینے والے کے اوصاف	۱۱
۶۷۳	انسان کے علاوہ ہر چیز میت کی آواز سنتی	۸	۶۶۶	نومولود میت کا غسل	۱۲
	ہے		۶۶۶	۶۔ کفن کا بیان	
۶۷۴	۸۔ نماز جنازہ		۶۶۷	کفن کے کپڑے کا معیار	۱
۶۷۴	نماز جنازہ کے فرائض و سنتیں	۱	۶۶۷	مرد کے ریشمی کفن کی ممانعت	۲
۶۷۴	شرائط نماز جنازہ	۲	۶۶۷	کفن کس مال سے ہونا چاہیے	۳
۶۷۴	مصلیٰ کے متعلق شرائط	۳	۶۶۸	عورت کے کفن کا بندوبست مرد کے	۴
۶۷۵	میت کے متعلق شرائط	۴		ذمے ہے	
۶۷۵	نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ	۵	۶۶۸	بالغ اور نابالغ کا کفن کتنا ہونا چاہیے	۵
۶۷۶	اگر میت نابالغ لڑکی کی ہو تو یہ دعا پڑھنی	۶	۶۶۸	میت کو کفن دینے کا ذمہ دار کون ہوتا ہے	۶
	چاہیے		۶۶۸	پرانے کپڑے کا کفن	۷
۶۷۶	جنازے کے متعلق شرعی مسائل		۶۶۸	کفن کے متعلق وصیت	۸
۶۷۷	نماز جنازہ کی امامت	۱	۶۶۹	خشگی کے کفن کا مسئلہ	۹
۶۷۷	جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنا درست	۲	۶۶۹	مرد کا کفن	۱۰
	نہیں		۶۶۹	عورت کا کفن	۱۱
۶۷۸	پہلی تکبیر کے علاوہ نماز جنازہ کی تکبیروں	۳	۶۶۹	کفن کے درجے	۱۲
	میں رفع یدین نہیں		۶۷۰	۷۔ جنازے کے ساتھ جانا	
۶۷۸	زیادہ میتوں کے لیے ایک ہی نماز جنازہ	۴	۶۷۰	جنازے میں شامل ہونا عبادت ہے	۱
۶۷۸	فاسق اور بدکار کی نماز جنازہ	۵	۶۷۱	جنازے کو کندھا دینا	۲

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۶۸۷	قبر پر تلاوت کرنا جائز ہے	۱۴	۶۷۸	دوبارہ نماز جنازہ	۶
۶۸۷	کوئی بابرکت تحریر قبر میں رکھنا یا کلمہ لکھنا	۱۵	۶۷۹	جن لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی	۷
۶۸۷	تلقین میت	۱۶		چاہیے	
۶۸۸	۱۰۔ زیارت قبور کا بیان		۶۷۹	نماز جنازہ کے بغیر دفن کیے ہوئے کی نماز	۸
۶۸۸	قبرستان میں داخلے کا طریقہ	۱		جنازہ پڑھنا	
۶۸۹	زیارت قبور کی اجازت	۲	۶۸۰	نماز جنازہ میں بلا وجہ تاخیر مکروہ ہے	۹
۶۹۰	والدین کی قبروں پر جانے کا حکم	۳	۶۸۰	فرض نماز کے بعد جنازہ پڑھنا چاہیے	۱۰
۶۹۱	زیارت قبور کا طریقہ	۴	۶۸۰	جماعت کے ساتھ بعد میں مل کر نماز	۱۱
۶۹۲	قبروں پر بیٹھنے کی مذمت	۵		جنازہ پڑھنے کا طریقہ	
۶۹۳	قبر پر عورتوں کے جانے کا مسئلہ	۶	۶۸۰	زندہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ	۱۲
۶۹۳	صاحب قبر کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تاکید	۷	۶۸۱	۹۔ دفن کے مسائل	
			۶۸۱	قبر بنانا	۱
۶۹۴	قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت	۸	۶۸۲	کچی قبر بنانا سنت ہے	۲
			۶۸۲	قبر میں اتار تے وقت کیا پڑھنا چاہیے	۳
۶۹۴	قبرستان کو مٹا کر مسجد بنانے کی ممانعت	۹	۶۸۲	تابوت میں دفن کرنا	۴
۶۹۵	قبرستان کے آداب		۶۸۳	میت کو قبر میں اتارنا	۵
			۶۸۳	عورت کے لیے پردہ کرنا	۶
			۶۸۴	قبر پر مٹی ڈالنا	۷
			۶۸۴	دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا	۸
			۶۸۵	مردے کی ہڈی توڑنے کی ممانعت	۹
			۶۸۵	۱۰۔ قبر پر نشان لگانا	۱۰
			۶۸۵	قبر پر ہری شاخ لگانا	۱۱
			۶۸۶	دفن کے بعد قبر پر بیٹھنا	۱۲
			۶۸۶	قبر پر سونے اور بیٹھنے کی ممانعت	۱۳

اللَّهُ

مُجَلَّلًا

ارشاد باری تعالیٰ

رِجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ
يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا
وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ. (النور: ۳۷-۳۸)

ترجمہ: ایسے مرد کہ انہیں اللہ کی یاد سے اور نماز کے قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل
کرتی ہے اور نہ بیچ۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی تاکہ
اللہ ان کو ان کے اچھے عملوں کا بدلہ دے اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ الْخَمْسُ
مُكْفِرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنِبْتَ الْكِبَائِرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں
نمازیں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں جو ان کے درمیان کئے ہوں جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا
ہو۔ (مسلم شریف)

باب

نماز

اسلام کے نظام عبادت میں نماز ایک بنیادی رکن ہے جو شاہ و گدا، مرد و عورت بوڑھے اور جوان پر یکساں فرض ہے، یہی وہ عبادت ہے جو کسی حال میں بھی کسی شخص سے ساقط نہیں ہوتی۔ درحقیقت تخلیق انسان کا مقصد ہی عبادت ہے۔ نماز سب سے اعلیٰ عبادت ہے۔ کیونکہ انسان خدا کا بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کا خالق رب اور معبود ہے لہذا خدا کو اپنا معبود ماننے کا تقاضا ہی یہ ہے کہ اس کی بندگی کی جائے بلکہ بندہ کو چاہیے کہ اپنی تمام زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں گزارے اور بندگی کا مطلب یہ ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کے آگے نہ جھکا جائے اور نہ کسی اور کی پرستش کی جائے۔ اس لئے نماز حقیقت میں خدا کی عبادت اور پرستش کا کامل طریقہ ہے۔ نماز میں بندہ بار بار اللہ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ اور اس کے آگے اپنی عاجزی اور بندگی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے بتلائے ہوئے راستے یعنی صراطِ مستقیم پر چلنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اس لئے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتا ہے۔ اور نماز کے ذریعے ہی انسان خدا اور بندوں کے حقوق پہچانتا ہے۔

عبادت کا مطلب

عبادت کے معنی بندگی اور غلامی کے ہیں انسان پیدائشی طور پر اللہ کا غلام ہے۔ جو انسانوں میں سے اللہ کو اپنا آقا مانتے ہیں اور اس کی غلامی کرتے ہیں وہ اللہ کے بندے کہلاتے ہیں اور جو غلامی نہیں کرتے وہ نافرمان سرکش اور باغی کہلاتے ہیں۔

غلام کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے آقا کو دل و جان سے اپنا مالک اور حاکم مانے۔ چنانچہ اس نظریے کی رو سے انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی توحید پر یقین رکھے۔ اس کے علاوہ کسی کو اپنا معبود خالق رزاق نہ مانے اور اللہ کی غلامی میں پورا پورا وفادار ہو۔ غلام کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی اطاعت کرے۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔ اسکی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے اور یہ نہ کہے کہ میں اللہ

کی فلاں بات کی اطاعت تو کرتا ہوں اور فلاں کی اطاعت نہیں کرتا۔ اللہ کی اطاعت ہی دراصل عبادت ہے۔ انسانی فطرت کا ایک خاصا یہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں اپنے ارفع و اعلیٰ ذات کے سامنے جھکتا ہے۔ اس کی مدح کرتا ہے اس کے احسانات کے گن گاتا ہے۔ اس کی خوبیوں کی حمد و ثناء کرتا ہے، مصائب اور مشکلات میں اپنی عاجزی اور درماندگی کا اظہار اسی ذات سے کرتا ہے۔ اور ایسی عظیم ہستی کی فرمانبرداری کو فخر سمجھتا ہے۔ حتیٰ کہ اسی اطاعت کو عبادت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

عبادت کی قسمیں

عبادت کئی قسم کی ہے۔ جو ہر حال میں فرض ہے اور ان فرض عبادات میں سے نماز بھی ایک فرض عبادت ہے جو مفہوم کے اعتبار سے اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتی ہے۔ اللہ کی عبادت کرنے والے کو عبد کہتے ہیں اور اللہ کو معبود کیوں کہ جس کی عبادت کی جائے اس کو معبود کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبد کو پیدا کیا پھر ایک مدت تک اسے حیات بخشی۔ اس کی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے اسباب پیدا فرمائے ان اسباب سے انسان کو رزق مہیا کیا بے شمار نعمتوں سے نوازا، محدود اختیارات دیئے۔ اور ان کو استعمال کا حق دیا۔ پیدائش سے موت تک کی پرورش کا ذمہ لیا۔ پھر آخر کار اللہ انسان کو اپنی طرف بلا لیتا ہے جسے موت کہتے ہیں۔ اس لیے ہم اللہ کو اپنا معبود مالک، خالق، رب، رحمن، رحیم اور حاکم تسلیم کرتے ہیں۔

دنوی لحاظ سے ایک چیز جسے انسان بناتا ہے وہ اس کا مالک ہوتا ہے اس کی حفاظت، اس کے حقوق اس کی تباہی، حتیٰ کہ اس کی حیات کا سارا دار و مدار اس کی مرضی سے وابستہ ہے۔ وہ چیز ہر طرح سے انسان کے تابع ہوتی ہے اور اس متابعت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس انسان اور چیز میں گہرا تعلق ہے۔ بعینہ اللہ اور بندے کی زندگی میں ایک گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ انسان قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی ذات کا محتاج ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اسباب پیدا نہ کرے تو یہ حیات چشم زدن میں فنا ہو جائے گی۔ چنانچہ بندے کو اپنے رزق کے اسباب اللہ ہی سے مانگنے پڑتے ہیں مصائب میں اسی سے رحم کی امید کی جاتی ہے۔ گویا اللہ حاکم ہے اور بندہ محکوم، وہ بادشاہ ہے اور یہ رعایا ہے، وہ مالک ہے اور یہ غلام ہے، وہ رحمان ہے اور یہ محتاج ہے، وہ خالق ہے اور یہ مخلوق ہے یعنی انسان کی زندگی کا دار و مدار اللہ کی نظر کرم سے وابستہ ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بغیر ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس گہرے تعلق کی بنا

پر انسان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ انسان اپنے معبود کی تعریف اور پاکی بیان کرے اور اسے ہی ہر وقت یاد رکھے اور اس یاد کو ہم عبادت کہتے ہیں جو اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کی بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے اور جن بندوں سے اللہ نے پیار کیا ان کو ولایت نبوت اور سالت سے نواز۔ اللہ کے ان پیارے لوگوں میں اللہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے اعلیٰ محبوب بنایا اور کامل عبد کا درجہ بھی آپ ہی کو عطا کیا ہے۔ اور اللہ نے لوگوں کو برملا کہہ دیا کہ اگر مجھے پانا چاہتے ہو تو میرے محبوب سے محبت کرو جو تمہیں مجھ تک پہنچا دے گی چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات معبود اکمل ایک ہے تو کامل عبد بھی ایک ہی ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جن کی اطاعت ہی اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اور یہ وسیلہ بھی عبد و معبود کے درمیان گہرے تعلق کی علامت ہے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر میں نے اپنے محبوب کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں یہ جہان ہی نہ بناتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کی بہترین صورت نماز ہی ہے۔

دین اسلام کے پانچ رکن

دین اسلام کے پانچ رکن ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا رکن نماز ہے لہذا اس رکن کو پورا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس کے رکن ہونے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل فرمایا:-

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز کا اچھی طرح پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پانچ چیزیں دین اسلام کی بنیاد ہیں۔ اگر اسلام کو ایک خیمے سے تشبیہ دی جائے جو پانچ ستونوں پر قائم کیا جاتا ہے تو ان پانچ ستونوں میں کلمہء شہادت درمیان والا ستون

ہوگا اور باقی چاروں ارکان یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ان چار ستونوں کی مانند ہیں جو خیمہ کے چاروں کونوں پر ہوتے ہیں۔ اگر خیمہ کے درمیان والا ستون گر جائے تو خیمہ کھڑا نہیں ہو سکتا اور اگر درمیان کا ستون تو موجود ہو مگر چاروں کونوں کے ستون گر پڑیں تو خیمہ کھڑا تو رہے گا مگر اس کے چار کنارے قائم نہیں رہیں گے اور اگر ان ستونوں میں کوئی ایک ستون گر جائے تو خیمے کا اس جانب والا حصہ گر جائے گا اور پورا خیمہ اپنی استقامت اور خوبصورتی کے ساتھ قائم نہیں رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز دین کا ستون ہے۔ اس کے متعلق ایک اور مقام پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے۔ ”پانچوں نمازیں دین کا ستون ہیں اللہ تعالیٰ بغیر نماز کے دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؛ حضور علیہ السلام نے فرمایا پانچ نمازیں! اس شخص نے عرض کیا، کیا ان سے اول یا بعد کچھ اور بھی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جن سے پہلے یا بعد میں اور کچھ نہیں ہے۔“ اس شخص نے اللہ کی قسم کھا کہا کہ میں اس سے کم نہ کروں گا نہ زیادہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس شخص نے سچ کہا ہے تو یہ جنت میں جائے گا۔

نماز دین اسلام کا ستون ہے

نماز دین اسلام کا ستون ہے کہ اس کی ادائیگی میں وہ تمام حکمتیں موجود ہیں جس سے زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں سب سے زیادہ زور اور توجہ نماز پر ہی دی گئی ہے، نماز کی اہمیت کے پیش نظر ہی نماز کو اسلام میں سب سے اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے۔

نماز میں انسان اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہے۔ دل دماغ کی توجہ اللہ کی طرف لگاتا ہے۔ ظاہر انسان بارگاہ رب العزت میں جھکتا اور بیٹھتا ہے، اپنی پیشانی کو اللہ کے حضور میں سجدہ ریز کرتا ہے۔ ان اعمال سے اللہ کی ذات انسانی توجہ کا مرکز بنی رہتی ہے۔ اگر انسان باقاعدہ نماز نہیں پڑھے گا تو لا محالہ اس کے دل سے اللہ کا خوف جاتا رہے گا اور اس میں وہ خوبیاں پیدا نہیں ہوں گی جو معاشرہ کے ایک اچھے فرد میں ہونی چاہئیں۔ جس کا نقصان یہ ہوگا کہ ایک صالح اور نیک معاشرہ کی تشکیل مشکل ہو جائے گی۔

نماز کے بلند مرتبہ اور اعلیٰ مقام کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پر از حد زور دیا ہے۔ کیونکہ نماز چھوڑنے سے انسان کی توجہ دنیا کے دوسرے کاموں کی طرف لگ جائے گی اور ایسی حالت میں انسان کا کفر و شرک میں مبتلا ہونا آسان ہو جائے گا اور کفر میں مبتلا ہونے سے انسان اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

لفظ صلوٰۃ کی شرح

نماز کے لئے قرآن مجید میں صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے عربی اور عبرانی زبان میں دعا کے معنی ہیں۔ اس لئے نماز کی لفظی حقیقت اللہ تعالیٰ سے درخواست اور التجا کی ہے۔ اس لفظی حیثیت کے متعلق حضرت شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ کے لغوی معنی دعا کے ہیں اور نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے تمام اعضاء اور جوارح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ گویا اس کے تمام اعضاء زبان بن جاتے ہیں۔ جن کے ساتھ بندہ ظاہر اور باطن میں اس کو پکارتا ہے۔ اس کی ظاہری حالت بھی گریہ زاری اور خضوع میں اور نیاز مند سائلوں کی طرح گڑ گڑا کر مانگنے میں اپنے باطن کی شریک ہے پس جب وہ سراپا دعا بن کر رب جلیل کو پکارے گا تو وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو ضرور سنے گا۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم ”مجھے پکارو میں ضرور تمہاری دعا کو قبول کروں گا“۔ (مومن: ۶۰)

حضرت خالد الربعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے مذکورہ بالا آیت بہت ہی پسند ہے۔ کیونکہ اس میں بندوں کو دعا کرنے کا حکم دے کر اس نے ان کے قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں رکھی۔ استجاب اور اجابت کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ بندے کی دعا اثر کرے۔ (قبول ہو) کیونکہ وہ مخلص دعا مانگنے والے کی دعا جو اپنے نور یقین کے باعث پکارے جانے والے سے واقف ہے۔ تمام حجابات کو پھاڑتی ہوئی اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچتی ہے اور اس کی ضرورت کو (پورا کرنے کا) تقاضا کرتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں صلوٰۃ کی اس طرح وضاحت کی ہے جو سنن ابو داؤد میں درج ہے۔

معاویہ بن حکم سلمیٰ ایک نو مسلم صحابی تھے انہیں جو اسلام کے آداب بتائے گئے ان میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ جب بھی کسی مسلمان کو چھٹک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو اس کے جواب میں تم یُرْحَمُکَ اللّٰہ

کہو۔ اتفاق سے ایک دفعہ جماعت ہو رہی تھی، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس میں شریک تھے ان کے پاس کسی مسلمان کو چھنک آئی، انہوں نے نماز کی حالت میں **يَرْحَمُكَ اللَّهُ** کہہ دیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو گھورنا شروع کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ہی میں کہا تم سب مجھے نماز میں کیوں گھور رہے ہو؟ صحابہ نے زانوں پر ہاتھ مارے اور **سُبْحَانَ اللَّهِ** کہا اب وہ سمجھے کہ بولنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ نماز ہو چکی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ نماز میں کون باتیں کرتا تھا، لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے ان کو پاس بلا کر نہایت نرمی سے سمجھایا کہ ”نماز قرآن پڑھنے اور اللہ سے دعا کرنے اور اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرنے کا نام ہے اس میں انسانوں کی باتیں کرنا مناسب نہیں۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ **الدُّعَاءُ مَخُّ الْعِبَادَةِ** ”دعا عبادت کا مغز ہے“ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ آپ نے **الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ** دعا ہی عبادت ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ کہہ کر تمہارا پروردگار فرماتا ہے۔ اس تفسیر کی تائید میں یہ آیت پڑھی جس میں دعا ہی کا نام عبادت بتایا گیا ہے۔
ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (مومن: ۶۰)

مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل و خوار ہو کر جائیں گے۔

اسی لفظ کے متعلق صوفیاء کا کہنا ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ ”صلی“ سے مشتق ہے۔ اور وہ آگ ہے۔ چنانچہ جب ہم کسی ٹیرھی لکڑی کو سیدھا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو آگ دکھاتے ہیں (یعنی آگ کے قریب لے جاتے ہیں) اور وہ اس کی تپش سے سیدھی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان میں اس کے نفس کے سبب سے کجی ہے جو برائی کا حکم دیتا ہے۔ اور ذات الہی کے انوار ایسے ہیں کہ اگر اس پر سے پردے ہٹا دیئے جائیں تو جو چیز بھی وہاں موجود ہوگی اس کو جلا ڈالیں گے۔ پس جب مومن سطوت الہی اور عظمت ربانی کے شعلہ سے سینک جاتا ہے تو اس سے (نفس کی برائی) کجی دور ہو جاتی ہے بلکہ اس کو دولت معراج حاصل ہو جاتی ہے۔ پس مُصَلِّي بھی اسی طرح ہوا جیسے کوئی آگ سینکتا ہے لہذا جس شخص نے صلوٰۃ کی آگ سے سینک پائی اور اس کے سبب سے اس کی کجی دور ہو گئی تو ایسا شخص جہنم کی آگ سے محفوظ ہو گیا۔

انبیاء علیہم السلام اور نماز

نماز جس طرح دین اسلام کا ایک ضروری عمل ہے ایسے ہی نماز پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں میں بھی تھی۔ کیونکہ قرآن پاک کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس نے اپنی اُمت کو نماز کی تعلیم نہ دی ہو۔ بلکہ ہر نبی نے اپنے پیروکاروں کو اس کی تاکید کی۔

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نماز

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے برگزیدہ پیغمبر تھے اور انہیں بھی نماز قائم کرنے کا حکم ہوا اور انہوں نے بھی اپنی زندگی میں نماز قائم کی جس کا ذکر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات میں ہوا ہے۔

(۱) وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّیٰ وَعَہْدُنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝

وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور امن کی جگہ بنا دیا اور آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا دیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہم نے عہد لیا کہ میرے گھر کا طواف کرنے والوں، بیٹھنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھو۔ (بقرہ: ۱۲۵)

(۲) رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ غَيْرِ ذِي زُرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْنَدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝

اے ہمارے پروردگار! بیشک میں نے اپنی اولاد کو تیرے حرمت والے گھر کے قریب اس جنگل میں بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں۔ اے ہمارے پروردگار تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے پینے کے لئے پھل دے تاکہ یہ تیرا شکر کریں (ابراہیم: ۳۷)

(۳) رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝

اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز پر قائم رکھ۔ اور میری دعا قبول کر۔ اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو جس دن حساب ہو، بخش دینا۔

۲۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ جب منصب نبوت پر فائز ہوئے تو انہوں نے اپنے پیروکاروں کو نماز پڑھنے کی تاکید کی۔

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ۝ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ (مریم: ۵۴-۵۵)

اور کتاب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یاد کیجئے۔ بے شک وہ وعدہ کا سچا تھا اور رسول نبی تھا اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔ اور اپنے پروردگار کے ہاں بڑا مقبول تھا۔

۳۔ حضرت اسحاق، حضرت یعقوب اور حضرت لوط علیہم السلام کو نماز پڑھنے کی وحی

وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ۝ (انبیاء: ۷۳)

اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف نیک کام کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی اور وہ ہماری عبادت کرتے تھے۔

۴۔ حضرت ادریس علیہ السلام

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يُلْقَوْنَ عُقَابًا ۝

(مریم: ۵۹)

پھر ان کے بعد ایسے جانشین ہوئے کہ انہوں نے نماز کو کھو دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگے تو عنقریب گمراہی کی سزا پائیں گے۔

۵۔ حضرت لقمان علیہ السلام

يَبْنِيْ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ ۖ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر ۝

اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھو اور نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے روکو۔ اور جو تکلیف تجھے پہنچے اس پر صبر کرو۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے (لقمان: ۱۷)

۶۔ حضرت شعیب علیہ السلام

قَالُوْا اَيُّ شُعَيْبٍ اَصْلُوْتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرِكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِىْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَآءُ ۚ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝

انہوں نے کہا کہ اے شعیب علیہ السلام! کیا تجھے تیری نماز یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان کو پوجنا چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ داد پوجتے چلے آئے ہیں یا یہ کہ ہم کو اپنے مال میں اپنے منشا کے مطابق خرچ کرنے کا اختیار نہ ہو۔ بیشک تو ہی حلیم اور رشید ہے۔ (ہود: ۸۷)

۷۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبُوْا لِقَوْمِكُمْ بِمِصْرَ بَيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بَيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ مصر میں چند مکان اپنی قوم کے لیے مہیا کرو اور اپنے ان مکانوں کو قبلہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور اہل ایمان کے لئے خوشخبری ہے۔ (یونس: ۸۷)

اِنِّىْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ۚ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ
بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس (موسیٰ علیہ السلام) میری عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ (طہ: ۴۱)

۸۔ بنی اسرائیل کو نماز کا حکم

(۱) وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ.

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ ماں باپ سے بھلائی کرو۔ رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں سے بھی بھلائی کرو اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ (البقرہ: ۸۳)

(۲) وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ ۖ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقْتُمُوا الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي (مائدہ: ۱۲)

اور اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار بنائے اور اللہ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی اور رسولوں پر ایمان لائے۔

۹۔ حضرت زکریا علیہ السلام

فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَبْشُرُكَ بِحَيٍّ مُّصَدِّقًا ۚ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝

پس جب فرشتوں نے اسے آواز دی جبکہ وہ (زکریا) محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تجھے بخیر کی خوشخبری دیتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا وہ سید یعنی سردار اور ضبط کرنے والا ہوگا اور صالحین میں سے نبی ہوگا۔ (آل عمران ۳۹)

۱۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ۖ إِنِّي الْكَتَبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۖ وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا ۖ أَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝

بے شک میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور مجھے برکت والا بنایا جہاں کہیں بھی رہوں اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ (مریم ۳۰-۳۱)

باب ۲

فرضیت نماز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب منصب نبوت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کو سب سے پہلا حکم لوگوں میں خدائے واحد کی دعوت دینے کا ہوا۔ چنانچہ آپ نے اہل عرب میں سب سے پہلے توحید کا پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کی بڑائی بیان کرنے کا حکم ہوا اور یہ بڑائی بیان کرنے کی بہترین صورت نماز تھی۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۖ قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۖ (مدثر: ۱-۳)

اے کھلبلی اوڑھنے والے کھڑے ہو جائیے پھر اللہ سے ڈرائیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔ اس حکم کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنا شروع کی اور خاص کر رات کے وقت تہجد کی نماز ادا فرماتے اور دیر تک نماز میں مشغول رہتے۔ کیونکہ رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا حکم تھا۔ اور یہ حکم سورت مزمل کی ابتدائی آیات سے عیاں ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمَزْمِلُ ۖ قُمْ الْيَلِ الْاَقْلِيلَ ۚ نِصْفَهُ ۖ اَوْ اَنْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۚ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۚ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۚ اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَ طَنًا وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۚ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۚ وَاذْكُرْ اِسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۚ

ترجمہ: اے کھلبلی اوڑھ کر سونے والے! رات کو اٹھ کر نماز پڑھا کرو مگر ٹھوڑا آرام بھی کر لیا کرو یعنی آدھی رات قیام کیا کرو یا اس میں بھی کمی کر لیا کرو اور قرآن کو نماز میں خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ ہم عنقریب تم پر ایک بھاری بات کا بوجھ ڈالنے والے ہیں۔ رات کا اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور یہ وقت دعا کے لئے بھی زیادہ مناسب ہے۔ دن میں تم کو زیادہ مشغولیت رہتی ہے اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے بے تعلق ہو کر اسی کے ہو رہو۔ (مزمل: ۱-۸)

رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا یہ حکم ایک سال تک قائم رہا اس کے بعد صبح شام کی دو دور کعتیں بھی فرض ہو گئیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ

وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيلاً ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَ سَبِّحْهُ لَيْلاً طَوِيلاً ۝
 صبح شام اپنے پروردگار کو یاد کیجئے اور رات کے کچھ حصے میں اسے سجدہ کریں اور رات کے طویل
 حصے میں اس کی تسبیح بیان کریں۔ (الدھر: ۲۵-۲۶)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ سے پہلے تشریف لانے والے پیغمبروں کی تعلیمات میں بھی
 نماز کا درس تھا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو جب نماز قائم کرنے کا حکم ہوا تو اس کے
 پڑھنے کا مکمل طریقہ اور اس کی کیفیت بھی اللہ تعالیٰ نے واضح کر دی اور وہ صورت یہی تھی کہ جس طرح
 آج مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز مسلسل
 ایک سال تک فرضیت کے طور پر پڑھتے رہے یہاں تک کہ نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں مبارک سوچ
 جاتے تھے لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اور حکم ہوا جس سے نماز تہجد نفل ہو گئی۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِّ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ
 مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّنْ نَّحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا
 تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ

ترجمہ: بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی
 رات کبھی تہائی رات قیام کرتے ہو اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی۔ اور اللہ ہی رات اور دن
 کا اندازہ فرماتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی
 مہربانی سے تم پر رجوع فرمایا اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہوا پڑھو۔ (مزل: ۲۰)
 نماز تہجد کے نفل ہو جانے کے بعد فجر، مغرب اور عشاء تین اوقات کی نمازیں فرض ہوئیں۔ اس کے
 متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

وَ أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ
 ذِكْرَىٰ لِلَّذِينَ كَرِهُوا ۝

ترجمہ: دن کے دونوں کناروں یعنی صبح و شام اور کچھ رات گزرنے کے بعد نماز قائم کریں۔ بے
 شک نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت، نصیحت ماننے والوں کے لئے ہے۔ (ہود: ۱۱۴)
 پانچ اوقات کی نماز باقاعدہ شب معراج میں فرض ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج میں جب

پانچ اوقات کی نماز باقاعدہ شبِ معراج میں فرض ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شبِ معراج میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ سے ملنے گئے تو آپ کو دن رات میں پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لارہے تھے تو واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پچاس نمازوں کا بتایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے بنی اسرائیل کا خوب تجربہ ہے۔ آپ کی امت تو کہیں ان سے کمزور ہے وہ پچاس اوقات کی نمازیں ادا نہ کر سکے گی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش پر تدبیراً کم ہوتے ہوتے پانچ اوقات کی نمازیں رہ گئیں۔ اس وقت سے لے کر قیامت تک امت مسلمہ پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ سورۃ اسراء جو معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اس میں نماز کے بارے میں یوں ارشاد ہوا ہے:-

اقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝

نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور صبح کا قرآن۔ بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔

تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (بنی اسرائیل: ۷۸-۷۹)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرضیت نماز کے متعلق لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج، قرب حق میں باریاب ہوئے تو آپ بند عالم کون و فساد سے آزاد ہو گئے اور حضور حق ایسے مقام پر پہنچ گئے کہ نفس کو دل کا درجہ مل گیا۔ دل کو جان کا، جان کو باطن کا اور باطن درجہ جات سے فانی اور مقامات سے محو ہو کر ”شانِ بے شان“ ہو گیا۔ آپ عین مشاہدہ میں مشاہدہ سے غائب اور عین دید میں دید سے الگ تھے۔ انسانی خواص ختم ہو گئے، مادہ نفسانی بھسم ہو گیا۔ طبعی رجحان نیست و نابود ہو گیا۔ شواہد حق اپنی سلطانی میں عیاں ہوئے۔ خود سے بے خود ہو گئے۔ حقیقت سے حقیقت مل گئی۔ مشاہدہ لم یزلی میں محو ہو گئے۔ کمال شوق سے بے اختیار ہو کر عرض کی ”بار خدا یا! اب مجھے اس مصیبت کدہ میں نہ ڈال اور طبعی ہوا و ہوس کی قید سے آزاد رکھ“ حکم ہوا ہمارا حکم یہی ہے کہ آپ دنیا میں قیام شریعت کے لئے واپس جائیں جو کچھ ہم نے عالم ملکوت میں آپ کو مرحمت کیا ہے وہ دنیا کو عطا کریں۔“ چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو جب کبھی دل میں معراج کا شوق ہوا تو آپ نے فرمایا ”اے بلال!

ہمیں نماز سے راحت دے“ ہر نماز آپ کے لئے معراج تھی اور ایک نئے تقرب کا باعث تھی۔ لوگ آپ کو مصروف نماز دیکھتے تھے، آپ کی جان نماز میں ہوتی تھی، دل محو نیاز باطن سرگرم راز اور نفس مبتلائے گداز ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ نماز آنکھوں کا نور ہو جاتی تھی۔ آپ کا جسم دنیا میں، مگر جان عالم ملکوت میں ہوتی تھی۔ آپ کا بدن بظاہر انسانوں کی معیت میں ہوتا تھا مگر روح مبارک انس حق کے مقام پر ہوتی تھی۔

فرضیت نماز کے وقت مغرب کی نماز کے علاوہ ہر نماز کی دو رکعتیں ہی فرض ہوئیں لیکن ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتیں ہو گئیں۔

مکہ معظمہ میں شروع شروع میں جب مسلمانوں نے نمازیں ادا کرنا شروع کیں تو اہل مکہ نے بہت تنگ کیا۔ اور نماز پڑھتے وقت ہر ممکن رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُنْهَىٰ ۖ عِبَادًا إِذَا صَلَّوْا ۚ

ترجمہ: کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو ایک بندہ کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ (علق: ۹-۱۰)

ایک بندہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے آپ جب صحن حرم میں نماز پڑھتے تو قریش جو بے فکری کے ساتھ ادھر ادھر بیٹھے رہتے۔ کبھی آپ کی ہنسی اڑاتے اور کبھی دق کرتے تھے کبھی آپ کی گردن میں پھندا ڈال دیتے اور کبھی جب آپ سجدہ میں جاتے پشت مبارک پر نجاست لا کر ڈال دیتے تھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بار نجاست سے اٹھنے میں تکلیف ہوتی تو ہنستے اور قہقہہ لگاتے تھے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے آغاز میں تو اخفاء کے خیال سے اور اس کے بعد ان کی حرکات کی وجہ سے عموماً رات کو اور دن کو کسی غار یا درہ میں چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور مسلمان بھی عموماً ادھر ادھر چھپ کر ہی نماز پڑھتے تھے۔ یا پھر رات کے سناٹے میں اس فرض کو ادا کرتے تھے۔ مشرکین اگر کبھی اس حالت میں ان کو دیکھ پاتے تو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے تھے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نماز پڑھنا چاہتے تو گھائیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے، ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ مکہ مکرمہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین کی ایک جماعت آگئی اس نے اس نماز کو نیا کام سمجھا اور مسلمانوں کو برا بھلا کہا اور ان سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔

تو ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں نماز قائم کرنے میں بہت تکالیف آئیں۔

قرآن اور حکم نماز

جاننا چاہئے کہ بندہ جب خدا پر ایمان لا کر اقرار بندگی میں داخل ہو گیا تو اس کے لئے لازم ہے کہ اسکی بندگی میں رہے۔ اور نماز اس کی بندگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور اسے عبادت میں اول درجہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں جا بجا نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱) وَاقِمْ الصَّلَاةَ وَآتِ الزَّكَاةَ وَمَا تَقَدَّمُوا لِنَفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے لئے جو نیکی تم آخرت کے لئے کرو گے اسے اللہ کے ہاں پاؤ گے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (البقرہ: ۱۱۰)

(۲) وَاقِمْ الصَّلَاةَ وَآتِ الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّكْعَيْنِ

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (البقرہ: ۴۳)

(۳) وَأَنْ أَقِمْ الصَّلَاةَ وَاتَّقُوهُ ۖ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

اور یہ کہ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو۔ اور اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔ (الانعام: ۷۲)

(۴) فَأَقِمْ الصَّلَاةَ وَآتِ الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ ۖ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

ترجمہ: پس تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑو۔ وہ تمہارا آقا ہے پس کتنا اچھا آقا ہے اور کتنا اچھا مددگار ہے۔ (الحج: ۷۸)

(۵) قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ

ترجمہ: میرے بندوں میں سے جو ایمان لائے ہیں انہیں کہہ دیجئے کہ نماز قائم کریں اور اس رزق سے خرچ کریں جو ہم نے انہیں دیا ہے۔ چھپا کر یا ظاہر کر کے، اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں خرید و فروخت اور دوستی نہ ہوگی (ابراہیم: ۳۱)

(۶) وَاقِمْ الصَّلَاةَ وَآتِ الزَّكَاةَ وَاقْرَأُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو قرضِ حسنہ قرضہ میں دو۔ (مزل: ۲۰)

(۷) ءَاشْفَقْتُمْ اَنْ تَقْدِمُوْا بَيْنَ يَدَي نَجْوَاكُمْ صَدَقْتُمْ فَاِذْكُمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيُّكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی سرگوشیوں سے پہلے خیرات کیا کرو۔ پس جب تم نے یہ کام نہیں کیا اور اللہ تم پر مہربان ہو گیا۔ تو نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اللہ تمہارے اعمال کو جاننے والا ہے۔ (المجادلہ: ۱۳)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال کے بچے کو نماز پڑھانے کی سختی سے تاکید کی ہے۔ کیونکہ سات سال کی عمر تک بچے کا شعور کھرے کھوٹے کی پہچان کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ اس لئے شرعاً یہ حکم دیا گیا ہے کہ سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔ بڑے اپنے ساتھ اس عمر کے بچوں کو نماز پڑھنے کی تربیت دیں تاکہ بچپن ہی سے انسان نماز کا عادی بن جائے اور بچے بڑے ہو کر نماز کے پابند بنیں۔ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

(۸) عَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَرُّوا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاَضْرِبُوْهُمْ عَلَیْہَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمُ الْمَضَاجِعَ

حضرت عمر و بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جبکہ وہ سات برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو اور وہ دس برس کے ہوں اور خواب گاہوں میں ان کو الگ الگ کر دو۔ (سنن ابوداؤد)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں بتایا گیا ہے کہ اگر بچے نماز نہ پڑھیں تو انہیں تنبیہ کے طور پر پیٹا جائے تاکہ ان کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے اور وہ نماز کی طرف راغب ہو جائیں۔ ایسے ہی دس سال کی عمر تک بھی اگر بچے نماز کی طرف متوجہ نہ ہوں تو انہیں رغبت دلانے کے لئے گھر سے باہر نکال دینے کا خوف ڈالا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ بچوں کو جس طرح بھی ہو سکے نماز کا عادی بنایا جائے اور اسی میں بچوں اور والدین کی فلاح اور نجات ہے۔

نماز قائم کرنے کا مطلب شریعت اسلامیہ کے مطابق پڑھنا ہے اور نماز پڑھتے وقت نماز کے تمام قواعد و ضوابط کو مد نظر رکھنا چاہئے۔

نماز تقاضا ایمان ہے

انسانی اعمال کا دار و مدار عقائد پر ہے۔ اور عقائد پر دل سے یقین اور زبان سے اقرار کو ایمان کہتے ہیں۔ کیوں کہ ایمان کے بغیر عمل صالح نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے ایمان کے پانچ اصول بتائے ہیں۔ یعنی خدا پر ایمان، ملائکہ پر ایمان، خدا کے رسولوں پر ایمان، خدا کی کتابوں پر ایمان اور اعمال جزا و سزا کے دن پر ایمان۔ نماز وہ عبادت ہے جس سے انسان کا ایمان پختہ ہوتا ہے اور ایمان کی یہی پختگی انسان کو دین و دنیا میں کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے نماز ہم اس لئے پڑھتے ہیں کہ وہ ہمارا معبود ہے اور اس سے عقیدہ توحید میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اگر توحید رسالت، ملائکہ، آسمانی کتابوں اور جزا و سزا کے دن پر یقین نہیں رکھتا تو اسے نماز پڑھنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ نماز پڑھنے سے قبل ان اصولوں پر پختہ ایمان رکھنا لازم ہے۔ کثرت عبادت سے انسان ایمانی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایسی لازوال دولت ہے جس کو حاصل ہو جائے تو وہ دین و دنیا میں بھی باعزت ہو جائے گا۔ سچے نمازیوں اور مومنین کے چہروں کو اللہ تعالیٰ منور کر دیتا ہے ایسے نورانی چہرہ والے بزرگوں کو دیکھنے سے اللہ کی شان یاد آتی ہے۔ کہ اہل ایمان نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمتوں سے نوازا ہے۔

ایمان کے بعد سب سے بہتر عمل نماز ہے۔ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اس امر کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایمان لانے کے بعد نماز قائم کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب ایمان بننے کے بعد فوراً نماز فرض ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(۱) اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۚ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ ۝

ترجمہ: بے شک میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (طہ: ۱۴)

(۲) هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

ہدایت ہے متقین کے لئے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ (بقرہ: ۲-۳)

(۳) فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّى ۖ وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۝ (القیامۃ: ۳۱-۳۲)

نہ وہ ایمان لایا اور نہ اس نے نماز پڑھی بلکہ اس نے حق کو جھٹلایا اور اس نے منہ پھیرا۔
ان آیات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور نماز دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں ان کے علاوہ قرآن مجید میں چند دیگر مقامات پر بھی نماز کو صاحب ایمان حضرات کا طرہ امتیاز قرار دیا گیا جو حسب ذیل ہیں۔

نماز وصفِ مومن ہے

نماز مومن کے اوصاف میں سے ہے اور یہ وصف ہی اسے دیگر قوموں سے ممتاز کرتا ہے اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بعض بعض کے دوست ہیں، وہ اچھی بات کا حکم دیتے ہیں اور بری بات سے روکتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(التوبہ: ۷۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز مومنین کا طرہ امتیاز ہے اور ایمان کی دلیل ہے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح سویرے نماز کی طرف گیا، وہ ایسے ہے جیسے ایمان کا جھنڈا لے کر گیا اور جو بازار کی طرف گیا وہ ایسے ہے جیسے ابلیس کا نمائندہ بن کر گیا۔ حدیث کا متن یہ ہے:-

عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ غَدَا إِلَى الصَّلَاةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَأْيَةِ الْإِيمَانِ وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوقِ غَدَا بِرَأْيَةِ ابْلِيسَ.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو کوئی صبح کی نماز کی طرف چلا وہ ایمان کا جھنڈا لے کر چلا اور جو علی الصبح بازار کی طرف گیا وہ ابلیس کا جھنڈا لے کر چلا (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں نماز قائم کرنے کو ایمان کے جھنڈے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

نماز شمولیت دین کا عملی ثبوت ہے

اگر کوئی غیر مسلم توبہ کر کے اپنے پرانے مذہب کو چھوڑ کر دائرہ اسلام میں آجائے اور پرانے عقائد کو ترک کر کے دین اسلام کی تعلیمات کو اپنالے نماز اور زکوٰۃ کو قائم کر لے تو وہ مسلمانوں کا بھائی بن جائے گا۔ معلوم ہوا کہ نماز کا قائم کرنا دراصل مسلمانی کی علامات میں سے ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تم ان کی راہ چھوڑ دو۔ (توبہ: ۵)

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخُوتُكُمْ فِي الدِّينِ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ (توبہ: ۱۱)

نماز علامت صالحیت ہے

نماز قائم کرنے کے بعد اس میں کثرت کرنا یعنی نوافل پڑھنا، یہ نیک اور صالح لوگوں کی علامت ہے ان کے متعلق پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ الْآلَاءُ ۝

(بھلا نا شکراً، مشرک بہتر ہے) یا وہ جو رات کے وقتوں میں سجدہ میں پڑا اور کھڑا عبادت کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے۔ کہہ دیجئے کیا وہ لوگ برابر ہیں جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے۔ بات یہ ہے کہ نصیحت تو عقلمندی ہی پکڑتے ہیں۔ (الزمر: ۹)

اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَاتِنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَآكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ فَلَا تُخْفَرُ اللَّهُ فِي ذِمَّتِهِ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے۔ ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔ ہمارا ذبیحہ کھالے پس یہ مسلمان ہے جس کیلئے ذمہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے پس اس کے ذمہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے خیانت نہ کرو۔ (بخاری)

حقائق نماز

۱۔ نماز اور طہارت ظاہری و باطنی

اللہ تعالیٰ پاک و صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس لئے پاکیزگی کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ پاکیزگی و طہارت کا سبق ہمیں نماز ہی سے ملتا ہے۔ کیونکہ نماز کی شرائط میں طہارت بھی ایک شرط ہے، کیوں کہ اہل طہارت کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اس لئے ارشاد ہے کہ۔

فِيهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّخِذُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ۝

ترجمہ: اس مسجد میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک و صاف رہیں اللہ تعالیٰ پاک و صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (توبہ: ۱۰۸)

طہارت و پاکیزگی دو قسم کی ہے، ایک باطن کی اور دوسری ظاہر کی پاک۔ باطن کی پاکیزگی یہ ہے کہ انسانی دل غیر اللہ کی محبت سے خالی ہو اور صرف اللہ ہی کی یاد ہو اور اپنے دل کو ذکر حق سے آراستہ کرے۔ پھر دل کو بُری باتوں سے پاک رکھنا چاہئے یعنی دل کو حسد، بغض، کینہ، تکبر، ریا، طمع اور عداوت وغیرہ سے پاک رکھے اور ان کی جگہ اپنے میں صبر، شکر، توبہ، خوف خدا اور محبت الہی کے اوصاف پیدا کرے۔ یعنی کہ اپنے دل کو گناہوں کی آلودگی سے پاک و صاف رکھے۔ ظاہر کی پاکیزگی میں نجاست سے پاک رہنا، مجامعت اور مباشرت کے بعد پاکیزہ ہونا اور اپنے جسم سے ناجائز ناخن، بال، کونہ بڑھنے دینا اور جسم اور لباس کو میل کچیل سے پاک رکھنا شامل ہے۔ نجس جسم کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ اگر کوئی قصد اُڑھے گا تو سخت گناہگار ہوگا۔ چنانچہ جسم کو نجاست سے پاکیزہ رکھنے کا سبق بھی ہمیں نماز ہی سے ملتا ہے۔ دین اسلام نے کئی چیزوں کو نجس قرار دیا ہے اگر وہ بدن پر لگ جائیں تو جسم بھی ناپاک ہو جائے گا۔ جس سے یو آئے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

رفع حاجت سے کچھ گندگی انسان کے جسم کے ساتھ لگ جاتی ہے۔ پیشاب سے انسان کا جسم

ناپاک ہو جاتا ہے۔ مباشرت کرنے سے بھی ناپاک مادہ مرد و عورت کے جسم کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ یا ویسے ہی کسی اور طرح سے غلیظ مادہ انسان کے جسم پر لگ جائے تو انسان کا جسم ناپاک ہو جاتا ہے اور ان نجاستوں کو دور کرنے کے لئے غسل اور استنجاء کا کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ جس سے نجاست دور ہو جاتی ہے۔ اور انسان کا جسم پھر پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جسم سے ناپاک بالوں کو صاف کرنا چاہئے۔ جن کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جسم کو میل کچیل سے صاف ستھرا رکھنا چاہئے۔ گندا جسم جس پر نجاست لگی ہوئی ہو۔ ہاتھ پیر میل کچیل سے بھرے ہوئے ہوں۔ سر میں دھول پڑی ہو تو ایسی گندگی میں جراثیم پرورش پائیں گے جس سے بیماری پھیلے گی اور لوگوں کو طرح طرح کی تکالیف اٹھانا پڑیں گی۔ اور یہ تمام حفظانِ صحت کے اصولوں کے خلاف ہوگا۔ جس سے انسانی صحت بھی متاثر ہوگی۔

ظہور اسلام سے پہلے عرب لوگ اس طرف توجہ نہیں دیتے تھے اور انہیں طہارت کی کوئی تمیز نہ تھی۔ نماز کے فرض ہونے کے بعد لوگوں کو اس پہلو کی اصلاح درکار تھی۔ عرب لوگ پانی کی قلت کے باعث کم نہاتے تھے۔ ان کے کپڑے اونی ہوتے تھے جب وہ لوگ سخت محنت کرتے جس سے وہ پسینہ سے شرابور ہو جاتے تھے۔ اور ایک کپڑے کو بہت دنوں تک پہنے رکھتے تھے۔ تو جب وہ مسجدوں میں آتے تو ان کے کپڑوں سے بدبو آتی تھی اس لئے اسلام میں ہفتہ میں ایک مرتبہ جمعہ کے روز نہانے کی سختی سے تاکید کی گئی ہے۔ اور اس طرح نماز کے ذریعہ سے ان لوگوں کو جسمانی صحت برقرار رکھنے والے اصولوں سے اصلاح کی گئی۔

نماز پڑھنے کا عام فائدہ یہ ہے کہ نماز کے ذریعہ سے انسان دن میں اپنے جسم کے بعض اعضاء کو پانچ مرتبہ دھوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں منہ کو دھوتا ہے ناک میں پانی ڈالا جاتا ہے۔ ناک کے ذریعہ سے سانس میں بہت سے جراثیم بدن کے اندر چلے جاتے ہیں۔ اور وہاں سے جسم میں جا کر طرح طرح کی بیماریوں کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ اس لئے ناک میں پانی ڈالنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ طبی اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق یہ بہت ضروری ہے۔

عام لوگ اپنے دانتوں کو بہت کم صاف کرتے ہیں۔ خوراک کے ذرات چھتے رہتے ہیں جو گل سڑ کر دانتوں کی بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ دانتوں کو کیڑا کھا جاتا ہے۔ اور دانتوں کو وقت سے پہلے نکلوانا پڑتا ہے۔ یا بار بار دانتوں کے لئے دوائی لگانا پڑتی ہے جو پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ دانت نکلوانے سے انسان خوراک کو چبا کر اچھی طرح کھا نہیں سکتا۔ اس لئے کہاوت مشہور ہے کہ دانت گئے تو

سوا د گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ نماز پڑھنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے کپڑے اور نماز پڑھنے والی جگہ پاک و صاف ہو۔ اس پر کوئی ظاہری آلودگی اور نجاست نہ لگی ہو۔ اس سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ انسان اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھے گا۔ اور گندا ہونے کی صورت میں ان کو پاک و صاف کرے گا۔ جس سے نجاست کا کسی حد تک خاتمہ ہو جاتا ہے۔

نجاست اور گندگی سے طرح طرح کی بیماریاں پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور بیماریاں انسانی صحت کے لئے از حد نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اور دوسرے صاف ستھرا ہونا ایک اعلیٰ اور بلند معیار زندگی کی علامات میں سے ہے۔ چنانچہ اس پاکیزگی سے ہمیں جسمانی اور معاشرتی دونوں قسم کے فوائد حاصل ہوں گے۔ لوگ اگرچہ اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ آج کل لباس کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے مگر جب انسان سے کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھو تو کہتے ہیں کہ ہمارے کپڑے پاک نہیں، ایسے صاف ستھرے رہنے کا اتنا فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ جتنا کہ نماز کے پیش نظر اپنے کپڑوں کو پاک و صاف رکھنے کا۔ کپڑوں کے علاوہ جہاں نماز پڑھی جائے وہاں کی بھی صفائی ضروری ہے۔ اس طرح نماز کے قائم کرنے سے گھر والوں میں اور خاص کر مسجدوں میں صفائی ہوتی رہے گی۔ اور جو جگہ پلید ہو اس پر پانی ڈالنے سے پاک ہو جائے گی۔ لیکن اگر کسی جگہ پر نجاست غلیظہ لگی ہو تو اسے اس وقت تک دھوتے رہنا چاہئے۔ جب تک کہ وہ بالکل صاف نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کپڑوں کو صاف رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ یعنی اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔ (مدثر: ۴)

۲۔ نماز اور اخلاقِ حسنہ

دنیاوی زندگی میں انسانوں کے آپس میں حقوق و فرائض کے کچھ تعلقات ہیں جس کا ادا کرنا ہر انسان کے لئے انہی تعلقات کو احسن طریقے سے نبھانے کا نام اخلاق ہے دنیا کے تمام مذاہب میں اخلاقِ حسنہ کا تصور پایا جاتا ہے اور اس اخلاقِ حسنہ کا تصور سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اس اخلاقِ حسنہ کا تصور اور ٹریننگ ہمیں نماز سے ملتی ہے۔ نماز سے دل و جسم کی طہارت اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ کیوں کہ نماز پڑھنے کے لئے وضو اور طہارت اور کپڑوں کو پاک و صاف رکھنے سے انسان گندگی اور آلودگیوں سے بچ جاتا ہے اور صاف ستھرا رہتا ہے۔ پاکیزگی اور صفائی سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ پیار کرتا ہے۔

جسمانی پاکیزگی سے قلب پر اثر پڑتا ہے۔ اور دل ایک آئینہ کی طرح صاف شفاف ہو جاتا ہے اور اس پاکیزہ دل سے اللہ کی رحمت اور اخلاق حسنہ کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ چنانچہ اچھے اخلاق کی سب سے اولین تربیت ہمیں نماز ہی سے ملتی ہے۔

نماز پڑھنے میں انسان اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے کہ یا الہی مجھے صراطِ مستقیم دکھا اور سیدھا راستہ قرآن و سنت کی تعلیمات کی پیروی ہے۔ قرآن و سنت میں اخلاقی تعلیمات پر از حد زور دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان نماز ہی کے وسیلہ سے اخلاق حسنہ کے اوصاف اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے والوں میں صالح اخلاق کی خصوصیات پیدا فرمادیتا ہے۔

صالح اخلاق میں حق اور سچ بولنے پر زور دیا جاتا ہے۔ نماز کے کلمات بعینہ حق ہیں۔ جن کے پڑھنے سے انسان پر یہ اثر پڑتا ہے کہ نمازی حضرات زندگی کے دوسرے معاملات میں حق اور سچ کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں حتیٰ کہ اس میں زبان، دل اور عمل کی سچائی پیدا ہوتی ہے۔ اور پاکبازی، دیانت داری، شرم و حیا، رحم، عدل و انصاف، احسان، عفو و درگزر، حلم و بردباری، تواضع و خاکساری، خوش کلامی، ایثار، میانہ روی، استقامت، حق گوئی اور استغناء جیسے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا انسانی عظمت اور نیک سیرت کے ساتھ خاصا تعلق ہے۔

۳۔ نماز درسِ محبت ہے

نماز کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نماز کے لئے جب مسلمان مسجد میں آتے ہیں تو علاقہ کے نمازیوں سے علیک سلیک ہو جاتی ہے۔ پھر ایک دوسرے کا حال دریافت کرنے سے اچھی اچھی باتیں کرنے سے ایک دوسرے کا ادب و احترام کرنے سے دلوں میں الفت پیار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایک فطری لہر ہے کہ مسلمان اگر دن میں پانچ وقت ایک جگہ پر اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے سے ملاقات ہوگی تو آپس میں بیگانگی دور ہو جائے گی۔

سچے نمازیوں میں ایک دوسرے کے کام آنے اور مدد کرنے کا وہ لافانی شعور پیدا ہوتا ہے جو نماز کے علاوہ کسی اور سبب سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور جہاں تک لوگوں میں انس ہو جاتی ہے اگر کوئی مسجد میں نہ آئے تو اس کی خبر گیری کے لئے دوسرے نمازی اس کے پاس جانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ مگر آج کل مسجدوں میں ماحول کچھ بدل چکا ہے۔ لوگوں میں یہ رسم عام ہے کہ مسجدوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے خلاف

باتیں کرتے ہیں۔ لیکن میل ملاپ سے اگر کسی کے دل میں کوئی رنجش وغیرہ بھی ہو یا غلط فہمی ہو تو وہ دور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نماز مسلمانوں کی آپس میں دوستی کی بھی علامت ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝

تمہارا دوست تو بس اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جو رکوع کرتے ہیں۔ (المائدہ: ۵۵)

اس آیت سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ نیک لوگوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے چاہئیں، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا نیک لوگوں کا وصف ہے۔

۴۔ نماز ہمدردی سیکھاتی ہے

نماز مسلمانوں میں باہمی ہمدردی اور غم خواری کا بھی ذریعہ ہے۔ کیونکہ نماز پڑھنے کے لئے علاقہ کے تمام امیر و غریب ایک ہی مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ اور امیر لوگ جب غریبوں کی غربت کو دیکھیں گے تو ان کے پھٹے پرانے کپڑے ان کے دکھوں کی علامت ہے۔ امیر لوگوں کے دل میں ایسے لوگوں کو دیکھ کر فیاضی کا جذبہ پیدا ہوگا اور وہ لوگ جب فقیروں اور محتاجوں اور غریبوں کی مدد کریں گے تو غریبوں کے دلوں میں بھی امیروں کے بارے میں پیار اور اخوت اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ قرآن پاک میں غریبوں اور بے کسوں کے دکھ درد میں شریک ہونے کو انتہائی افضل قرار دیا گیا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں اصحاب صفہ کا ایک گروہ تھا جو سب سے زیادہ امداد کا مستحق ہوتا تھا یہ گروہ مسجد میں رہتا تھا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے لئے مسجد کو جاتے تو ان اصحاب صفہ کو دیکھ کر ان کے دلوں میں پیار پیدا ہوتا۔ چنانچہ اکثر صحابہ کھجوریں لے کر مسجد میں رکھ دیتے جس سے ان لوگوں کا گزر اوقات ہوتا تھا۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز سے فارغ ہونے کے بعد ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے آتے اور اپنے گھروں میں لا کر انہیں کھانا کھلاتے۔ اب بھی مساجد کو صدقات اور خیرات کے تقسیم کرنے کا بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج بھی نماز مسلمانوں میں باہمی الفت و محبت پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ

ہے۔ کیونکہ نماز کے ذریعے ایک جگہ ایک دوسرے سے ملیں تو ان کہ بیگانگی دور ہو جاتی ہے۔ اور آپس میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے اس طرح وہ ایک دوسرے کی امداد کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ قرآن پاک نے نماز کے اس وصف اور اثر کی طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

وَاتَّقُوا ۖ وَاقِمُْوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ بنو ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور وہ گروہ بندی میں تقسیم ہو گئے۔ (روم: ۳۱-۳۲)

۵۔ نماز سے مساوات پیدا ہوتی ہے

امیر غریب، شاہ و گدا کی طرز زندگی میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ امیر لوگ بڑے بڑے عالی شان مکانات، کوٹھیوں اور محلات میں رہتے ہیں۔ جہاں عمدہ فرشوں پر قالین بچھے ہوتے ہیں۔ بیٹھنے کے لئے صوفے، لیٹنے کے لئے نرم نرم پلنگ، ادھر غریب لوگوں کے رہنے کے لئے چھوٹے چھوٹے کٹیا اور جہاں آرام و آسائش کی سہولتیں میسر نہیں ہوتیں۔ اسی طرح حسین لوگ بد صورت اور کالے لوگوں سے نفرت کرتے ہیں۔ اور خود کو برتر اور اعلیٰ تصور کرتے ہیں۔ مگر جب لوگ مسجد میں چٹائیوں پر نماز پڑھتے ہیں تو سب برابر کھڑے ہوتے ہیں۔ وہاں امیر و غریب کی تفریق ختم ہو جاتی ہے۔ اور پھر سب لوگ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر خدا کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

جماعت کی امامت کے لئے اعلیٰ حسب و نسب، رنگ، روپ، قومیت، عہدہ، منصب، امارت و غربت کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ علم و عقل، فضل خداوندی، تقویٰ اور طہارت کے پیش نظر ہر شخص امامت کا مستحق ٹھہر سکتا ہے۔

جماعت میں کسی شخص کو ذاتی برتری کی بنا پر دوسرے کو اس جگہ سے ہٹانے کی اجازت نہیں۔ حتیٰ کہ نماز میں کسی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا جائز نہیں ہے۔ ان تمام واقعات سے انسان کو مساوات کا درس ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں۔ اگر کوئی برتری حاصل ہو بھی تو صرف تقویٰ کی بنا پر حاصل ہوگی۔ اس مساوات سے انسان کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ غریبوں سے نفرت مت کرو۔ اور معاشرے کے افراد کو اپنے جیسا ہی خیال کرو۔

۶۔ نماز اور تزکیہ نفس

انسانیت کا عروج اور فلاح اس میں ہے کہ انسان کا نفس شریعت کے تابع ہو اور یاد الہی میں فنا ہو جائے اور نفس اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں چوں تک نہ کرے۔ اس کے لئے تربیت کی ضرورت ہے اور نفس کو وہ تربیت نماز سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس کو گناہوں سے بچا کر نیکی اور اطاعت الہی میں لگن کیا جائے اور عبادت الہی میں درجہ کمال تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۖ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝

بے شک اس نے فلاح پائی جو پاک ہوا اور اپنے پروردگار کا نام لیا پھر نماز پڑھی (اعلیٰ: ۱۴-۱۵) نفس کو جب سکون حاصل ہوتا ہے تو اللہ کی نعمتیں خوب حاصل ہوتی ہیں اور جب ظاہری مصائب و آلام نہیں ہوتے تو نفس اللہ کی اطاعت چھوڑ کر سرکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ کو دوسروں کے مقابلے میں اعلیٰ اور بلند خیال کرنے لگتا ہے۔ مگر جب نفس کو کوئی تکلیف آتی ہے تو وہ روتا ہے اور اللہ پر شکوہ کرتا ہے۔ تقدیر کو برا بھلا کہتا ہے کہ ہماری قسمت میں یہی مصیبتیں لکھی ہیں۔ خدا کی بے ادبی کرتا ہے۔ حتیٰ کہ کفر اور سرکشی کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

نماز نفس کی اس کیفیت کو دور کرنے میں مدد دیتی ہے۔ کیونکہ نماز پڑھنے کے لئے انسان کو معمولی سی ظاہر تکلیف اٹھانا پڑھتی ہے۔ اس سے نفس میں تکالیف برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہوتی ہے۔ نماز معرفت حق سے روشناس کرانے کا ایک زینہ ہے۔ وہ اللہ کی مدد سے مشکلات پر صبر کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس پر اپنے انعام و اکرام کی بارش کرتا ہے اور اسے طرح طرح کی نعمتیں میسر آتی ہیں تو وہ ان پر اللہ کا شکر کرتا ہے۔ اور یہ تمام نعمتیں اس کو روشن ضمیری کی بدولت ملتی ہیں۔ اور روشن ضمیری کے لئے نماز اولین وسیلہ ہے۔

دن میں پانچ وقت نماز پڑھنے سے وضو کرنے سے سجدہ رکوع قیام قعدہ سے انسانی نفس متاثر ہوتا ہے۔ اور جوں جوں نفس خلوص اور پیار سے ذات الہی کے آگے جھکتا ہے۔ اور نفس میں ایسی بیداری پیدا ہوتی ہے جو اسے ہر وقت اللہ کی اطاعت کی طرف لے جاتی ہے اور برائیوں سے روکتی ہے۔ حتیٰ کہ یہی اطاعت انسان کو دین و دنیا میں کامیاب و کامران کر دیتی ہے۔ نماز انسان کے تمام اعضاء کو جن سے

افعال سرزد ہوتے ہیں پاکیزہ کرتی ہے کیونکہ نفس ان اعضاء کو برائی میں مبتلا کر کے لذت محسوس کرتا ہے۔ لیکن نماز ان کی اصلاح کر کے انہیں راہ راست پر قائم رکھنے کی خوبی پیدا کرتی ہے۔

۷۔ نماز کا دلی جذبات کو پاکیزہ کرنا

نماز ہمارے دلی جذبات اور احساس کو بڑی سوچ سے پاکیزہ کرتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی ہر قسم کی عبادت اور اطاعت کے لئے دل کا پاکیزہ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ صالح نیت کا تعلق دل سے ہے۔ دل کے راز اور خیالات اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ پھر دل کی حیثیت جسم میں بادشاہ کی سی ہے۔ اور جسم کے باقی اعضاء دل کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اگر بادشاہ درست ہو تو رعایا بھی درست اور ٹھیک ہو جاتی ہے۔ لہذا جسم کی اچھائی اور نیکی کا سارا دار و مدار دل کی اصلاح پر ہے اور دل کی اصلاح اللہ کی یاد سے ہوتی ہے۔ اور نماز اللہ کی بہترین یاد ہے۔

دل کی اہمیت کے پیش نظر شیطان انسان کے دل پر اپنے وار کرتا ہے۔ اور رحمن کی آماجگاہ بھی دل ہی میں ہے۔ چنانچہ دونوں انسانی دل پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ اگر دل قابو ہو گیا تو تمام جسم ماتحت ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ دل بہت زیادہ مصروف اعضاء رئیسہ ہے اس پر جذبات اور عقل حملے کرتے ہیں اور وساوس اُٹھ اُٹھ کر آتے ہیں اور وساوس کسی نہ کسی خطرے کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ جس سے دل بہت جلد لغزش کھا جاتا ہے اور دل کی لغزش انسان کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔

دل غرور کی طرف مائل ہوتا ہے اس میں حسد پیدا ہوتا ہے دنیوی خواہشات اُبھرتی ہیں۔ چنانچہ دل کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی توجہ کا مرکز بنائے۔ دنیوی خواہشات اور معاملات کو کم سے کم اپنے دل میں جگہ دی جائے۔ تکبر اور حسد کو کسی صورت بھی اختیار نہ کیا جائے۔

اصلاح قلب کے لئے جتنی بھی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں ان کا علاج نماز کی پابندی ہے۔ نماز سے دل میں اللہ کی یاد پیدا ہوتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ یاد الہی سے دل اللہ کی محبت اور عشق کا مرکز بن جاتا ہے۔ جوں جوں اللہ کی محبت گہری ہوتی ہے۔ دنیاوی خواہشات طمع و لالچ ختم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ دل اللہ کے نور سے منور ہو جاتا ہے اور جب دل منور ہو جاتا ہے تو دنیا کے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے براہ راست مدد طلب کرتا ہے۔ اور اللہ کی مدد سے انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے اور اپنے اللہ کو راضی کر لیتا ہے اور آخرت میں جزائے خیر پاتا ہے۔

۸۔ نماز کا نظر کو پاکیزہ کرنا

انسانی نفس نگاہ کے ذریعے کئی گناہ کرتا ہے مثلاً کسی غیر محرم عورت کو شہوانی نظر سے دیکھنا گناہ ہے۔ لیکن ایسا کرنے سے نفس کو لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح انسان فتنہ نظر میں مبتلا ہو کر گنہگار ہو جاتا ہے۔ مگر نماز انسان کے اس فعل کی بھی اصلاح کرتی ہے۔ چونکہ نماز پڑھتے وقت نگاہوں کو جھکائے رکھنے کا حکم ہے اور نماز میں ادھر ادھر دیکھنا منع ہے۔ نگاہوں کو نیچا رکھنے سے انسان میں ادب پیدا ہوتا ہے اور آداب کا انسانی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ آداب ہی سے انسانی اخلاق و کردار بلند ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا آقا اور مالک ہے ہم اس کے بندے اور غلام ہیں۔ نماز کے وقت انسان اللہ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور اپنی نگاہوں کو نیچا رکھ کر آداب غلامی بجالاتا ہے اور اس کی فرمانبرداری سے انسان اللہ کا منظور نظر بن جاتا ہے۔ اور اللہ کی نعمتوں کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ نماز کے سکھائے ہوئے آداب سے ہماری عملی زندگی میں بھی کام آتے ہیں۔ چنانچہ اسی کے پیش نظر بچوں کو بڑوں اور ماتحتوں کو افسروں کے جائز ادب و احترام کا سبق دیا جاتا ہے۔

انسان اگر نماز کے اس بتلائے ہوئے اصولوں پر زندگی میں عمل نہ کرے اور اپنی نگاہ سے بلا مقصد آزادانہ ادھر ادھر رنگارنگ کے نظارے دیکھے تو لامحالہ ان کو حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوگی۔ مگر ان کو حاصل کرنے کی قدرت نہ ہوگی اور نہ ان کے حصول کے بغیر صبر ہو سکے گا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انسان خواجواہ اپنے آپ کو مصائب میں مبتلا کرے گا۔ ادھر ادھر نہ دیکھنے سے ہمارا دماغ وساوس سے خالی ہوگا جس سے نیکی کی طرف زیادہ توجہ دی جاسکے گی۔

۹۔ نماز کا قوت سماعت کو پاکیزہ کرنا

ہمارے کان بُری باتیں سُن کر ہمیں گنہگار بنا دیتے ہیں۔ کیونکہ قوت سماعت کے ذریعہ سے بھی انسان جھوٹی باتیں سُن کر فرحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔ جو سراسر گناہ میں شمار ہوتی ہیں۔ اور نماز نفس اس کے ہتھیار کو پاکیزہ کرتی ہے۔ کیونکہ نماز سے ہمیں اچھی بات سُننے کا درس ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت صرف امام صاحب کی قرأت سُننے کا حکم ہے۔ اگر آس پاس کوئی نادان بات چیت کر رہا ہو تو اس کی گفتگو کی طرف توجہ کرنا نماز میں جائز نہیں۔ اس وقت صرف اللہ کے کلام کو سُنتا ہی ہر حال

میں مقدم ہے۔ اور اللہ کا کلام بامقصد ہے۔ چنانچہ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ اپنے کانوں کو بُری گفتگو کے سُننے سے بچائیں۔ بُری باتیں سُننے سے اکثر اوقات ان کا جواب دینا پڑتا ہے جس سے بُری باتیں کرنے والوں کے ساتھ شمار ہو جاتا ہے۔ اور آدمی گنہگار ہو جاتا ہے۔

بُری باتیں سُننے کا اثر لازماً انسان کے دل اور دماغ پر ہوگا۔ دل میں طرح طرح کے بُرے جذبات اور وساوس پیدا ہوں گے۔ دماغ گندے خیالات کی آماجگاہ بن جائے گا۔ جو انسان کو کسی مصیبت میں پھنسانے کا پیش خیمہ ہوں گے مگر نماز کی حکمت سے اخذ کردہ نصیحت کے پیش نظر انسان اپنے کانوں کو فضول باتوں کے سُننے سے محفوظ رکھے تو بہت سی آفات سے بچ جائے گا۔

۱۰۔ نماز کا زبان کو پاکیزہ کرنا

انسانی نفس زبان کے ذریعے بھی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ مثلاً جھوٹ، غیبت اور بُری باتیں وغیرہ لیکن نماز ہماری زبان کو بھی پاکیزہ کرتی ہے۔ کیوں کہ نماز سے ہمیں اصلاح گفتگو کا سبق بھی ملتا ہے۔ نماز میں ہم اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور وہ کلمات جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں ان میں اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہیں اور اس سے راہ ہدایت پر رکھنے کی توفیق مانگتے ہیں۔ بندہ اور اللہ کی یہ گفتگو برسر مقصد ہوتی ہے۔ نماز میں صرف قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے۔ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کے علاوہ ہم ایک لفظ بھی اپنی طرف سے زائد نہیں کہہ سکتے۔ جس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ زبان کی گفتگو برسر مقصد ہونی چاہئے اور زبان کو روزمرہ کی گفتگو میں فضول باتوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ زبان سے نکلی ہوئی بات ہی فساد کی جڑ بنتی ہے۔

زبان کی اچھی بُری گفتگو سے جسم کے دوسرے اعضاء اثر قبول کرتے ہیں اس کے علاوہ فضول باتیں کرنے سے انسان کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وقت انتہائی قیمتی ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اللہ کی یاد کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ زبان کی حفاظت سے انسان کے نیک اعمال کی حفاظت ہوتی ہے۔ جو شخص بامقصد گفتگو نہیں کرتا وہ لامحالہ لوگوں کی غیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ غیبت اچھے اعمال کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اور جھوٹ بھی انسان زبان ہی سے بولتا ہے۔ اور جھوٹ بے شمار برائیوں کی جڑ ہے۔ پھر اس کا یہ بھی نقصان ہے کہ ہماری گفتگو کا ریکارڈ کرانا کاتبین تیار کر لیتے ہیں جو روزِ

قیامت اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ اور اس وقت بُرے اعمال کی وجہ سے دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ صالح گفتگو جس کا بنیادی تصور ہمیں نماز سے ملتا ہے۔ ہم میں بے شمار اوصاف پیدا کر سکتی ہے۔ جن پر عمل پیرا ہو کر انسان بے شمار برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ اور صرف زبان کی حفاظت کرنے سے انسان عذابِ جہنم سے بچ جائے گا۔ مگر زبان کی حفاظت کا بنیادی درس ہمیں نماز ہی سے ملتا ہے۔

۱۱۔ نماز کے ذریعے اصلاحِ شکم

پیٹ کی ہوس انسان کو گناہوں کی وادی میں بہت دور تک لے جاتی ہے۔ کیوں کہ پیٹ ہی لذتِ نفس کا سب سے بڑا آلہ ہے لیکن نماز اس کی اصلاح کرتی ہے۔ اسلام نے پیٹ کی اصلاح اور حفاظت کے لئے خصوصی احکامات دیئے ہیں کیونکہ اس کا تعلق جسمانی قوتوں کی پرورش سے ہے۔ اگر ان کی پرورش صالح ہو تو جسم کے تمام اعضاء کے افعال نیکی کی طرف مائل ہوں گے۔ حرام غذا فضول کھانے کی ضرورت سے زائد کھانے سے انسان کو صحیح عبادت کی توفیق حاصل نہیں ہوتی اور ایسا شخص نیک کام کرنے سے محروم رہتا ہے۔

زیادہ کھانے سے انسان کا جسم بوجھل ہو جاتا ہے۔ خوراک قوتِ اعضاء میں فتنہ پیدا کرتی ہے۔ بیہودہ کاموں کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ شرم گاہ شہوت انگیز جذبات کا تقاضا کرتی ہے۔ جس کی بنا پر انسان سے بہودہ حرکات سرزد ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ انسان کی آنکھیں خواہ مخواہ حسن پرستی کا شکار ہوتی ہیں جن سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہیں اور انسان شہوت انگیز گناہ کر بیٹھتا ہے۔ پھر اگر انسان حرام کمایا ہوا کھائے تو اور بھی بُرے اثرات ظاہر ہوں گے۔

نماز پڑھنے کے لئے انسان کا جسم ہلکا پھلکا ہونا چاہئے کیوں کہ زیادہ خوراک کھائی ہوگی تو بدن بوجھل ہوگا۔ آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہوگا۔ اعضاء سُست ہوں گے، کوشش کے باوجود کوئی کام کرنا مشکل ہوگا۔ نماز پڑھنے سے غافل ہو جائے گا۔ اور نہ ہی احسن طریقہ سے کوئی امر سرانجام دے سکے گا۔ اس لئے نماز پڑھنے کے لئے ہمیں اپنے شکم کی اصلاح کرنا ہوگی اور پیٹ کی اصلاح کے لئے حرام اشیاء ناجائز ذرائع سے کمائے ہوئے رزق سے بچنا پڑے گا۔ جس کی وجہ سے ہم چوری، سود، رشوت، بددیانتی، ناجائز منافع خوری سے بچ جائیں گے۔ اور بے شمار گناہوں سے اجتناب ہو جائے گا۔ اور یہ تمام فوائد نماز ہی کی بدولت حاصل ہوں گے۔

نماز کے فوائد

افراد اور قوم کی تعمیر میں نماز نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ کیونکہ دنیاوی و روحانی کامیابی حاصل کرنے کے لئے عمل اور محنت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی کام بھی بیٹھے بٹھائے خود بخود نہیں ہو جاتا۔ حتیٰ کہ کھانا ہمارے سامنے پک کر تیار رکھا ہو تو جس وقت تک ہم اپنے ہاتھوں کو حرکت میں نہ لائیں گے نوالہ توڑ کر اپنے منہ میں نہ ڈالیں گے اس وقت تک خود بخود ہمارے منہ میں نہیں جاسکتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچنے کے لئے عمل اور محنت کی اشد ضرورت پیش آتی ہے۔

مسلمانوں کو اسلامی ضابطہء حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے ان دونوں چیزوں کو اپنانے کی ضرورت ہے کیوں کہ اسلام میں نہ ہی بالکل سُست اور کاہل رہنے کی اجازت ہے اور نہ ہی دولت اکٹھا کرنے کے لئے دن رات ایک کرنے کا حکم ہے۔ بلکہ اسلام میں درمیانی راستہ اختیار کرنے کا حکم ہے۔ نماز سے ہمیں استدلال، محنت اور عمل کی تربیت حاصل ہو سکتی ہے۔

نماز کے لئے انسان کو عملی طور پر اُٹھ کر مسجد میں یا گھر میں یا کسی اور مقام پر پہنچنا پڑتا ہے۔ پھر وضو کرنا پڑتا ہے، پھر اللہ کے حضور کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ رکوع، سجود اور قعدہ کے لئے انسان کو اُٹھ بیٹھ کر نماز کے ارکان ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اور اس میں عمل کا دخل ہے۔ اگر کوئی بیٹھے بٹھائے بلاوجہ خیال یا تصور میں نماز ادا کرنا چاہے تو ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بلاوجہ ایسا کرنے کا حکم نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ نماز سے بنیادی فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ نماز سے انسان میں عمل صالح کی عادت پڑ جاتی ہے۔

نماز پڑھنے کے لئے انسان کو جسمانی طور پر کچھ نہ کچھ محنت و مشقت بھی اٹھانا پڑتی ہے۔ یعنی سردیوں میں شدت کی سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا، کاروباری اور قیمتی وقت سے وقت نکالنا، گرمیوں کی چلتی ہوئی گرم لُٹ میں آرام کو چھوڑ کر نماز میں حاضر ہونا، اس محنت و مشقت سے انسان کی تربیت ہوتی ہے۔

محنت اور مشقت کی عادت کے علاوہ بچوں کو اکثر بچپن ہی سے نماز پڑھنے کی عادت ڈالی جائے تو وہ

لڑکپن اور جوانی کے عالم میں صراطِ مستقیم کی طرف راغب ہو جاتے ہیں اور بُرائیوں سے بچ جاتے ہیں اور نماز پڑھنے کی وجہ سے ان میں نیک کام کرنے کی طرف توجہ مائل ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ راسخ العقیدہ مسلمان بن جاتے ہیں۔

نماز سے مجموعی طور پر افراد اور ملت میں مندرجہ ذیل اچھے خصائل پیدا ہوتے ہیں جن سے مسلمان نیک سیرت بن کر ایک مثالی معاشرہ کے افراد بن جاتے ہیں۔

۱۔ علمی بصیرت کو فروغ دینے میں نماز کا حصہ

نماز دینی علم اور علمی بصیرت کو بھی فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کیوں کہ امامت کے فرائض سرانجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ امام صاحب ایسے عالم ہوں جو قرآن و حدیث اور علوم شرعیہ کا علم رکھتے ہوں۔ تقویٰ اور پرہیزگاری میں دوسروں سے بڑھ کر ہوں۔ اس لئے لوگ امام کے رتبہ کو حاصل کرنے کے لئے لامحالہ علم حاصل کریں گے اور علم بھی ایسا جو دنیوی نہیں بلکہ دین سے متعلق ہو اس طرح نماز معاشرہ میں علم و فضل کی ترقی کے لئے بھی کارگر ثابت ہوگی۔ چنانچہ لوگوں میں علم سیکھنے اور سکھانے کا جذبہ پیدا ہوگا اور اچھا معاشرہ وہی تصور کیا جاتا ہے جس میں علم رکھنے والے لوگوں کی تعداد زیادہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امامت کے فرائض وہ شخص سرانجام دے جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ ایک دفعہ ایک مقام سے کچھ لوگ مسلمان ہونے کے لئے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم میں جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ امام بنے اتفاق سے اس میں قرآن سب سے زیادہ ایک کمسن بچے کو یاد تھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس کمسن بچے کو امام مقرر کر دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں میں نماز کی بدولت علم حاصل کرنے کا جذبہ جنم لیتا ہے۔

موجودہ دور میں امام اگرچہ پیشہ ورانہ ہو گئے ہیں اور دینی علوم اللہ کی رضا کی خاطر حاصل نہیں کرتے بلکہ پیشہ کے طور پر پیٹ پالنے کے لئے حاصل کرتے ہیں ایسے علوم کا کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

۲۔ اسلامی لباس کی ترویج میں نماز کا کردار

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مسجدوں میں نماز کے لئے کپڑے پہن کر جاؤ۔ کیونکہ لباس انسان کی زینت

ہے۔ وحشیانہ دور میں اکثر لوگ لباس نہیں پہنتے تھے اور صرف اپنی شرمگاہوں کو کسی چیز سے ڈھانپ لیتے تھے۔ مگر اسلام نے جسم ڈھانپنے کا حکم دیا ہے کیونکہ جسم کی لباس سے ستر پوشی کرنے سے شرم و حیا پیدا ہوتی ہے۔ اور شرم و حیا اعمال صالحہ کا ایک ضروری جزو ہے۔ اسی افادیت کے پیش نظر نماز پڑھنے کی شروط میں ایک شرط یہ ہے کہ مردوں کا جسم کم از کم ناف سے گھٹنے تک اور عورتوں کا جسم پیشانی سے پاؤں تک چھپانا ضروری ہے۔ مگر سنت اور احسن طریقہ یہ ہے کہ مرد ہاتھ پاؤں اور چہرے کو چھوڑ کر تمام جسم پر لباس پہنے۔ چنانچہ نماز کی اس شرط سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ مرد اور عورت ایسا لباس پہنیں جس سے جسم کے تمام اعضاء ننگے نہ ہوں اور نہ لباس اتنا عمدہ اور نمائشی ہو جسے پہن کر انسان کا نفس غرور اور تکبر کی طرف مائل ہو جائے۔ بلکہ لباس سیدھا سادہ عام طرز کا ہونا چاہئے۔

مغرب کی متمدن قومیں لباس کے استعمال میں حد سے آگے نکل گئی ہیں، زیب و زینت، حسن و آرائش کی زیادتی کی وجہ سے بے غیرت، بے شرم اور بے حیائی عام ہو گئی ہیں، خاص کر عورتیں نیم برہنہ لباس استعمال کرتی ہیں یا ایسا باریک لباس استعمال کرتی ہیں جس میں سے جسم نظر آتا ہے۔ اور ایسا لباس انسانوں کو اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ معاشرے کی ایسی عورتیں نماز پڑھنا شروع کر دیں تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ ان کو برہنہ لباس چھوڑ کر شریفانہ طرز کا لباس پہننا پڑے گا جو شرم و حیا اور عزت کی علامت ہے۔

اسلام سے قبل عرب کے بدو ستر پوشی کی طرف خاص توجہ نہ دیتے تھے اور یہاں تک کہ اکثر بدو عورتیں حج کے لئے آتیں تو برہنہ یا نیم عریانی کی حالت میں طواف کرتیں تھیں۔ غریانیت سے عورت کی عصمت اور عفت پر زد پڑتی ہے۔ مگر اسلامی تعلیمات کے ذریعہ سے عربوں کو ستر پوشی کی تعلیم دی گئی اور یہ تعلیم انہیں نماز قائم کرنے کی بدولت حاصل ہوئی۔

۳۔ نماز اور مجاہدانہ اوصاف کی تعمیر

مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خود اللہ کا مطیع و فرمانبردار بندہ بنے مگر اس کا یہ فرض اپنی ذاتی اصلاح اور بندگی تک محدود نہیں بلکہ ساتھ ساتھ یہ حکم بھی ہے کہ وہ دنیا کو خدا کا مطیع و فرمانبردار بندہ بنانے کی کوشش کرے اور زمین پر اللہ کا قانون نافذ کرے اور اللہ کے پیغام کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دے۔ اس فرض کو مسلمان الگ الگ سرانجام دیں سکتے ہیں۔ اس لئے مسلمان کو ایک منظم جماعت بننے کی ضرورت

ہے۔ جو جماعت اللہ کے راستے میں جہاد کرے دوسرے انسانوں کو اللہ کے دین کی طرف لائے اور دشمنان دین کے حملے کی صورت میں اپنا دفاع کر سکے۔ اس لئے مسلمانوں میں سپاہیانہ تربیت کی ضرورت تھی۔ فوجی سپاہیوں کو تیار کرنے کے لئے بڑی سخت تربیت دی جاتی ہے۔ مگر مسلمانوں کو بنیادی تربیت نماز ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ نماز پڑھنے کے لئے سب سے پہلے مسلمانوں کو اذان کے ذریعے مسجد کی طرف بلایا جاتا ہے۔ مسلمان بلا واسطہ مسجد کی طرف آتے ہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جس طرح فوجیوں کو پریڈ کے لئے بلایا جاتا ہے۔ پھر نماز میں اٹھنے بیٹھنے سے ہلکی سی پریڈ بھی ہو جاتی ہے اور اس سے مسلمانوں میں مجاہدانہ اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

پھر نماز سے ہمیں امام کی اطاعت کا سبق ملتا ہے۔ جماعت کے ساتھ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو امام صاحب کی متابعت کے علاوہ ہم اپنی مرضی سے کوئی حرکت یا فعل سرزد نہیں کر سکتے۔ جب امام کانوں تک ہاتھ اٹھاتا ہے تو ہر مقتدی اس کی پیروی کرتا ہے۔ امام جیسے ہی رکوع کرتا ہے، سجدہ کرتا ہے، قعدہ کرتا ہے اٹھتا ہے یا بیٹھتا ہے تو نمازیوں کو بھی ویسے ہی کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح نماز ہمیں ہر صورت میں امام کی اطاعت سکھلاتی ہے۔ اور یہ بعینہ فوج میں کمانڈر کے حکم کی اطاعت کی طرح ہے۔

سخت اور مشکل وقت کے لئے نماز استقامت کا سبق دیتی ہے۔ جاڑوں میں جبکہ سخت سردی ہوتی ہے پانی ٹھنڈا بخ ہوتا ہے، ہوا سرد ہوتی ہے۔ مگر نمازیوں کو وضو کرنا پڑتا ہے۔ صبح کے وقت گرم گرم لحاف کو چھوڑ کر مسجد میں جانا پڑتا ہے۔ گرمیوں میں جبکہ دوپہر کے وقت سخت لو چلتی ہے، ظہر کے وقت دھوپ کی سخت شدت ہوتی ہے، گھر سے مسجد تک جانا محال ہوتا ہے آرام کا وقت ہوتا ہے مگر نمازیوں کو مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے آنا پڑتا ہے۔

عصر کے وقت جب شہروں میں اور دیہاتوں میں لہو لعب کا سماں ہوتا ہے بازاروں میں رونق ہوتی ہے، سیرگاہوں میں خوبصورت نظارے، پھر عشاء کے وقت رات، جس کی تاریکی میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ کلبوں کی رنگین محفلیں اور ہوٹلوں کے لذت کدے انسانوں کو اپنی طرف دعوت دے رہے ہوتے ہیں، ان تمام راحتوں اور تکلفوں سے بے پرواہ ہو کر عمل کی طرف آنا پڑتا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی تکالیف برداشت کر کے انسان میں سخت سے سخت مشکل کو برداشت کرنے کے لئے ہمت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ ایک دلیر اور بہادر سپاہی میں ہوتی ہے۔

نماز کی تمام مشقتیں اصل میں ہم کو غیروں کے مقابلے کے لئے تیار کرتی ہے تاکہ بوقت ضرورت

مسلمان دشمنان دین کے خلاف ہمت اور شجاعت سے مقابلہ کر سکیں۔

۴۔ نماز اور پابندی وقت کا فروغ

پابندی وقت کا یہ مطلب ہے کہ ہر کام کو اس کے وقت مقررہ پر انجام دیا جائے۔ مگر اکثر لوگ وقت کی پابندی کا خیال نہیں رکھتے۔ لیکن وہ نادان یہ نہیں جانتے کہ وقت کتنی قیمتی چیز ہے۔ پابندی وقت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہر کام اعتدال پر رہتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پوری کائنات کا نظام وقت کی پابندی کے ساتھ چل رہا ہے۔ دن رات اپنے وقت پر آتے ہیں موسم اپنے وقت پر تبدیل ہوتا ہے۔ چاند اپنے مقررہ وقت پر گھٹنا بڑھتا ہے۔

وقت کی پابندی ہر شعبے میں ضروری ہے۔ دنیا کا کوئی شخص اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ وقت کی پابندی نہیں کرے گا۔ اور انسان کی عملی زندگی کا راز وقت کی پابندی میں ہے۔ انسان فطرتاً آرام پسند اور راحت طلب ہے۔ چنانچہ اس کو وقت کا پابند بنانے کے لئے ضروری ہے کہ بعض کام مقررہ وقت میں اس سے ضرور کروائے جائیں۔

نماز کے اوقات مقرر ہیں اور دن میں پانچ ہیں اور لوگوں کو ان مقررہ اوقات پر نماز کا پابند کیا جاتا ہے۔ نماز باجماعت سے بھی ہمیں پابندی وقت کا سبق ملتا ہے۔ جب انسان میں پابندی وقت کی عادت پڑ جاتی ہے تو وہ کاموں کو مقررہ وقت پر سرانجام دینے لگتا ہے۔ جس سے کام احسن اور بخوبی سرانجام پاتے ہیں اور اس طرح سے انسان کی کارکردگی کا معیار دوسرے لوگوں کی نظر میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وقت کی پابندی سے انسان عہد بھی آسانی سے پورا کر سکتا ہے۔ مگر یہ پابندی نماز قائم کرنے کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔

۵۔ نماز اور جماعتی نظم و نسق کا فروغ

مہذب معاشرہ عمدہ نظم و نسق سے پیدا ہوتا ہے، نظم و نسق معاشرہ میں ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ انسانی زندگی کا کوئی بھی پہلو نظم و نسق کے بغیر نشوونما نہیں پاسکتا۔ پھر قوم کی بقا کے لئے بھی انسانی نظم و نسق بہت ضروری ہے جو قوم میں نظم و نسق کو پس پشت ڈال دیتی ہیں وہ صفحہ ہستی سے مٹ جانے کے آثار پیدا کر لیتی ہیں۔

نماز باجماعت سے ہمیں نظم و نسق کا درس ملتا ہے۔ نماز باجماعت میں مسلمان صف در صف کھڑے ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ رکوع، سجود، قعدہ حتیٰ کہ جماعت میں شریک لوگوں کو یکساں حرکت کرنی پڑتی ہے جو نظم و نسق کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔ جو لوگ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں ان میں نظم و نسق کا احساس رہتا ہے۔ چنانچہ وہ نظم و نسق قائم رکھنے کے لئے اس اصول کو مد نظر رکھتے ہیں جو انہیں نماز سے حاصل ہوتا ہے۔ نمازی حضرات قوائد و ضوابط کی پابندی میں دوسرے عام لوگوں کی نسبت نمایاں ہوتے ہیں۔

جماعت کے نظم و نسق میں امام کی پیروی ضروری ہوتی ہے۔ یہ اس امر کی رہنمائی کرتی ہے کہ خاندانوں کے افراد کو اپنے کنبے کے سربراہ کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے۔ اگر ہر کوئی اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کے اصولوں کو رد کرے گا اور من مانی کرتا پھرے گا تو گھر کا نظم و نسق ختم ہو جائے گا اور خاندان بد نظمی کا شکار ہو جائے گا۔

۶۔ نماز اور اصلاح معاشرہ

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ مختلف اوقات میں ایک جگہ اکٹھا ہو کر بیٹھنا اٹھنا پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی تقاضے کے پیش نظر مذاہب میں لوگ مختلف اجتماعات منعقد کرتے ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں تہواروں کا نام دیا گیا ہے۔ ان اجتماعات میں اسلام میں روزانہ کی نمازیں، ہفتہ میں جمعہ کی نمازیں پھر سال میں دو عیدوں کی نمازیں اور مکہ مکرمہ میں حج کا عظیم اجتماع قابل ذکر ہیں۔ اسلام میں یہ اجتماعات نماز ہی کی بدولت ہیں۔ جو قومیں مذہبی پابندیوں سے آزاد ہو کر اپنے رجحان کو اصلی اجتماعات کی طرف سے ہٹا کر نمائشوں، کلبوں، کانفرنسوں، جلسے جلوسوں کی طرف لگاتی ہیں اور آخر ان اجتماعات کی بدولت اپنے آپ کو برائیوں اور بداخلاقوں میں ملوث کر لیتی ہیں، یہ اجتماعات ایسے ہیں کہ جن کی آڑ میں بے شمار برائیاں انسانیت کا گلا گھونٹنے کے لئے دبی بیٹھی ہیں۔ چنانچہ ایسی محفلوں میں رقص و سرور، شراب نوشی، قمار بازی، بد نظری، بد کاری، رشک، حسد، قتل و غارت کی وارداتیں ہوتی ہیں۔ یہ اجتماعات ایسے ہیں جو انسان کو سیدھی راہ سے کھینچ کر بُرائی کی طرف لے جاتے ہیں اور انسان بدترین گناہوں اور فتنہ و فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جس سے شیطان انسان کو دوزخ کی طرف لے جانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

باب ۵

نماز میں خشوع و خضوع

نماز کی روحانی کیفیات خشوع و خضوع سے پیدا ہوتی ہیں جس کا مطلب خشیت الہی پیدا کرنا ہے۔ لغت کے اعتبار سے اس کے معنی بدن کا جھکا ہونا، آواز کو پست کرنا اور نگاہ نیچی رکھنا ہے، نماز میں خشوع و خضوع سے مراد یہ ہے کہ بندہ نماز میں پوری طرح اپنے معبود حقیقی کی طرف متوجہ ہو۔ اس کی بیبت اور جلالت کا خوف دل پر طاری ہو اور جسم میں عاجزی اور مستکینی ہو۔ دراصل یہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ جس پر وارد ہوتی ہے وہی جانتا ہے۔

ارشادات الہیہ

اللہ تعالیٰ نے خشوع کے متعلق قرآن مجید میں مندرجہ ذیل مقامات پر ارشاد فرمایا ہے کہ
 (۱) قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝
 بے شک مومنین نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں (المؤمنون: ۱-۲)
 (۲) إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝
 میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو (اے موسیٰ!) میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (طہ: ۱۴)

ایک آیت میں یہ بھی فرمایا:

(۳) الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝
 جو اپنی نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں (معارج: ۲۳)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھتے وقت انسان اللہ سے اپنا تعلق وابستہ کئے ہوتا ہے لہذا بندے کے لئے ضروری ہے کہ اس تعلق میں خشوع قائم کرے تاکہ اس کے جذبہ عبادت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول رہے۔ اور نماز پڑھتے وقت رحمت الہی کا نزول تجلیات کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس لئے نماز میں

جو شخص جتنا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگا اتنی ہی زیادہ تجلیات اس پر نمودار ہوتی ہیں۔ اگر نماز میں خشوع پیدا نہیں ہوتا تو بندہ اللہ کی رحمت سے دور رہتا ہے۔ لہذا دل سے خشوع کا زوال فلاح کا زوال ہے۔ اوپر فرمایا گیا ہے کہ میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو پس جب نماز ذکر خداوندی کے لئے ہوگی تو اس میں ادھر ادھر کے خیالات کیسے آسکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ ۝

اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ (نسا: ۴۳)

نشے کی حالت میں انسان کی توجہ قائم نہیں رہتی جس سے خشوع اور خضوع قائم ہونا ہوتا ہے اس لئے نشے کی حالت میں نماز پڑھنا منع کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ تمام نماز میں دل کا حاضر رہنا ضروری ہے۔ اور نشے میں دل کیسے حاضر رہے گا۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو چوری کا ذکر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوریوں میں سے سب سے بُری چوری کوئی چوری ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بُری چوری نماز کی چوری ہے“ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی شخص نماز میں چوری کیسے کر سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص نماز میں چوری کرتا ہے جو اپنے رکوع اور سجدوں کو مکمل نہیں کرتا اور قرأت پوری نہیں کرتا اور اس کی نماز میں خشوع نہیں ہوتا۔

خشوع اور خضوع کو سمجھنے کے لئے ذرا یہ بات ذہن میں رکھیں کہ نماز کی ایک ظاہر اُحیثیت ہے جسے نماز کا جسم یا صورت کہا جاتا ہے مگر نماز کے اس جسم کی ایک حقیقت ہے جسے روح کہتے ہیں۔ اور جسے خشوع کہا جاتا ہے۔ لہذا نماز ادا کرتے وقت اس کی روح کو بھی قائم کرنا چاہئے۔ اگر نماز کی روح قائم نہ کی جائے گی تو وہ نماز ایک مردہ جسم کی طرح ہوگی پھر روح کے ساتھ نماز کے آداب کو بھی قائم کرنا چاہئے۔

نماز کی اصل روح بارگاہ رب العزت میں دل کی عاجزی اور حضوری ہے۔ کیونکہ نماز کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی محبت کی طرف اتنا راغب ہو کہ خوف الہی اور تعظیم خداوندی اور اللہ کی اطاعت جسم کے ہر عضو سے ظاہر ہو۔ کوئی لمحہ بھی یاد الہی سے خالی نہ ہو۔ اس لئے قرآن پاک میں ہے کہ نماز قائم رکھو تا کہ مجھے یاد رکھ سکو اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ انہیں نماز سے سوائے

رنج و تکلیف کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ صرف جسم سے ظاہر نماز ادا کرتے ہیں اور ان کے دل غافل ہوتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے لوگ وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کی نماز کا چھٹایا دسواں حصہ ہی لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ نماز کا صرف وہی حصہ لکھا جاتا ہے جس میں دل حاضر ہوتا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ نمازیوں ادا کرو جیسے آپ کسی کو الوداع کر رہے ہیں۔ یعنی کہ بغیر حق جو کچھ بھی ہے اس کو الوداع کر رہے ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بزرگان دین نماز کی روح کو قائم کرنے اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف اس قدر متوجہ ہوتے کہ وہ دنیا سے بے خبر ہو جاتے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی وقت باتوں میں مشغول ہوتے اور نماز کا وقت آ جاتا تو وہ نماز میں اس طرح مشغول ہوتے گویا کہ وہ ان لوگوں کو پہچانتے ہی نہیں جن سے وہ نماز سے قبل باتیں کر رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں ہوتے تو آپ کا دل اس قدر جوش مارتا جیسا کہ تانبے کی دیگ آگ پر جوش کھا رہی ہو اور آواز دے رہی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز ادا کرتے تو ان کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ رنگ بدل جاتا اور کہا کرتے تھے کہ اس امانت کو اٹھانے کا وقت آپہنچا ہے جس کو ساتوں آسمان اور زمین اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے۔

اللہ کے بندے نماز میں اپنے دل کو بے حد عجز و انکساری کے ساتھ حاضر کرتے ہیں۔ کیونکہ دل اگر نماز میں اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوگا تو رحمت خداوندی کا حق دار کس طرح ٹھہرے گا۔ اس کی مثال یوں تجھیے جیسا کہ کسی شہنشاہ یا سربراہ کے دربار میں اس کے غلام حاضر ہوں اور اپنی زبان سے اس کی مدح سرائی کریں۔ لیکن ان کی توجہ کا مرکز بادشاہ کی ذات نہ ہو وہ بلکہ خیال ان کا کہیں اور پہنچا ہو اور نہ بادشاہ کی طرف صحیح طرح دیکھ رہے ہوں تو بادشاہ کہے گا کہ کس کی مدح سرائی کر رہے ہو کہ دل تمہارا کہیں اور ہے، مگر میری حضوری بھرنے آئے ہو۔ حتیٰ کہ وہ بادشاہ ان کو جھڑک دے گا جاؤ ایسی حاضری کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ بالکل اسی طرح جب ہم اللہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں مگر ہماری حاضری میں توجہ اور محبت نہ ہو تو ایسی حاضری کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ چنانچہ ایسی نمازیں جن کی روح قائم نہ ہو پڑھنے سے کیا فائدہ؟

ہم دنیا داروں کی نمازوں میں بے پناہ ادھر ادھر کے خیالات اُٹا اُٹا کر آتے ہیں بعض اوقات ایسی بات نماز میں یاد آ جاتی ہے۔ جو کہ انسان کے وہم و گمان میں نہیں ہوتی اور یہ سب شیطانی وساوس کا دخل

ہوتا ہے چنانچہ صحیح نماز قائم کرنے کے لئے بھی اللہ ہی سے توفیق اور مدد مانگنی چاہئے۔ اور شیطانی وساوس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے تو اللہ ہی کی مدد سے نماز کی صحیح روح پیدا ہو سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نماز میں خشوع اس امر کا نام ہے کہ نمازی کو اپنے دائیں بائیں کی کچھ خبر نہ ہو۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس کی نماز میں خشوع نہیں اس کی نماز فاسد ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی زیادہ کڑی شرط بیان کی ہے کہ جو کوئی نماز میں قصد ایہ معلوم کرے کہ اس کے دائیں بائیں کیا ہے اس کی نماز نہیں ہوئی۔

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ مشائخ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ نماز بارگاہ حق میں حاضر ہونے کا ذریعہ ہے۔ دوسری جماعت کہتی ہے کہ خود سے غائب ہونے کا نام ہے۔ جو لوگ غائب ہوتے ہیں وہ نماز میں حاضر ہوتے ہیں اور جو پہلے ہی حاضر ہوں وہ نماز میں غائب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ قیامت میں رویت باری کے مقام پر جو لوگ رویت سے بہر یاب ہوں گے وہ پہلے غائب ہوں گے تو حاضر ہو جائیں گے اور جو حاضر ہوں گے وہ غائب ہو جائیں گے اور میں علی بن عثمان جلابی کہتا ہوں کہ نماز حکم حق ہے نہ حاضری کا سبب ہے نہ غائب ہونے کا ذریعہ۔ حکم حق کسی چیز کا آلہ کار نہیں ہوتا۔ حضور کا سبب عین حضور ہے اور اسی طرح غیبت کی علت عین غیبت ہے۔ حکم حق کسی شے میں بھی ناقص نہیں ہوتا۔ اگر نماز آلہ حضور ہوتی تو یقیناً نماز کے سوا کوئی چیز حضور حق حاضر نہ کر سکتی۔ اور اسی طرح نماز اگر وجہ غیبت ہوتی تو ”غائب“ ترک نماز سے بھی حضور حق سے بہرہ یاب ہو سکتا ہے۔ جب حاضر اور غیب دونوں میں سے کوئی نماز ادا کرنے سے معذور نہیں ہو سکتا تو نماز بنفسہ ایک قوت ہے۔ غیبت اور حضور سے اس کو کوئی تعلق نہیں اہل مجاہدہ اور صاحبان استقامت نماز میں کثرت کرتے ہیں اور دوسروں کو حکم دیتے ہیں تاکہ جسم کو عبادت کی عادت ہو جائے۔ اہل استقامت بھی نماز ادا کرتے ہیں تاکہ حضور حق شکر قبولیت ادا کریں۔ باقی رہے ”اہل احوال“ ان کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ لوگ جن کی نماز کمال سلوک اور محویت کے سبب ”جمع“ کے مقام پر ہوتی ہے اور وہ اپنی نماز میں ”مجمع“ ہوتے ہیں۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جن کی نماز قطع سلوک فقدان محویت کے عالم میں ”تفرقہ“ کے مقام پر ہوتی ہے وہ اس ”تفرقہ“ سے دو چار ہوتے ہیں۔ مجمع لوگ شبانہ روز نماز میں مصروف رہتے ہیں اور

فرائض و سنن کے علاوہ نوافل کثرت سے ادا کرتے ہیں۔ اہل تفرقہ فرائض و سنن ادا کرتے ہیں اور نوافل کم پڑھتے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میری آنکھوں کی روشنی نماز میں ہے“۔ یعنی میری جملہ راحت نماز میں ہے۔ اہل استقامت کا طریق نماز میں مشغول رہنا ہے۔ (کشف المحجوب)

اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے فرمودات

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ نماز کے چار شعبے بنائے گئے ہیں اول محراب میں جسم کی موجودگی دوم خداوند تعالیٰ کے حضور میں عقل و شعور کے ساتھ حاضر ہونا سوم دل کا خشوع و خضوع کے ساتھ ہونا چہارم ارکان نماز میں خضوع کا ہونا۔

حضور قلب سے حجابات اٹھ جاتے ہیں اور شہود عقل سے عتاب رفع ہوتا ہے اور حضور نفس سے رحمت و کرم کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ارکان نماز میں خضوع سے ثواب کا حصول ہوتا ہے۔ لیکن جو نمازی بغیر حضور قلب نماز ادا کرتا ہے وہ ایک غافل نمازی ہے اور مشہود عقل کے بغیر جو نماز ادا کرتا ہے وہ بے پرواہ نمازی ہے اور جس نمازی کی نماز میں خشوع و خضوع نفس نہیں ہوتا وہ خطا کار نمازی ہے۔ اور جو خضوع ارکان کے بغیر نماز پڑھتا ہے وہ ایک غلط کار نمازی ہے۔ اور جو نمازی ان تمام اوصاف بالا کے ساتھ نماز پڑھتا ہے وہ ایک کامل نمازی ہے۔

شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص رکوع کرے تو رکوع کے آداب یہ ہیں کہ وہ اس طرح رکوع میں جھکے کہ اس کا ہر عضو اس وقت حالت رکوع میں ہو۔ گویا وہ عرش عظیم کی طرف جھکا ہو اور اس وقت وہ اللہ تعالیٰ بھی کی تعظیم بجالائے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ عظمت والی اور کوئی چیز موجود نہ رہے۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ جس نے اپنے دل کو آخرت کے ذکر سے خالی رکھا وہ شیطانی وسوسوں میں گرفتار ہو گیا اور جس نے اپنے دل کو صفائے باطن اور نور معرفت سے معمور رکھا اس کے لئے کسی تصور اور مشاہدہ کی ضرورت نہیں۔

شیخ عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں آپ کو دنیا کے کسی کام کا خیال آتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نیزوں کی نوک سے مجھے چھیدا جانا زیادہ گوارا ہے بمقابلہ اس کے کہ مجھے نماز میں ان چیزوں کا دھیان آئے جن کا تم کو نماز میں دھیان آتا ہے۔

ایک اور بزرگ سے دریافت کیا گیا کہ نماز میں آپ کے دل میں دنیا کے بارے میں کوئی خیال آتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نماز میں اور نہ نماز کے علاوہ کسی اور وقت میں دنیا کے کاموں کے بارے میں غور کرتا ہوں۔

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب تم نماز میں پہلی تکبیر کہو تو اس وقت یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے اور جو کچھ تمہارے دل میں ہے اس سے باخبر ہے۔ تم اپنی نماز میں جنت کو اپنے دائیں طرف اور دوزخ کو بائیں طرف خیال کرو۔ یہ ہم نے اس لئے کہا ہے کہ جب تمہارا دل آخرت کے ذکر میں مشغول ہوگا تو اس سے تمام دوسو سے دور ہو جائیں گے یعنی یہ تصور اور یہ خیال دل سے دوسو کو دور کرنے کی ایک تدبیر ہے۔

بعض ایسے حضرات ہیں کہ جب وہ نماز میں اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں تو انابت کے درجے کو پہنچنے میں اس صفت کے مصداق بن جاتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے رجوع الی الحق (انابت) کو مقدم رکھا ہے اور فرمایا ہے۔

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

تم اس کی طرف رجوع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز کو قائم کرو۔ (الروم: ۳۱)

پس ایک بندہ حق یعنی مخلص بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اس طرح کہ وہ ماسواء الحق سے بری اور بیزار ہوتا ہے اور وہ ایسے سینے کے ساتھ جو اسلام کے ذریعہ سے کشادہ ہے اور ایسے دل کے ساتھ جو نور ایمان سے منور ہے۔ نماز پڑھتا ہے۔ پس کلمہ قرآن پاک کا اس کی زبان سے نکلتا ہے اس کا دل اس کو سُنتا ہے اور وہ کلمات اس کے دل کی فضا میں اس طرح گونجتے ہیں کہ ان کے علاوہ کوئی اور آواز اس فضا میں سنائی ہی نہیں دیتی۔ اس وقت وہ کلامات حُسنِ فہم اور توجہ کی لذت و نعمت کی بدولت اس کے دل پر طاری ہو جاتے اور چھا جاتے ہیں اور اس وقت اس کا دل استماع کی حلاوت اور کامل یادداشت کے ساتھ اس کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور وہ ان کلمات کے معانی، لطیف اور مضامین شرف کا ادراک کر لیتا ہے۔ یہ معنی اس کو حاصل ہوتے ہیں ایسے ہیں جن کی تفسیر بیان نہیں کی جاسکتی بلکہ وہ محض پوشیدہ غور و فکر کا نتیجہ ہوتے ہیں اس لئے کہ قرآن کے ظاہری معنی نفس کی غذا ہیں، جن کا تعلق عالم حکمت اور شہادت سے ہے نفس سے بہت قریب ہیں جو حکمت کے قواعد کو قائم کرنے کے لئے بنائے گیا ہے۔ اور نفس مطمئنہ ان کو حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن قرآن کے جو باطنی معنی ہیں ان کا انکشاف عالم ملکوت کی

طرف سے ہوتا ہے اور وہ نفس کی بجائے دل کی غذا ہیں، جن کی بدولت روح جبروت الہی کے مقدس پردوں تک اس کی عظمت کا مشاہدہ کر کے پہنچ جاتی ہے اور اس کو مشاہدہ اور مطالعہ عالم جبروت کے ذریعہ شوق و محبت کے گرداب میں رہ کر ہی کامل استغراق نصیب ہوتا ہے۔

اللہ کے خاص بندوں اور عام دنیا داروں کی نماز میں فرق ہوتا ہے۔ ہم دنیا داروں سے نماز اس خشوع و خضوع سے نہیں پڑھی جاتی جس طرح اللہ کے خاص بندے نماز ادا کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ عام انسان اپنے جسم کی طہارت اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح اللہ کے خاص بندے طہارت پر کار بند ہوتے ہیں۔ عام لوگ اتنی توجہ سے نماز نہیں پڑھتے بلکہ اکثر لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میں زبان سے کیا کہہ رہا ہوں اور دنیا داری کے بارے میں طرح طرح کے خیالات ابھرتے ہیں اور توجہ اللہ کی طرف سے ہٹ کر دنیا داری میں کھو جاتی ہے۔

اللہ کے بندے جب نماز پڑھتے ہیں تو ان کے دل میں اللہ کی ذات کا تصور ہوتا ہے۔ ان کی پوری توجہ اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ وہ اللہ کو اپنی باطنی آنکھوں سے دیکھتے اور ان کی روح اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے، رکوع کرتی ہے۔ ان کے جسم پر اللہ کے خوف سے رقت طاری ہوتی ہے کہ حقیر سے گوشت پوست کا انسان اتنی عظیم ہستی کے سامنے حاضر ہے جسم کا بال بال اللہ کی مدح میں مشغول ہے اور بارگاہ الہی میں وہ اپنی عاجزی پیش کرتے ہیں ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کا اللہ کی ذات کی طرف سے ان کو جواب ملتا ہے۔

ابتدائی منازل میں اللہ کے بندوں کا روحانی تصور خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنا ہے اگرچہ وہ نماز علاقہ کی مسجد میں پڑھتے ہیں۔ مگر ان کی باطنی آنکھ خود کو خانہ کعبہ میں دیکھتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ وہ اولیاء کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر بیت المعمور میں ان کا روحانی تصور نماز ادا کرتا ہے حتیٰ کہ آخر میں اللہ کے سامنے ان کی روح نماز ادا کرتی ہے۔ ادھر معبود سامنے جلوہ گر ہوتا ہے اور ادھر بندہ خالق حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔

دنیا داروں کی نماز میں پس پردہ کئی قسم کا مقصد ہوتا ہے۔ مگر اللہ کے بندے کے سامنے نماز کی ادائیگی میں اللہ ہی کی رضا ہے۔ ایسی نمازیں پڑھنے کی اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

فضیلتِ مسواک

مسواک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سنتوں میں سے ایک بہت ہی پیاری سنت ہے اور فقہ کے چاروں ائمہ کا اس سنت پر اتفاق ہے۔ احناف نے خاص طور پر وضو اور نماز کے وقت مسواک کرنا مسنون قرار دیا ہے۔ ایسے ہی نماز فجر اور نماز ظہر سے بھی پہلے مسواک کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ مسواک میں بڑی خیر و برکت ہے۔ مسواک کرنے سے نہ صرف ثواب ہی ملتا ہے بلکہ اس سے جسمانی طور پر بھی بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ مسواک سے منہ کی بدبودور رہتی ہے۔ بلغم کو دور کرتی ہے۔ نظر کو تیز رکھتی ہے۔ معدہ کو درست رکھتی ہے۔ عقل کو بڑھاتی ہے۔ دل کو پاک کرتی ہے۔ مسواک کرنے سے دانت سفید اور چمک دار رہتے ہیں۔ مسواک مسوڑھوں میں قوت پیدا کرتی ہے اور دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ یوں تو ہر حال میں مسواک کرنا بہتر ہے۔ مگر بعض حالتوں میں اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً وضو کرنے کے وقت۔ قرآن مجید پڑھنے کے لئے دانتوں پر جب میل جمی ہو تو اسے صاف کرنے کے لئے، سونے کے وقت، چپ رہنے، بدبودار چیز کھانے کے وقت مسواک کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مسواک کرنا سنتِ انبیاء کرام ہے

مسواک کرنا انبیاء کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے یعنی جو باتیں پہلے انبیاء کرام کیا کرتے تھے ان میں سے ایک کام مسواک بھی ہے۔ اس لئے اسے انبیاء کی سنت کہا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ الْحَيَاءُ وَيَرَى الْخَتَانَ وَاتَّعَطَّرَ وَالسَّوَاكُ وَالنِّكَاحُ.

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں۔ حیاء کرنا اور روایت کیا گیا کہ ختنہ کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، نکاح

کرنا۔ (جامع ترمذی)

ایک اور حدیث میں یہی بات حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تین چیزیں رسولوں کی سنتوں میں سے ہیں۔ (۱) جلدی افطار کرنا۔ (۲) سحری کھانے میں دیر کرنا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (طبرانی)

مسواک کرنے سے حصول رضا

پاکیزگی میں رضائے الہی کا راز مضمر ہے اور مسواک پاکیزگی کا ایک ذریعہ ہے یعنی یہ اس منہ کو صاف اور پاک رکھتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّوَاكُ مُطَهَّرَةٌ لِلْغَمِّ وَ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا سبب ہے۔ (سنن نسائی)

جامع صغیر کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے کپڑوں کو دھوؤ اور اپنے بالوں کی اصلاح کرو اور مسواک کر کے زینت اور پاکی حاصل کرو کیونکہ بنی اسرائیل ان چیزوں کا اہتمام نہیں کرتے۔ اس لئے بنی اسرائیل کی عورتیں بدکاری کی طرف مائل ہو گئیں۔

مسواک کرنا فطرت میں شامل ہے

دس باتیں فطرت میں شامل ہیں ان میں سے ایک مسواک بھی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ إِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ وَ السَّوَاكِ وَ اسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَ قَصُّ الْأَظْفَارِ وَ غَسْلُ الْبِرَاجِمِ وَ نَتْفُ الْأَبْطِ وَ حَلْقُ الْعَاتَةِ وَ انْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي إِلَّا سِتْنَجَاءَ قَالَ الرَّبِّيُّ وَ نَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمُضْمَنَةَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت میں شامل ہیں (۱) لبوں کا کم کرنا (۲) داڑھی کا بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں

پانی ڈالنا (۵) ناخن ترشوانا (۶) جوڑوں کی جگہ دھونا (۷) بغلوں کے بال صاف کرنا (۸) زیر ناف موٹنا۔ پانی احتیاط سے استعمال کرنا یعنی استنجاء کرنا۔ روای کہتے ہیں کہ دسویں بات مجھے یاد نہیں رہی غالباً وہ کلی کرنا تھا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مسواک کو لازم کر لو اور اس سے غفلت نہ کرو۔ کیونکہ اس سے چوبیس قسم کے فائدے حاصل ہوتے ہیں ان میں سب سے زیادہ فائدہ یہ ہے کہ مسواک کرنے سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ دولت میں برکت حاصل ہوتی ہے منہ سے خوشبو آتی ہے مسوڑھے مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اگر سر میں درد ہو تو اس سے سکون ملتا ہے اگر دانت میں درد ہو تو وہ بھی دور ہو جاتا ہے چہرے کے نور اور دانتوں کی چمک کی وجہ سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں۔

جمعہ کے دن مسواک کرنا سنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جہاں طہارت، غسل اور اچھے کپڑے پہننے کی تاکید فرمائی۔ وہاں مسواک کرنے کی بھی ترغیب دی ہے کیونکہ اس سے نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمُعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ عِيدًا فَاغْتَسِلُوا أَوْ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَيِّبٌ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ يَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَاكِ. (مسند امام مالک)

حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جمعہ کے خطبہ میں فرمایا اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے اس جمعہ کے دن کو عید مقرر کیا ہے اس دن غسل کرو اور اگر کسی کے پاس خوشبو ہو تو اس کے لگانے میں کوئی ضرر نہیں، لیکن تم پر مسواک کرنا لازم ہے۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور مسواک کی خوشبو لگائی، عمدہ کپڑے پہنے پھر مسجد میں آیا اور لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانا گا۔ بلکہ نماز پڑھی اور امام کے آنے کے بعد یعنی خطبہ میں خاموش رہا۔ تو اللہ اس کے تمام گناہوں کو جو اس سے پورے ہفتے میں ہوئے تھے، معاف فرما دیتا ہے۔ (شرح معانی الآثار)

جاگنے پر مسواک کرنا سنت ہے

سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے۔ کیونکہ سوتے وقت منہ میں بد بو پیدا ہوتی ہے اور اس سنت کی برکت سے منہ صاف ہو جاتا ہے اور بد بو زائل ہو جاتی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اٹھنے کے بعد سب سے پہلے مسواک ہی کرتے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِتَهَجُّدٍ مِنَ اللَّيْلِ أَشَوَّصَ فَاهُ بِالسَّوَاكِ.

جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو پہلے اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے۔ (مسلم)

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی رات یا دن میں سو کر بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک کرتے۔ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب وضو کا پانی اور مسواک رکھ دی جاتی تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اٹھتے تو پہلے قضائے حاجت کرتے اور پھر مسواک کرتے۔ (ابوداؤد)

مسواک کرنے کا حکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسواک کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ حدیث پاک

یہ ہے:-

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السَّوَاكِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں مسواک کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث پر عمل کرنے کا ایک عملی واقعہ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور وہ یوں ہے کہ ایک بار حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کرتے وقت مسواک کی ضرورت ہوئی تو آپ نے مسواک تلاش کی

مگر نہ ملی۔ پھر آپ نے ایک دینار (سونے کی اشرفی) میں مسواک خرید کر استعمال فرمائی۔ بعض لوگوں نے حضرت شبلی علیہ الرحمۃ سے کہا۔ یہ تو آپ نے بہت زیادہ خرچ کر ڈالا۔ اتنی مہنگی بھی مسواک لی جاتی ہے۔ فرمایا یہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں قیامت کے روز کیا جواب دوں گا جبکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دریافت فرمائے گا کہ تو نے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (مسواک) کو کیوں ترک کیا۔ جو مال و دولت میں نے تجھے دیا تھا جس کی حقیقت میرے نزدیک مچھر کے برابر بھی نہیں تھی اس کو اس سنت (مسواک) کے حاصل کرنے میں کیوں خرچ نہیں کیا۔ پھر انہوں نے فرمایا۔ میرے بھائی! میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر تجھ سے کوئی مسواک بیچنے والا آدھا دینار بھی مسواک کی قیمت مانگے تو تو ہرگز نہ دے گا۔ اور مسواک چھوڑ دے گا۔ سنت سے اس قدر غفلت کے باوجود تو اپنے آپ کو ”اولیاء اللہ“ اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ”عاشقین“ میں شمار کرتا ہے۔ خدا کی قسم! یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ (لوائح الانوار)

مسواک اور حصول ثواب

اگر کوئی شخص وضو سے پہلے مسواک کر لے اور پھر اچھی طرح وضو کرے اور اس کے بعد نماز پڑھے تو اس طرح کرنے سے نماز کے ثواب میں اضافہ ہو جائے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفْضُلُ الصَّلَاةِ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِينَ ضِعْفًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نماز کے لئے مسواک کی جاتی ہے وہ اس نماز سے ستر درجہ زیادہ افضل ہوتی ہے جس کیلئے مسواک نہ کی گئی ہو۔ (بیہقی)

اس حدیث کے سلسلے میں مراقی الفلاح شرح نور الایضاع میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسواک کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز کا ثواب بغیر مسواک والی نماز پر ننانوے گنا یا چار سو گنا تک بڑھ جاتا ہے۔ علماء نے اس کی شرح یوں فرمائی ہے کہ اس قدر ثواب اور اجر میں اضافہ ہونا اخلاص کے سبب ہوتا ہے۔

مسواک کے متعلق فرمان

مسواک کے چونکہ بہت سے فوائد ہیں ان کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ اگر مسواک کرنے میں قوم کی دقت پیش نظر نہ ہوتی تو مسواک ہر نماز سے قبل لازم قرار دی جاتی۔
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنَّ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَا مَوْتَهُمْ بِتَاخِيرِ الْعِشَاءِ وَبِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے اپنی امت کی مشکل کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنے کا حکم دیتا۔ اور ہر نماز میں مسواک کرنے کا کہتا۔ (بخاری شریف)

حضرت حسان بن عطیہ کا قول ہے کہ مسواک نصف ایمان ہے اور وضو بھی نصف ایمان ہے۔

(ابن ابی شیبہ)

مسواک کی افادیت کے بارے میں ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسواک کیا کرو کیونکہ یہ قوت حافظہ میں اضافہ کرتی ہے اور بلغم دور کرتی ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسواک انسانی فصاحت میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔

مسواک کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کے متعلق ایک خواب دیکھا جس سے مسواک کی فضیلت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكَ بِسَوَاكِ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا كَبِيرٌ مِنَ الْآخِرِ فَنَاوَلْتُ السَّوَاكِ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِي كَبِيرٌ قَدْ فَعَلَهُ الْإِلَٰهَ الْكَبِيرُ مِنْهُمَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ میں مسواک کروں۔ میرے پاس دو اشخاص آئے ان میں ایک بڑا تھا دوسرا

چھوٹا۔ میں نے چھوٹے کو مسواک دینا چاہی تو اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ میں بڑے کو مسواک دوں لہذا میں نے ان میں سے بڑے کو مسواک دے دی۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہی بات مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے، اور آپ کے پاس دو آدمی تھے جن میں سے ایک بڑا تھا۔ چنانچہ مسواک کی فضیلت میں آپ کی طرف وحی کی گئی کہ بڑے کو مقدم رکھو اور ان دونوں میں سے بڑے کو مسواک دے دو۔ (ابوداؤد)

ان احادیث سے مسواک کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے، اسی لئے تو مسواک بڑے کو دینے کا حکم دیا گیا کہ بڑا چھوٹے سے افضل تھا۔

گھر میں داخل ہو کر مسواک کرنا سنت ہے

گھر میں جب دنیوی کام کاج سے فارغ ہو کر آئیں تو اس وقت سب سے پہلے مسواک کرنی چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آنے پر سب سے پہلے مسواک ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ شُرَيْعِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بَائِي شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسَّوَاكِ.

حضرت شریع بن ہانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے کام کیا کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔ (مسلم شریف)

مسواک سے صحت برقرار رہتی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسواک میں دس خصلتیں ہیں۔ دانتوں کی زردی دور کرتی ہے۔ آنکھوں کی بینائی کو تیز اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے۔ منہ کو صاف کرتی ہے۔ ملائکہ خوش ہوتے ہیں۔ اللہ کی رضا۔ سنت کی اتباع، نماز کے ثواب میں اضافہ، جسم کی تندرستی، یہ سب امور حاصل ہوتے ہیں۔

مسواک کے بعد اسے دھونا سنت ہے

مسواک کرنے کے بعد اسے دھونا سنت ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے دھو ڈالتے کیونکہ

دھونے سے اس کی میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور دوبارہ کرنے کے قابل ہو جاتی ہے اس لئے یاد رکھیے۔
جس مسواک کو دوبارہ استعمال کرنے کا ارادہ ہوا سے ہر حال میں پاک صاف رکھنا چاہیے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي السِّوَاكَ لَا غُسْلَهُ فَأَبْدَأُ بِهِ فَاسْتَاكُ ثُمَّ اغْسَلَهُ وَأَدْفَعَهُ إِلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرنے کے بعد مجھے دھونے کے لئے دیتے تو میں دھو کر اس مسواک کو استعمال کرتی اور دھو کر سرکار کو واپس کر دیتی۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسواک لے کر دھونے سے پہلے اپنے منہ میں اس لئے پھیر لیتی تھیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کی برکت حاصل ہو اور پھر اسے دھو کر صاف کر لیتیں۔ لعاب دہن سے برکت حاصل کرنے کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال میرے گھر میں میری باری کے دن ہوا اور یہ بھی اللہ کا انعام ہے کہ آپ کے مبارک لعاب دہن کو تھوک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہری سے پہلے اکٹھا کر دیا اور (وہ اس طرح کہ) میرے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دے رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک پسند فرماتے ہیں۔ اس لئے میں نے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسواک لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے اشارے سے فرمایا۔ ”ہاں“ چنانچہ میں نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر آپ کو پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کرنا چاہا لیکن مسواک سخت تھی۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ نرم کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کے اشارے سے فرمایا۔ ”ہاں“ چنانچہ میں نے دانتوں سے چبا کر نرم کر کے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دانتوں پر پھیرنا شروع کیا۔ آپ کے سامنے ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور چہرہ انور پر پھیر لیتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ۔ بیشک موت کے لئے سختیاں ہیں۔ پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ، مجھے رفیقِ اعلیٰ (انبیاء کرام) میں شامل کر اور اس طرح کہتے

رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض کر لی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ مبارک نیچے تشریف لائے۔ (مدارج النبوت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے مسواک کرنا

حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسواک کرنے کو کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی اتنی کثرت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں مسواک اتنی کثرت سے کرتا ہوں کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ مسواک کی زیادتی سے کہیں میرا منہ نہ چھل جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کے استعمال میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ إِلَّا أَمَرَنِي بِالسَّوَاكِ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ أُحْفَى مُقَدَّمٌ فِيَّ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تو انھوں نے مجھے مسواک کرنے کو کہا اور مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ کثرت مسواک سے منہ کا ظاہری حصہ نہ چھل جائے۔

مسواک کرنے کے مسائل

مسواک کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ میں لیں اور اس کی ابتدا منہ کے اندر دائیں طرف سے کریں۔ مسواک ہاتھ میں پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں مسواک کے اوپر اور انگوٹھا سرے پر ہو۔ دائیں طرف کے دانتوں پر اوپر نیچے اور پھر بائیں طرف کے دانتوں پر اوپر نیچے مسواک کریں۔ کم از کم تین مرتبہ مسواک پھیریں کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے اور ہر بار مسواک کو دھونا چاہئے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مسواک کرتے وقت یہ نیت ہونی چاہئے کہ مسواک کر کے ذکر الہی کی راہ صاف کر رہا ہوں۔ مسواک کے متعلق چند مسائل اور سنتیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) مسواک کسی نرم شاخ کی ہونی چاہئے اور سخت بالکل نہ ہو اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کو تکلیف ہوگی۔

- (۲) مسواک کڑوے درخت مثلاً نیم، پیلو یا زیتون وغیرہ کی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔
 (۳) مسواک موٹائی میں زیادہ موٹی نہیں ہونی چاہئے بلکہ چھنگلیا یعنی چھوٹی انگلی کے برابر ہو تو زیادہ

بہتر ہے۔

- (۴) مسواک زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو۔ اگر اس سے کم ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
 (۵) مسواک دانتوں کی چوڑائی پر کی جائے، لمبائی پر نہ کی جائے۔
 (۶) چت لیٹ کر مسواک نہ کریں اس سے تلی بڑھنے کا خطرہ ہے۔
 (۷) بیت الخلاء میں مسواک کرنا مکروہ ہے۔
 (۸) مسواک کے ریشے ایک ہی طرف بنائیں، دونوں طرف نہ بنائیں۔
 (۹) نماز کے وضو کے لئے سنت ہے۔
 (۱۰) جب بھی منہ کی بدبو پیدا ہو جائے تو اس کو دور کرنے کے لئے مسواک کرنا سنت ہے۔
 (۱۱) مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو پھینک نہ دیں بلکہ اسے کسی محفوظ جگہ پر رکھ دیں یا کسی کنویں یا چلتے پانی میں بہا دیں۔

باب ۷

وضو

جسم کے چند اعضاء کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اور سنت کے مطابق دھونے کو وضو کہا جاتا ہے۔ وضو نماز کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ
وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ط

ترجمہ: یعنی اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کر لو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔ (المائدہ: ۶)

۱۔ احادیث

وضو کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ارشادات گرامی حسب ذیل ہیں۔

پورا وضو کرنے کی تاکید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَدْلُكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا يَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ وَفِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ مَرَّتَيْنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ خطائیں مٹا دے درجے بلند کر دے لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا! وضو پورا کرنا، مشقتوں میں مسجد کی طرف زیادہ قدم رکھنا

نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اس کا ثواب ایسے ہے جیسے سرحد کی حفاظت اور مالک ابن انس کی حدیث میں ہے کہ یہ ہے سرحد کی حفاظت یہ ہے سرحد کی حفاظت (مسلم شریف)

وضو سے خطائیں معاف ہونا

عَنْ عُمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو وضوء کرے تو اچھا وضوء کرے اس کی خطائیں اس کے جسم سے نکل جاتی ہیں تا آنکہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتی ہیں (بخاری شریف)

ہر اعضاء کا پاک ہو جانا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ الْخِرْقَةِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ يَطْشُهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ الْخِرْقَةِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ الْخِرْقَةِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان بندہ یا مومن وضو کرنے لگتا ہے اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جدھر آنکھوں سے دیکھا ہوا پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں سے وہ ہر خطا نکل جاتی ہے جسے اس کے ہاتھ نے پکڑا تھا پانی یا پانی کی آخری بوند کے ساتھ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جدھر اس کے پاؤں چلے پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ حتیٰ کہ گناہوں سے پاک و صاف نکل جاتا ہے (مسلم شریف)

گزشتہ گناہوں کا بخش دیا جانا

عَنْ عُمَانَ غَنِي قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ

وَصُورَتِي هَذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَصُورَتِي هَذَا ثُمَّ يَصَلِّي رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو ہاتھوں پر تین بار پانی بہایا پھر کلی کی ناک میں پانی لیا پھر تین بار چہرہ دھویا، پھر کہنی تک داہنا ہاتھ تین بار پھر کہنی تک بائیں ہاتھ تین بار دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر دایاں پاؤں تین بار دھویا، پھر بائیں پاؤں تین بار دھویا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے میرے وضو کی طرح وضو کیا پھر فرمایا جو میری طرح وضو کرے پھر دو نفل پڑھے جن میں اپنے دل سے کچھ باتیں نہ کرے تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے (بخاری شریف)

وضو سے جنت کا واجب ہونا

عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضْوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَصَلِّي رَكَعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پوری توجہ سے پڑھے تو اس پر جنت واجب ہو جائے گی (مسلم شریف)

آخرت وضو کے باعث جنت کے دروازوں کا کھل جانا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبَلِّغُ أَوْ فَيُسَبِّغُ الْوَضْوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَفِي رِوَايَةٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ هَكَذَا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں

ایسا کوئی نہیں جو وضو کرے تو اچھی طرح پورا وضو کرے پھر کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں مگر اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے کہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مسلم شریف)

قیامت کے روز آثار وضو کا ظاہر ہونا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّتِي يَدْعُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ يَطِيلُ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کے اُن لوگوں کو بلایا جائے گا جو اچھی طرح وضو کرتے ہوں گے اور ان کے وضو کے باعث ان کے اعضاء چمکتے ہوں گے۔ (بخاری شریف)

مومن کا زیور وضو ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْلُغُ الْحَلِيَّةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا زیور اس حد تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔ (مسلم شریف)

مومن کا وضو کی حفاظت کرنا

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقِيمُوا وَلَكِنْ تَحْصُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ وَلَا يُحْفَظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدھے رہو مگر تم یہ نہ کر سکو گے اور جان رکھو کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے (سنن ابن ماجہ)

وضو کا صلہ دس نیکیاں

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طَهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پاکی پر وضو کرے اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (جامع ترمذی)

وضو نماز کی کنجی ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔ (مسند امام احمد)

طہارت نصف ایمان ہے

عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ عَدَّهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدَيَّ أَوْ فِي يَدَيْهِ قَالَ التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ يَمْلَأُهُ وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ

بنی سلیم کے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے یا اپنے ہاتھ مبارک پر یہ چیزیں گنوائیں فرمایا تسبیح آدمی ترازو ہے اور الحمد للہ اسے بھر دے گی اور تکبیر آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتی ہے اور روزہ آدھا صبر ہے اور طہارت نصف ایمان ہے۔ (جامع ترمذی)

وضو سے خطاؤں کا نکل جانا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِجِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ فَمِهِ وَإِذَا اسْتَنْشَرَ خَرَجَتْ

الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَوَتُهُ نَافِلَةً لَهُ

حضرت عبداللہ صناحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطا میں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے، پھر اس کا مسجد کی طرف جانا اور اس کا نماز پڑھنا اس کے لئے زیادہ ثواب کا باعث ہوگا۔ (نسائی شریف)

حوضِ کوثر پر وضو پہچان بنے گا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا أَنْشَاءُ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَدِدْتُ أَنَا قَدَرُ أَيْنَا إِخْوَانَنَا قَالُوا أَوْلَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غَرَّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرِي خَيْلٌ دَهُمٌ بِهِمْ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غَرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَإِنَّا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے تو فرمایا اے مومن قوم کی جماعت تم پر سلام ہو انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں مجھے یہ تمنا ہے کہ اپنے بھائیوں کو دیکھتا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے بھائی

نہیں فرمایا تم میرے ساتھی دوست ہو ہمارے بھائی وہ ہیں جواب تک آئے نہیں لوگوں نے عرض کیا، کیا آپ کے جوامتی اب تک نہیں آئے انہیں حضور کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا بتاؤ تو اگر کسی شخص کے پاس گھوڑے ہوں اور وہ نہایت سیاہ گھوڑوں میں مخلوط ہو گئے ہوں کیا یہ اپنے گھوڑے نہ پہچان لے گا؟ تو جواب دیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا وہ آثار وضو سے چمکتے ہوئے آئیں گے اور میں حوض پران کا پیش رو ہوں گا۔ (مسلم شریف)

آخرت میں وضو پہچان بنے گا

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ بِالسُّجُودِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَانْظُرْ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيَّ فَأَعْرِفْ أُمَّتِي مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ وَمِنْ حَلْفِي مِثْلَ ذَلِكَ وَعَنْ يَمِينِي مِثْلَ ذَلِكَ وَعَنْ شِمَالِي مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَعْرِفُ أُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ فِي مَا بَيْنَ نُوحٍ إِلَى أُمَّتِكَ قَالَ هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُونَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ لَيْسَ أَحَدٌ كَذَلِكَ غَيْرَهُمْ وَأَعْرِفَهُمْ أَنَّهُمْ يُؤْتُونَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ وَأَعْرِفَهُمْ تَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ذَرِيَّتُهُمْ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سب سے پہلا ہوں گا جسے قیامت کے دن سجدے کی اجازت ملے گی اور میں ہی پہلا وہ ہوں گا جسے سر اٹھانے کی اجازت ملے گی تو اپنے سامنے بھیڑ دیکھوں گا تو تمام امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا اور میرے پیچھے بھی اسی طرح اور میرے داہنے بھی اسی طرح اور میرے بائیں بھی اسی طرح ہوں گے تب ایک صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوح علیہ السلام سے اپنی امت تک کی اتنی امتوں میں اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا چمکتے ہوئے آثار وضو سے ان کے سوا اور کوئی ایسا نہ ہوگا اور انہیں یوں پہچانوں گا کہ ان کی کتابیں ان کے داہنے ہاتھ میں ہوں گی اور ایسے پہچانوں گا کہ ان کے بچے ان کے آگے دوڑتے ہوں گے۔

(مسند امام احمد)

۲۔ وضو کا مسنون طریقہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق وضو کا مسنون طریقہ حسب ذیل ہے۔

وضو کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے دل میں وضو کا ارادہ کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر پہلے دونوں ہاتھ تین مرتبہ گٹوں تک دھوئے۔ پھر مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے اپنے دانتوں اور مسوڑھوں کو مل کر صاف کرے اور اگر دانتوں یا تالو میں کوئی چیز انکی یا چپکی ہو تو اس کو انگلی سے نکالے اور چھڑائے۔ پھر تین مرتبہ کلی کرے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغہ بھی کرے لیکن اگر روزہ دار ہو تو غرغہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے، پھر داہنے ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین مرتبہ اس طرح چہرہ دھوئے کہ ماتھے پر بال نکلنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور داہنے کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک سب جگہ پانی بہ جائے اور کہیں ذرا بھی پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔ اگر داڑھی ہو تو اسے بھی دھوئے اور داڑھی میں انگلیوں سے خلال بھی کرے لیکن اگر احرام باندھا ہو تو خلال نہ کرے۔ پھر تین مرتبہ کہنی سمیت یعنی کہنی سے کچھ اوپر داہنا ہاتھ دھوئے پھر اسی طرح تین مرتبہ بائیں ہاتھ دھوئے۔ اگر انگلی میں تنگ انگوٹھی یا چھلہ ہو یا کلائیوں میں تنگ چوڑیاں ہوں تو ان سب کو ہلا پھرا کر دھوئے تاکہ سب جگہ پانی بہ جائے۔ پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں کی نوک کو ایک دوسرے سے ملائے اور ان چھٹوں انگلیوں کو اپنے ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف سر کے آخری حصہ تک لے جائے۔ اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھے اور دونوں ہتھیلیاں سر سے نہ لگنے پائیں۔ پھر سر کے پچھلے حصہ سے ہاتھ ماتھے کی طرف اس طرح لائے کہ دونوں ہتھیلیاں سر کے دائیں بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آ جائیں۔ پھر کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کانوں کے اندر کے حصوں کا اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے۔ پھر تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت یعنی ٹخنے سے کچھ اوپر تک دھوئے پھر بائیں پاؤں اسی طرح تین دفعہ دھوئے۔ پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا اس طرح خلال کرے کہ پیر کی واہنی چھنگلیاں سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیاں پر ختم کرے۔ وضو ختم کر لینے کے بعد ایک مرتبہ یہ دعا

پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ اور کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی تھوڑا سا پی لے کہ یہ بیماریوں سے شفا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو دھوتے ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ لیا کرے اور درود شریف و کلمہ شہادت بھی پڑھتا رہے اور یہ بھی بہت بہتر ہے کہ وضو پورا کر لینے کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اور سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ یعنی سورہ قدر پڑھے مگر ان دعاؤں کا پڑھنا ضروری نہیں، پڑھ لے تو اچھا اور ثواب ہے، نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اوپر جو کچھ بیان ہوا یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن یاد رکھو کہ وضو میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو فرض ہیں کہ جن کے چھوٹنے یا ان میں کچھ کمی ہو جانے سے وضو نہ ہوگا اور کچھ باتیں سنت ہیں کہ جن کو اگر چھوڑ دیا جائے تو گناہ ہوگا اور کچھ چیزیں مستحب ہیں کہ ان کے چھوڑ دینے سے وضو کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔

۳۔ وضو کے فرائض

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں۔ (۱) پورے چہرے کا ایک بار دھونا۔ (۲) ایک ایک بار دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) ایک ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی گیلیا ہاتھ سر پر پھیر لینا۔ (۴) ایک بار ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کو دھونا۔

۱۔ منہ دھونا:

شروع پیشانی سے یعنی جہاں تک عموماً سر کے بال ہوتے ہیں۔ ٹھوڑی کے نیچے تک لمبائی میں اور ایک کان سے دوسرے کان کی لوت تک چوڑائی میں اس حد کے اندر جلد کے ہر حصے پر پانی بہانا فرض ہے۔

مسئلہ: لبوں کا وہ حصہ جو عموماً اور عادتاً لب بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے اس کا دھونا فرض ہے یونہی رخسار اور کان کے بیچ میں جو جگہ ہے جسے کنپٹی کہتے ہیں۔ اس کا دھونا بھی فرض ہے۔

مسئلہ: نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں نتھ کو حرکت دے ورنہ حرکت دینا ضروری نہیں۔ (درمختار)

۲: ہاتھ دھونا:

اس حکم میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ اگر کہنیوں سے ناخنوں تک کوئی جگہ ذرا برابر دھلنے سے رہ جائے گی۔ وضو نہ ہوگا۔

مسئلہ: ہر قسم کے جائز و ناجائز گہنے، چھلے، انگوٹھیاں، پہنچیاں، کنگن، کانچ لاکھ وغیرہ کی چوڑیاں، ریشم کے لچھے وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہلا کر دھونے سے پانی بہ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں، انگلیوں کی کروٹیں، ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے، کلائی کے بال جڑ سے نوک تک، ان سب پر پانی بہ جانا ضروری ہے۔ اگر کچھ بھی رہ گیا یا بالوں کی جڑوں پر پانی نہ گیا مگر کسی ایک بال کی نوک پر نہ بہا تو وضو نہ ہوا مگر ناخنوں کے اندر کا میل معاف ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: عورتوں کو فینسی چوڑیوں کا شوق ہوتا ہے۔ انہیں ہٹا ہٹا کر پانی بہائیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

۳: سر کا مسح:

سر پر بال نہ ہوں تو جلد کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چوتھائی کا مسح فرض ہے، سر سے نیچے جو بال لٹکتے ہیں ان کا مسح کافی نہیں۔

مسئلہ: مسح کرنے کے لئے ہاتھ تر ہونا چاہئے۔ خواہ کسی عضو کو دھونے کے بعد ہاتھ میں تری رہ گئی ہو یا نئے پانی سے تر کر لیا ہو۔ ہاں کسی عضو کے مسح کے بعد ہاتھ میں جو تری رہ جائے گی وہ دوسرے عضو کے مسح کے لئے کافی نہ ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: دوپٹہ پر مسح ہرگز کافی نہیں مگر جبکہ دوپٹہ اتنا باریک، اور تری اتنی زیادہ ہو کہ کپڑے سے پھوٹ کر چوتھائی سر یا بالوں کو تر کر دے تو مسح ہو جائے گا۔ (بحر وغیرہ)

۴: پاؤں دھونا:

اس حکم میں گتے بھی داخل ہیں۔ گھائیاں، انگلیوں کی کروٹیں، تلوے، ایڑیاں اور کونچیں سب کا دھونا

فرض ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ: چھلے اور سب گہنے کہ گٹوں پر یا ان سے نیچے ہوں ان کا حکم وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ وضو کی سنتیں

- ۱۔ نیت کرنا۔
- ۲۔ بسم اللہ سے شروع کرنا۔
- ۳۔ پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا۔
- ۴۔ مسواک کرنا۔
- ۵۔ تین چلو پانی سے تین کلیاں کرنا۔
- ۶۔ تین چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا۔
- ۷۔ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
- ۸۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔
- ۹۔ ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔
- ۱۰۔ پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔
- ۱۱۔ کانوں کا مسح کرنا اور گردن کا مسح کرنا۔
- ۱۲۔ ترتیب سے وضو کرنا۔
- ۱۳۔ داڑھی میں خلال کرنا۔
- ۱۴۔ اعضاء کو لگاتار دھونا۔

۵۔ وضو کے مستحبات

- ۱۔ جو اعضاء جوڑے ہیں مثلاً دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں تو ان میں سے داہنے سے دھونے کی ابتداء کریں مگر دونوں رخسار کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہئے۔ اسی طرح دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہونا چاہئے۔
- ۲۔ انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا۔

۳- اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔

۴- وضو کا پانی پاک جگہ گرا نا۔

۵- اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا۔

۶- دوسرے وقت کے لئے پانی بھر کر رکھ لینا۔

۷- بلا ضرورت وضو کرنے میں دوسرے سے مدد نہ لینا۔

۸- ڈھیلی انگوٹھی کو بھی پھر لینا۔

۹- صاحب عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا۔

۱۰- اطمینان سے وضو کرنا۔

۱۱- کانوں کے مسح کے وقت چھنگلیاں کان کے سوراخوں میں داخل کرنا۔

۱۲- کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے قطرات سے بچانا۔

۱۳- وضو کا برتن مٹی کا ہو۔

۱۴- اگر تانے وغیرہ کا ہو تو قلعی کیا ہوا ہو۔

۱۵- اگر وضو کا برتن لوٹا ہو تو بائیں طرف رکھیں۔

۱۶- اگر وضو کا برتن طشت یا لگن ہو تو دائیں طرف رکھیں۔

۱۷- اگر لوٹے میں دستہ لگا ہوا ہو تو دستہ کو تین بار دھولیں۔

۱۸- اور ہاتھ دستہ پر رکھیں، لوٹے کے منہ پر ہاتھ نہ رکھیں۔

۱۹- ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تا کہ قطرے بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں۔

۲۰- ہر عضو کے دھوتے وقت دل میں وضو کی نیت کا حاضر رہنا۔

۲۱- ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ اور درود شریف و کلمہ شہادت پڑھنا۔

۲۲- ہر عضو کو دھوتے وقت الگ الگ عضو کے دھونے کی دعاؤں کو پڑھتے رہنا۔

۲۳- اعضاء وضو کو بلا ضرورت پونچھ کر خشک نہ کرے اور اگر پونچھے تو کچھ نمی باقی رہنے دے۔

۲۴- وضو کر کے ہاتھ نہ جھٹکے کہ یہ شیطان کا پنکھا ہے۔

۲۵- وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اس کو تحیۃ الوضوء کہتے ہیں۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۹، بہار شریعت وغیرہ)

۶۔ مکروہات وضو

۱۔ عورت کے غسل یا وضو کے نیچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔ ۲۔ وضو کے لئے نجس جگہ بیٹھنا۔ ۳۔ نجس جگہ وضو کا پانی گرا نا، ۴۔ مسجد کے اندر وضو کرنا، ۵۔ اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرہ ٹپکانا، ۶۔ پانی میں رینٹھ یا کھنکار ڈالنا۔ ۷۔ قبلہ کی طرف تھوک یا کھنکار ڈالنا یا کلی کرنا، ۸۔ بے ضرورت دنیا کی بات کرنا۔ ۹۔ زیادہ پانی خرچ کرنا، ۱۰۔ اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔ ۱۱۔ منہ پر پانی مارنا ۱۲۔ یا منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا، ۱۳۔ ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ رفاض و ہنود کا شعار ہے۔ ۱۴۔ گلے کا مسح کرنا، ۱۵۔ بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا، ۱۶۔ داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا، ۱۷۔ اپنے لئے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کر لینا۔ ۱۸۔ تین جدید پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔ ۱۹۔ جس کپڑے سے استنجہ کا پانی خشک کیا ہو اس سے اعضائے وضو پونچھنا، ۲۰۔ دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا، ۲۱۔ ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا اور اگر کچھ سوکھا رہ جائے تو وضو ہی نہ ہوگا۔ ہر سنت کا ترک مکروہ ہے۔ یونہی ہر مکروہ کا ترک سنت ہے۔ (بہار شریعت)

۷۔ وضو کرنے کی صورتیں

مسئلہ ۱: اگر وضو نہ ہو تو نماز اور سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ اور قرآن عظیم چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔

مسئلہ ۲: طواف کے لئے وضو واجب ہے۔ غسل جنابت سے پہلے اور جنبی کو کھانے پینے، سونے اور اذان و اقامت اور خطبہ جمعہ و عیدین اور روضہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور وقوف عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے وضو کر لینا سنت ہے۔

مسئلہ ۳: سونے کے لئے اور سونے کے بعد اور میت کے نہلانے یا اٹھانے کے بعد اور جماع سے پہلے اور جب غصہ آجائے اس وقت اور زبانی قرآن عظیم پڑھنے کے لئے اور حدیث اور علم دین پڑھنے پڑھانے اور علاوہ جمعہ و عیدین باقی خطبوں کے لئے اور کتب دینیہ چھونے کے لئے اور بعد ستر غلیظ چھونے اور جھوٹ بولنے، گالی دینے، فحش لفظ نکالنے، کافر سے بدن چھو جانے، صلیب یا بت چھونے، کوڑھی یا سپید داغ والے سے مس کرنے، بغل کھجانے سے جبکہ اس میں بدبو ہو، غیبت کرنے، قہقہہ

لگانے، لغواشیاء پڑھنے اور اونٹ کا گوشت کھانے، کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہو جانے سے اور با وضو شخص کے نماز پڑھنے کے لئے، ان سب صورتوں میں وضو مستحب ہے۔
مسئلہ ۴: جب وضو جاتا رہے وضو کر لینا مستحب ہے۔ نابالغ پر وضو فرض نہیں مگر ان سے وضو کرانا چاہئے تاکہ عادت ہو اور وضو کرنا آجائے اور مسائل وضو سے آگاہ ہو جائے۔

۸۔ وضو توڑنے والی چیزیں

کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں شریعت مطہرہ نے نواقض وضو قرار دیا ہے یعنی ان میں سے اگر ایک بھی پائی جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ آگے یا پیچھے کے مقام سے پیشاب یا خانہ وغیرہ کسی نجاست یا کیڑے یا پتھری کا نکلنا یا پیچھے سے ہوا کا خارج ہونا۔

۲۔ خون، پیپ یا زرد پانی جبکہ کہیں سے نکل کر ایسی جگہ بہ کر چلا جائے کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔

۳۔ آنکھ، کان، ناف، پستان وغیرہ میں دانہ یا ناسور یا کوئی بیماری ہو اور اس وجہ سے جو آنسو یا پانی بہے گا، وضو توڑ دے گا۔ دکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی بہتا ہے اس کا یہی حکم ہے بلکہ یہ پانی خود بھی نجس ہے۔

۴۔ کھانے یا پانی یا صفرا کی منہ بھرتے، یونہی جمے ہوئے خون کی منہ بھرتے اور بہتے ہوئے خون کی قے جبکہ تھوک اس پر غالب نہ ہو، وضو توڑ دیتی ہے۔

۵۔ بے ہوشی، غشی، پاگل پن اور اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھرائیں، وضو توڑ دیتا ہے۔

۶۔ بالغ کا قہقہہ، یعنی اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سنیں جبکہ جاگتے ہیں اور رکوع و سجود والی نماز میں ہو، وضو توڑ دیتا ہے۔

۷۔ سو جانے سے بھی وضو جاتا رہتا ہے۔ مثلاً لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز کے سہارے بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی کہ اگر وہ چیز نہ ہوتی تو گر پڑتا تو وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا سجدے میں قصد اسو گیا تو بھی وضو گیا اور نماز بھی گئی۔

۸۔ منہ سے خون کا نکلنا بھی جبکہ تھوک پر غالب ہو، ناقض وضو ہے۔

۹۔ وضو نہ ٹوٹنے والی صورتیں

جن صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹتا، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ خون یا پیپ یا زرد پانی ابھرا اور بہا نہیں۔ جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون ابھرتا ہے۔

۲۔ اپنی یا پرانی شرمگاہ (پیشاب یا پاخانہ کی جگہ) پر ہاتھ لگایا۔

۳۔ خلال کیا یا مسواک یا انگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی، اس پر خون کا اثر پایا۔
یا ناک میں انگلی ڈالی۔ اس پر خون کی سرخی آگئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہیں۔

۴۔ ناک صاف کی اس میں سے جما ہوا خون نکلا۔

۵۔ کان میں تیل ڈالا تھا اور ایک دن بعد کان یا ناک سے نکلا۔

۶۔ جوں، کھٹل، چھریا پسونے خون چوسا۔

۷۔ بلغم کی قے جتنی بھی ہو۔

۸۔ بیٹھے بیٹھے جھونکا آگیا یا اونگھ آگئی مگر نیند نہ آئی تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

باب ۸

غسل

سر سے لے کر پاؤں تک یعنی جسم کے تمام اعضاء کے دھونے کو غسل کہا جاتا ہے مگر اسلام میں غسل اسے کہا جاتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہانے کا طریقہ بتایا ہے جسم پر صرف پانی بہالینا غسل نہیں۔ غسل سے انسانی جسم پاکیزہ ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی بہت تاکید کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَلَا جُنْبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ۝

ترجمہ: اور نہ ناپاکی کی حالت مگر راستہ عبور کرتے نماز نہ پڑھو، یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو، اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو اور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ (النساء: ۴۳)

وَلَا جُنْبًا حَتَّى تَغْتَسِلُوا ۚ

ترجمہ: اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو غسل کر لو۔ (مائدہ: ۶)

۱- احادیث مبارکہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی غسل کی بہت تاکید کی ہے۔ آپ کے ارشادات حسب ذیل ہیں۔

وجوب غسل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهْدَهَا فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت سے خلوت میں بیٹھے اور نفسانی لطف اٹھائے تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا اگرچہ مرد کا جوہر حیات خارج نہ ہوا ہو۔ (بخاری شریف)

غسل جنابت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَدْخُلُ أَصَابِعُهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أَصُولَ شَعْرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهُمَا الْإِنَاءَ ثُمَّ يَفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے۔ پھر نماز کا سا وضو کرتے۔ پھر پانی میں اپنی انگلیاں داخل کرتے پھر ان سے بالوں کی جڑوں کو تر کرتے پھر اپنے سر مبارک پر پانی بہاتے پھر تمام جسم پر پانی بہاتے۔ (مسلم شریف)

غسل مسنون

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ فغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فغَسَلَ فَرْجَهُ فَضْرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَأَقَاضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ

تَنْحِي فَعَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاولَتْهُ ثَوْبًا فَلَمَّ يَأْخُذْهُ فَاَنْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہانے کے لئے میں نے پانی رکھا اور کپڑے سے پردہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر پانی ڈال کر ہاتھوں کو دھویا پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا پھر استنجاء فرمایا، پھر ہاتھ زمین پر مار کر ملا اور دھویا پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ اور ہاتھ دھوئے پھر سر پر پانی ڈالا اور تمام بدن پر بہایا، پھر اس جگہ سے الگ پاؤں مبارک دھوئے۔ اس کے بعد میں نے بدن پونچنے کے لئے ایک کپڑا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ لیا اور ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے تشریف لے گئے۔ (بخاری شریف)

عورت کا غسل جنابت

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَمْرَأَةٌ أَشَدُّ ضَفَرًا سِوَى أَفَّا نَقْضُهُ لِيُغْسَلَ الْجَنَابَةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَحْتِيَ عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ حَثِيَّاتٍ ثُمَّ تَفِيضِينَ عَلَيْكَ الْمَاءَ فَتُطَهَّرِينَ

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنے سر کی چوٹی مضبوط گوندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لئے اسے کھول ڈالوں؟ فرمایا نہیں، تجھ کو صرف یہی کفایت کرتا ہے کہ سر پر تین لپ پانی ڈالے، پھر اپنے اوپر پانی بہالے، پاک ہو جائے گی یعنی جبکہ بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں اور اگر اتنی سخت گندھی ہو کہ جڑوں تک پانی نہ پہنچے تو کھولنا فرض ہے (مسلم شریف)

حیض کے بعد غسل

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ أَمْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ خُذِي فِرْصَةً مِنْ مَسِكَ فَتَطْهَرِي بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطْهَرُ بِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ تَطْهَرِي بِهَا فَاجْتَدِ بَتَهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ لَهَا تَتَّبِعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیض کے بعد غسل کے متعلق سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو کیفیت غسل کی تعلیم فرمائی۔ پھر فرمایا کہ مشک آلودہ ایک کپڑے کا ٹکڑا لے کر اس سے طہارت کر۔ عرض کی کیسے اس سے طہارت کروں؟ فرمایا اس سے طہارت کر، عرض کی کیسے طہارت کروں؟ فرمایا سبحان اللہ اس سے طہارت کر۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کہا اس سے خون کے اثر کو صاف کر لے اس کے بعد غسل کر لے۔ (مسلم شریف)

بالوں کو اچھی طرح دھونا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَأَنْقُوا الْبَشْرَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بال دھوؤ اور جلد کو صاف کرو۔ (ترمذی شریف)

غسل کے لئے پانی کی مناسب مقدار

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْمَدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد و رطل سے وضو کرتے تھے اور ایک صاع سے پانچ مدتک غسل فرماتے تھے۔ (بخاری شریف)

عورتیں مردوں کی مثل ہیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنَّهُ قَدْ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرَى ذَلِكَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ إِنَّ النِّسَاءَ

شَقَائِقُ الرِّجَالِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو تری تو پائے اور خواب یاد نہ ہو فرمایا غسل کرے اور اس کے بارے میں پوچھا گیا جو خیال کرے کہ اسے بد خوابی ہوئی ہے اور تری نہ پائے فرمایا اس پر غسل نہیں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا عورت پر بھی غسل ہے جو یہ دیکھے فرمایا ہاں عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔ (جامع ترمذی)

غسل کے بعد وضو نہیں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے (جامع ترمذی)

غسل کے وقت پردہ کرنا

عَنْ يَعْلَى قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبِرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَاتَّخَذَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَيٌّ سِتِيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسْتُرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتِرْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِنَّ اللَّهَ سِتِيرٌ فَإِذَا ارَادَا أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ
حضرت یعلیٰ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں نہاتے دیکھا تو آپ منبر پر چڑھے پھر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیا دار ہے پردہ پوش ہے حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے تو جب تم میں سے کوئی نہائے تو پردہ کر لیا کرے (سنن ابوداؤد۔ سنن نسائی) اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اللہ پردہ پوش ہے جب تم میں سے کوئی نہانا چاہے تو کسی چیز سے آڑ کر لیا کرے

خشک جگہ کا مسح کرنا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ فَرَأَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ أَجْزَاكَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا میں نے جنابت سے غسل کیا اور فجر پڑھ لی۔ پھر دیکھا کہ ناخن برابر جگہ کو پانی نہ پہنچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس جگہ ہاتھ پھیر لیتے تو کافی ہوتا (سنن ابن ماجہ)

غسل جنابت کا حکم

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَغُسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثُّوبِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ حَتَّى جَعَلَتِ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَغُسْلُ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغُسْلُ الثُّوبِ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نمازیں پچاس تھیں اور جنابت کا غسل سات بار اور کپڑے سے پیشاب دھونا سات بار پس حضور انور عرض کرتے رہے یہاں تک کہ نمازیں پانچ ہو گئیں اور جنابت کا غسل ایک بار اور کپڑا پیشاب سے دھونا ایک بار (سنن ابوداؤد)

حالت جنابت میں سونا

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ انہیں رات میں جنابت پہنچتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرو عضو خاص دھولو پھر سو جاؤ۔ (بخاری شریف)

عورت کے ساتھ سونا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ النَّخْدَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وَضُوءًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے اور پھر دوبارہ جانا چاہے تو اسے جانے سے پہلے وضو کر لینا چاہئے (مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مسنون طریقہ

عَنْ شُعْبَةَ قَالَ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَفْرُغُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ فَنَسِيَ مَرَّةً كَمْ أَفْرَغَ فَسَأَلَنِي فَقُلْتُ لَا أَدْرِي فَقَالَ لَا أَمَّ لَكَ وَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْرِيَ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَفِيضُ عَلَى جِلْدِهِ الْمَاءَ ثُمَّ يَقُولُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَطَهَّرُ

حضرت شعبہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب ناپاکی سے غسل کر لیتے تو داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر سات بار پانی ڈالتے پھر استنجا کرتے ایک دفعہ بھول گئے کہ کتنی بار پانی ڈالا ہے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم فرمایا تمہاری ماں نہ رہے تمہیں کس چیز نے جاننے سے روکا پھر نماز کا سا وضو کرتے پھر اپنے جسم پر پانی بہاتے پھر فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی طہارت فرماتے تھے (سنن ابوداؤد)

غسل کے پانی کا حکم

عَنْ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ

حضرت حکم بن عمرو سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ مرد عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے (سنن ابوداؤد)

ان احادیث سے غسل کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اس لئے جب غسل کی ضرورت ہو جائے تو اولین فرصت میں غسل کر لینا چاہئے۔

۲- اقسام غسل

غسل کی چار قسمیں ہیں۔ ۱- فرض، ۲- واجب، ۳- سنت، ۴- مستحب۔

۱- فرض غسل: فرض غسل تین ہیں۔ (۱) غسل جنابت (۲) غسل بعد انقطاع حیض (۳) غسل بعد

انقطاع نفاس۔

۲- واجب غسل: واجب غسل صرف دو ہیں۔ (۱) زندوں پر مردہ کو غسل دینا واجب ہے۔ (۲) اگر کل بدن نجاست آلود ہو جائے یا بدن کے کسی حصہ پر نجاست لگ جائے لیکن مقام نجاست معلوم نہ ہو تو سارے بدن کا غسل واجب ہے۔

۳- سنت غسل: سنت غسل حنفیہ کے نزدیک پانچ ہیں۔ (۱) جمعہ کی نماز کے لئے (۲) عیدین کے لئے (۳) احرام حج یا عمرہ کے لئے (۴) عرفات میں ٹھہرنے کے لئے۔ (۵) اسلام میں داخل ہونے کے وقت۔

۴- مستحب غسل: مستحب غسل بیس (۲۰) ہیں۔ (۱) دیوانگی، غشی اور نشہ کی سرمستی دور ہونے کے بعد (۲) پچھنے لگوانے کے بعد (۳) شعبان کی پندرہ تاریخ کو (۴) نویں ذی الحجہ کی رات کو (۵) مقام مزدلفہ میں ٹھہرنے کے وقت (۶) ذی الحجہ میں قربانی کرنے کے وقت (۷) پتھر پھینکنے کے لئے منیٰ میں داخل ہونے کے وقت (۸) طواف زیارت کے لئے مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے وقت (۹) شب قدر میں (۱۰) سورج اور چاند کے گرہن ہونے کے وقت (۱۱) طلب بارش کی نماز کے لئے (۱۲) کسی خوف کے وقت (۱۳، ۱۴) اگر سخت آندھی آجائے یا کوئی اور ارضی و سماوی آفت ہو تو اس کو دفع کرنے کے لئے (۱۵) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے وقت (۱۶) نئے کپڑے یا سفید لباس پہننے کے وقت (۱۷) مردہ نہلانے کے بعد (۱۸) مقتول کو غسل دینا خواہ قتل کیسا ہی ہو، حرام یا حلال (۱۹) سفر سے مراجعت کے وقت (۲۰) مستحاضہ عورت پر ہر نماز کے لئے۔

۳۔ غسل کا مسنون طریقہ

غسل کرنے کا سنت طریقہ یوں ہے کہ دل سے نیت کرنے کے ساتھ زبان سے بھی کہے تو افضل ہے۔ پھر پانی لیتے وقت بسم اللہ پڑھے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے، پھر استنجہ کی جگہ دھوئے خواہ نجاست ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے پھر نماز کا سا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے۔ ہاں اگر چوکی یا پتھر وغیرہ پر نہائے تو پاؤں بھی دھوئے۔ پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چیرے خصوصاً جاڑے میں، پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر، پھر تین بار بائیں کندھے پر، پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار پانی بہائے پھر غسل کی جگہ سے علیحدہ ہو جائے اور اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے اور نہانے میں قبلہ رخ نہ ہو اور ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک کا ستر تو ضروری ہے اور کسی قسم کا کلام نہ کرے، نہ دعا پڑھے، عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔

اکثر ہمارے مسلمان بھائی علم دین سے بے خبری کے باعث سنت طریقے سے غسل کرنا نہیں جانتے بلکہ غیر اسلامی طریقے سے یوں کرتے ہیں کہ غسل خانے میں داخل ہوتے ہی سر پر پانی ڈالا اور پھر صابن لگا کر نہانا شروع کر دیا۔ پھر دو تین مرتبہ پانی بہایا اور غسل کو مکمل کرتے ہوئے غسل خانے سے باہر تشریف لے آئے اگرچہ اس طرح جسم سے میل پچیل تو اتر جاتی ہے لیکن انسان کا جسم پاکیزہ نہیں ہوتا کیونکہ جب تک اسلامی طریقے سے غسل نہیں کیا جائے گا۔ جسم طہارت اور پاکیزگی کے زمرے میں نہیں آئے گا جب اسلامی طریقے سے جسم پاکیزہ نہیں ہوگا تو غیر اسلامی طریقے سے کئے ہوئے غسل کے بعد نماز پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔

۴۔ فرائض غسل

غسل کے لئے تین باتیں فرض ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی رہ جائے تو غسل نہ ہوگا اور نہ ہی نہانے والا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق پاکیزہ ہوگا۔

۱۔ کلی کرنا: کلی اس طرح کی جائے کہ منہ کے اندر ہر گوشے، ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ آج کل بہت سے بے علم یہ سمجھتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اگل دینے کو کلی کہتے ہیں

اگر چہ زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک پانی نہ پہنچے، یوں غسل نہیں ہوتا۔ نہ اس غسل سے نماز ہوگی۔ بلکہ فرض ہے کہ ڈاڑھوں کے نیچے گالوں کی تہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں اور زبان کی ہر کروٹ میں حلق کے کنارے تک ہر حصے پر پانی بہے۔ دانتوں کی جڑوں یا کھڑکیوں میں کوئی ایسی چیز جمی ہو جو پانی بہنے سے روکے تو اس کا چھڑانا ضروری ہے جبکہ چھڑانے میں ضرر اور حرج نہ ہو۔ جیسے چھالیہ کے دانے، گوشت کے ریزے اور اگر چھڑانے میں ضرر اور حرج ہو جیسے بہت زیادہ پان کھانے سے دانتوں کی جڑوں میں چونا جم جاتا ہے کہ چھڑانے کے قابل نہیں ہوتا۔ یا عورتوں کے دانتوں میں مٹی کی ریخیں جم جاتی ہیں اور ان کے چھیلنے میں ضرر اندیشہ ہے تو اس کی معافی ہے۔

۲- ناک میں پانی ڈالنا: دونوں نٹھنوں کا جہاں تک نرم حصہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک اس کا دھونا کہ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے۔ بال برابر جگہ بھی دھلنے سے نہ رہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر کثافت (رینٹھ) جم گئی ہے تو اسے صاف کرنا چاہئے۔ نیز ناک کے بالوں کا بھی دھونا فرض ہے۔ بلاق کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔ پھر اگر تنگ ہے تو حرکت دینا ضروری ہے، ورنہ نہیں۔

۳- تمام ظاہری بدن: یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر حصے پر پانی بہانا ضروری ہے جب تک ایک ایک ذرے پر پانی بہتا ہو انہ گزرے گا۔ غسل ہرگز نہ ہوگا یعنی تمام جسم پر پانی ڈالنا ضروری ہے۔

بدن کے بہت سے ایسے حصے ہیں کہ اگر احتیاط کے ساتھ غسل میں ان کا دھیان نہ رکھا جائے تو وہاں پانی نہیں پہنچتا اور وہ سوکھا ہی رہ جاتا ہے پادر کھوکھلے اس طرح نہانے سے غسل نہیں ہوگا اور آدمی نماز پڑھنے کے قابل نہیں ہوگا۔ لہذا ضروری ہے کہ غسل کرتے وقت خاص طور پر ان چند جگہوں پر پانی پہنچانے کا دھیان رکھیں۔ سر اور داڑھی، مونچھ پھنوں کے ایک ایک بال اور بدن کے ہر ہر نوگٹے کی جڑ سے نوک تک دھل جانے کا خیال رکھیں۔ اسی طرح کان کا جو حصہ نظر آتا ہے اس کی گھاریوں اور سوارخ، اسی طرح ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ، پیٹ کی بلٹیں، بغلیں، ناف کے غار، ران اور پیڑ کا جوڑ، جنگا سا، دونوں سرینوں کے ملنے کی جگہ، خسیوں کے نیچے کی جگہ، عورتوں کے ڈھلکے ہوئے پستان کے نیچے کا حصہ، ان سب کو خیال سے پانی بہا بہا کر دھوئیں تاکہ ہر جگہ پانی پہنچ کر بہ جائے۔ (در مختار)

۵۔ غسل کی سنتیں

غسل کی سنتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ غسل کی نیت کر کے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئیں۔
- ۲۔ پھر استنجے کی جگہ دھوئیں خواہ ناپاکی ہو یا نہ ہو۔
- ۳۔ پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہوا سے دور کریں۔
- ۴۔ پھر نماز کا سا وضو کریں مگر پاؤں نہ دھوئیں۔ ہاں اگر چوکی یا تختے یا پتھر یا پکے فرش پر نہائیں تو پاؤں بھی دھولیں۔
- ۵۔ پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چھڑ لیں خصوصاً جاڑے میں۔
- ۶۔ پھر تین مرتبہ داہنے مونڈھے پر پانی بہائیں۔
- ۷۔ پھر تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر۔
- ۸۔ پھر تین بار سر پر اور تمام بدن پر پانی بہائیں اور یہاں سے ہٹ جائیں اور وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولیں۔
- ۹۔ نہاتے وقت قبلہ کو منہ نہ کریں۔
- ۱۰۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیریں اور ملیں۔
- ۱۱۔ ایسی جگہ نہائیں کہ کوئی نہ دیکھے۔ عورتوں کو اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔
- ۱۲۔ کسی قسم کی بات چیت نہ کریں نہ کوئی دعا پڑھیں۔
- ۱۳۔ بیٹھ کر نہائیں اور نہانے کے بعد فوراً کپڑے پہن لیں۔
- ۱۴۔ وضو کی سنتوں اور مستحبات کا غسل میں بھی خیال رکھیں۔

۶۔ شرعی مسائل

مسئلہ ۱: پانچ چیزیں ہیں کہ ان میں سے ایک بھی پائی جائے تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ الگ ہو کر شرمگاہ سے نکلنا، لہذا اگر منی شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی، یا پیشاب کے وقت ویسے ہی کچھ

قطرے بلا شہوت نکل آئے تو ان دونوں صورتوں سے غسل فرض نہیں البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۲) احتلام یعنی سوتے سے اٹھے اور بدن یا کپڑے پر تری پائے تو غسل واجب ہے اگرچہ خواب یاد نہ ہو۔ ہاں اگر یقین ہے کہ یہ منی یا ندی نہیں بلکہ پیشاب یا پسینہ ہے یا کچھ اور ہے تو اگرچہ احتلام یاد ہو اور خیال میں انزال (منی نکلنے) کی لذت ہو تو غسل واجب نہیں۔ اگر منی نہ ہونے کا یقین ہے اور ندی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں اور یاد ہے تو غسل فرض ہے۔ (ردالمحتار)

مرد اور عورت ایک چار پائی پر سوئے اور جاگے تو بستر پر منی پائی گئی اور ان میں سے ہر ایک احتلام کا انکار کرتا ہے تو دونوں غسل کریں۔

(۳) جماع، یعنی مرد کی شرمگاہ کا سر عورت کی شرمگاہ میں داخل ہونا، شہوت و خواہش ہو یا نہ ہو، انزال ہو یا نہ ہو، دونوں پر غسل فرض ہے اور اگر ایک بالغ ہو اور دوسرا نابالغ تو بالغ پر غسل فرض ہے اور نابالغ پر اگرچہ غسل فرض نہیں مگر غسل کا حکم دیا جائے گا۔ (بہار شریعت)

(۴) حیض سے فارغ ہونے کے بعد غسل کرنا ضروری ہے۔

(۵) نفاس کے ختم ہونے پر بھی غسل کرنا فرض ہے۔

مسئلہ ۲: جس پر چند غسل ہوں۔ سب کی نیت سے ایک غسل کر لیا جائے۔ سب ادا ہو گئے اور چونکہ غسل کی نیت کی ہے تو سب کا ثواب ملے گا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۳: عورت پر غسل فرض تھا اور ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہو گیا تو چاہے اب نہالے یا حیض ختم ہونے کے بعد نہالے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۴: جس پر غسل فرض تھا اسے چاہئے کہ نہانے میں دیر نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں جب (جس پر غسل فرض ہوتا ہے) ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے۔ اب دیر لگائے گا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ ۵: جب اگر کھانا کھانا چاہتا ہے تو وضو کر لے یا ہاتھ منہ دھو کر کلی کر لے اور اگر ویسے ہی کھاپی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وضو کیے جماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں۔

(ردالمحتار)

مسئلہ ۶: رمضان میں اگر غسل کی حاجت ہو گئی تو بہتر یہی ہے کہ صبح صادق سے پہلے نہالے تاکہ روزے کا ہر حصہ ناپاکی سے خالی ہو اور غسل نہ کیا تو بھی روزے میں کچھ نقصان نہیں مگر مناسب یہ ہے کہ

غرغره اور ناک میں پانی چڑھانا یہ دونوں کام فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے کر لے کہ پھر روزے میں نہ ہو سکیں گے اور اگر نہانے میں اتنی دیر لگادی کہ دن نکل آیا اور نماز قضا کردی تو یہ اور دنوں میں بھی گناہ ہے اور رمضان میں اور زیادہ گناہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۷: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، قرآن مجید چھونا یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا ایسا تعویذ چھونا جس پر آیت لکھی ہوئی ہے، حرام ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۸: قرآن جزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں۔ یوں ہی رومال وغیرہ ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنے جسم پر ہے نہ قرآن پر چڑھا ہوا تو جائز ہے۔ ہاں کرتے کی آستیں دوپٹے کے آنچل یا جو چادر چڑھی ہوئی ہے اس کے کونے سے چھونا حرام ہے۔ (درمختار)

مسئلہ ۹: درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھیں اور نہا کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۰: اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۱: قرآن کی کوئی آیت اگر دعا کی نیت سے پڑھی جیسے شکر کے موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یا بری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ کہا تو کچھ حرج نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: جس کا وضو نہ ہو، اسے بھی قرآن کریم یا اس کی کسی آیت کو چھونا حرام ہے ہاں بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ (درمختار)

۷۔ غسل کے پانی کے مسائل

غسل میں استعمال کرنے والے پانی کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل ہیں۔

مسئلہ ۱: مینہ، ندی، نالے، چشمے، سمندر، دریا، کنویں اور برف، اولے کے پانی سے وضو و غسل جائز ہے۔

مسئلہ ۲: جس پانی میں کوئی چیز مل گئی ہو کہ بول چال میں اسے پانی نہ کہیں بلکہ اس کا کوئی اور نام ہو گیا جیسے شربت یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائیں جس سے مقصود میل کا ٹٹا نہ ہو جیسے شوربا، چائے، گلاب اور عرق، تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔ (نور الایضاح)

مسئلہ ۳: اگر ایسی چیز ملائیں یا ملا کر پکائیں جس سے مقصود میل کا ٹٹا ہو جیسے صابن یا بیری کے پتے، تو وضو جائز ہے۔ ہاں اگر وہ پانی گاڑھا ہو جائے تو وضو و غسل جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ) اور اگر کوئی پاک

چیز ملی جس سے پانی کا رنگ یا مزہ یا بو بدل گئی مگر اس کا پتلا پن نہ گیا جیسے ریتا، چونا یا تھوڑی سی زعفران کا رنگ اتنا آجائے کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہو جائے تو وضو غسل جائز نہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۴: بہتا پانی کہ اس میں تنکا ڈال دیں تو بہا۔ بے پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اگر نجس چیز سے پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا تو ناپاک ہو گیا اب یہ پانی اس وقت پاک ہوگا کہ نجاست نیچے بیٹھ جائے اور اس کا رنگ، بو، مزہ ٹھیک ہو جائیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مینہ برستے میں چھت کے پرنا لے سے جو مینہ کا پانی گرے، وہ پاک ہے اگر چھت پر جا بجا نجاست پڑی ہو، جب تک کہ نجاست سے پانی کا کوئی وصف رنگ، مزہ، بو نہ بدلے اور اگر مینہ رک گیا اور پانی کا بہنا موقوف ہو گیا تو اب چھت پر ٹھہرا ہوا پانی اگر چھت سے ٹپکے، ناپاک ہے

(فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۶: وہ بڑے حوض جو عموماً مسجدوں میں بنائے جاتے ہیں یا جنگل کے وہ گڑھے اور تالاب جو وہ دروہ ہوں (یعنی جس کی لمبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو) ان کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے۔ نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک کہ نجاست رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۷: کسی درخت یا پھل کے نچوڑے ہوئے پانی سے وضو غسل جائز نہیں۔ جیسے کیلے کا پانی یا انگورو انار اور تربوز کا پانی اور گنے کا رس۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۸: جو پانی گرم ملک میں، گرم موسم میں، سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ میں گرم ہو گیا تو جب تک گرم ہے اسے کسی طرح استعمال نہ کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہ اگر اس سے کپڑا بھیک گیا تو جب تک ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کے پہننے سے بچیں کہ اس پانی کے استعمال میں برص (سفید داغ) کا اندیشہ ہے۔ مگر پھر بھی اگر وضو یا غسل کر لیا تو ہو جائے گا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۹: جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے مگر اس سے وضو غسل جائز نہیں۔ وضو یا غسل کرتے وقت پانی کے قطرے لوٹے یا گھڑے میں ٹپکے تو اگر اچھا پانی زیادہ ہے تو یہ وضو اور غسل کے کام کا ہے ورنہ سب بیکار ہو گیا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۱۰: نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی ملک ہو جائے اسے پینا یا اس سے وضو غسل کرنا کسی اور کام میں لانا، اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی اور کو جائز نہیں۔ اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے اور اگر وضو غسل کر لیا تو ہو جائے گا۔ مگر گنہگار ہوگا۔ یہاں سے استادوں اور استانیوں کو

سبق لینا چاہئے وہ اکثر نابالغوں سے تل یا کنویں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ اسی طرح بالغ کا بھرا ہوا پانی بغیر اجازت استعمال کرنا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۱۱: بچے نے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو اگر معلوم ہے کہ اس کے ہاتھ پر نجاست تھی جب تو ظاہر ہے کہ پانی نجس ہو گیا ورنہ نجس نہ ہوا مگر دوسرے پانی سے وضو کرنا بہتر ہے۔ (بہار شریعت)

باب ۹

تیمم

تیمم شرعی طور پر اس قصد کو کہتے ہیں جو پاک کرنے والی مٹی وغیرہ کے لئے طہارت حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

۱۔ حکم خداوندی

تیمم کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ (المائدہ: ۶)

ترجمہ: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت سے فارغ ہو کر آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو، اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرلو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا بلکہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

۲۔ احادیث

تیمم کے بارے میں احادیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مندرجہ ذیل ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تیمم کرنے کا طریقہ

عَنْ عُمَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَىٰ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجَنَّبْتُ فَلَمْ أُصِبِ

الْمَاءَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِعَمْرٍو أَمَا تَذْكُرُ أَنَا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكَتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يُكْفِيكَ هَكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفِّهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفِّهِ

حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور بولا کہ میں جنبی ہو جاتا ہوں اور پانی نہیں پاتا۔ تب حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! کیا آپ کو یاد نہیں کہ ہم اور آپ سفر میں تھے۔ آپ نے تو نماز نہ پڑھی اور میں جب لوٹا پھر نماز پڑھ لی۔ پھر میں نے یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو فرمایا کہ تم کو یہ کافی تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ زمین پر مارے اور ان میں پھونکا، پھر انہیں منہ اور ہاتھ پر پھیر لیا۔ (بخاری شریف)

پاک مٹی سے تیمم

عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جَعَلْتُ صُفُوفَنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَحَصِلْتُ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجَعَلْتُ تَرَبَّتَهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو دوسرے لوگوں پر تین چیزوں سے بزرگی دی گئی۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں۔ ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنادی گئی اور جب پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی پاک کرنے والی کر دی گئی۔ (مسلم شریف)

حالت جنابت میں تیمم

عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا الْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فَلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْ بَنِي جَنَابَةً وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يُكْفِيكَ

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا جو الگ تھا، قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ فرمایا اے فلاں! تجھے قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس نے روکا۔ عرض کیا، مجھے جنابت پہنچی اور پانی ہے نہیں۔ تو فرمایا تیرے لئے مٹی ہے۔ وہ تجھے کافی ہے۔ (بخاری شریف)

پانی نہ ملنے تک جواز تیمم

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ وَضُوءَ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيَمْسَهُ بَشْرَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کا آب وضو ہے اگر چہ دس سال تک پانی نہ پائے پھر جب پانی پائے تو اس سے اپنا بدن دھوئے کہ یہ یقیناً بہتر ہے (جامع ترمذی)

معذوری پر تیمم کا جواز

عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِّنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهَ فِي رَأْسِهِ فَأَحْتَلَمَ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيْمُمِ قَالُوا مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَأَغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ بِذَلِكَ قَالَ قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ إِلَّا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شَفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِبُ عَلَى جُرْجِهِ خَرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں گئے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا جس نے اس کے سر میں زخم کر دیا۔ پھر اسے احتلام ہو گیا تو اپنے ساتھیوں سے پوچھا کیا تم میرے لئے تیمم کی اجازت پاتے ہو وہ بولے تیرے لئے تیمم کی اجازت نہیں پاتے، تو پانی پر قادر

ہے اس نے غسل کر لیا پس مر گیا۔ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو اس کی خبر دی گئی فرمایا انہیں خدا غارت کرے اسے انہوں نے مار دیا جب جانتے نہ تھے پوچھ کیوں نہ لیا بے علمی کا علاج پوچھ لینا ہے اسے یہ کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر کپڑا پیٹ لیتا پھر اس پر ہاتھ پھیر لیتا اور باقی جسم دھو ڈالتا۔ (سنن ابوداؤد)

نماز لوٹانے کی صورت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ النَّخْدَرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا سَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ فَأَعَادَا أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ بِوُضُوءٍ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ ثُمَّ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَا ذَلِكَ فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأُ تِلْكَ صَلَاتُكَ وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو شخص سفر میں گئے وقت نماز آ گیا ان کے ساتھ پانی نہ تھا تو انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کر لیا پھر نماز پڑھ لی پھر وقت ہی میں پانی پالیا تو ان میں سے ایک نے وضو سے نماز لوٹائی پھر دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ ماجرا عرض کیا تو جس نے نماز نہ لوٹائی تھی اس سے فرمایا کہ تو نے سنت پالی اور تیری نماز کافی ہو گئی اور جس نے وضو کر کے لوٹائی تھی اس سے فرمایا کہ تجھے دو ہر ا ثواب ہے۔ (سنن ابوداؤد)

مٹی سے مسح کرنا

عَنْ عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُمْ تَمَسَّحُوا وَهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّعِيدِ لِمُحَلِّصَةِ الْفَجْرِ فَضَرَبُوا بِأَكْفِهِمُ الصَّعِيدَ ثُمَّ مَسَحُوا بِوُجُوهِهِمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوا فَضَرَبُوا بِأَكْفِهِمُ الصَّعِيدَ مَرَّةً أُخْرَى فَمَسَحُوا بِأَيْدِيهِمْ كُلَّهَا إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْأَبَاطِ مِنْ بَطْنِ أَيْدِيهِمْ

حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ صحابہ نے پاک مٹی سے نماز فجر کیلئے تیمم کیا جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو انہوں نے مٹی پر اپنے ہاتھ پھیرے پھر ایک بار

اپنے منہ پر ہاتھ پھیر لیا پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مارے تو اپنی ہتھیلیوں سے پورے ہاتھوں کا کندھوں اور بغلوں تک مسح کیا۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ ارکان تیمم

تیمم کے ارکان یہ ہیں۔ (۱) ایک ضرب لگا کر منہ پر مسح کرے۔ (۲) دوسری ضرب لگا کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت مسح کرے۔ کوئی جگہ مسح سے خالی نہ چھوڑے۔

۴۔ تیمم کی سنتیں

تیمم کی آٹھ سنتیں ہیں۔ (۱) کف دست کو پاک مٹی پر مارنا۔ (۲) ہتھیلیوں کو مٹی پر مار کر اپنی طرف کھینچنا۔ (۳) اس کے بعد ہتھیلیوں کو ذرا پیچھے ہٹانا۔ (۴) ہاتھوں کو جھاڑنا۔ (۵) بسم اللہ پڑھنا۔ (۶) مٹی پر ہاتھ رکھنے کے وقت انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔ (۷) ترتیب یعنی اول منہ پر مسح کرنا اور پھر ہاتھوں پر۔ (۸) پے درپے مسح کرنا، توقف نہ کرنا۔

۵۔ شرائط تیمم

تیمم کرنے والا مسلمان ہو، نیت بھی کرے۔ تین یا زائد انگلیوں سے مسح کرے۔ مسح پاک مٹی یا اس چیز پر ہو جو مٹی کی جنس سے ہے۔ مٹی وغیرہ صرف پاک ہی نہ ہو بلکہ پاک کرنے والی بھی ہو۔ پانی موجود نہ ہو، یا بیماری ہو یا اس بات کا خوف ہو کہ اگر پانی استعمال کیا جائے گا تو ہلاکت واقع ہو جائے گی یا کم از کم بیماری میں ترقی ہو جائے گی۔

۶۔ تیمم کرنے کا طریقہ

پہلے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر پورے چہرے کا مسح کرے۔ کوئی حصہ باقی نہ رہے اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر بائیں ہاتھ کی انگلیاں اور ہتھیلی کا کچھ حصہ دائیں ہاتھ کی چھنگلی کے پورے نیچے رکھ کر سیدھے ہاتھ کے بیرونی حصہ پر کھینچتا ہوا کہنیوں تک لے جائے پھر بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور انگوٹھا اور ہتھیلی کا بقیہ حصہ سیدھے ہاتھ کی کہنی کے اندرونی حصہ سے کھینچتا ہوا انگلیوں کے سروں تک

پہنچائے اور بائیں ہاتھ کا بھی اسی طرح مسح کرے۔

۷۔ تیمم کرنے کی نیت

اگر جنابت والا آدمی جنابت دور کرنے اور نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہے تو یہ نیت کرے۔
 نَوَيْتُ اَنْ اَتِيَمَّ لِرَفْعِ الْجَنَابَةِ وَاسْتِبَاحَةِ الصَّلَاةِ.
 اگر مسجد میں داخل ہونے کی نیت ہو تو یہ کہے۔ نَوَيْتُ اَنْ اَتِيَمَّ لِدُخُولِ الْمَسْجِدِ۔
 اگر قرآن کو ہاتھ لگانے کی نیت ہو تو یہ کہے۔ نَوَيْتُ اَنْ اَتِيَمَّ لِمَسِّ الْقُرْآنِ۔
 اگر بے وضو آدمی حدث دور کرنے اور نماز پڑھنے کی نیت کرے تو یہ کہے۔
 نَوَيْتُ اَنْ اَتِيَمَّ لِرَفْعِ الْحَدَثِ وَاسْتِبَاحَةِ الصَّلَاةِ۔

۸۔ تیمم کن اشیاء سے جائز ہے

مٹی پر، پتھر پر، چونہ پر، گيرو اور ملتانی مٹی پر، سرمہ، ہڑتال اور گندھک پر، یا قوت، زمرد، عقیق اور فیروزہ پر۔ سیندھانمک اور معمولی نمک پر وغیرہ۔

۹۔ کن حضرات کو تیمم کرنا جائز ہے؟

- ۱۔ اگر پانی نہ مل سکے، یا ملے تو اتنا ہو کہ کافی نہ ہو تو تیمم جائز ہے۔
- ۲۔ پانی کے استعمال سے بیماری پیدا ہونے یا بیماری کے زائد ہونے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔
- ۳۔ پانی لینے کے لئے اگر عورت جائے تو اس کو کسی بدچلن مرد کا خوف ہو تو حفظ آبرو کے لئے تیمم جائز ہے۔
- ۴۔ مقروض مفلس ہو اور پانی کی تلاش کے لئے جاتا ہے تو قرض خواہ کا خوف ہے کہ کہیں قید نہ کر لے۔
- ۵۔ کوئی سانپ، بھیڑیا، شیر وغیرہ درندہ یا کوئی اور دشمن ہو کہ پانی کے لئے جاتا ہے تو جان کا خوف ہے لہذا تیمم جائز ہے۔

اگر نجاست حقیقی بدن پر یا کپڑے پر اتنی لگی ہے کہ نماز نہیں پڑھ سکتا اور پانی صرف اتنا ہے کہ یا تو وضو

کر لے یا نجاست دھو ڈالے تو کپڑے اور بدن کو دھو ڈالنا چاہئے اور وضو کی بجائے تیمم کافی ہے۔ اسی طرح اگر خود یا کوئی دوسرا آدمی سخت پیاسا ہو اور پانی زائد نہ ہو تو پانی سے پیاس بجھائے اور تیمم کر لے۔

۱۰۔ تیمم توڑنے والی چیزیں

جو چیزیں ناقض وضو ہیں انہی سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے علاوہ اگر پانی کے استعمال پر قدرت ہو جائے تب بھی تیمم جاتا رہتا ہے۔

۱۱۔ تیمم سے جو عبادات کی جاسکتی ہیں

۱۔ اگر بدچلن آدمی یا قرض خواہ کی وجہ سے خود بخود خوف پیدا ہوا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی ہو تو رفع خوف کے بعد اس نماز کو دوبارہ پڑھے اور ان دونوں اشخاص کے خوف دلانے کی وجہ سے خوف پیدا ہوا ہے تو رفع خوف کے بعد نماز کو مکرر پڑھنا ضروری نہیں۔

۲۔ اگر کسی نے قرآن پڑھنے کے لئے یا قبرستان میں جانے کے لئے یا دفن میت کے لئے یا اذان دینے کے لئے یا مسجد میں داخل ہونے کے لئے تیمم کیا تو اس سے فرض نماز ادا نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

۳۔ اگر سجدہ تلاوت کے لئے یا نماز جنازہ کے لئے تیمم کیا تو اس سے فرض نماز ادا کر سکتا ہے۔

۴۔ اگر جنازہ کی نماز فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو اور یہ شخص میت کا ولی بھی نہ ہو تو باوجود پانی ہونے کے نماز جنازہ پڑھنی روا ہے خواہ بیمار ہو یا تندرست، جنبی ہو یا حائضہ، اسی طرح کسوف خسوف اور عیدین کی نمازوں کے فوت ہو جانے کا اندیشہ اگر ہو تو باوجود تندرست ہونے اور پانی موجود ہونے کے آدمی تیمم کر کے پڑھ سکتا ہے کیونکہ یہ نمازیں اگر فوت ہو جائیں گی تو پھر نہ ان کی قضا ہے نہ ان کے قائم مقام دوسری نماز ہو سکتی ہے۔

۵۔ سجدہ تلاوت کے اگر فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے ادا نہیں کر سکتا۔ وضو کرنا لازم ہے۔

۶۔ جمعہ کی نماز بھی تیمم سے ادا نہیں کر سکتا کیونکہ اگر جمعہ کی نماز فوت ہو جائے گی تو ظہر کی نماز اس کی قائم مقام ہو سکتی ہے۔

۷۔ انسان کو جب تک پانی پر قدرت حاصل نہ ہو، ایک ہی تیمم سے مختلف اوقات کی نمازیں ادا کر سکتا ہے مثلاً فجر کو پانی نہ ملا ہو اور اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو اگر پورے دن بھر نہ ملے اور اس کو

کوئی حدیث یا کوئی امر ناقض وضو نہ پیدا ہو تو اسی تیمم سے دن بھر کی نمازیں پڑھ سکتا ہے۔
۸۔ اگر کوئی شخص مجبور ہو اور تیمم خود نہ کر سکتا ہو تو دوسرا شخص اس کو تیمم کرا سکتا ہے مگر نیت اسی پر ہے تیمم کرانے والے پر نیت کرنی نہیں ہے۔

۹۔ اگر کسی کافر نے اسلام لانے سے قبل تیمم کیا تو اسلام کے بعد اسی تیمم سے نماز ادا نہیں کر سکتا ہاں اگر اسلام سے پہلے وضو کیا ہے تو اسلام کے بعد اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے وجہ فرق یہ ہے کہ تیمم میں نیت مشروط ہے۔ وضو میں نیت شرط نہیں اور کافر کی نیت بحالت کفر صحیح نہیں کیونکہ وہ مکلف ہی نہیں ہے۔
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔
۱۰۔ غسل و وضو دونوں کا تیمم ایک ہی طرح سے ہوتا ہے۔

۱۱۔ ایک مٹی سے ایک آدمی کئی مرتبہ یا ایک جماعت مل کر تیمم کر سکتی ہے یعنی مختلف آدمی ایک مٹی سے تیمم کر سکتے ہیں۔ تیمم کرنے سے مٹی مستعمل نہیں ہوتی پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ شرعی مسائل

تیمم کے متعلق شرعی مسائل حسب ذیل ہیں۔

- مسئلہ ۱: اگر کنویں پر رسی ڈول نہ ہو اور پانی نکالنے کی اور صورت بھی ممکن نہ ہو تو تیمم درست ہے۔
مسئلہ ۲: اگر ڈول رسی نہ ہو اور کپڑا پاس موجود ہو کہ اس کو کنویں میں لٹکا کر بھگو کر نچوڑ کر وضو کر سکتا ہے لیکن کپڑا بہت بیش قیمت ہے کہ بھگنے سے خراب ہو جائے گا تو تیمم درست ہے۔
مسئلہ ۳: اگر ایک جنبی آدمی کے پاس کوئی جانور ہو اور صرف اس قدر پانی ہو کہ یا غسل کر سکتا ہے یا جانور کو پلا سکتا ہے اور برتن ایسا موجود ہے کہ اس میں دھوون جمع کر سکتا ہے تو اس کو نہا کر دھوون جمع کر کے جانور کو پلانا چاہئے ورنہ پانی جانور کو پلا دے اور خود تیمم کر لے۔
مسئلہ ۴: ایک مسافر کے پاس کوئی آدمی تھا جس سے پانی کے متعلق دریافت کر سکتا تھا لیکن اس نے بغیر دریافت کیے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور نماز کے بعد اس سے دریافت کیا اس نے پاس ہی پانی کا پتہ بتا دیا تو نماز باطل ہو گئی۔ دوبارہ پڑھنی چاہیے۔ ہاں اگر دریافت کر لیتا اور وہ شخص نہ بتاتا اور یہ تیمم کر کے نماز پڑھ لیتا اور بعد کو وہ پانی کا پتہ بتا دیتا تو نماز باطل نہ ہوتی۔
مسئلہ ۵: اگر مسافر بغیر تلاش کیے تیمم کر کے نماز پڑھ لے گا تو نماز ہو جائے گی مگر یہ گناہگار ہوگا کیونکہ

اس پر تیمم سے پہلے پانی کی تلاش واجب ہے اور ترک واجب سے آدمی گناہگار ہوتا ہے۔ اگر پانی کے ملنے کی امید ہو تو نماز اخیر وقت تک نہ پڑھنی اور پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے ہاں اگر پانی کی امید نہ ہو تو نماز میں تاخیر نہ کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۶: ہاتھ پاؤں کٹا ہوا آدمی مجبور و معذور ہے۔ طہارت کا حکم اس سے ساقط ہے نہ اس کو وضو کرنا ضروری ہے نہ تیمم۔

مسئلہ ۷: سفر میں ایک مرد ایک عورت اور ایک میت ہے مرد جنبی ہے اور عورت پر غسل واجب ہے اور پانی صرف اتنا ہے کہ ایک کے غسل کے لیے کافی ہو سکتا ہے تو جس کا پانی ہے وہ غسل کر لے یہی اولیٰ ہے اگر پانی مشترک ہے تو میت کو غسل دینا چاہیے اور دونوں مرد و عورت تیمم کر لیں اور اگر پانی کسی کی ملک نہیں مباح ہے تو جنبی کو غسل کرنا چاہیے حائضہ تیمم کر لے۔

مسئلہ ۸: اگر کوئی شخص آبادی سے ایک میل دور نکل گیا اور ایک میل تک کہیں پانی نہ ہو تو تیمم درست ہے خواہ مسافر ہو یا مسافر نہ ہو۔ یونہی تفریح یا کسی ضرورت سے گیا ہو۔

مسئلہ ۹: اگر اتنا پانی مل سکے کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ پاؤں دھو سکتا ہے تو تیمم درست نہیں۔ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھو لے۔ سر کا مسح کر لے اور باقی کلی وغیرہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۰: عورتوں کے لیے پردہ کی وجہ سے یا مردوں کی شرم کی وجہ سے پانی لینے نہ جانا اور بیٹھے بیٹھے تیمم کر لینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جس سے شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جائے ناجائز اور حرام ہے۔ برقع اوڑھ کر یا چادر لپیٹ کر پانی لینے چلی جائی۔ ہاں مردوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور لوگوں کے سامنے منہ ہاتھ نہ کھولے۔

مسئلہ ۱۱: اگر پانی مول بکتا ہے اور دام نہیں ہیں تو تیمم درست ہے۔ اگر دام بھی ہیں لیکن کرایہ بھاڑ اور راستہ کے مصارف سے زائد نہیں ہیں تو تیمم درست ہے۔ اگر مصارف سے زائد بھی ہیں مگر پانی اتنا گراں ملتا ہے کہ اتنی قیمت پر کوئی دوسرا نہیں لے سکتا تو تیمم درست ہے البتہ مصارف سے زائد دام موجود ہوں اور پانی بھی مروجہ قیمت پر ملے تو خریدنا واجب ہے اور تیمم درست نہیں۔

مسئلہ ۱۲: اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہے اور برف کثرتی ہے کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے اور کوئی گرم کپڑا بھی نہیں کہ نہا کر اس کو لپیٹ لیا جائے تو تیمم درست ہے۔

مسئلہ ۱۳: اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں تیمم درست

ہے۔

مسئلہ ۱۴: اگر کسی میدان میں نماز پڑھ لی اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ مل سکی تو تیمم و نماز دونوں درست ہیں۔

مسئلہ ۱۵: اگر زمزمی میں زمزم کا پانی بھرا ہے تو کھول کر پانی نکال کر وضو کرے۔ تیمم درست نہیں۔

مسئلہ ۱۶: اگر کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں آگے پانی مل سکنے کی امید نہ ہو اور راستہ میں پیاس کے مارے تکلیف و ہلاکت کا خوف ہو تو وضو نہ کرے تیمم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ ۱۷: اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو کرنا نقصان نہ دیتا ہو تو غسل کی بجائے تیمم کر لے اور وضو کی بجائے وضو۔

مسئلہ ۱۸: جو چیز نہ تو آگ میں جلے نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے شمار ہوگی اس پر تیمم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا پگھل جائے اس پر تیمم درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اناج پر سونے چاندی رانگ لوہے وغیرہ پر تیمم درست نہیں۔ ہاں اگر ان اشیاء پر غبار اور خاک ہو تو تیمم درست ہے۔

مسئلہ ۱۹: تانبے کے برتن اور تکیے گدے تو شک لحاف وغیرہ پر تیمم کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر ان پر اتنا غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے خوب اڑتا ہو اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتا ہو تو تیمم درست ہے اور اگر ذرا اڑتا ہو تو تیمم درست نہیں۔

مسئلہ ۲۰: مٹی کے گھرے برہنے پر تیمم درست ہے خواہ ان میں پانی بھرا ہو یا نہ بھرا ہو البتہ اگر ان پر روغن اور لک کیا ہو تو ان پر تیمم درست نہیں۔

مسئلہ ۲۱: اگر پتھر پانی سے بھی دھلا ہوا ہو اور گرد کا نام و نشان نہ ہو تب بھی اس پر تیمم کرنا درست ہے کیونکہ پتھر خود مٹی کی جنس سے ہے۔ اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے چاہے اس پر گرد ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۲۲: کچڑ سے تیمم کرنا اگرچہ درست ہے مگر مناسب نہیں ہے اگر کچڑ کے سوا کوئی اور چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ کچڑ کو کپڑے میں بھر کر خشک کرے اور اس پر تیمم کرے۔ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہے تو جس طرح بن پڑے کچڑ سے ہی تیمم کر لے۔

مسئلہ ۲۳: اگر یہ یقینی معلوم ہو کہ زمین پر پیشاب پڑا تھا اور وہ دھوپ سے خشک ہو گیا جس کا نشان باقی نہ رہا تو وہ زمین پاک ہوگئی نماز اس پر جائز ہے مگر تیمم درست نہیں اور اگر یقینی نہ معلوم ہو تو وہم نہ کرے

تیمم کر لے۔

مسئلہ ۲۴: اگر کسی کو دکھانے اور سکھانے کے لیے تیمم کیا اور اپنے تیمم کی نیت نہ کی تو اپنا تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۵: تیمم کی نیت صرف اتنی ہی کافی ہے کہ میں طہارت حاصل کرنے کے لیے تیمم کرتا ہوں نماز کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ غسل کی یا وضو کی نیت کرے اگر کرے گا تو بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۶: جو تیمم نماز کے لیے کیا ہے اس سے قرآن پڑھنا، چھونا، قبرستان اور مسجدوں میں جانا سب کچھ درست ہے۔

مسئلہ ۲۷: اگر کسی کو نہانے کی ضرورت ہو تو وضو اور غسل کا جدا جدا تیمم کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف غسل کی نیت سے تیمم کر لے یا مطلق طہارت کی نیت سے بس کافی ہے۔ وضو کا تیمم بھی ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۸: اگر پانی ایک میل سے کم دور ہو لیکن وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر پانی لینے جاتا ہے تو نماز قضا ہو جاتی ہے تب بھی تیمم درست نہیں۔ پانی لا کر وضو کر کے قضا نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲۹: اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ اگر پانی لینے جائے گا تو ریل چھوٹ جائے گی تو تیمم درست ہے۔

مسئلہ ۳۰: اسباب کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہیں رہا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ بعد میں یاد آیا تو نماز دہرائی لازم نہیں۔

مسئلہ ۳۱: اگر وضو کا تیمم ہے تو وضو کے موافق پانی ملنے سے تیمم نہ ٹوٹے گا اور غسل کا تیمم ہے تو غسل کے لائق پانی ملنے سے تیمم ٹوٹے گا کم پانی ملنے سے تیمم نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۳۲: اگر راستہ میں پانی ملا لیکن ریل چھوٹ جانے کے خوف سے نہ اتر سکا تو تیمم نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۳۳: اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لیے غسل کیا لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی غسل مکمل نہیں ہوا۔ تیمم کر لینا چاہیے۔ پھر جہاں کہیں پانی ملے تو خشک جگہ کو دھو لینا چاہیے۔ دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۳۴: اگر ایسے وقت میں پانی ملا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا ہے کہ اول اس سوکھی جگہ کو دھو لے بعد میں وضو کرے۔ اگر وضو کے لیے پانی کافی نہ ہو تو تیمم کر لے۔

احکام نفاس

بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون عورت کو آتا ہے اسے نفاس کہا جاتا ہے جس کے متعلق شرعی مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱: نفاس میں کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں۔ آدھے یا زیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نفاس ہے اور زیادہ سے زیادہ اس کا زمانہ چالیس دن رات ہے اور نفاس کی مدت کا شمار اس وقت سے ہوگا کہ آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا اور اس بیان میں جہاں بچہ پیدا ہونے کا لفظ آئے گا اس کا مطلب آدھے سے زیادہ باہر آ جانا ہے (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۲: حمل ساقط ہونے سے پہلے کچھ خون آیا، کچھ بعد تو پہلے والا استحاضہ ہے۔ بعد والا نفاس۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کوئی عضو بن چکا ہو ورنہ پہلے والا اگر حیض ہو سکتا ہے تو حیض ہے ورنہ استحاضہ جیسا کہ اوپر ابھی گزرا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۳: حمل ساقط ہو گیا اور اس کا کوئی عضو بن چکا ہے جیسے پاؤں، ہاتھ، انگلیاں، تو یہ خون نفاس ہے ورنہ اگر تین دن رات تک رہا اور اس سے پہلے پندرہ دن پاک رہنے کا زمانہ گزر چکا ہے تو حیض ہے اور اگر تین دن سے پہلے ہی بند ہو گیا یا ابھی پورے پندرہ دن طہارت کے نہیں گزر گئے ہیں تو استحاضہ ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: حمل ساقط ہوا اور یہ معلوم نہیں کہ کوئی عضو بنا تھا یا نہیں، نہ یہ یاد ہے کہ حمل کتنے دن کا تھا کہ اسی سے عضو کا بننا معلوم ہو جاتا۔ یعنی ۱۲۰ دن (چار ماہ) ہو گئے ہیں تو عضو بن جانا قرار دیا جائے گا اور بعد اسقاط کے خون ہمیشہ کے لیے جاری ہو گیا تو اسے حیض کے حکم میں سمجھے کہ حیض کی جو عادت تھی اس کے گزرنے کے بعد نہا کر نماز شروع کر دے اور عادت نہ تھی تو دس دن بعد۔

مسئلہ ۵: بچہ پیدا ہونے سے پیشتر جو خون آیا، نفاس نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگرچہ آدھا باہر آ گیا ہو، اگر پیٹ سے بچہ کاٹ کر نکالا گیا تو اس کے آدھے سے زیادہ نکالنے کے بعد نفاس ہے۔

مسئلہ ۶: کسی عورت کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا تو اگر اس کے پہلی بار بچہ پیدا ہوا ہے۔ یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن رات نفاس ہے۔ باقی استحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جتنا زیادہ ہے وہ استحاضہ۔ جیسے عادت تیس دن کی تھی۔ اس بار پینتالیس دن آیا تو تیس دن نفاس کے ہیں اور پندرہ دن استحاضہ کے۔ (درمختار)

مسئلہ ۷: جس عورت کے دو بچے جڑواں پیدا ہوئے یعنی دونوں کی پیدائش کے درمیان چھ مہینے سے کم زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نفاس سمجھا جائیگا پھر اگر دوسرا چالیس دن کے بعد پیدا ہوا اور خون آیا تھا تو پہلے سے چالیس دن تک نفاس ہے پھر استحاضہ۔ اور اگر چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو اس پچھلے کے بعد جو خون آیا استحاضہ ہے نفاس نہیں مگر دوسرے کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا۔ (ردالمحتار)

نفاس کے شرعی مسائل

نفاس کے متعلق شرعی مسائل مندرجہ ذیل ہیں:-

مسئلہ ۱: حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دنوں میں نماز معاف ہیں۔ ان کی قضا بھی نہیں۔ البتہ روزوں کی قضا دوسرے دنوں رکھنا فرض ہے اور حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا حرام ہے۔ خواہ دیکھ کر پڑھے یا زبانی پڑھے۔ یونہی قرآن مجید کا چھونا بھی حرام ہے۔ ہاں اگر جزدان میں قرآن مجید ہو تو اس جزدان کو چھونے میں کوئی حرج نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج ۱ ص ۳۶)

مسئلہ ۲: قرآن مجید پڑھنے کے علاوہ دوسرے تمام وظائف کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت بلا کراہت پڑھ سکتی ہے بلکہ مستحب ہے کہ نمازوں کے اوقات میں وضو کر کے اتنی دیر تک درود شریف اور دوسرے وظائف پڑھ لیا کرے۔ جتنی دیر میں نماز پڑھا کرتی تھی تاکہ عادت باقی رہے (فتاویٰ عالمگیری، ج ۱ ص ۳۶)

مسئلہ ۳: حیض و نفاس کی حالت میں عورت کو مسجد میں جانا حرام ہے۔ ہاں اگر چور یا درندے سے ڈر کر یا کسی بھی شدید مجبوری سے مجبور ہو کر مسجد میں چلی گئی تو جائز ہے مگر اس کو چاہیے کہ تیمم کر کے مسجد میں جائے۔ حیض و نفاس والی عورت اگر عید گاہ میں داخل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حیض و نفاس کی حالت

میں اگر مسجد کے باہر رہ کر اور ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کوئی چیز اٹھالے یا مسجد میں کوئی چیز رکھ دے تو جائز ہے۔ حیض و نفاس والی کو خانہ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجد حرام کے باہر سے ہو حرام ہے۔

مسئلہ ۴: حیض و نفاس کی حالت میں ہمبستری یعنی جماع حرام ہے بلکہ اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو مرد اپنے کسی عضو سے نہ چھوئے کہ یہ بھی حرام ہے۔ ہاں البتہ ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے اس حالت میں عورت کے بدن کو چھونا یا بوسہ لینا جائز ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۳۷)

مسئلہ ۵: حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کو اپنے بستر پر سلانے میں غلبہ شہوت یا اپنے قابو میں نہ رکھنے کا اندیشہ ہو تو شوہر کے لیے لازم ہے کہ بیوی کو اپنے بستر پر نہ سلوائے بلکہ اگر گمان غالب ہو کہ غلبہ شہوت پر قابو نہ رکھ سکے گا تو شوہر کو ایسی حالت میں بیوی کو اپنے ساتھ سلانا گناہ اور حرام ہے۔

مسئلہ ۶: حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کے ساتھ ہمبستری کو حلال سمجھنا کفر ہے اور حرام سمجھتے ہوئے کر لیا تو سخت گناہ گار ہوا۔ اس پر توبہ کرنا فرض ہے اور اگر شروع حیض و نفاس میں اگر ایسا کر لیا تو ایک دینار اور اگر قریب ختم کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب ہے تاکہ خدا کے غضب سے امان پائے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۳۷)

مسئلہ ۷: پورے دس دن پر حیض ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع (صحبت) جائز ہے اگرچہ اب تک غسل نہ کیا ہو مگر مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد جماع کرے اور دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو جب تک غسل نہ کرے یا نماز کا وہ وقت جس میں پاک ہوئی وہ گزر نہ جائے۔ جماع جائز نہیں اور اگر اتنا وقت نہیں تھا کہ اس میں نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے تو اس کے بعد کا وقت گزر جائے یا غسل کر لے تو جماع جائز ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۸: عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا تو اگرچہ غسل کر لے جماع ناجائز ہے جب تک کہ عادت کے دن پورے نہ ہو جائیں۔ مثلاً کسی کی عادت چھ دن کی تھی اور اس مرتبہ پانچ ہی روز آیا تو اسے حکم ہے کہ نہا کر نماز شروع کر دے مگر جماع کے لیے ایک دن اور انتظار کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۹: عورت حیض سے پاک ہوئی اور پانی پر قدرت نہیں کہ غسل کرے اور غسل کا تیمم کیا تو اس سے صحبت جائز نہیں جب تک کہ اس تیمم سے نماز نہ پڑھ لے۔ نماز پڑھنے کے بعد اگرچہ پانی پر قادر ہو غسل

نہ کیا صحبت جائز ہے۔

مسئلہ ۱۰: عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنا حیض شوہر سے چھپائے کہ کہیں وہ نادانستہ جماع نہ کر لے۔ جیسا کہ یہ جائز نہیں کہ وہ خود کو حیض والی ظاہر کرے حالانکہ وہ حیض والی نہیں۔

مسئلہ ۱۱: اگر عورت نے پاکیزگی کی حالت میں نماز یا روزہ شروع کیا اور پھر درمیان میں حیض شروع ہو گیا تو اگر روزہ نماز نفلی ہے تو دونوں کی قضا لازم ہے اور اگر فرضی ہے تو فرض روزہ کی قضا لازم ہے۔ فرض نماز کی قضا نہیں کیونکہ شروع کرنے سے قبل ہر نفل نفل ہوتا ہے اور شروع کرنے کے بعد اس کی تکمیل واجب ہو جاتی ہے۔ لہذا صورت مذکورہ میں نفل ادا کرنا بعد انقطاع حیض واجب ہو گیا کیونکہ خود اس نے اپنے ذمہ میں لے لیا ہے اور فرض خدا کا مقرر کردہ ہے لہذا خدا نے اپنا واجب معاف فرما دیا۔ قضا لازم نہیں اور جو انسان نے خود اپنے اوپر واجب کیا ہے تو اس کی تکمیل لازم ہے اور تکمیل نہ ہو سکے تو قضا ضروری ہے۔ رہی یہ بات کہ فرض نماز کی قضا نہیں اور فرض روزہ کی قضا ضروری ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ فرض روزے سال بھر میں ایک ماہ کے ہوتے ہیں اور چونکہ مدت حیض کی زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتے ہیں اس لیے سال بھر میں حیض کی وجہ سے اگر روزے قضا ہو سکتے ہیں تو زائد سے زائد دس۔ ایسی صورت میں دس روزوں کی قضا سال بھر میں کوئی مشکل بات نہیں ہے اور نماز روزانہ پانچ وقت فرض ہے اس لیے ہر ماہ کی پچاس اور سال بھر کی چھ سو نمازیں ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں ہر ماہ پچاس نمازوں کی قضا سخت دشوار ہے اس لیے قضا معاف ہے۔

مسئلہ ۱۲: حیض والی کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا تو روزے رکھے اور وضو کر کے نماز پڑھے، نہانے کی ضرورت نہیں۔ پھر اس کے بعد اگر پندرہ دن کے اندر خون آیا تو اب نہانے اور عادت کے دن نکال کر باقی دنوں کی قضا کرے اور جس کی کوئی عادت نہیں وہ دس دن کے بعد نمازیں قضا کرے۔ ہاں اگر عادت کے دنوں کے بعد یا بے عادت والی نے دس دن کے بعد غسل کر لیا تھا تو ان دنوں کی نمازیں ہو گئیں، قضا کی ضرورت نہیں اور عادت کے دنوں سے پہلے کے روزوں کی قضا کرے اور بعد کے روزے ہر حال میں ہو گئے۔

مسئلہ ۱۳: جس عورت کو تین دن رات کے بعد حیض بند ہو گیا اور عادت کے دن ابھی پورے نہ ہوئے یا نفاس کا خون عادت پوری ہونے سے پہلے بند ہو گیا تو بند ہونے کے بعد ہی غسل کر کے پڑھنا شروع کر دے۔ عادت کے دنوں کا انتظار نہ کرے۔

مسئلہ ۱۴: عادت کے دنوں سے خون زیادہ آگیا (دن چڑھ گئے) تو حیض میں دس دن اور نفاس میں ۴۰ دن تک انتظار کرے اگر اس مدت کے اندر بند ہو گیا تو اب سے نہادھو کر نماز پڑھے اور جو اس مدت کے بعد بھی جاری رہا تو نہائے اور عادت کے بعد باقی دنوں کی قضا کرے۔ نماز کی بھی اور روزوں کی بھی۔

مسئلہ ۱۵: حیض یا نفاس عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے بند ہو گیا تو آخر وقت مستحب تک انتظار کر کے نماز پڑھے اور جو عادت کے دن پورے ہو چکے تو انتظار کی کچھ حاجت نہیں۔

مسئلہ ۱۶: حیض پورے دس دن پر اور نفاس پورے چالیس دن پر ختم ہوا اور نماز کے وقت میں اگر اتنا بھی باقی ہو کہ اللہ اکبر کا لفظ کہے تو اس وقت کی نماز اس پر فرض ہو گئی نہ اس کی قضا کرے اور اس سے کم میں بند ہوا اور اتنا وقت ہے کہ جلدی سے نہا کر اور کپڑے پہن کر ایک بار اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو فرض ہو گئی قضا کرے اور اتنا وقت نہ ہو تو نہیں۔

مسئلہ ۱۷: اگر پورے دس دن پر پاک ہوئی اور اتنا وقت بھی رات کا باقی نہیں کہ ایک بار اللہ اکبر کہہ لے تو اس دن کا روزہ بھی اس پر واجب ہے اور جو کم میں پاک ہوئی اور اتنا وقت ہے کہ صبح صادق ہونے سے پہلے نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو روزہ فرض ہے۔ اگر نہالے تو بہتر ورنہ بے نہائے نیت کر لے اور صبح کو نہالے اور جو اتنا وقت بھی نہیں تو اس دن کا روزہ اس پر فرض نہ ہوا۔ البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے کوئی بات ایسی جو روزے کے خلاف ہو مثلاً کھانا پینا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۸: نفاس کی حالت میں عورت کو زچہ خانہ سے نکلنا جائز ہے۔ یوں ہی حیض و نفاس والی عورت کو ساتھ کھلانے اور اس کا جھوٹا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ بعض جاہل عورتیں حیض و نفاس والی عورتوں کے برتن الگ کر دیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو اور حیض و نفاس والی عورتوں کو نجس جانتی ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ سب ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ ایسی بے ہودہ رسموں سے مسلمان عورتوں مردوں کو بچنا لازم ہے۔ اکثر عورتوں میں رواج ہے کہ جب تک چلہ پورا نہ ہو جائے اگرچہ نفاس کا خون بند ہو چکا ہو وہ نہ نماز پڑھتی ہیں نہ خود اپنے کو نماز کے قابل سمجھتی ہیں یہ بھی محض جہالت ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جیسے ہی نفاس کا خون بند ہو اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہانے سے بیماری کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھے۔

باب ۱۱

حیض

حیض کا عام مطلب بہنا ہے مگر حیض اس خون کو کہتے ہیں جو بالغ عورت کے رحم سے ہر ماہ نکلتا ہے اور جو خون بچے کی ولادت کے وقت خارج ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں اور جو خون کسی بیماری کی وجہ سے رحم سے خارج ہو اسے خون استحاضہ کہتے ہیں۔ حیض کے بارے میں شرعی احکامات حسب ذیل ہیں:-

۱۔ فرمان الہی

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَأَعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝

ترجمہ: اے پیغمبر! لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے وہ گندگی ہے تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو یعنی جماع نہ کرو اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ پھر جب ستھرائی کر لیں تو جہاں سے اللہ نے حکم دیا ہے ان کے پاس آؤ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور ستھرائی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ (البقرہ: ۲۲۲)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیض کے بارے میں پوچھا کہ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حیض نجاست یعنی گندگی ہے جو عورت کے جسم سے خون کی صورت میں خارج ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ خون حیض پیدا کرنے کی حکمت یہ بھی ہے کہ زمانہ حمل میں یہ خون بچے کی تربیت اور پرورش کا ذریعہ بنتا ہے۔ پھر اللہ کی شان رزاقیت ہے کہ وہی گندہ خون بچے کی غذا بن جاتا ہے اسی وجہ سے زمانہ حمل میں عورت کو حیض آنا بند ہو جاتا ہے اور جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہی خون جو بچے کی غذا تھا 'خون نفاس کی صورت میں بوقت پیدائش خارج ہوتا ہے۔ اس کے بعد خون حیض بچے کیلئے دودھ بن

جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دودھ پلانے والی عورت کو حیض کم آتا ہے اور جب عورت حاملہ نہیں ہوتی تو وہی خون ہر ماہ حیض کی صورت میں خارج ہوتا ہے لہذا اللہ کے فرمان کے مطابق جب عورت اس گندے خون کی حالت میں ہو تو اس وقت عورتوں سے کنارہ کش رہنا چاہیے۔

۲- احادیث

حیض کے متعلق احادیث مندرجہ ذیل ہیں:-

حالت حیض میں کھانے پینے کا مسئلہ

عَنْ عَائِشَةَ أَمَاتٍ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فِيَّ فَيَشْرِبُ وَاتَّعَرَّقَ الْعَرَقُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعٍ فِيَّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زمانہ حیض میں، میں پانی پیتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیتی تو جس جگہ میرا منہ لگا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں دہن مبارک رکھ کر پیتے اور حالت حیض میں ہڈی سے گوشت نوچ کر کھاتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دہن شریف اس جگہ پر رکھتے جہاں میرا منہ لگا تھا۔

(مسلم شریف)

حیض میں چادر اوڑھنے کا مسئلہ

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ بَعْضُهُ عَلَى وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَأَنَا حَائِضٌ

حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے جس کا کچھ حصہ مجھ پر تھا اور کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور میں حیض کی حالت میں تھی۔ (بخاری شریف)

حائضہ کے ساتھ بیٹھنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكَبَّرُ فِي حُجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب مجھ پر حیض کی حالت آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے (مسلم شریف)

حیض کی حالت میں کام کاج کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتِكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ہاتھ بڑھا کر مسجد سے مصلی اٹھا دینا۔ عرض کی کہ میں حائضہ ہوں۔ فرمایا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں۔ (مسلم شریف)

عورت سے ہم بستری کے آداب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوْ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْدَّارِمِيُّ وَفِي رَوَايَتِهِمَا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَكِيمٍ الْأَثَرِ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حیض والی عورت سے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے۔ یا کاہن کے پاس جائے تو اس کا فعل ایسے ہوگا جیسے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ہدایت نازل فرمائی گئی ہے اس کا انکار کیا۔ (جامع ترمذی)

حائضہ سے میل و جول کی شرعی حد

عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يَوَاكِلُوهَا وَلَمْ يَجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ الْأَيَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ ذَلِكَ الْيَهُودَ فَقَالُوا مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدْعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفْنَا فِيهِ فَجَاءَ أَسِيدُ بْنُ حَضِيرٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشْرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا أَفَلَا نَجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَ فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِّنْ لَّبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِي أَثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا (مسلم شریف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حیض آتا تو نہ اپنے ساتھ کھلاتے نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ.... نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جماع کے سوا ہر شے کرو اس کی خبر یہود کو پہنچی تو کہنے لگے یہ (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہماری ہر بات کا خلاف کرنا چاہتے ہیں اس پر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نے آکر عرض کی کہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو کیا ہم ان سے جماع نہ کریں (کہ پوری مخالفت ہو جائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے مبارک متغیر ہو گیا یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوا کہ ان دونوں پر غضب فرمایا۔ وہ دونوں چلے گئے اور ان کے آگے دودھ کا ہدیہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور پلایا تو وہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر غضب نہیں فرمایا تھا۔

حالت حیض میں عورت کے ساتھ بیٹھنے کی حدود

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَحِلُّ لِي مِنْ أَمْرَاتِي وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ

مَا فَوْقَ الْأَزَارِ وَالتَّعَفُّفِ عَنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میری بیوی سے بحالت حیض کیا کام حلال ہے فرمایا وہ جو تہبند سے اوپر ہو اور بچنا اس سے بھی بہتر ہے۔ (رزین)

حالت حیض میں صحبت کا کفارہ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ وَهِيَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِينَارٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے بحالت حیض صحبت کر بیٹھے تو آدھا دینار خیرات کرے (جامع ترمذی)

حیض میں ازواجی تعلقات کی حد

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِي مِنْ أَمْرَاتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشُدُّ عَلَيْهَا إِزَارُهَا ثُمَّ شَانُكَ بِأَعْلَاهَا

حضرت زید ابن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب میری بیوی بحالت حیض ہو تو میرے لئے کون سی چیز حلال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا تہبند مضبوطی سے باندھ لے پھر تہبند کے اوپر تمہارا کام ہے۔

(سنن دارمی)

حیض کے بعد طہارت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ إِذَا حُضْتُ نَزَلْتُ عَنِ الْمِثَالِ عَلَى الْحَصِيرِ فَلَمْ تَقْرُبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَدْنُ مِنْهُ حَتَّى تَطْهُرَ (سنن ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں حیض سے ہوتی تو بستر سے چٹائی پر آ جاتی اور

اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ جاتی جب تک کہ پاک نہ ہو جاتی۔

دوران حج حیض آنے کے آداب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب ہم لوگ حج کے لیے نکلے۔ جب مقام سرف میں پہنچے مجھے حیض آیا تو میں رو رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ کیا تو حائضہ ہے؟ عرض کی ہاں! فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنات آدم پر لکھ دیا ہے تو سوائے خانہ کعبہ کے طواف کے سب کچھ ادا کر جسے حج کرنے والا ادا کرتا ہے اور فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی۔ (بخاری شریف)

حائضہ خاوند کی خدمت کر سکتی ہے

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ حیض والی عورت میری خدمت کر سکتی ہے اور جنبی عورت مجھ سے قریب ہو سکتی ہے۔ عروہ نے جواب دیا یہ سب مجھ پر آسان ہیں اور یہ سب میری خدمت کر سکتی ہیں اور کسی پر اس میں کوئی حرج نہیں۔ مجھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھا کرتیں اور حضور معتکف تھے اپنے سر مبارک کو ان سے قریب کر دیتے اور اور یہ اپنے حجرے ہی میں ہوتیں۔ (بخاری شریف)

حیض کے مسائل

خون حیض تین رات دن یعنی ۷۲ گھنٹے سے کم اور دس دن رات سے زائد نہیں ہوتا۔ اگر اس مدت سے کم یا زیادہ ہو تو حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے جس سے غسل واجب نہیں اور نہ یہ نماز روزہ سے مانع ہے کیونکہ استحاضہ ایک بیماری ہے جس میں رگوں سے خون آتا ہے۔ رحم کے اندر سے نہیں آتا مثلاً ایک عورت کو صبح ۶ بجے حیض شروع ہوا اور چوتھے دن پونے چھ بجے خون منقطع ہوا تو یہ حیض شمار نہ کیا جائے گا۔ اگر ٹھیک سوا چھ بجے ختم ہوگا تو حیض ہوگا۔ اسی طرح اگر دس روز سے ۱۵ منٹ کی بھی زیادتی ہوگئی تو حیض شمار نہ کیا جائے گا۔ مثلاً ایک عورت کو صبح ۶ بجے خون آنا شروع ہوا اور گیارہویں روز ۶ بجے منقطع ہوا۔

تو حیض ہے اور اگر سواچھ بجے ختم ہوا تو حیض نہیں بلکہ بیماری ہے جس کو استحاضہ کہتے ہیں۔ یعنی گیارہویں دن کے ۶ بجے تک حیض شمار ہوگا اور باقی پندرہ منٹ طہر کے سمجھے جائیں گے۔ اس کے متعلق شرعی مسائل مندرجہ ذیل ہیں:-

مسئلہ ۱: کرن چمکتی تھی کہ حیض شروع ہوا اور تین دن راتیں پوری ہو کر کرن چمکتے ہی ختم ہو گیا تو حیض ہے اگرچہ ان تین دن رات کی مقدار ۷ گھنٹے نہیں ہے مگر طلوع سے طلوع تک اور غروب سے غروب تک ضرور ایک دن رات ہے۔

مسئلہ ۲: طلوع و غروب کے علاوہ اگر کسی اور وقت حیض شروع ہوا تو وہی ۲۴ گھنٹے کا ایک دن رات لیا جائے گا۔ مثلاً آج صبح کو ٹھیک ۹ بجے شروع ہوا تو کل ٹھیک ۹ بجے ایک دن رات ہوگا۔

مسئلہ ۳: دس رات دن سے کچھ بھی زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض اسے پہلی مرتبہ آیا تو دس دن تک حیض ہے بعد کا استحاضہ۔ اور اگر پہلے اسے حیض آچکے ہیں اور عادت دس دن سے کم تھی تو عادت سے جتنا زیادہ ہوا استحاضہ ہے۔ اسے یوں سمجھو کہ اسے عادت پانچ دن کی تھی اب خون آیا دس دن تو کل حیض ہے اور یہ سمجھا جائے گا کہ اس کی عادت بدل گئی لیکن اگر دس دن سے زیادہ مثلاً گیارہ یا بارہ دن خون آیا تو پانچ دن حیض کے باقی سات دن استحاضہ کے اور اگر ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن خون آیا کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حیض کے ہیں باقی دن استحاضہ کے۔

مسئلہ ۴: یہ ضروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے جیسی حیض ہو بلکہ اگر بعض بعض وقت بھی آئے جب بھی حیض ہے۔

مسئلہ ۵: کم از کم نو برس کی عمر سے حیض شروع ہوگا اور انتہائی عمر حیض آنے کی پچپن سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو آئندہ اور اس عمر کو سن ایسا کہتے ہیں تو نو برس کی عمر سے پیشتر جو خون آئے وہ استحاضہ ہے اور پچپن سال کی عمر کے بعد جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔ ہاں اس پچھلی صورت میں اگر خالص خون آئے جیسے آتا تھا اسی رنگ کا آیا تو حیض ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶: حمل والی عورت کو خون آیا استحاضہ ہے یونہی بچہ ہوتے وقت جو خون آیا اور ابھی آدھے سے زیادہ بچہ باہر نہیں نکلا وہ استحاضہ۔

مسئلہ ۷: دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے یونہی حیض و نفاس کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے

کہ خون آیا تو یہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۸: حیض اسی وقت سے شمار کیا جائے گا کہ خون فرج خارج میں آگیا تو اگر کوئی کپڑا رکھ لیا ہے جس کی وجہ سے خون فرج خارج میں نہیں۔ داخل ہی میں رکھا ہوا ہے تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حیض والی نہ ہوگی۔ نماز پڑھے گی، روزہ رکھے گی۔

مسئلہ ۹: حیض کے چھ رنگ ہیں؛ (۱) سیاہ، (۲) سرخ، (۳) سبز، (۴) زرد، (۵) گدلا، (۶) ٹیالا، سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔ تو دس دن کے اندر رطوبت میں ذرا بھی میلا پن ہے تو وہ حیض ہے، دس دن رات کے بعد بھی میلا پن باقی رہے تو عادت والی کے لیے جو دن عادت کے ہیں وہ حیض ہوا اور عادت سے بعد والے دن استحاضہ اور اگر کچھ عادت نہیں تو دس دن رات تک حیض باقی استحاضہ۔

مسئلہ ۱۰: گدی جب تر تھی تو اس میں زردی یا میلا پن تھا۔ بعد سوکھ جانے کے سفید ہوگئی تو مدت حیض میں حیض ہی ہے اور اگر جب دیکھا تھا سفید تھی مگر سوکھ کر زرد ہوگئی تو یہ حیض نہیں۔

مسئلہ ۱۱: جس عورت کو پہلی مرتبہ خون آیا اور اس کا سلسلہ مہینوں یا برسوں جاری رہا کہ بیچ میں پندرہ دن کے لیے بھی نہ رکا تو جس دن سے خون آنا شروع ہوا اس روز سے دس دن تک حیض اور باقی بیس دن استحاضہ کے سمجھے اور جب تک خون جاری رہے یہی قاعدہ برتے اور اگر اس سے پیشتر حیض آچکا ہے تو اس سے پہلے جتنے دن حیض کے تھے۔ ہر تیس دن میں اتنے دن حیض کے سمجھے باقی جو دن بچیں وہ استحاضہ۔

مسئلہ ۱۲: جس عورت کو عمر بھر خون نہیں آیا، یا آیا مگر تین دن سے کم آیا تو عمر بھر وہ پاک ہی رہی اور ایک بار تین دن رات خون آیا پھر کبھی نہ آیا تو فقط وہ تین دن رات حیض کے ہیں باقی ہمیشہ کے لیے پاک۔

مسئلہ ۱۳: جس عورت کو دس دن خون آیا اس کے بعد سال بھر تک پاک رہی پھر برابر خون جاری رہا تو وہ اس زمانہ میں نماز روزہ کے لیے ہر مہینہ میں دس دن حیض کے سمجھے اور بیس دن استحاضہ۔

مسئلہ ۱۴: کسی کو ایک دو دن خون آکر بند ہو گیا اور شروع ہوئے دس دن پورے نہ ہوئے تھے کہ پھر خون آیا اور دسویں دن بند ہو گیا تو یہ دس دن حیض کے ہیں اور اگر دس دن کے بعد بھی جاری رہا تو دو صورتیں ہیں۔ اگر پہلے کی عادت معلوم ہے تو عادت کے دنوں میں حیض، باقی استحاضہ اور اگر پہلے کی عادت معلوم نہیں تو دس دن حیض کے باقی استحاضہ کے۔

مسئلہ ۱۵: جس کی ایک عادت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی مثلاً چھ دن حیض کے ہوں اور کبھی سات دن۔ اب

خون آیا تو بند ہوتا ہی نہیں تو اس کے لیے نماز روزے کے حق میں کم مدت یعنی ۶ دن حیض کے قرار دیے جائیں گے اور ساتویں روز نہا کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے (جبکہ رمضان ہو) مگر سات دن پورے ہونے کے بعد پھر نہانے کا حکم ہے اور ساتویں دن جو فرض روزہ رکھا ہے اس کی قضا کرے اور مدت گزرنے اور شوہر کے پاس رہنے کے بارے میں زیادہ مدت یعنی سات دن حیض کے مانے جائیں گے یعنی ساتویں دن اس سے قربت جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۶: کسی کی عادت تھی کہ فلاں تاریخ میں حیض ہوا اب اس سے ایک دن پہلے خون آ کر بند ہو گیا پھر دس دن تک نہیں آیا اور گیارہویں دن پھر آ گیا تو خون نہ آنے کے جو یہ دس دن ہیں ان میں سے اپنی عادت کے دنوں کے برابر حیض قرار دے اور اگر تاریخ تو مقرر تھی مگر حیض کے دن معین نہ تھے تو یہ دسوں دن خون نہ آنے کے حیض کے ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: جس عورت کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا اور پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ پھر آ گیا تو پہلی مرتبہ جب سے خون آنا شروع ہوا ہے حیض ہے۔ اب اگر اس کی کوئی عادت ہے تو عادت کے برابر حیض کے دن شمار کرے ورنہ شروع سے دس دن تک حیض اور پچھلی مرتبہ کا استحضار۔

باب ۱۱

استحاضہ کے احکام

عورت کو حیض اور نفاس کے علاوہ جو خون کسی بیماری یا کسی اور سبب سے آئے وہ استحاضہ ہے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات مندرجہ ذیل ہیں:-

حالت استحاضہ میں نماز پڑھنے کا حکم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ اسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكَ فِدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكَ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صحابیہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے استحاضہ آتا ہے اور میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”یہ تو ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے تو جب حیض کے دن آئیں نماز چھوڑ دو اور جب جاتے رہیں تو خون دھوؤ اور نماز پڑھو۔“ (مسلم شریف)

استحاضہ کی حالت میں شرعی فرائض کیسے انجام دے؟

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَهْرَاقُ الدَّمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَتَنْظُرُ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا فَلَتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا خَلَفَتْ ذَلِكَ فَلَتَغْتَسِلَ ثُمَّ لَتَسْتَفِرَّ

بَثُوبٌ ثُمَّ لَتَّصَلَ

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک عورت کو استحاضہ کا خون بہت آتا تھا تو میں نے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا وہ خاتون اس بیماری میں مبتلا ہونے سے پہلے مہینے میں جتنے دن اور رات حیض آتا تھا اس کو گنے اور ہر مہینے میں اتنے دن رات نماز چھوڑ دے پھر جب وہ دن گزر جائیں تو نہائے اور لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھے۔ (سنن ابوداؤد)

استحاضہ کے خون کی پہچان

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حَبِيشٍ أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدُ يَعْرِفُ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ فَإِذَا كَانَ الْآخِرُ فَتَوَضَّأِي وَصَلِّي فَإِنَّمَا هُوَ عَرَقٌ

فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ مستحاضہ ہو جاتی تھیں ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حیض کا خون ہو تو وہ کالا خون ہوتا ہے جو پہچان لیا جاتا ہے تو جب یہ ہو تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو کہ وہ تورگ ہے۔ (سنن ابوداؤد نسائی)

مستحاضہ کے لئے نماز اور روزہ کا حکم

عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ فِيهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتَصُومُ وَتُصَلِّي

حضرت یحییٰ بن معین سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا استحاضہ والی کو اپنی عادت کے مطابق (ہر ماہ) جتنے دن حیض آتا تھا اتنے دن نماز چھوڑ دے پھر نہائے اور ہر نماز کے وقت (تازہ) وضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ (ترمذی شریف)

حیض اور استحاضہ میں فرق

عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ كُنْتُ اسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَفْتِيَهُ وَأَخْبَرَهُ فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أَخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي اسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا قَدْ مَنَعْتَنِي الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ قَالَ أَنْعْتُ لَكَ الْكُرْسُفُ فَإِنَّهُ يَذْهَبُ الدَّمُ قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَتَلَجِّمِي قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَاتَّخِذِي ثَوْبًا قَالَتْ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ إِنَّمَا أَتَجُّ ثَجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأْمُرُكَ بِأَمْرَيْنِ أَيُّهُمَا صَنَعْتَ أَجْزَأُ عَنْكَ مِنَ الْآخِرِ وَإِنْ قَوَيْتَ عَلَيْهِمَا فَأَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ لَهَا إِنَّمَا هَذِهِ رُكُضَةٌ مِنَ رُكُضَاتِ الشَّيْطَانِ فَتَحِيضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ ثُمَّ اغْتَسِلِي حَتَّى إِذَا رَأَيْتُ أَنَّكَ قَدْ طَهَرْتَ وَسَتْنَقَاتِ فَصَلِّي ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا وَصَوْمِي فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِئُكَ وَكَذَلِكَ فَافْعَلِي كُلَّ شَهْرٍ كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهَرْنَ مِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطَهْرِهِنَّ وَإِنْ قَوَيْتَ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِينَ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِينَ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَوَاتَيْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَتُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَوَاتَيْنِ فَافْعَلِي وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الْفَجْرِ فَافْعَلِي وَصَوْمِي إِنْ قَدَرْتَ عَلَى ذَلِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ -

حضرت حمنہ بنت جحش فرماتی ہیں کہ مجھے بہت سخت استحاضہ آتا تھا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بہن زینب بنت جحش کے گھر پایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بہت سخت استحاضہ آتا ہے آپ اس بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں مجھے تو اس نے روزہ نماز سے روک دیا ہے فرمایا میں تمہارے واسطے گدی تجویز کرتا ہوں کہ یہ خون چوس لے گی عرض کیا وہ تو اس سے زیادہ ہے فرمایا تو لنگوٹ باندھو عرض کیا وہ اس سے بھی زیادہ ہے فرمایا تو کپڑا رکھ لو عرض کیا وہ خون

اس سے بھی زیادہ ہے میں تو خون ڈالتی بہاتی ہوں تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو دو باتوں کا حکم دیتا ہوں ان میں جو کر لو گی وہ دوسرے سے کفایت کرے گا اگر دونوں کر سکو تو تم جانو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بیماری شیطان کے چوکھوں ہی سے ایک چوکھ ہے تم چھ یا سات دن حیض کے شمار کر لیا کرو رب کے علم میں پھر نہ الیا کرو پھر جب یہ سمجھو کہ تم خوب پاک اور صاف ہو گئیں تو تئیس چوبیس دن و رات نمازیں پڑھو روزے رکھو کہ یہ تمہیں کافی ہوگا۔ ہر مہینہ یوں ہی کر لیا کرو جیسے عموماً عورتیں اپنے حیض و طہر کے اوقات میں ناپاک و پاک رہتی ہیں اور اگر تم اس پر طاقت رکھو کہ ظہر دیر سے اور عصر جلدی پڑھو تو ایک غسل کرو اور دو نمازیں ظہر و عصر جمع کر لیا کرو اور مغرب دیر سے عشاء جلدی پڑھو تو غسل کرو اور دو نمازیں جمع کر لو تو ایسا کرو اور فجر کے ساتھ غسل کرو تو ایسا کر لیا کرو اور روزے رکھو اگر اس پر قادر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں کاموں میں مجھے یہ زیادہ پسند ہے (مسند امام احمد۔ سنن ابوداؤد۔ جامع ترمذی)

مسائل استحاضہ

استحاضہ میں عورت کو نہ نماز معاف ہے اور نہ روزہ معاف ہے بلکہ ایسی عورت جس کو ہر وقت خون آتا رہتا ہو وہ معذور ہے وہ ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نماز چاہے پڑھے۔ خون آنے سے اس کا وضو نہیں جائے گا اور نماز کا وقت ختم ہوتے ہی اس کا وضو جاتا رہے گا۔ لہذا ایسی معذور عورت ہر نماز کے لیے تازہ وضو کر کے نماز پڑھے۔ ایسی عورت کو مسجد میں جانا۔ قرآن پاک پڑھنا، قرآن پاک کو ہاتھ لگانا، طواف کرنا، اس سے ہم بستری کرنا اور وہ سب کام جو حیض و نفاس والی عورت پر حرام ہوتے ہیں۔ استحاضہ والی عورت کے لیے جائز ہیں۔

احکام معذور

ہر وہ آدمی جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ نماز کا پورا ایک وقت با وضو نہ رہ سکے یعنی نماز فرض با وضو ادا نہ کر سکے وہ معذور ہے۔ مثلاً پیشاب کے قطرے کا مرض یا ہر وقت ہوا خارج ہوتے رہنا یا پھوڑے یا ناسور سے ہر وقت پیپ بہتے رہنا، کان یا ناف یا پستان سے پانی نکلتے رہنا یا دست آنا یا دکھتی آنکھ سے رطوبت بہتے رہنا، بواسیر وغیرہ یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر جائے کہ باوجود کوشش کے وضو اور طہارت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکے تو عذر ثابت ہو گیا یہ آدمی معذور ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وضو کر لے اور نماز کا وقت ختم ہونے تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے۔ اس بیماری سے اس کا وضو نہیں جاتا لیکن فرض نماز کا عذر ختم ہوتے ہی معذور کا وضو جاتا رہے گا۔

مسئلہ ۱: جب کوئی شخص شریعت میں معذور مان لیا گیا تو جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک بار بھی اس کا عذر پایا جاتا رہے گا وہ معذور ہی رہے گا۔ جب اس کو اتنی شفا حاصل ہو جائے کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے اور اس کو ایک مرتبہ قطرہ وغیرہ نہ آئے تو اب یہ شخص معذور نہیں مانا جائے گا۔

مسئلہ ۲: معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب سے معذور ہے لیکن اگر وضو توڑنے والی دوسری چیز پائی گئی تو اس کا وضو جاتا رہے گا جیسے کسی کو قطرے کا مرض ہے اور وہ معذور مان لیا گیا تو نماز کے پورے وقت میں قطرہ آنے سے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن ہوا نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۳: اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں قطرہ آ جاتا ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں قطرہ نہیں آتا تو اس پر فرض ہے کہ نماز بیٹھ کر پڑھا کرے اور وہ معذور نہیں شمار کیا جائے گا۔

مسائل جنابت

ایسے مرد اور عورت کو جن پر غسل فرض ہو گیا ”جب“ کہتے ہیں اور اس ناپاکی کی حالت کو ”جنابت“ کہتے ہیں۔ جب خواہ مرد ہو یا عورت جب تک غسل نہ کر لے وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے نہ قرآن دیکھ کر تلاوت کر سکتا ہے۔ نہ زبانی پڑھ سکتا ہے۔ نہ قرآن مجید کو چھو سکتا ہے نہ کعبہ میں داخل ہو سکتا ہے نہ کعبہ کا طواف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱: جب کو ساتھ کھلانے اس کا جوٹھا کھانے اس کے ساتھ سلام و مصافحہ اور معافہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲: جب کو چاہیے کہ جلد سے جلد غسل کر لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر، کتا اور جب ہو۔

اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے تین شخصوں سے قریب نہیں ہوتے ایک کافر کا مردہ، دوسرے خلوق، (عورتوں کی رنگین خوشبو) استعمال کرنے والا، تیسرے جب آدمی مگر یہ کہ وضو کر لے۔

مسئلہ ۳: حیض و نفاس والی عورت یا ایسے مرد و عورت جن پر غسل فرض ہے اگر یہ لوگ قرآن شریف کی تعلیم دیں تو ان کو لازم ہے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ پر سانس توڑ توڑ کر پڑھائیں۔ مثلاً اس طرح پڑھائیں کہ الحمد پڑھ کر سانس توڑیں پھر اللہ پڑھ کر سانس توڑ دیں پھر رب العالمین پڑھیں۔ ایک سانس میں پوری آیت لگا تار نہ پڑھیں اور قرآن شریف کے الفاظ کو سچے کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۴: قرآن مجید کے علاوہ اور دوسرے وظیفے کلمہ شریف و درود شریف وغیرہ کا پڑھنا جب کے لیے بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے جیسے کہ حیض و نفاس والی عورت کے لیے قرآن شریف کے علاوہ دوسرے تمام اذکار و وظائف کو پڑھنا جائز و درست بلکہ مستحب ہے۔

احکام نجاست

گندگی اور پلیدی کو نجاست کہا جاتا ہے یہ دو طرح کی ہے۔ ایسی نجاست جس کے لیے شرعی احکام سخت ہیں وہ نجاست غلیظہ کہلاتی ہے اور دوسری نجاست جس کے لیے شرعی احکام ہلکے اور نرم ہیں نجاست خفیفہ کہلاتی ہے۔ نجاست غلیظہ سے مراد پیشاب پاخانہ منی، ندی، حیض کا خون، خون استحاضہ، پیپ، جاری خون، منہ بھر کر رتے ہے، ان کے علاوہ ہر طرح کی شراب اور نیز پاخانہ اور پیشاب ان چوپایہ جانوروں کا جن کا گوشت حرام ہے جیسے کتا، شیر، بلی، لومڑی، گدھا، خچر، ہاتھی، خنزیر اور چوہا وغیرہ اور بطن اور مرغی کی بیٹ اور گائے بھینس کا گوبر، گھوڑے کی لید، اونٹ اور بکری کی مینگنی اور ہر حلال چوپایہ جانور کا پاخانہ، حرام پرندوں کا پیشاب اور مردار وغیرہ یہ سب پلیدیاں نجاست غلیظہ میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ چھکلی یا گرگٹ کا خون، شیر، گتے، چیتے کا لعاب (منہ کا تھوک) اور دوسرے درندوں چوپایوں کے منہ کا لعاب، نیز ہاتھی کی سونڈ کی رطوبت نجاست غلیظہ ہیں۔ عام لوگوں اور عورتوں میں اکثر مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب نجاست نہیں یہ بالکل غلط ہے بلکہ پیشاب خواہ بڑے کا ہو یا چھوٹے بچے کا وہ نجاست غلیظہ ہے۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے جیسے گائے، بیل، بھینس، بھیر، بکری، اونٹ وغیرہ ان کا پیشاب اور گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندے جیسے کوا، چیل، شکرا، باز وغیرہ ان کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے۔

احادیث

نجاست کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

کتے کی نجاست کو پاک کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي
إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتابی جائے تو اسے سات بار دھوؤ (بخاری شریف)

نجاست پر پانی بہانے کا واقعہ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ مَهْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزِرُمُوهُ دَعُوهُ فَتَرَكَوهُ حَتَّى بَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلَحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هَذَا الْبَوْلِ وَالْقَذْرِ وَإِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَأَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَسَنَّهُ عَلَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے فرمایا ٹھہرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نہ روکو چھوڑ دو لوگوں نے چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے پیشاب کر لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کیلئے نہیں۔ یہ تو صرف اللہ کے ذکر نماز اور تلاوت قرآن کیلئے ہیں یا جیسا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرماتے ہیں کہ قوم کے آدمی کو حکم دیا وہ پانی کا ڈول لایا جسے اس پر بہا دیا۔

(بخاری شریف)

نجاست حیض کو پاک کرنا

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ سَأَلْتُ امْرَأَةً رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِذَا أَحَدُنَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبُهَا الدَّمَ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبٌ إِحْدَ لَحْنِ الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لَتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لَتُصَلِّ فِيهِ

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا کپڑا حیض کے خون سے آلودہ ہو جائے تو وہ اسے کھرچے، پھر پانی سے دھوئے، تب اس کپڑے میں نماز پڑھے۔ (مسلم شریف)

چھوٹے بچے کے پیشاب کو دھونے کا حکم

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِمْنٍ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنِ لَهَا صَغِيرٍ لَّمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجْرِهِ فَقَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فِدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ (بخاری شریف)

ام قیس بنت ممن سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو جو کھانا نہ کھاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں حضور نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا اس پر پانی بہا دیا اور خوب نہ دھویا۔

کھال یا چمڑے کو پاک کرنا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَصَدَّقُ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمُهَا بِهَا فَدَبَّغْتُمُوهَا فَانْتَفَعْتُمْ بِهَا فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرَّمَ أَكْلَهَا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مایمونہ کی لونڈی کو بکری صدقہ دی گئی وہ مر گئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر گزرے تو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی کہ دباغت کے بعد اس سے فائدہ حاصل کر لیتے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو مردار ہے فرمایا کہ اس کا کھانا حرام ہے۔ (بخاری شریف)

درندوں کی کھال کی ممانعت

عَنِ الْمُقَدِّامِ بْنِ مَعْدِيكَرَبٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ

جُلُودِ السَّبَاعِ وَالرَّكُوبِ عَلَيْهَا

حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر سوار ہونے سے منع فرمایا (سنن ابوداؤد)

زمین اور متعلقات کو پاک کرنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَهَا امْرَأَةٌ إِنِّي أَطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَدِيرِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْهَرُهُ مَا بَعْدَهُ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے کسی عورت نے کہا میرا دامن لمبا اور میں گندی جگہ میں چلتی ہوں آپ بولیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے بعد والی زمین پاک کر دے گی (جامع ترمذی)

صاف جگہ پر چلنے سے وضو کا قائم رہنا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطِئِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ننگے پاؤں چلنے سے وضو نہ کرتے تھے (جامع ترمذی)

گتے کی نجاست کو پاک کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے برتن میں سے کتا پانی پی لے تو اس کو سات بار دھو لو۔ (مسلم شریف)

چمڑے کو پاک کرنے کا طریقہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا

دُبِغَ الْاَهَابِ فَقَدْ طَهَّرَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ چڑا جب گرم پانی میں اچھی طرح گرم کر لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

شرعی مسائل

نجاست کے متعلق شرعی احکام مندرجہ ذیل ہیں:-

مسئلہ ۱: نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن پر ایک درہم (روپے) سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک اور صاف کرنا فرض ہے۔ اگر بغیر پاک کیے نماز پڑھی تو قطعاً نماز نہیں ہوگی اور اگر جان بوجھ کر اس نجاست اور پلیدی کے ساتھ پڑھی تو سخت گناہ ہے اور بانیت استخفاف (توہین) پڑھی تو کفر ہوگا اور اگر نجاست غلیظہ درہم کے برابر ہے تو اس کا پاک کرنا واجب اور ضروری ہے کہ اگر بغیر پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوگی یعنی ایسی نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب اور ضروری ہے اگر جان بوجھ کر پڑھی تو گناہ بھی ہوگا۔ اگر نجاست غلیظہ درہم سے کم ہے تو اس کا پاک اور صاف کرنا سنت ہے کہ ایسی نجاست کو پاک کیے بغیر اگر نماز پڑھی تو نماز تو ہوگی لیکن خلاف سنت ہوئی جس کا اعادہ یعنی دوبارہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے۔

مسئلہ ۲: نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، لید، گوبر، تو درہم کے برابر یا کم زیادہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں درہم کے برابر یا کم یا زیادہ ہو۔ درہم کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اور اگر نجاست غلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے درہم کی لمبائی اور چوڑائی کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی ہے۔ یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رک سکے۔ اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنی بڑی درہم کی لمبائی چوڑائی ہوتی ہے یعنی روپے کی لمبائی چوڑائی کے برابر (در مختار ج ۱ ص ۲۱۱)

مسئلہ ۳: نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے جس حصہ یا بدن کے جس عضو پر لگی ہو اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے مثلاً آستین پر لگی ہے تو اس کی چوتھائی اسی طرح اگر ہاتھ پر لگی ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہے یعنی اس میں نماز ہو جائے گی اور اگر نجاست خفیفہ پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بن دھوئے اور پاک صاف کیے بغیر نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴: نجاست غلیظہ خفیفہ میں مل جائے تو کل غلیظہ ہو جائے گی۔ ہر چو پائے کی جگالی کا وہی حکم ہے جو اس کے پاخانے کا ہے۔ ہر جانور کے پتے کا بھی وہی حکم ہے جو اس کے پیشاب کا ہے۔ حرام جانوروں کا پتا نجاست غلیظہ ہے۔

مسئلہ ۵: مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں اور کھٹل اور مچھر کا خون وغیرہ نیز گدھے اور خچر کا لعاب یعنی منہ کا تھوک اور ان کا پسینہ پاک ہے۔ گوشت، تلی، کھجی میں جو خون باقی رہ جاتا ہے وہ پاک ہے۔ حرام جانوروں کا دودھ نجس اور ناپاک ہے۔

مسئلہ ۶: نجاست غلیظہ اور نجاست خفیفہ کے جدا جدا جو حکم بیان ہوئے ہیں یہ اس وقت ہیں کہ بدن یا کپڑے پر لگیں۔ اگر یہ نجاست کسی پتلی چیز پانی وغیرہ میں گرے تو نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ تو وہ سب ناپاک ہو جائے گا اگرچہ ایک قطرہ ہی گرے۔ بشرطیکہ پانی حد کثرت پر یعنی دہ درودہ نہ ہو۔

مسئلہ ۷: اگر نماز پڑھی اور جیب میں شیشی ہے اور اس میں پیشاب یا خون یا شراب ہے تو نماز نہ ہوگی۔ کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نجاست غلیظہ لگی لیکن کسی جگہ درہم کے برابر نہیں لیکن مجموعہ درہم کے برابر ہے تو وہ نجاست درہم کے برابر سمجھی جائے گی اس کو پاک کیے بغیر نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی۔

ناپاک چیز کو پاک کرنے کے طریقے

پاک اور صاف چیز پر جب کوئی نجاست یا گندگی لگ جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گی اسے دوبارہ پاکیزہ کرنے کے طریقے حسب ذیل ہیں:-

مسئلہ ۱: اگر نجاست پتلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو کپڑا وغیرہ نچوڑی جانے والی چیز تین مرتبہ دھونے اور تینوں بار بقوت نچوڑنے سے پاک ہو جائے گا۔ نچوڑنے کے بعد ہر بار اپنے ہاتھ بھی ساتھ ساتھ دھونے لازمی ہیں۔ دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا ایک ہی حکم ہے کہ ان کا پیشاب کپڑے کو لگا تو تین بار دھونا اور تین بار ہی اچھی طرح نچوڑنا پڑے گا اگر بدن کو لگا تو تین بار دھونے سے بدن پاک ہوگا۔ جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں جیسے چٹائی جوتا وغیرہ۔ اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ اسی طرح دوبار اور دھوئیں تیسری بار جب ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہوگئی۔

مسئلہ ۲: مٹی کپڑے یا بدن پر لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مل کر جھاڑ دینے اور صاف کرنے سے کپڑا اور بدن پاک ہو جائے گا۔ مرد و عورت کا اس مسئلہ میں کوئی فرق نہیں۔ اگر مٹی کپڑے یا بدن پر لگی اور اب تک تر

اور گیلی ہے تو کپڑا اور بدن دھونے سے ہی پاک ہوگا۔ موزے یا جوتے میں گاڑھی نجاست گوبر، پاخانہ، منی وغیرہ لگی تو اگرچہ وہ نجاست تر ہو کھر چنے اور رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔ اگر کوئی پتلی نجاست جیسے پیشاب و شراب وغیرہ لگی ہو اور اس پر مٹی ریت یا راکھ وغیرہ ڈال کر رگڑ ڈالیں اور پونچھ دیں جب بھی وہ پاک ہو جائیں گے اگر ایسا نہ کیا یہاں تک کہ وہ نجاست سوکھ گئی تو اب بن دھوئے پاک نہ ہوں گے۔

مسئلہ ۳: نجاست اگر پتلی نہ ہو بلکہ گاڑھی ہو جیسے گوبر، پاخانہ، خون وغیرہ تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کا دور کرنا اور اچھی طرح صاف کرنا ضروری ہے تاکہ نجاست کا اثر و رنگ و بو وغیرہ نہ رہے اگر ایسی نجاست ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک مرتبہ سے ہی پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو اتنی بار ہی دھونا فرض ہے۔ ہاں اگر نجاست تین بار سے کم میں دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب اور بہتر ہے۔

مسئلہ ۴: اگر نجاست دور ہو گئی مگر اس کا اثر، رنگ و بو وغیرہ باقی ہے تو اس کا زائل کرنا بھی لازم اور ضروری ہے ہاں اگر اس کا اثر بدقت جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں۔ تین بار دھو لینے سے وہ پاک ہو گیا۔

مسئلہ ۵: اگر ایسی چیز ہو جس میں نجاست جذب نہ ہوتی ہو جیسے چینی یا لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ کے برتن تو وہ صرف تین بار دھونے سے پاک ہو جائیں گے۔ ہاں پہلی بار مٹی سے مانجھ لینا بہتر اور مستحب ہے۔ اگر کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور اب یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ سے ناپاک ہوا تھا تو بہتر یہی ہے کہ پورا کپڑا ہی دھو ڈالیں۔ یعنی اگر بالکل ہی معلوم نہ ہو کہ نجاست کہاں لگی ہے۔ اگر اتنا معلوم ہو کہ نجاست کپڑے کے فلاں حصہ میں لگی ہے اور خاص نجاست والی جگہ معلوم نہیں۔ جیسے قمیص کی آستین یا دامن میں نجاست لگی ہو تو آستین اور دامن کا دھونا ہی ساری قمیص کا دھونا ہے۔

مسئلہ ۶: لوہے کی چیز مثلاً چاقو، چھری وغیرہ جس میں رنگ اور نقش و نگار وغیرہ نہ ہو اگر یہ چیزیں ناپاک ہو جائیں تو اچھی طرح مٹی وغیرہ سے پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائیں گی اگر یہ چیزیں زنگ آلود اور نقش و نگار والی ہوں تو ان کا دھونا ضروری ہے۔ بن دھوئے پاک نہ ہوں گی۔

مسئلہ ۷: جائے نماز میں ہاتھ پاؤں، پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا فرض ہے باقی جگہ اگر نجاست ہو تو نماز میں حرج نہیں لیکن نماز میں نجاست اور پلیدی کے قرب نے بچنا چاہیے کپڑے کے ایک طرف نجاست لگی ہو تو کپڑے کی دوسری طرف جدھر نجاست نہیں لگی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اگرچہ دوسری طرف نجاست کا اثر ظاہر نہ ہوا ہو اور کپڑا کتنا ہی موٹا کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۸: جو کپڑا دو تہ کا ہو۔ اگر ایک تہ اس کی نجس اور پلید ہو جائے تو اگر دونوں ملا کر سی لیے ہوں تو دوسری تہ پر نماز جائز نہیں اور اگر سلعے نہ ہوں تو نماز جائز ہے۔

مسئلہ ۹: خنزیر کے سوا ہر مردار جانور کی کھال سکھانے اور پکانے دباغت وغیرہ سے پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز پڑھنا درست ہے۔ ہاں درندے کی کھال اگر چہ پکالی گئی ہو اس پر بیٹھنا اور نماز پڑھنا نہیں چاہیے کہ مزاج میں تکبر اور غرور پیدا ہوتا ہے۔ کتے کی کھال کا استعمال ممنوع ہے۔

مسئلہ ۱۰: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل یا چکنائی والی چیز لگی تو تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائے گا۔ ہاں اگر مردار کی چربی لگی تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۱: ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے وہ زمین پاک ہو گئی۔ خواہ ہوا سے سوکھی یا دھوپ یا آگ وغیرہ سے اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ہاں اس سے تیمم جائز نہیں۔ ایسے ہی جو زمین گوبر سے کیسی گئی اگر چہ سوکھ گئی ہو۔ اس پر نماز جائز نہیں۔ ہاں اگر وہ سوکھ گئی ہو اور اوپر کوئی موٹا کپڑا بچھالیا تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۲: کافروں کے استعمال شدہ کپڑوں خاص کر ان کے پاجامہ، شلوار، تہبند وغیرہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ یہی حکم فاسق و فاجر لوگوں کے کپڑوں کا ہے کیونکہ فاسق لوگ پیشاب پاخانہ میں لباس کی طہارت کا خیال نہیں رکھتے۔ لہذا کافروں، فاسق و فاجروں کے استعمال شدہ کپڑے بن دھوئے اور پاک کیے بغیر پہننا اور ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

فضائلِ نماز

اہل ایمان کے لیے سب سے اہم ترین فریضہ پنجگانہ نماز ہے۔ یہ دین اسلام کا دوسرا رکن ہے اور اسلامی عبادات میں سب سے اہم اور افضل عبادت ہے اور اللہ کو بہت پسند ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نمازیوں کو اپنی خاص نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے بلکہ نماز وہ خزانہ ہے جس سے دین و دنیا میں ہر وہ چیز مل سکتی ہے جو خدا نے اپنے بندوں کی بہتری کے لیے بنائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں اس کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ فضائلِ فضیلت کی جمع ہے جس کا مطلب مہربانی، رحمت مغفرت، برتری اور فیوض و برکات کا حصول ہے۔ کیوں کہ نماز پڑھنے سے یہ سب چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس لیے نماز کے فضائل بے شمار ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

1- نماز اور حصولِ آخرت

انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کی آخرت بہتر ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان اس راستے پر گامزن ہو جسے پروردگار نے راہِ ہدایت قرار دیا ہے۔ پھر اس راستے پر چلنے سے اسے فلاح یعنی کامیابی حاصل ہوگی اور کامیابی یہ ہے کہ روزِ حشر اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت خاص میں جگہ عنایت کر دے یعنی جنت میں داخل کر دے لہذا یہ تمام مراحل حصولِ آخرت کے زمرے میں شامل ہیں اور یہ نماز ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان مراحل کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱- نمازیوں کے لیے فلاح

نماز پڑھنے والوں کے لیے فلاح ہے فلاح کا مطلب کامیابی ہے کامیابی خواہ دنیوی ہو یا اخروی ہو

اس کے لیے فلاح کا لفظ استعمال ہوتا ہے لیکن قرآن میں فلاح کا لفظ زیادہ تر ان لوگوں کے لیے استعمال ہوا ہے جو آخرت میں کامیابی پائیں گے اور قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جہاں یہ لفظ آیا ہے جن کے لیے آخرت میں فلاح ہے ان کی کچھ خصوصیات بھی بیان ہوئی ہیں۔ ان خصوصیات میں ایک خصوصیت نماز پڑھنا بھی ہے جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

الَّذِينَ هَدَىٰ لِّلْمُتَّقِينَ ۚ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۚ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

یہ کتاب ہے اس میں شک نہیں ہے ہدایت ہے متقیوں کے لیے جو بن دیکھے ایمان لائے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور اس مال میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اتر اور جو تم سے پہلے اتر اور آخرت پر یقین رکھیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ (البقرہ ۱-۵)

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ متقین کو آخرت میں فلاح یعنی کامیابی حاصل ہوگی اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ متقین وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ نماز ہی فلاح کا راستہ ہے۔ فلاح کا لغوی مطلب چیرنا، کھلنا اور قطع کرنا ہے۔ مگر اصلاً کامیابی کو فلاح کہا جاتا ہے کیوں کہ کامیابی بھی مشکلات کے پردوں کو چیر کر حاصل ہوتی ہے اس لیے اسے فلاح کہا جاتا ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز انسان کو زندگی کی ایک ایسی راہ پر گامزن کرتی ہے کہ جس سے انسان دین و دنیا میں کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔

۲- نماز ذریعہ ہدایت

نماز ہدایت کی علامت ہے اور ہدایت کا مطلب سیدھی راہ پر چلنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر کی ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ مختلف مقامات پر استعمال ہوا ہے جس سے مراد وہ فطری راستہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بقائے حیات کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل و دانش آیات آفاقہ پیغمبران حق اور صحف سماوی کے ذریعے انسان کو ہدایت عطا کی ہے اور یہ ہدایت دین اسلام کی

صورت میں ہمارے سامنے ہے جو شخص اس پر عمل پیرا ہوگا وہی ہدایت یافتہ کہلائے گا۔
قرآن مجید میں ان تمام عقائد اعمال اور معاملات کا تفصیل ذکر کیا گیا ہے جن پر عمل پیرا ہونا ہدایت کی نشانی ہے انہی اعمال میں ایک عبادت کا عمل نماز ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ نماز پڑھنے والے ہدایت پانے والوں میں سے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَآقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ
وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝

ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کو تو بس وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ ادا کی سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرا تو امید ہے تو ایسے ہی لوگ ہدایت پانے والوں میں ہوں۔ (التوبہ: ۱۸)

ظاہر ہے کہ جو لوگ نماز پڑھیں گے وہی مساجد کو آباد کریں گے اور اس فعل کو علامت ہدایت قرار دیا گیا ہے مسند احمد کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی کو مسجد میں آنے جانے والا دیکھو تو اس کے ایمان کی شہادت دو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا آیت تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ اللہ کی مسجد کو آباد کرنے والے نمازی ہی اللہ کے خصوصی بندے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نمازیوں کو دیکھ کر پوری قوم سے عذاب کو ہٹا دیتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ جب میں بُرے لوگوں کی وجہ سے زمین والوں کو عذاب کرنا چاہتا ہوں تو لوگوں کا گھروں کو یاد الہی سے آباد کرنا اور میرے لیے آپس میں محبت کرنا اور سحری کے وقت گڑ گڑا کر استغفار کرنا دیکھ کر اپنا عذاب ہٹا لیتا ہوں۔

ایک صحابی کا قول ہے کہ مسجدیں اس زمین پر خدا کا گھر ہیں اور جو یہاں آئے اس کی عزت کرو۔ لہذا صاحب ایمان ہونے کے ساتھ ہی سب سے پہلا فریضہ نماز ہے اور جو نماز قائم کر لیتا ہے وہی ہدایت یافتہ اور کامیاب ہے ایک اور مقام پر ارشاد الہی ہے کہ نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور آخرت پر یقین رکھنے والے ہی ہدایت یافتہ مومن ہیں۔

طَسَّٰفَ تِلْكَ آيَةُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝

ترجمہ: یہ قرآن اور کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں مومنوں کے لیے ہدایت اور

خوشخبری ہے جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

(النمل: ۱ تا ۳)

۳۔ نمازیوں کیلئے بشارت

نمازیوں کے لیے اللہ کی طرف سے نیک انجام کی بشارت ہے۔ یہ بشارت موت کے بعد راحت پانے کی صورت میں ہوگی۔ کیوں کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے وہ اس کی بدولت روز آخرت کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ تو اس کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر خوشخبری دی کہ نماز پڑھنے والو گھبراؤ نہیں تمہارا انجام بخیر ہوگا۔ جن آیات میں اللہ تعالیٰ نے نمازیوں کو خوشخبری دی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمُ
وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

ترجمہ: اور عاجزی کرنے والوں کے لیے بشارت ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور (نیز) ان تکلیفوں میں صبر کرنے والوں کو اور نماز کے قائم رکھنے والوں کو ان کو جو اس مال میں سے جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔ (الحج ۳۴-۳۵)

رَجَالٌ لَا تُلْهِهُمُ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ
يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۖ لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا
وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ

ترجمہ: ایسے مرد کہ انہیں اللہ کی یاد سے اور نماز کے قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ بیع۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی تاکہ اللہ ان کو ان کے اچھے عملوں کا بدلہ دے اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دے۔

(النور: ۳۷-۳۸)

إِنَّ الَّذِينَ يُتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً
يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ۖ لِيُوفِّيَهُمْ أَجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے رہتے ہیں اور انہوں نے نماز کو قائم رکھا اور اس مال

میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے چھپا کر اور علانیہ طور پر خرچ کیا اور ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جس میں گھانا نہیں ہے تاکہ اللہ ان کو پورا اجر دے اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دے بے شک وہ بخشنے والا قادر دان ہے۔ (فاطر: ۲۹-۳۰)

4- نمازیوں کے لیے اجرِ عظیم

نمازیوں کے لئے آخرت میں اجرِ عظیم ہے اجر کے معنی اچھی جزا کے ہیں خواہ وہ جزا دنیاوی نعمتوں کی صورت میں ہو یا آخرت میں دخولِ جنت کی صورت میں ہو۔ بہر کیف اللہ تعالیٰ کے اجر کی عنایت بہت بہتر صورت میں ہوتی ہے لیکن اس اجرِ عظیم کے لیے ایمان اور عملِ صالح بنیاد ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

لَكِنَّ الرُّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

لیکن ان میں سے جو لوگ علم میں پکے ہیں اور مومن اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا ہے اور جو تجھ سے پہلے اتارا گیا ہے اور نمازیں پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی ہیں جن کو ہم عنقریب ہی بڑا ثواب دیں گے۔

(النساء: ۱۶۲)

ان آیات میں دونوں باتوں کی وضاحت کی گئی ہے جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔ پہلی بات تو ایمان ہے اور دوسری بات نیک اعمال ہیں اور ان اعمال میں سے ایک نیک عمل نماز بھی ہے۔ لہذا جو لوگ نماز قائم کریں گے انہیں ضرور اجرِ عظیم ملے گا۔

5- نمازی کے لیے خوف و غم نہیں

خوف دو طرح کا ہے ایک خوفِ خدا ہے یعنی اللہ کی جلالت سے ڈرنا یہ خوف باعثِ رحمت ہے دوسرا خوفِ دنیا کا خوف ہے ہر پرہیزگار اور نقصان دہ چیز سے خوف پیدا ہوتا ہے ایسا خوف باعثِ تکلیف اور دکھ ہے پریشانہوں اور دکھوں کے باعث ہی انسان ممکن ہوتا ہے نماز ایسے خوف اور غم سے نجات دلاتی

ہے لہذا وہ لوگ جو ایمان لا کر نیک اعمال یعنی نماز اور زکوٰۃ دینے پر عمل پیرا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بہتر اجر سے نوازے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآتُوا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کے لیے ان کا اجر ان کے پروردگار کے ہاں موجود ہے اور ان پر خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرہ: ۲۷۷)

موت کے بعد انسان میں برے اعمال کی بنا پر مختلف سزاؤں کا غم اور خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ جیسا کہ موت کے بعد عذاب قبر کا ڈر روز قیامت کا غم ہے پھر روز محشر میں حساب و کتاب میں ناکامی کا خطرہ پھر سزا ملنے کی صورت میں عذاب جہنم کا خوف اگر ان تمام مراحل میں کامیاب ہونے کی امید ہو تو خوف دور غم ختم ہو جاتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ جو لوگ صاحب ایمان ہونے کے ساتھ نیک اعمال جن میں نماز بھی شامل ہے پر کاربند ہوں گے تو وہ آخرت پر انہیں بالکل کامیاب و کامران کرے گا جس وجہ سے آخرت میں ان پر کسی قسم کا خوف نہ ہوگا۔

6- نماز سے روکنے والا آگ میں جائے گا

کسی کو نماز سے روکنا بہت بڑا گناہ ہے کیوں کہ جو لوگ خدائی کاموں میں رکاوٹ ڈالتے ہیں وہ اللہ کے ہاں بہت برے ہیں بلکہ ان کا ایسا طرز عمل شیاطین کے اعمال سے ہے شیطان ہی اچھے کاموں میں رکاوٹ ڈالتا ہے کیونکہ وہ اطاعت الہی کا ازلی دشمن ہے اور نماز اطاعت الہی کی سب سے اچھی صورت ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے سخت عذاب ہوگا۔ کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخُنْدَقِ حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوَسْطَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللَّهُ بَيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن فرمایا کافروں نے ہم کو درمیانی نماز جو عصر کی نماز ہے سے روک رکھا۔ اللہ ان کے گھروں کو اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ (مسلم شریف)

7- نمازیوں کے لیے فرشتوں کا خیر مقدم

فرشتے اللہ کے مقرب ہیں اور مختلف کاموں کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ کچھ ایسے فرشتے ہیں جو انسان کا نامہ اعمال مرتب کرتے ہیں۔ ان میں رات اور دن کا اعمال نامہ لکھنے والے الگ الگ فرشتے ہیں وہ فرشتے جو نماز فجر کے وقت آتے ہیں وہ دن کے فرشتے ہیں اور جو عصر کے وقت آتے ہیں وہ رات کا اعمال نامہ لکھنے والے ہیں جب انسان فجر کی نماز ادا کرتا ہے تو اس وقت دن کے فرشتے آتے ہیں اور رات والے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے کر چلے جاتے ہیں۔ اور عصر کی نماز کے وقت دن والے چلے جاتے ہیں اور رات والے آ جاتے ہیں۔ اور جو شخص ان دونوں اوقات یعنی ان کے آنے اور جانے پر نماز میں مصروف ہوتا ہے تو وہ بڑا اچھا تاثر قائم کر کے جب بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعرُجُ الَّذِينَ يَأْتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكَتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكَنَاهُمْ وَهُوَ يَصَلُّونَ وَاتَّيْنَاهُمْ وَهُمْ يَصَلُّونَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں رات اور دن کو فرشتے باری باری آتے ہیں اور وہ فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر چڑھتے ہیں وہ فرشتے جنہوں نے تم میں رات گزاری ہوئی ہے۔ ان سے ان کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے کس طرح چھوڑا ہے تم نے میرے بندوں کو وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو چھوڑا اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے تھے اور ہم ان کے پاس گئے جب کہ وہ نماز پڑھتے تھے۔

(بخاری شریف)

8- آسانی موت

موت اور حالت نزع کی سختی ایسی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا مانگا کرتے تھے کہ مجھ پر موت اور نزع کی سختی آسان فرما۔ ہم موت کی سختی اور شدت کا حال نہیں جانتے بلکہ موت کا حال تو وہ جانتا ہے جس پر وہ حالت گزرتی ہے مرنے والے کو دیکھ کر انسان صرف تھوڑا سا قیاس کر سکتا ہے مگر

حقیقت نہیں جان سکتا۔

جسم اور روح کا آپس میں گہرا تعلق ہے مردہ جسم جس میں روح نہیں ہوتی اگر کوئی تکلیف بھی پہنچے تو اسے کوئی احساس نہیں ہوتا۔ مگر جس جسم میں روح موجود ہو تو اسے ذرا سی تکلیف بھی پہنچے تو روح چونک اٹھتی ہے۔ چونکہ روح سارے جسم میں پھیلی ہوئی ہے تو جب اسے جسم سے نکالا جاتا ہے تو انسان کو انتہائی شدت کی تکلیف ہوتی ہے۔ مگر نمازی لوگوں کی موت آسانی سے ہوتی ہے۔

موت کے بارے میں ارشاد باری ہے کہ کبھی تو دیکھے جس وقت گناہگار موت کی بے ہوشی میں ہوں اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہوں، اپنی جانیں ہمارے حوالے کر دو، آج تم کو اس پر ذلت کی سزا ملے گی جو خدا کی شان میں جھوٹی باتیں کہتے تھے۔ (سورۃ انعام آیت ۹۳)

ایک اور جگہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ پھر کیوں نہیں جس وقت روح حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو اور ہم اس سے تمہاری نسبت زیادہ تر نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم کو دکھائی نہیں دیتا تو اگر تم کسی اور کے حکم کے نیچے نہیں ہو تو کیوں نہیں اس روح کو پھر پلٹا دیتے اگر تم اپنے کفر میں سچے ہو۔

(سورت واقعہ، آیت ۳۷-۳۸)

گناہگاروں کی روح کو قبضہ کرنے کے لیے جب فرشتے آتے ہیں تو وہ ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ضرب لگاتے ہیں اسی کو سورت محمد میں بیان کیا گیا ہے کہ پھر کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کو وفات دیں گے ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر مارتے ہوئے یہ اس لیے کہ انہوں نے اس کی پیروی کی جس نے خدا کو ان سے ناخوش کر دیا اور جنہوں نے خدا کی خوشنودی کو پسند نہ کیا تو خدا نے ان کے کاموں کو بے نتیجہ کر دیا۔

ایک اور جگہ پر یوں فرمایا گیا ہے کہ اگر تو دیکھے جب گناہگار موت کی سکرات میں ہوں اور فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوں کہ نکالو اپنی روحوں کو آج تم کو ذلت کی سزا ملے گی۔

قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موت کا وقت کتنا شدید ہوتا ہے مگر جو شخص پانچ وقت کی باقاعدگی سے نماز پڑھے اور نیک کام کرے تو فرشتے ان نیک روحوں کو بڑی آسانی و عزت و احترام سے نکالتے ہیں اور عالم سکرات کے وقت نماز ہی ایک چیز ہے جو انسان کو سختی سے بچاتی ہے مگر یہ نادان انسان پھر بھی نماز کی طرف توجہ نہیں دیتا۔

2- برکاتِ نماز

نماز کی بے شمار برکات ہیں جو خلوص دل سے نماز قائم کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

۱- عنایاتِ خداوندی کا حصول

انسان کی نماز سے جب اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتے ہیں تو مندرجہ ذیل عنایات سے نوازتے ہیں اور یہ اللہ کی نوازشات نماز ہی کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔

انسان جب ہر روز اللہ کی ثناء بیان کرتا ہے اور اللہ کی یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کا ذکر فرشتوں میں کرتے ہیں کہ یہ میرا بندہ کتنا معزز ہے اور میری حمد و ثنا کرتا ہے اور جس بندے کو اللہ یاد کرے کیا یہ اس کی سعادت کچھ کم ہے۔

نمازی سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں کیونکہ نمازی دنیا کی ہر چیز کو چھوڑ کر اللہ ہی سے محبت کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت اور تعظیم کا احساس ڈال دیتے ہیں جس سے نمازی کی لوگ بھی بے پناہ عزت کرتے ہیں۔

نماز اللہ تعالیٰ پر رضا کا درس دیتی ہے جس سے انسان اپنی زندگی کے ہر لمحے میں اللہ سے مدد مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے معاملات اور امور کی تدبیر کرتا ہے۔

نمازی میں صبر اور توکل کی خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں اور اس کے رزق کی کفالت اللہ کے ذمہ ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص نمازیوں کو رزق کے حصول سے بے فکر اور آزاد کر دیتا ہے اور ہر حال میں آسانی سے رزق مہیا کرتا ہے۔

نماز انسان میں ہمت پیدا کرتی ہے اور اس کی توجہ کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے جس سے وہ دنیا کی طرف توجہ بہت کم دیتا ہے جس سے وہ دنیا کے کھیل تماشوں اور خرافات سے بچ جاتا ہے۔

نماز کی بدولت اللہ نمازی کے دل کو غنی کر دیتے ہیں وہ دنیا کے غنیوں سے بہت زیادہ غنی ہوتا ہے اور فراخ دل ہوتا ہے دنیاوی اشیاء کے کھونے سے اس کے دل پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

نماز کی بدولت اس میں مصائب کو برداشت کرنے کی اتنی ہمت ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کی عیاریوں

اور دھوکوں سے بالکل نہیں گھبراتا۔

نماز کی بدولت اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر کے لوگوں سے احترام کرواتا ہے۔ اس کے رعب اور دبدبے کی ہیبت لوگوں کے دلوں پر بٹھا دیتا ہے جس سے بے اختیار لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔

نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان کی ہر چیز میں برکت ڈال دیتا ہے۔ رزق میں برکت، مال میں برکت گویا کہ کسی چیز کی کمی اللہ تعالیٰ رہنے نہیں دیتے۔ نمازی کی دعا بارگاہ رب العزت منظور و قبول فرماتے ہیں۔ وہ اللہ سے جو مانگنا چاہے مانگ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سفارش قبول کرتے ہیں۔ جن نمازیوں پر اللہ تعالیٰ حد سے زیادہ خوش ہو جاتے ہیں اللہ کے حکم سے دنیا پر ان کو تسخیر حاصل ہو جاتی ہے حتیٰ کہ جو وہ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

۲۔ شیطان سے پناہ

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور اس وقت تک دشمنی کرتا رہے گا۔ جب تک یہ دنیا قائم ہے اور وہ ایسا دشمن ہے کہ جس سے مفاہمت نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا منشاء انسان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے وہ ہر وقت اپنی شیطانیت کے زور پر انسان سے ایسے کام کروانا چاہتا ہے جو اللہ کی نافرمانی پر مبنی ہوں اور اس نافرمانی پر مبنی ہوں اور اس نافرمانی کے نتیجہ میں انسان بھی اللہ کی رحمت سے ایسے ہی لعین اور مردود ہو جائے جس طرح وہ خود ہے اور اس طرح سے اسے عداوت کا انتقام مل سکے گا۔ پھر شیطان ہر انسان کی مخالفت کرتا ہے خواہ وہ اس کے ساتھی ہی کیوں نہ ہوں مگر ان لوگوں کی تو بہت زیادہ مخالفت کرتا ہے جو اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ مخالفت کرنے میں وہ صرف اکیلا ہی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ایک شیاطین کا گروہ ہے جس میں انسانی نفس کی کمزوری اور خواہشات بھی شامل ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان جب انسان کا ایسا دشمن ہے جو کسی صورت میں انسان کی مخالفت کیے بغیر نہیں رہ سکتا تو پھر شیطان سے کس طرح اپنے آپ کو بچایا جائے۔ اس کے لیے میرے محترم بزرگ حاجی صاحب اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ شیطان سے بچنے کے لیے ہمیشہ اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ اور جب کوئی ایسا واقعہ ہوتا نظر آئے جس میں شیطان بندہ پر وار کر رہا ہو تو اس وقت اللہ کی پناہ میں رہنے کی دعا مانگنے کے علاوہ اور کوئی بہتر صورت نہیں ہو سکتی۔

شیطان سے بچنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شیطان سے جہاد کیا جائے اس کی مخالفت کے لیے انسان کو اللہ کی عطا کردہ قوت کے ذریعہ شیطان کے حملوں کا جواب دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ چنانچہ شیطان سے بچنے کے لیے دونوں اصولوں پر عمل کرنا چاہیے۔ پھر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ سے پناہ مانگنے کے باوجود شیطان کو مخالفت کرنے کی اجازت مل جاتی ہے اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا امتحان لیتا ہے۔

شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنے کا تصور ہم کو نماز سے ملتا ہے کیونکہ نماز میں ہم پڑھتے ہیں کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ شیطان مردود سے یہ الفاظ پانچوں نمازوں میں پڑھتے ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ یا الہی مجھے ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رکھ۔ جو لوگ بڑے عجز و انکسار سے نماز ادا کرتے ہیں انہوں نے محسوس کیا ہے کہ وہ نماز کی وجہ سے لاتعداد برائیوں سے بچ جاتے ہیں۔ نماز پڑھنے سے انسان میں استقامت پیدا ہوتی ہے اور اس استقامت کی بنا پر انسان شیطان کے حملوں کی صورت میں اپنی ایمانی قوت سے اس کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنے آپ کو فتنہ فساد اور گناہوں سے محفوظ کر لیتا ہے اور یہ سب فوائد نماز ہی کی بدولت انسان کو میسر آتے ہیں۔

۳۔ دعا کی قبولیت کا وسیلہ

قرآن پاک میں نماز کے لیے صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور نماز کی قبولیت کا بہترین وسیلہ ہے۔ مادی جسم کو پالنے اور نشوونما کے لیے انسان کو بے شمار ذرائع کی ضرورت ہے۔ ان میں سے پیٹ کو پالنے کے لیے خوراک، رہنے کے لیے مکان پہننے کے لیے کپڑے اور دیگر بے شمار ضروریات زندگی درکار ہیں۔ ان ضروریات میں سے کچھ تو اللہ تعالیٰ نے دائمی طور پر اس کرۂ ارض پر عطا فرمادی ہیں جن سے انسانی نسل کی بقا وابستہ ہے۔ جیسے ہوا، آگ، پانی، بارش، دھوپ، سردی، گرمی، سبزہ، دریا، سمندر، پہاڑ، میدان حتیٰ کہ بے شمار نعمتیں ہیں جن کا گنا محال ہے۔

انسانی زندگی میں سب سے بڑا مسئلہ رزق کا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور یہ رزق منجانب اللہ ہے اللہ خواہ کسی کو زیادہ عطا فرمادے اور کسی کو کم اس لیے انسان نماز کے ذریعہ سے کشائش رزق کی دعا کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ سنتا ہے ایسے ہی بے شمار مواقع ہیں کہ انسان کو اللہ سے دعا کے ذریعہ مانگنا پڑتا ہے کیونکہ بن مانگے کیا ملتا ہے مثال کے طور پر اگر زمین بارانی ہو اور اس میں گندم اُگادی جائے

تو اس کے لیے پانی کی ضرورت پیش آئے گی تو بارش کی اللہ سے دعا مانگنی پڑے گی۔ ایسے انسان کو قدم قدم پر اللہ سے دعا کرنی پڑتی ہے۔

نماز دراصل اللہ کے حضور میں ایک دعا ہی ہے۔ قرآن پاک میں بے شمار موقعوں پر ارشاد ہوا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے انکار کرتے ہیں ان کو عنقریب جہنم میں ذلیل و خوار کر کے داخل کیا جائے۔

”کامیاب ہوا جس نے پاکی حاصل کی اور اپنے اللہ کا نام پکارا اور نماز پڑھی۔“ جب انسان دنیا کے مصائب و مشکلات میں گر جاتا ہے۔ بیماریوں سے تنگ آ جاتا ہے غربت سے تنگ آ کر خودکشی کی طرف سوچتا ہے دلی بے چینی اور ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے اور دنیا میں اپنی عقل و تدبیر دوڑاتا ہے جسم کی قوت اسے جواب دے دیتی ہے حتیٰ کہ جب وہ اپنے آپ کو ہر طرف سے عاجز پاتا ہے تو وہ نیکی کی طرف دوڑتا ہے اور اس کی طرف رجوع قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر اپنی پکار التجا اور دعا کو اللہ تک پہنچانے کا سب سے اعلیٰ ذریعہ نماز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم صبر اور نماز سے اپنی مصیبتوں میں مدد مانگو۔ اس مدد سے مراد یہی ہے کہ نماز پڑھو گے اور مجھ سے دعا کرو گے تو میں قبول فرمالوں گا۔ نماز کے اصلی الفاظ جو عربی ہیں ان سے بھی دو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں ایک یہ کہ انسان اللہ کی تعریف بیان کرتا ہے اور پھر اس سے مانگتا ہے کہ یا الہی میری مدد کر اور مجھے اپنے متعین کردہ راستے پر چلا اور قائم رکھ اور پھر مغفرت کی دعا مانگتا ہے۔

۴۔ خوفِ الہی

نماز پڑھنے سے دلوں میں خوفِ خدا پیدا ہو جاتا ہے اور یہی خوفِ خدا انسان کو برائیوں سے بچاتا ہے اللہ کا خوف ہی دراصل دین اسلام کی بنیاد ہے۔ جسے اپنانے سے انسان تو حید پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ بندہ جب یہ سوچتا ہے کہ اللہ مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے اور اس کے ہر فعل کا اللہ کو علم ہے۔ وہ اپنے بندے کو اجالے میں تاریکی میں خلوت میں جلوت میں غرضیکہ وہ ہر حال میں دیکھتا ہے تمام دنیا سے انسان چھپ تو سکتا ہے مگر اللہ سے چھپا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ وہ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے جب کسی بشری کمزوری یا شیطان کے فریب سے انسان کا قدم ڈمگانے لگتا ہے اور راہ حق سے پھسلنے لگتا ہے تو اللہ کا خوف جو ہر حال میں مقدم ہے انسان کو پھسلنے سے بچاتا ہے رحمتِ الہی اس کا ہاتھ تھام لیتی ہے اس کو اپنے

فعل پر ندامت آتی ہے وہ اللہ سے ڈر جاتا ہے کہ میں برائی کر کے کس منہ سے اللہ کے سامنے جاؤں۔ اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے اس کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ لوگ اسے کیا کہیں گے کہ نمازی ہو کر طرح طرح کے برے افعال کرتا ہے جب اس کے قدم برائی کی طرف بڑھتے ہیں تو وہ خوف خدا سے کانپ اٹھتا ہے اور اس کو اللہ کی کرم نوازی برائی سے بچاتی ہے۔ کیونکہ اللہ کے حضور میں پانچ وقت حاضر ہونے سے انسان کی توجہ اللہ کی طرف مبذول رہتی ہے اور اس توجہ مبذول ہونے سے یہ اثر پڑتا ہے کہ انسان کے دل میں اللہ کی محبت کا خوف پیدا ہوتا ہے جس سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اس کا ایک فائدہ تو یہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ برائیوں سے اجتناب کرتا ہے اور اعمال صالح کی طرف اس کی رغبت دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ دوسرے اس میں وہ بیداری پیدا ہوتی ہے جو اس کے دل میں اخلاق حسنہ پیدا کرتی ہے جو ایک اچھے مسلمان کی بنیادی علامت ہے۔ اس کا ایک اور فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ کا خوف دل میں رکھ کر دنیا کے ہر قسم کے خوف و خطر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ پھر وہ دنیا کے بڑے سے بڑے جابر بادشاہ سے بھی نہیں ڈرتا کیوں کہ وہ اپنا ناصرو مددگار صرف اللہ کی ذات کو سمجھتا ہے لہذا دنیا کے مجازی ٹھیکیداروں سے وہ انسان قطعاً نہیں ڈرتا۔ اللہ کے بندوں کی سب سے پہلی منزل بھی یہی خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے خوف دے کر آزماتا ہے۔ حتیٰ کہ انسان دنیا کے خوف سے بالکل نہیں گھبراتا۔ وہ اپنی زندگی میں قدم قدم پر اللہ کا خوف ہی مقدم رکھتا ہے۔

اللہ کے خوف سے انسان میں اخلاص پیدا ہوتا ہے خیالات میں صداقت پیدا ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر غسل کے ناپاک جسم اور ناپاک کپڑوں کے ساتھ بغیر وضو کے نماز پڑھے تو اس کو دنیا میں کون پکڑ سکتا ہے لیکن انسان ایسا نہیں کرتا ایسے ہی اگر جو کلام نماز میں پڑھتے ہیں وہ نہ پڑھیں تو ہمیں کون دیکھنے والا ہوتا ہے یا اگر انسان بالکل نماز نہ پڑھے تو ہم پر ظاہراً کوئی گرفت کرنے والا نہیں ہوتا مگر اللہ کی ذات حاضر و ناظر ہے علیہم و خیر ہے۔ وہ بندے کی ہر حرکت کو دیکھتی ہے چنانچہ بندہ اللہ سے ڈرتے ہوئے ہی سچائی کا راستہ اختیار کرتا ہے اور بلا جبر و تشدد نماز کی طرف آتا ہے۔

3۔ نماز اور حصول مغفرت و بخشش

نماز حصول مغفرت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے کیوں کہ ہمارے مذہب دین اسلام میں ثواب اور گناہ کا تصور پایا جاتا ہے۔ نیک اور صالح اعمال کے اجر کو ثواب کہتے ہیں برائی اور بدی کو گناہ سے تعبیر کیا گیا

ہے۔ نماز پڑھنے سے خیالات پر قدرتی اثر پڑتا ہے اور انسانی توجہ برائیوں سے ہٹ کر نیکی کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ جوں جوں انسان نمازی ہوتا جاتا ہے برائی خود بخود اللہ کی رحمت سے دور ہوتی چلی جاتی ہے اس طرح سے انسان بے شمار گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

نماز کے بے شمار فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نمازیوں کے گناہ معاف فرماتا رہتا ہے اور اس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔ پانچ نمازوں کے ذریعے گناہوں کا مٹ جانا

پانچوں نمازوں کے ذریعے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ الْخَمْسُ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنِبْتَ الْكِبَائِرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں جو ان کے درمیان کئے ہوں جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا ہو۔ (مسلم شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پانچوں نمازوں کے درمیان میں نادانستہ کیے ہوئے گناہ نماز کی بدولت معاف ہو جاتے ہیں۔ یعنی نماز فجر کے بعد جب ظہر ادا کی جائے گی تو دونوں نمازوں کے درمیان وقت میں ہونے والی خطاؤں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔ ایسے ہی دوسری نمازیں گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہیں۔

۲۔ بخشش کا وعدہ

نماز پڑھنے والوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ انہیں ضرور بخشے گا۔ اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ أَحْسَنِ وَضُوءٍ وَصَلَوَةٍ لَوْ قُتِلَ وَأَتَمَّ رُكُوعُهُنَّ وَخُشُوعُهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى

اللّٰهُ عَهْدًا شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرض کیا ہے جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور وقت پر انہیں پڑھے ان کا رکوع اور خشوع مکمل کرے اس کے لیے اللہ پر عہد ہے کہ اسے بخش دے اور جو کوئی نہ کرے اس کا اللہ پر عہد نہیں ہے اگر چاہے اس کو بخش دے اور اگر چاہے اسے عذاب کرے۔

(سنن ابوداؤد)

خلوص دل کے ساتھ پانچوں نمازوں کو اچھی طرح وضو کر کے خشوع و خضوع کرنے والوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ ان کے گناہ معاف کر کے انہیں بخش دے گا اور جو نمازیں ادا نہ کر لے انہیں چاہے اللہ بخشے یا عذاب دے یہ اس کی مرضی پر مبنی ہے۔

۳۔ نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں

ایسا عمل جس کے عوض میں کوئی کوتاہی یا گناہ معاف ہو جائے کفارہ کہلاتا ہے۔ بقاعدگی سے نماز کی ادائیگی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے دوران ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن کر انہیں ختم کر دیتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَوَاتُ الْخُمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا جُتِبَتْ الْكَبَائِرُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں اور جمعہ سے لے کر جمعہ تک اور رمضان تا رمضان ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوتے ہیں۔ جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔ (صحیح مسلم)

یہ انسانوں پر اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ انسان نماز ادا کریں جو ان کے ذمے فرض ہے مگر اس کے عوض اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرتا چلا جائے لہذا ہمیں ہر وقت اللہ کے اس احسان عظیم کا شکر کرنا چاہیے۔ اسی نفس مضمون کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان یہ ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ

تَحْضُرُ صَلَوةٍ مَّكْتُوبَةٍ فِي حَسَنٍ وَضَوْءٍ هَاوٍ خُشُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا
مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُوْتِ كَبِيرَةٌ وَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص مسلمان نہیں کہ اس کو فرض نماز کو پائے پس اچھا وضو کرے اور اس کو خشوع اور خضوع سے ادا کرے مگر یہ نماز اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں بھی پہلی بات کو دہرایا گیا ہے کہ ہماری عبادت اور نیکیاں کئے ہوئے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں اور نیکیوں کی کثرت کے باعث گناہوں کو نامہ اعمال سے مٹا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اگر تم ان بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا جا رہا ہے بچو تو چھوٹے گناہوں کو ہم تم سے دور کر دیں گے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ اس سے گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔ ایسے ہی ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ دن کے دونوں اطراف میں اور رات کے وقت نماز کو قائم کرو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دالتی ہیں یعنی نماز انسان کے گناہوں کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتی ہے اسی لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ نماز گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ ایک اور حدیث میں یہی بات یوں بیان کی گئی ہے۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَيُصَلِّيَ الْخَمْسَ وَيَصُومُ رَمَضَانَ غُفِرَ لَهُ قُلْتُ أَفَلَا أُبَشِّرُهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ دَعُوهُمْ يَعْمَلُوا. (مسند امام احمد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملاقات کرے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو۔ پانچوں نمازیں پڑھتا ہو رمضان کے روزے رکھتا ہو اسے بخش دیا جائے گا۔ میں نے کہا میں اس کی بشارت ان کو نہ دوں۔ فرمایا چھوڑ دے ان کو وہ عمل کریں۔

۴- نماز سے گناہوں کے ختم ہونے کی مثال

گناہ انسان کی دنیا اور آخرت میں تباہی کا سامان ہے لہذا انسان کے نامہ اعمال کا گناہوں سے مبرا ہونا بہت ضروری ہے عبادت الہی اور نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ عبادت میں نماز کو ایک بلند مقام حاصل ہے لہذا فرض نماز گناہوں کا کفارہ ہے بلکہ نمازیں پڑھنے سے انسان کے گناہ اس کے نامہ اعمال سے ختم کر دیئے جاتے ہیں اور انسان کے گناہ اس طرح ختم ہو جاتے ہیں جس طرح سردیوں میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافُ فَاخَذَ بَغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذَلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافُ قَالَ فَقَالَ يَا ذَرِّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لِيُصَلِّيَ الصَّلَاةَ يُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَتَهَافَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَهَافُ هَذَا الْوَرَقُ عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ.

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں باہر نکلے اور درختوں کے پتے جھڑتے تھے آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر انہیں ہلایا پتے ان سے جھڑنے لگے کہ آپ نے فرمایا اے ابو ذر میں نے کہا میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول۔ فرمایا مسلمان بندہ البتہ نماز پڑھتا ہے ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا اس سے گناہ گر جاتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔ (مسند امام احمد)

نماز پڑھنے کا ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ نمازی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس حدیث پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ سردی کے موسم میں درختوں کے پتے اتنی کثرت سے گرتے ہیں کہ موسم خزاں کے آخر میں درختوں پر ایک پتہ تک نہیں رہتا۔ تو ایسے ہی جو شخص اخلاص اور توجہ سے نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۵- نماز پڑھنے سے گناہ کی معافی کا ایک واقعہ

نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ علماء کا کہنا ہے کہ گناہ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ البتہ صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ

وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی سے ایک گناہ ہو گیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سارا معاملہ بتا دیا آپ نے اسے حکم دیا کہ نماز پڑھا کرو کیوں نماز پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَادُونًا أَنْ أَمْسَهَا فَأَنَا هَذَا فَأَقْضُ فِي مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللَّهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا وَقَامَ الرَّجُلُ فَأَنْطَلَقَ فَاتَّبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا قَدَعَاهُ وَتَلَا عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ هَذَا لَهُ خَاصَّةٌ فَقَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةٌ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے مدینہ کے کنارے میں ایک عورت کو گلے لگا لیا اور صحبت کی حد تک نہ پہنچا تو میں یہ ہوں میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ نے تیری پردہ پوشی کی تھی کاش کہ تو بھی اپنے پردہ پوشی کرتا فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا وہ شخص کھڑا ہو کر چل دیا اس کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا اسے بلایا اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ نماز قائم کرو دن کے کناروں اور رات کی ساعتوں میں یقیناً نیکیاں گناہ مٹا دیتی ہیں یہ ماننے والے کے لیے نصیحت ہے قوم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ کیا یہ اسی کے لیے ہے فرمایا سارے لوگوں کے لیے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر وہ خفیہ گناہ کی توبہ بھی خفیہ کر لیتا تو اچھا تھا، کیونکہ چھپے گناہ پر اعلان کرنا برا ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ چھپے گناہ کی توبہ چھپ کر کرے اور علانیہ کی توبہ علانیہ کرے دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے گناہ ظاہر کرنا گناہ نہیں، بیمار اپنی بیماری طیب پر ظاہر کرتا ہے علاج کے لیے اس لیے حضور نے ان پر ملامت نہ فرمائی کہ تو نے اپنا گناہ کیوں ظاہر کیا صحابی کا چل دینا بھاگنے کے لیے نہ تھا بلکہ وہ سمجھے کہ شاید میرے بارے میں کوئی آیت کریمہ آئے گی تب

مجھے بلا کر فیصلہ کر دیا جائے گا اگر معافی ہوگی شکر کروں گا سزا تجویز ہوگی تو برداشت کروں گا لہذا ان صاحب پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر پوچھے کیوں چل دیئے کیونکہ یہ کام منع جب ہے جب لوٹنے کا ارادہ نہ ہو جیسے اذان کے بعد مسجد سے نکلنا اس وقت ممنوع ہے جب لوٹنے کا قصد نہ ہو لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے بغیر پوچھے نہ جاؤ۔ مقصد یہ ہے کہ اس گناہ پر سزا کوئی نہیں کیونکہ یہ صغیرہ ہے جو تجھ سے اتفاقاً سرزد ہو گیا خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی اسے یہ آیت نہ سنادی بلکہ چلے جانے کے بعد اسے واپس بلا کر سنائی کیونکہ غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امید تھی کہ شاید اس کے بارے میں کوئی اور آیت اترے (مرات)

۶۔ نماز اور گناہوں کی مغفرت

جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ نماز گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے کیونکہ گناہ کا سرزد ہونا ہماری فطرت کا خاصا ہے مگر اللہ تعالیٰ معاف کرنے کے بھی اسباب پیدا فرماتا ہے۔ چنانچہ نماز پڑھنے سے انسان کے اکثر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ التَّغْلَبِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي أُمَامَةَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ يَا أبا أُمَامَةَ إِنَّ رَجُلًا حَدَّثَنِي مِنْكَ أَنَّكَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَوَضَّأَ سَبَّحَ الْوُضُوءَ غَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ وَأَذْنَيْهِ ثُمَّ قَامَ إِلَى صَلَاةٍ مَفْرُوضَةٍ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ مَا مَشَتْ إِلَيْهِ رَجُلَاهُ وَقَبِضَتْ عَلَيْهِ يَدَاهُ وَسَمِعْتُ إِلَيْهِ أَذْنَاهُ وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ عَيْنَاهُ وَحَدَّثَ بِهٖ نَفْسَهُ مِنْ سُوءٍ فَقَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَارًا.

حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک صاحب نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ جل شانہ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہیں اور وہ

گناہ جن کو اس نے آنکھوں سے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس دل میں پیدا ہوئے ہوں سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ مضمون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی دفعہ سنا ہے۔ (مسند امام احمد)

اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ انسان جان بوجھ کر خطائیں کرے اور پھر خیال کرے کہ نماز تو میں نے پڑھ لی ہے جس سے میرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ نمازوں میں نیت کا عمل دخل ہے۔ اس لیے گھمنڈ اور فخر سے کیے جانے والے گناہوں سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ انسان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میری عبادت قبول ہوئی ہے یا نہیں۔ ہماری عبادت جیسی ہوتی ہے وہ ہر شخص کو معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں تو یہ اللہ کی خاص کرم نوازی ہے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَةِ كُلِّ صَلَاةٍ يَقُولُ يَا بَنِي آدَمَ قُومُوا فَأَطِئُوا مَا أَوْقَدْتُكُمْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَيَقُومُونَ فَيَتَطَهَّرُونَ وَيُصَلُّونَ أَظْهَرَ فَيُغْفَرُ لَهُمْ مَا بَيْنَهُمَا فَإِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذَلِكَ فَإِذَا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذَلِكَ فَإِذَا حَضَرَتِ الْعَتَمَةُ فَمِثْلُ ذَلِكَ فَيَنَامُونَ فَمُدْلَجٌ فِي خَيْرٍ وَمُدْلَجٌ فِي شَرٍّ.

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد اٹھو اور جہنم کی اس آگ کو جسے تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے بجھاؤ چنانچہ (دیندار لوگ) اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں فجر کی نماز پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے گناہوں کی (صبح سے ظہر تک کی) مغفرت کر دی جاتی ہے اسی طرح پھر عصر کے وقت پھر مغرب کے وقت پھر عشاء کے وقت (غرض ہر نماز کے وقت یہی صورت ہوتی ہے) عشاء کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں اس کے بعد اندھیرے میں بعض لوگ برائیوں (زنا کاری بدکاری چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز و نسیہ ذکر وغیرہ) کی طرف چلنے لگتے ہیں۔ (طبرانی)

اس طرح بے شمار احادیث میں بتایا گیا ہے کہ نماز کے ذریعہ سے انسان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں نماز پڑھنے کے بعد اپنے گناہوں پر اللہ سے توبہ مانگنی چاہیے کیونکہ توبہ ایک ایسا راستہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتے ہیں کیونکہ انسان سے دن رات ایسے افعال سرزد ہو جاتے ہیں جن

کے بارے میں انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ گناہ بھی ہے یا نہیں۔ یہ انسان اتنا بھولا بھالا ہے کہ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا اور بے خوف و خطر گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے لہذا گناہوں کی تخفیف کے لیے ساتھ ساتھ انسان کو نماز کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک بڑے مشہور صحابی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب عشاء کی نماز ہو لیتی ہے تو تمام آدمی تین جماعتوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جماعت ہے جس کے لئے یہ رات نعمت ہے اور کمائی ہے اور بھلائی ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جو رات کی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہیں اور جب لوگ اپنے اپنے راحت و آرام اور سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو یہ لوگ نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ان کی رات ان کے لئے اجر و ثواب بن جاتی ہے۔ دوسری وہ جماعت ہے جس کے لئے رات وبال اور عذاب ہے یہ وہ جماعت ہے جو رات کی تنہائی اور فرصت کی غنیمت سمجھتی ہے اور گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہے ان کی رات ان پر وبال بن جاتی ہے۔ تیسری وہ جماعت ہے جو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتی ہے اس کے لئے نہ وبال ہے نہ کمائی نہ کچھ گناہ آیا۔ (تفسیر درمنثور)

۷۔ دن میں پانچ مرتبہ نہر میں نہانے کی مثال

نماز ظاہری اور باطنی غلاظت سے پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ جس طرح پانی انسانی جسم کی ظاہری گندگی کو دھو ڈالتا ہے ایسے ہی نماز انسان کے ظاہر اور باطن کو پاکیزہ کر دیتی ہے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بَابَ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللَّهُ بِهِنَ الْخَطَايَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار اگر تم میں سے کسی ایک کے دروازے کے سامنے سے جاری نہر گزرتی ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے کیا اس کی میل باقی رہ جائے گی صحابہ نے عرض کیا اس کی میل باقی نہ رہے گی۔ فرمایا یہ پانچوں نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں مثال بیان کر کے نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص روزانہ پانچ مرتبہ

نہر میں غسل کرے تو اس کے نہانے سے اس کے جسم سے میل کچیل اتر جائے گی اور اس کا جسم بالکل صاف ہو جائے گا۔ یعنی اگر گرداڑ کر پڑے بھی تو نہانے سے وہ دور ہو جائے گی۔ پھر جب گرد پڑے تو پھر نہانے سے وہ دور ہو جائے گی اس طرح جب بار بار نہانے سے گرد دور ہو جائے گی تو جسم بالکل صاف رہے گا۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص ایک نماز پڑھتا ہے پھر دوسری نماز تک اس سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو دوسری نماز پڑھنے سے اس کا وہ گناہ معاف ہو جائے گا۔ تو دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے سے درمیانی اوقات کی خطائیں اور لغزشیں معاف ہو جاتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس قسم کی مثالوں سے لوگوں کو یہ سمجھانا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو گناہوں کا کفارہ بننے میں بڑی قوی تاثیر عطا کر رکھی ہے۔ چونکہ مثال سے بات اچھی طرح سمجھ آ جاتی ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا حدیث میں مثال کے ذریعے سمجھایا گیا ہے انسان بار بار گناہ کرتا ہے حکم عدولی کرتا ہے عمل میں کوتاہیاں کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی کے لئے ہمیں نماز جیسا عظیم نسخہ بتا دیا ہے۔

4- نماز اور نجات عذاب

انسان جب اس دور فانی سے مر جاتا ہے تو اس کی روح اس عالم سے منتقل ہو کر عالم برزخ میں پہنچ جاتی ہے عالم برزخ کا عرصہ قیامت تک ہے اور اس عرصہ کو قبر سے تعبیر کیا گیا ہے خواہ مردے کو دفن کیا جائے یا کسی اور طرح سے مردے کے جسم کو مٹی کے حوالے کر دیا جائے عالم برزخ میں نیک لوگوں کے لیے راحت اور گنہگاروں کے لیے عذاب ہے۔ عذاب قبر بڑا دردناک ہے۔ نماز انسان کو عذاب قبر سے بچائے گی۔ اس کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذُكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلَوةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت اس کے پاس آئی عذاب قبر کا اس نے ذکر کیا اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا اللہ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔

حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب حق ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا کہ آپ سے کبھی کوئی نماز چھوٹی ہو مگر اس میں اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگتے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ نماز عذاب قبر سے نجات دلانے کا ایک ذریعہ ہے۔ لہذا اسے ہمیشہ کے لئے قائم کرنا چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔

عالم برزخ کے بعد قیامت آئے گی قیامت کے روز جزا یا سزا کا اعلان کیا جائے گا اور جن لوگوں کے لئے سزا کا اعلان ہوگا انہیں دوزخ میں داخل کر دیا جائے جہاں آگ کا عذاب دیا جائے گا۔ لیکن اس مرحلے پر بھی نماز ہمیں عالم دوزخ میں جانے سے نجات دلائے گی۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْ يَلْجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.

عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھی یعنی فجر اور عصر کی نماز۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جو شخص نماز قائم کرے گا۔ اس کو ہرگز عذاب نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس حدیث میں دو نمازوں کا ذکر ہے لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ نماز کسی حالت میں بھی نہ چھوڑی جائے۔

عذاب الہی ایک سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی جاتی ہے۔ یہ عذاب معینہ مدت کے لئے بھی ہو سکتا ہے اور غیر معینہ مدت کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ نماز نہ پڑھنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا مگر نمازیوں کو نماز ہر قسم کے عذاب سے بچاتی ہے۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کو حقیر سمجھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پندرہ سزائیں دے گا۔ چھ قسم کے عذاب مرنے سے پہلے تین مرتبے وقت تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت!

چھ دنیاوی عذاب

چھ دنیاوی عذابوں میں پہلا عذاب یہ ہے۔ (۱) غافل نمازی کو صالحین کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔ (۲) اس سے زندگی کی برکت دور کر دی جائے گی۔ (۳) اس کے رزق سے برکت دور ہو جائے گی۔ (۴) اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (۵) اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (۶) وہ نیکوں کی دعاؤں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

مرتے وقت کا عذاب

ایسے نمازی کو مرتے وقت تین عذاب ہوتے ہیں یہ ہیں۔ (۱) وہ پیاسا مرتا ہے اگرچہ اس کے حلق میں سات دریا الٹ دیئے جائیں۔ (۲) اس کی موت اچانک ہوگی۔ (توبہ کی مہلت ہی نہیں ملے گی)۔ (۳) اس کے کاندھوں پر دنیاوی لوہے لکڑی اور پتھروں کا بوجھ ڈالا جائے گا جس سے وہ بوجھل ہو جائے گا۔

قبر کے تین عذاب

قبر کے تین عذاب یہ ہیں۔ (۱) قبر اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ (۲) قبر میں زبردست اندھیرا ہو گا۔ (۳) منکر نکیر کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکے گا۔

قبر سے نکلنے پر تین عذاب

قبر سے نکلنے پر یہ تین عذاب ہوں گے۔

(۱) اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔ (۲) اس سے حساب بہت زیادہ سخت ہوگا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے دربار سے اس کی واپسی دوزخ کی طرف ہوگی۔ (اگر اللہ معاف فرمادے تو خیر)۔ دوزخ سے نجات کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد یہ ہے۔

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رُكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ.
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ

فرماتے تھے جس نے محافظت کی ظہر سے پہلے چار رکعتوں پر اس کے بعد چار رکعتوں پر اس پر اللہ آگ کو حرام کر دے گا۔ (جامع ترمذی)

5- نماز اور حصولِ جنت

جنت مقامِ خیر ہے۔ اور جلوہ گاہ ربِ جلیل ہے یہ ازل سے بنی ہے اور ابد تک رہے گی یہ ساتویں آسمان کے بعد ہے۔ یہ اتنی بڑی ہے کہ انسانی عقل سے بالا ہے بلکہ لامحدود ہے یہ ایسا مقام ہے جو ایمان والوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کی بناوٹ دنیا کی بناوٹ سے بالکل مختلف ہے یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں اس میں راحت اور دکھ ساتھ ساتھ ہیں۔ لیکن جنت ایسا ٹھکانا ہے جہاں راحت ہی راحت ہے وہاں غم اور دکھ بالکل نہیں وہاں کی زندگی دنیا کے مصائب اور آلام سے پاک ہے۔ یہاں موسم کے تغیر و تبدل کا اثر انسانی زندگی پر اثر پذیر ہے یہاں کبھی سخت گرمی ہے اور کبھی شدید سردی کبھی شدید بارش ہے اور کبھی بارش کا نام و نشان نہیں۔ یہاں کبھی شدید ہوا چلتی ہے اور کبھی بالکل ہوا بند ہوتی ہے تو اس شدت کے تغیر و تبدیل سے انسان تلخی محسوس کرتا ہے طبیعت میں پریشانی اور رنج و الم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن جنت کی فضا ان سب شدتوں اور تلخیوں سے پاک ہے وہاں کی فضا سہانی ہے جہاں گرمی اور سردی معتدل ہے۔

اس دنیا میں انسان کو کھانے کمانے کی مشقت اور تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے لیکن وہاں کی زندگی دنیا کے دھندوں سے آزاد ہے بلکہ آسانی اور راحت کی ہر وہ چیز ملے گی جس کی انسان خواہش کرے گا بلکہ دنیا کی زندگی سے اس قدر زیادہ نعمتیں اور سہولتیں ہیں کہ انسان اندازہ نہیں کر سکتا۔ رہنے کے محلات آسائش سے مزین ہیں۔ وہاں کا لباس بڑا فاخرانہ خوبصورت اور من پسند ہوگا۔ وہاں کے پھلوں میں وہ لذت ہے جو دنیا کے پھلوں میں نہیں پھر انسان جتنا پھل کھانے کی خواہش کرے گا۔ اتنا ہی مل جائے گا۔ وہاں کے پینے میں وہ کیف و سرور ہے جو دنیا کے مشروبات میں نہیں۔ یہاں اگر کسی شخص کے پاس نوکر ہو تو اسے بڑی سہولت ہوتی ہے۔ وہاں ہر جنتی کے پاس کئی کئی خادم ہوں گے اور پھر وہ خادم ایسے ہوں گے جو خوبصورتی اور شکل میں بے مثل تابعداری میں اطاعت گزار عمریں ان کی نوخیز پرکشش ہوں گی ایسے ہی جنتی کو تسکین کے لئے وہاں جتنی عورتیں جنہیں حوریں کہا جاتا ہے وہ ملیں گی۔ وہ اپنی خوبصورتی میں بے مثل ہوں گی ان کا حسن سدا بہار ہے ان کے تین نقش پرکشش ہوں گے۔ گویا کہ وہ انسانی فرحت مہیا

کرنے کے ہر لحاظ سے ایسی کامل عورتیں ہیں۔ جن کا دنیا میں بدل نہیں، وہ ہر لحاظ سے بے نظیر ہیں ان حوروں سے انسان کو حسب خواہش لذت حاصل ہوگی۔

یہاں انسان سبزے باغات اور نہروں سے بڑی فرحت حاصل کرتا ہے اور خوشی محسوس کرتا ہے جنت میں بے نظیر قسم کی نہریں ہیں۔ وہاں پانی، دودھ، شہد اور شراب کی نہریں ہیں۔ جن کا مزہ یہاں کے مزے سے کئی گنا بہتر ہے۔ وہاں کی زندگی عیش و نشاط کی زندگی ہے۔ لڑائی جھگڑے اور دنیا کے دکھوں سے بالکل پاک ہے۔ وہاں تندرستی اور صحت ہے نہ بچپن ہے نہ بڑھاپا بلکہ جوانی ہی جوانی ہے۔ گویا کہ جنت میں وہ نعمتیں ہیں جو آنکھوں نے دیکھی نہیں۔ اور نہ ہی کانوں نے سنی ہیں یعنی جنت وہ غیر فانی گلستان ہے جہاں لذت جاودانی ہے اور زندگی غیر فانی ہے غم نہیں مسرت ہے جنت کے 9 درجے ہیں۔ اور آٹھ دروازے ہیں اور سب سے بلند درجہ جنت الفردوس ہے جس کے دو حصے ہیں ایک حصے میں سابق انبیاء کے محلات ہیں اور بقایا آدھے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ کرام اور جلیل القدر اولیاء کے عالی شان محلات ہیں الغرض جنت وہ مقام ہے جہاں ہم کو سب کچھ ملے گا۔ اور اس مقام کو پانے کا بہترین ذریعہ نماز ہے جس کے متعلق قرآن مجید کے ارشادات باری تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار موقعوں پر فرمایا ہے کہ جو لوگ نماز قائم کریں گے ان کو جنت دی جائے گی اور یہ لوگ رحمن کے خاص بندے ہیں جو زمین میں عاجزی سے رہتے ہیں اور لوگوں سے سلامتی کی بات کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت کے سب سے بلند مقام میں جگہ دے گا اور جنت میں فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ایک اور جگہ پر ارشاد ہے کہ انسان غیر مستقل مزاج پیدا ہوا ہے۔ جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ بہت زیادہ گھبراتا ہے اور جب کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے کہ دوسروں کو یہ بھلائی نہ پہنچے مگر اس کے علاوہ جو ہمیشہ نماز کی پابندی کرتے ہیں ان کا جنتوں میں اکرام کیا جائے گا۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ اُولَٰئِكَ فِي جَنَّٰتٍ مُّكْرَمُونَ ۝

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ انہیں جنت میں عزت کے مقام سے نوازا جائے گا۔ (معارف ج ۳۴-۳۵)

ایک اور جگہ پر ہے کہ بے شک مومنین فلاح پائیں گے وہ مومنین جو نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بیبیوں اور باندیوں کے ان میں کوئی حرج نہیں البتہ جو لوگ ان کے علاوہ اور جگہ اپنی شہوت پوری کرنا چاہیں وہ حد سے گزرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا خیال کرنے والے ہیں اور اپنی نمازوں کا اہتمام کرنے والے ہیں یہی لوگ جنت کے وارث ہیں جو فردوس کے وارث بنیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

ترجمہ: اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (مومنون آیت ۹-۱۱)

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ نماز کی حفاظت کرتے ہیں یعنی پابندی سے نماز پڑھتے ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوں گے نماز کی حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ نماز وقت پر ادا کی جائے اس کے پہلے طہارت قائم کی جائے آداب نماز کو ملحوظ خاطر رکھا جائے ایسے ہی نماز پڑھ کر برائیوں میں ملوث نہ ہونا حفاظت صلوٰۃ میں شامل ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ نے فرمایا کہ ہم نیک عمل کرنے والے یعنی نمازی پر ہیزگار متقیوں کو ان باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (نساء-۸) جنت کا میوہ دائمی ہوگا اور جتنا میوہ چاہو اتنا کھاؤ اور وہاں کوئی روکنے والا نہیں ہوگا۔ اور ان نعمتوں تک پہنچنے کا بنیادی وسیلہ نماز ہی ہے۔ اور فرمان نبوی ہے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کیں جو شخص انہیں باعظمت سمجھتے ہوئے مکمل شرائط کے ساتھ ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے وعدہ ہے کہ وہ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا اور جو انہیں ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو جنت میں داخل فرمادے۔

۱۔ نماز جنت کی کنجی ہے

اگر کسی مقام پر تالا لگا ہو لیکن اس تالے کی کنجی آپ کے پاس ہو تو آپ بلا رکاوٹ کنجی سے تالا کھول

کر اس مقام پر داخل ہو جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ داخل ہونے کا ذریعہ آپ کے ہاتھ میں تھا اگر آپ کے پاس چابی نہ ہو تو آپ داخل نہیں ہو سکیں گے۔ ایسے جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ نماز ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کی کنجی قرار دیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

۲۔ وضو اور نماز وجوب جنت کی دلیل ہے

جو شخص خلوص دل سے وضو کرتا ہو اور پھر نماز پڑھتا ہو تو جنت اس پر واجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نماز ایک ایسا عمل ہے جس میں جتنا بھی خلوص ہو کم ہے اور یہی خلوص انسان کو منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل فرمایا۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضْوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان جو وضو کرے پس اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے متوجہ ہو ان دونوں پر اپنے دل کے ساتھ اور اپنے چہرہ کے ساتھ مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم شریف)

۳۔ جنتی ہونے کی خبر

ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جنت میں لے جانے والا عمل بتا دیجیے تو آپ نے عقائد اور عبادت پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرمائی کیونکہ یہ دونوں چیزیں انسان کو جنتی بنا دیتی ہیں جس شخص نے یہ سوال کیا تھا آپ نے اسے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ اس کے متعلق آپ کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَنَّى أَعْرَابِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمَلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی (دیہاتی شخص) آیا اس نے کہا مجھے ایک ایسا عمل بتلاؤ جب میں اسے کر لوں جنت میں داخل ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ فرض نماز پڑھ اور فرض زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے نہ میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا۔ جب وہ پھر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ ایک جنتی آدمی کو دیکھے وہ اس کی طرف دیکھ لے۔ (بخاری شریف)

۴۔ نماز کے وقت جنت کے دروازوں کا کھلنا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو حجاب ہے اسے اٹھا دیا جاتا ہے اور حوریں اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک کہ نمازی ناک نہ صاف کرے۔ (طبرانی)

۵۔ نماز اور نیک اعمال

عَنْ أَبِي إِمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْدَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيعُوا إِذَا أَمَرَكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی پانچ نمازیں پڑھو اپنے مہینے کے روزے رکھو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی تابعداری کرو۔

اپنے رب کی جنت میں تم داخل ہو جاؤ گے۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں چند اعمال کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے جو انسان کو جنت میں لے جاتے ہیں۔ ان میں پہلا عمل پانچ وقت کی نماز ہے پھر رمضان المبارک کے روزے ہیں۔ تیسرا عمل زکوٰۃ کی ادائیگی ہے اور چوتھا عمل حکام کی اطاعت ہے جس کا مطلب احکام کی فرمانبرداری ہے لیکن جو حکم خلاف شرع ہو اس پر حاکم کی اطاعت لازم نہیں۔ المختصر حدیث مبارکہ کا مفہوم یہی ہے کہ نماز پابندی سے پڑھنی چاہیے تاکہ آخرت میں انسان جنت میں داخل ہو سکے۔

۶۔ نماز انسان کو جنت میں لے جائے گی

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْ عَظِيمٍ وَأَنَّهُ لَيْسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسْرُهُ اللَّهُ عَلَيْهِ تَعَبُ اللَّهِ وَلَا تَشْرُكَ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ إِلَّا أَدْلَكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمِ جَنَّةٍ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَى تَجَافَى جُنُوبَهُمْ عَنْ الْمَضَاجِعِ حَتَّى بَلَغَ يَعْملُونَ ثُمَّ قَالَ إِلَّا أَدْلَكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ عَمُودُهُ وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ إِلَّا أَخْبَرُكَ بِمَلَاكٍ ذَلِكَ كُلَّهُ قُلْتُ بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ وَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَإِنَّا لَمَوَاحِدُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ قَالَ تَكَلَّمْتُ أَمَّا يَأْمَعَاذُ وَهَلْ يَكُفُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وَجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ السِّنَنِهِمْ. (سنن ابن ماجه)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ایک ایسے عمل کی خبر دیں جو مجھ کو جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور رکھے فرمایا تحقیق تو نے ایک بڑے کام سے پوچھا ہے اور تحقیق البتہ یہ آسان ہے جس پر اللہ آسان کر دے۔ وہ یہ ہے تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔ نماز قائم کر اور زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر فرمایا کیا میں تجھ کو خیر کے دروازے نہ بتلاؤں روزہ ڈھال

ہے اور صدقہ گناہ بجا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدمی رات کے وقت نماز پڑھنا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ تتجافى جنوبهم عن المضاجع یہاں تک کہ یعملون تک پہنچے پھر فرمایا کیا نہ بتلاؤں تجھ کو سر امر کا ستون اس کا اور اس کی کوہان کی بلندی میں نے کہا بتلائیے، آپ نے فرمایا سر کام کا اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور بلندی کوہان اس کی جہاد ہے۔ فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تجھ کو ایک ایسے کام کی جس پر اس کا مدار ہے میں نے کہا کیوں نہیں بتلائیے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنی زبان پکڑ لی اور فرمایا اس کو تو بند کر لے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اس چیز کے ساتھ پکڑے جائیں گے جو بولتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گم کرے تجھ کو تیرا مال اے معاذ لوگوں کو آگ میں ان کے منہ کے بل یا ناک کے بل ان کی زبان کی باتیں ہی گرائیں گی۔

اس حدیث میں بھی اچھے اعمال کی ترغیب دی گئی ہے کہ اچھے اعمال ہی انسان کو جنت کا حق دار ٹھہراتے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کے سوال کے جواب میں انہیں یہ تاکید کی اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ اس امر کو ضروری قرار دیا کہ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ پھر عبادت کے امور کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ ارکان اسلام یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ کو پابندی سے قائم کرو۔ پھر اس کے ساتھ ہی نفلی نماز اور نفلی صدقہ کا بھی ذکر فرمایا کہ ان عبادات پر عمل پیرا ہونے سے انسان کا بیڑا پار ہو جاتا ہے اور یہ امور انسان کو جنت میں لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس حدیث میں سچ بولنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

۷۔ ایک صحابی کا خواب

سنن ابن ماجہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جو خواب دیکھنے والے ہیں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ساتھ آئے اور اکھٹے ہی مسلمان ہوئے۔ ایک صاحب بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے تھے وہ ایک لڑائی میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں اور وہ دونوں صاحب بھی وہاں ہیں اندر سے ایک شخص آئے اور ان صاحب کو جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا اندر جانے کی اجازت ہو گئی اور جو صاحب شہید ہوئے تھے وہ کھڑے رہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر

اندر سے ایک شخص آئے اور ان شہید کو بھی اجازت ہو گئی اور مجھ سے یہ کہا کہ تمہارا ابھی وقت نہیں آیا تم واپس چلے جاؤ۔ میں نے صبح کو لوگوں سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا۔ سب کو اس پر تعجب ہوا کہ ان شہید کو بعد میں اجازت کیوں ہوئی ان کو تو پہلے ہونی چاہیے تھی۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ شہید بھی ہوئے اور بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے بھی تھے اور جنت میں یہ دوسرے صاحب پہلے داخل ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے ایک سال عبادت زیادہ نہیں کی؟ عرض کیا گیا بے شک کی۔ ارشاد فرمایا کیا انہوں نے پورے ایک رمضان کے روزے ان سے زیادہ نہیں رکھے؟ عرض کیا گیا بے شک رکھے ارشاد فرمایا کیا انہوں نے اتنے اتنے سجدے ایک سال کی نمازوں کے زیادہ نہیں کئے؟ عرض کیا گیا بے شک کئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ان دونوں میں آسمان زمین کا فرق ہو گیا۔

۸۔ مسلم و غیر مسلم میں نشان امتیاز

شب و روز میں مسلمانوں کا کوئی نہ کوئی ظاہر عمل ایسا ہونا چاہیے تھا۔ جو مسلمانوں کو غیر مسلموں سے جدا کرتا ہے۔ نماز کی ادائیگی میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے اور نماز ہی اسلام کا امتیازی نشان ہے چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والا عمل صرف نماز ہی ہے۔

دنیا کے مذاہب ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، بدھ، پارسی وغیرہ میں کوئی نہ کوئی چیز ایسی مل جاتی ہے جو مذاہب میں مشترک پائی جاتی ہیں۔ مثلاً جھوٹ بولنے کو ہر مذہب نے برا کہا ہے۔ مگر اس فعل کا فوراً پتہ نہیں چلتا کہ آیا دوسرا فرد سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ چنانچہ زندگی کے بے شمار شعبے یعنی اخلاقی، تمدنی، معاشرتی، اقتصادی، سماجی فلاح و بہبود ایسے ہیں جن میں اسلام کے بنیادی اصول دنیا بھر میں کار فرما ہیں مگر مسلم اور غیر مسلموں کے اصول و ضوابط میں بنیادی فرق کرنے والی نماز ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز چھوڑنے کو بالکل ناپسند کیا ہے اور مختلف انداز سے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ نماز چھوڑنا بہت بری بات ہے بلکہ نماز چھوڑنے کو کفر جیسا عمل قرار دیا ہے اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَفِيقٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُونَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرَكُّهُ كُفْرًا غَيْرَ الصَّلَاةِ.

حضرت عبداللہ بن شفیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کسی چیز کے اعمال میں چھوڑنے کو کفر نہیں خیال کرتے تھے سوائے نماز کے۔ (جامع ترمذی)

اسلام میں کچھ اعمال ایسے ہیں جو علامت مسلمانی ہیں اور ظاہری طور پر سرانجام دیئے جاتے ہیں تاکہ ان سے دوسروں کے سامنے مسلمان کا مسلمان ہونا واضح رہے۔ نماز بھی انہیں ظاہری اعمال سے ہے جس کے قائم کرنے سے انسان کی مسلمانی ظاہر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندے اور کافر کے درمیان نماز ہی ایک واضح فرق ہے جس سے مسلمان کا مسلمان ہونا ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ مسلمان نماز پڑھتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتا۔ اسی لیے یہ فرمایا گیا ہے کہ بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے۔

عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑ دینا ہے۔ (مسلم شریف)

شروع شروع مکہ میں جب اسلام پھیلا تو اس وقت مسلمانوں، مشرکین اور منافقین کے درمیان جو حد فاصل قائم کی گئی وہ صرف نماز ہی تھی حج اسلام کے اراکین میں سے ہے مگر حج وہ لوگ بھی کرتے تھے اور اہل عرب حج کرنے کے عادی تھے۔ ایسے زکوٰۃ کو اگر امتیازی نشان اور حد فاصل ٹھہرایا جائے تو منافقین لوگ بھی یہ ادا کر سکتے تھے۔ کیوں کہ عرب فیاض طبع ہونے کی وجہ سے ایسا کرنے کو مشکل خیال نہ کرتے فقراء اور غریبوں و مسکینوں کے درمیان بھی فیاضی کا ان میں فطری جذبہ تھا۔ لیکن زکوٰۃ کا اظہار سال میں ایک مرتبہ ہے۔ روزہ میں بھی چھپ چھپا کر آسانی سے کھایا جاسکتا تھا۔ چنانچہ ان تمام امور کے پیش نظر اہل مکہ اور مسلمانوں میں نماز ہی دین کی ایک ایسی بنیاد تھی جسے ہر شخص مسلمانوں کو دن میں کسی نہ کسی موقع پر ادا کرتا دیکھ سکتا تھا۔ اس لئے نماز مسلمانوں کی امتیازی علامت ہے۔

نماز سے منافقین کی بھی تخصیص ہو سکتی ہے کیونکہ نماز سے گراں منافقین پر کوئی چیز نہ تھی۔ وہ کچھ نمازیں تو مسلمانوں کے ساتھ پڑھ لیتے مگر فجر اور عشاء کی نماز ان پر گراں ہوتی تھی۔ اس سے وہ پہچانے

جاتے۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۖ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى ۖ
يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

ترجمہ: بے شک منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور (قیامت کو) وہ ان کو دھوکا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کو اٹھتے ہیں تو سست اٹھتے ہیں لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

(النساء: ۱۴۲)

مدینہ منورہ میں آ کر نماز میں قبلہ کی تبدیلی سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مخلصین اور منافقین کی پہچان ہو جائے مکہ مکرمہ کے لوگ خانہ کعبہ کو انتہائی تقدس اور عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اچھا خیال نہیں کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں یہود آباد تھے جو مسلمان ہو گئے تھے وہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔ مگر کعبہ کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اس لئے منافقین کی پہچان بیت المقدس کے قبلہ بنانے سے اور یہود منافقین کی پہچان کعبہ کے قبلہ بنانے سے کی گئی۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ
الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ عہد جو ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے نماز ہے پس جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔

(جامع ترمذی سنن نسائی)

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُؤُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى
وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ۖ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى
الزَّكَاةَ ۚ

ترجمہ: یہ کچھ نیکی نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو لیکن نیکی اس کی ہے جو اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لایا اور اس نے مال کو باوجود اس کی محبت کے (یا اللہ کی محبت میں) رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور منکوتوں کو اور گردنوں کے

چھڑانے میں دیا اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتا رہا۔ (البقرة: ۱۷۷)

آج کے مادی دور کا کمزور مگر آکڑ باز مسلمان دین اسلام کے اس بنیادی فریضہ کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں دیتا۔ اس نے اپنی امتیازی خصوصیت یعنی نماز پر کیا پابندی کرنی ہے بلکہ یہ تو مغرب کی رنگینیوں کا دلدادہ بن گیا ہے اور مذہب سے بہت دور نکل گیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو کچھ غیرت کا پیالہ پی کر اسلام کے اس بنیادی فریضہ پر سختی سے پابندی کرنی چاہیے تاکہ غیر مسلم اور مسلمانوں کے اعمال کا بین فرق نماز پڑھنے سے ظاہر ہو سکے۔

7- نماز چھوڑنے پر عتاب

نماز کے فضائل سے معلوم ہوا کہ نماز تمام اعمال میں افضل ہے لہذا ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا چھوڑنا ہر لحاظ سے نقصان دہ ہے اور نماز کا ترک کرنا حد درجہ تک ناپسندیدہ فعل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخرت میں بے نمازیوں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۚ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيِّينَ ۚ وَلَمْ نَكُ نَطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۚ وَكُنَّا نَحْوُ ضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۚ وَكُنَّا نَكْذِبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۚ حَتَّىٰ آتَانَا الْيَقِينَ ۚ

ترجمہ: (پوچھا جائے گا کہ) تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا وہ کہیں گے کہ ہم نمازیوں میں نہ تھے اور مسکین کو کھانا نہیں دیتے تھے اور بکواس کرنے والوں کے ساتھ بکواس کیا کرتے تھے اور انصاف کے دن کو جھوٹ جانتے تھے یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی۔ (المدرثر: ۴۲-۴۷)

یوم حساب کے بعد جن لوگوں کو جہنم میں سزا دے دی جائے گی تو جب ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کون سی چیز نے تمہیں اس سزا میں مبتلا کیا ہے تو وہ مندرجہ بالا دینی احکام کی خلاف ورزی بیان کریں گے جس بنا پر انہیں وہ سزا ملی ان میں ان کا ایک عمل ترک نماز بھی ہوگا۔

ایک اور مقام پر میدان حشر کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۚ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۚ فِي جَنَّاتٍ يَدْخُلُونَ فِيهَا مِنْ أَعْنَابٍ ۚ فِيهَا يَكُونُ الْمُسْكِرُونَ ۚ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيِّينَ ۚ

ترجمہ: ہر شخص اپنے عمل کے انجام لگا ہوا ہوگا سوائے دائیں ہاتھ والوں کے یہ لوگ جنت میں ہوں گے اور مجرموں سے پوچھیں گے کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے

تھے۔ (مدثر۔ ۳۸-۴۳)

یوم حشر کو ہر شخص اپنے کئے کی پاداش میں ہوگا صرف وہ لوگ باعزت ہوں گے اور جنت میں ہوں گے جن کے اعمال اچھے ہوں گے اور ان کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں ہوں گے یہ اچھے لوگ مجرموں سے سوال کریں گے کون سے عمل نے تمہیں رسوا کیا ہے تو ان کا جواب ہوگا کہ وہ دنیا میں نماز نہیں پڑھتے اس لئے آج ان کا یہ ہولناک انجام ہے لہذا جان لو کہ نماز نہ پڑھنے کا انجام اچھا نہ ہوگا۔

3- ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے میدان حشر میں ان کو زبردست رسوائی کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۖ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۝

ترجمہ: جس دن ایک ساق کھولی جائے گی جس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو نہ کر سکیں گے نیچی نگاہیں کئے ہوئے ان پر ذلت چھا رہی ہوگی اور بے شک دنیا میں سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے جب تندرست تھے مگر سجدہ نہ کرتے تھے۔ (قلم: ۴۲-۴۳)

یہاں بھی پہلے سے ملتی جلتی بات بیان کی گئی ہے کہ میدان حشر میں جب کہ تمام انسان جمع ہوں گے تو لوگوں کو سجدے کا حکم دیا جائے گا اچھے اور نیک لوگ سجدہ کریں گے لیکن بے نماز سجدہ نہ کر سکیں گے کیونکہ وہ دنیا میں سجدہ نہیں کرتے تھے یعنی نماز نہیں پڑھتے تھے تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے میدان حشر میں وہ لوگ رسوا ہوں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ جان بوجھ کر نماز نہیں چھوڑنی چاہیے اور جو شخص جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دیتا ہے اللہ اس سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي أَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعَتْ وَحُرِّقَتْ وَلَا تُتْرَكَ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرَأَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مُفْتَاخُ كُلِّ شَرٍّ.

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دوست نے مجھ کو وصیت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اگرچہ تو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور جلایا جائے اور فرض نماز نہ چھوڑ جان بوجھ کر جس نے جان بوجھ کر فرض نماز ترک کر دی اس سے ذمہ بری ہوا اور شراب نہ پی کیونکہ وہ

ہر برائی کی کنجی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث پاک میں تین باتوں سے بچنے کی وصیت کی گئی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور دوسری بات جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ نماز کو کسی حال میں بھی ترک نہ کیا جائے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ شراب نہ پی جائے کیونکہ وہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

2- حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات نصیحتیں کیں جن میں سے چار یہ ہیں۔ اول یہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ بناؤ چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تم جلا دیئے جاؤ یا سولی چڑھا دیئے جاؤ۔ دوسرے یہ کہ جان کر نماز نہ چھوڑو جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرو کہ اس سے حق تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ شراب نہ پیو کہ وہ ساری خطاؤں کی جڑ ہے۔

3- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔

4- بزاز نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور فرماتے ہیں اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس کے لئے نماز نہ ہو۔

5- بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں نماز دین کا ستون ہے۔

6- حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز پر محافظت (مداومت) کی قیامت کے دن وہ نماز اس کے لئے نور و برہان و نجات ہوگی اور جس نے محافظت نہ کی اس کے لئے نہ نور ہے نہ برہان نہ نجات اور قیامت کے دن قارون و فرعون و ہامان و ابلی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

7- امام بخاری نے نافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے صوبوں کے پاس فرمان بھیجا کہ تمہارے سب کاموں سے اہم میرے نزدیک نماز ہے جس نے اس کا حفظ کیا اور اس پر محافظت کی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے اس کو ضائع کیا وہ اوروں کو بدرجہ اولیٰ ضائع کرے گا۔

اللہ کے محبوب نمازی

انبیاء کرام صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کے محبوب بندے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت خاص سے نوازا بلکہ ان پر اپنا آپ ظاہر کیا اور انہیں مقام عبدیت سے سرفراز کیا۔ ان محبوب ہستیوں نے اللہ تعالیٰ کی بے حد عبادت کی ان کی نماز میں بے پناہ محویت اور خشوع و خضوع تھا ان مقربان خدا کی نمازوں اور عبادت کی کیفیت کا مختصر تذکرہ حسب ذیل درج ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے بھی غار حرا میں کافی عرصہ عبادت الہی میں مصروف رہے مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت پر فائز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے کا حکم ہو گیا۔ نماز کا حکم پاتے ہی آپ اس پر کاربند ہو گئے شروع شروع میں آپ چھپ کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز مثالی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں حد درجے کی محویت تھی گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا ہر طرح سے کامل تھا۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نقلی نمازوں میں خشیت الہی سے اشکبار ہو جاتے اور نماز میں آپ اللہ تعالیٰ کی طرف اتنی لگن اور محبت سے متوجہ ہوتے کہ دنیا کے ہر خیال سے بے نیاز ہو جاتے اور حالت نماز میں آپ بارگاہ رب العزت کے بالکل قریب ہو جاتے۔ گویا کہ اللہ کے حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی کامل اور مقبول نماز نہ کوئی پڑھ سکا اور نہ ہی کوئی پڑھ سکے گا۔

آغاز نبوت میں آپ رات کے وقت نماز تہجد پڑھا کرتے تھے اور شروع میں آپ پر نماز تہجد فرض تھی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد صبح و شام آپ نے دو دور کعتیں پڑھنا شروع کر دیں اس کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہوا ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۝

ترجمہ: صبح و شام اپنے پروردگار کا نام یاد کیا کرو اور رات کے وقت دیر تک اس کو سجدہ کیا کرو اور اس کی تسبیح کیا کرو۔

مفسرین کا کہنا ہے کہ رات کو اٹھ کر دیر تک نماز پڑھنے کا حکم ایک سال تک باقی رہا اس کے بعد رات کی نماز فرض کے بجائے نفل ہو گئی، کیونکہ سورہ منزل میں ہے۔

”اے میرے محبوب تمہارا پروردگار جانتا ہے تم دو تہائی رات سے کم اور آدھی رات اور تہائی رات تک نماز پڑھا کرتے ہو۔ اور لوگوں کی ایک جماعت بھی نماز میں تمہارے ساتھ ہوتی ہے، خدا ہی رات دن کا اندازہ کرتا ہے، اس نے جان لیا کہ تم اس کو گن نہیں سکتے اس لئے تم پر مہربانی کی، اب تم سے جتنا ہو نماز میں اتنا ہی قرآن پڑھا کرو۔“ (منزل: ۲۰)

تہجد کے نفل ہو جانے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب میں کثرت سے نماز پڑھا کرتے تھے اور بڑی بڑی قرأت کیا کرتے تھے۔ بعد میں جب پانچ نمازیں باجماعت فرض ہو گئیں تو آپ نے آخری دم تک اس فریضے کو بڑے احسن طریقے سے سرانجام دیا مکہ شریف سے جب آپ ہجرت کر کے مدینہ شریف میں قیام پذیر ہوئے۔ تو یہاں آپ نے نظام الصلوٰۃ کا مکمل اہتمام کیا۔

آپ کی نماز میں اتنی عاجزی اور خضوع و خشوع ہوتا کہ اس کی مثال نہیں اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب میں اس قدر نماز پڑھا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں ورم کر گئے تھے کسی نے عرض کیا آپ اس قدر مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں؟ آپ تو معصوم ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟

بخاری میں ہے کہ ایک بار ایک شخص نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو بیان کیجئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بات عجیب نہ تھی؟ سب ہی باتیں عجیب تھیں، چنانچہ ایک شب کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور لیٹ گئے پھر فرمایا مجھے چھوڑ دو میں اپنے رب کی عبادت کروں، یہ فرما کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور رونا شروع کیا، یہاں تک کہ آنسو بہہ کر سینہ مبارک تک آ گئے، پھر رکوع کیا اور رکوع میں بھی اسی طرح روتے رہے پھر سجدہ میں بھی گریہ جاری رہا۔ اس کے بعد سجدے سے سر اٹھایا تو اس وقت بھی روتے ہی رہے

یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر فجر کی نماز کے لئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس قدر روتے ہیں حالانکہ آپ معصوم ہیں آپ کے گزشتہ آئندہ سارے گناہوں کی (اگر وہ ہوں بھی تو) اللہ تعالیٰ مغفرت کا وعدہ فرما چکا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھا کرتے تھے تو ان کے باطن میں دیگ کی طرح جوش ہوتا تھا جس کے نیچے آگ جل رہی ہو۔

آپ نے نماز کے لئے بہت سی تکالیف بھی برداشت کیں بخاری میں ہے کہ ایک دن آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے اور روسائے قریش بیٹھے تمسخر کر رہے تھے ابو جہل نے کہا کاش اس وقت کوئی جاتا اور اونٹ کی اوجھڑ نجاست سمیت اٹھالاتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ میں جاتے تو وہ ان کی گردن پر ڈال دیتا چنانچہ عقبہ نے ابو جہل کی خواہش کے مطابق ایک بڑی اونٹ کی اوجھڑ لا کر آپ کے اوپر ڈال دی اور آپ کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات مجھ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ حضور نے سورہ بقرہ شروع کی۔ میں نے سمجھا آپ سو آیتوں تک پڑھیں گے لیکن جب آپ اس کو پڑھ کر آگے بڑھے تو میں نے دل میں کہا شاید آپ پوری سورہ ایک ہی رکعت میں ختم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ جب آپ نے اس سورہ کو ختم کیا تو میں نے خیال کیا اب آپ رکوع کریں گے لیکن آپ نے فوراً سورہ آل عمران شروع کر دی اور وہ بھی ختم ہو گئی تو سورہ نساء شروع کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت ٹھہر ٹھہر کر نہایت سکون و اطمینان سے قرأت فرما رہے تھے اور ہر آیت کے مضمون کے مطابق درمیان درمیان میں تسبیح اور دعا کرتے جاتے تھے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا۔ رکوع میں بھی قیام کے برابر توقف فرمایا۔ پھر کھڑے ہوئے اور اتنی ہی دیر کھڑے رہے۔ پھر سجدہ کیا اور سجدے میں بھی اسی قدر دیر فرمائی۔

حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی وضو فرمایا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں پوری سورہ بقرہ پڑھ ڈالی۔ جہاں رحمت کی آیت آتی ٹھہر جاتے اور دیر تک رحمت کی دعا مانگتے رہتے سورہ کے آخر پر رکوع

کیا اور اتنی دیر تک رکوع میں رہے جتنی دیر سورہ بقرہ کی قرأت میں لگی تھی اور رکوع میں سُبْحَانَ
ذَالْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْعَظْمَةِ پڑھتے تھے۔ رکوع کے بعد اتنا ہی طویل سجدہ کیا دوسری
رکعت میں سورہ آل عمران پڑھی اسی طرح ہر رکعت میں پوری ایک سورہ پڑھتے رہے۔

تہجد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اتنی بلند ہوتی تھی کہ آواز دور تک جاتی اور لوگ اپنے
بستروں پر پڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سنتے، کبھی کبھی ایسی آیت آ جاتی کہ آپ اس کے کیف و
اثر میں محو ہو جاتے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں یہ
آیت پڑھی۔

إِنْ تَعَذَّبْتُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

ترجمہ: اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے بندے ہیں اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو غالب اور حکمت
والا ہے۔ (المائدہ: ۱۱۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس آیت کا ایسا اثر ہوا کہ صبح تک یہی آیت پڑھتے رہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارکان نماز کو خوب سکون و اطمینان سے ادا کیا کرتے تھے۔ نماز کے ارکان
میں سب سے کم وقفہ رکوع کے بعد کے قیام میں ہوتا ہے لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد اتنی دیر قیام کرتے کہ ہم لوگ سمجھتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے
میں جانا بھول گئے۔

خشوع نماز کی روح ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خاشع کون ہو سکتا ہے؟ حضرت عبداللہ
اپنے والد حضرت شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہاں گیا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور فرط گریہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے اندر سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے دیگ کے جوش کرنے کی آواز۔

حضرت مطرب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں
ہیں اور آپ پر گریہ طاری ہے اور سینہ میں گرمی کی وجہ سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہانڈی جوش مارتی ہو۔

شمال ترمذی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک شب حضرت میمونہ رضی اللہ
عنہا کے گھر تھے جو ان کی خالہ تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں بستر کے عرض میں لیٹا
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے طول میں لیٹے اور سو گئے۔ آدھی رات یا اس سے کچھ پہلے یا

اس سے کچھ دیر بعد آپ بیدار ہوئے اور چہرہ مبارک پر ہاتھ مل کر نیند کے اثر کو زائل کیا اس کے بعد آپ نے سورہ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں پڑھیں اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور لنگی ہوئی مشک کے پاس گئے اس سے خوب اچھی طرح وضو کر کے آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر میں بھی اٹھ بیٹھا اور وضو کر کے آپ کے بائیں پہلو پر کھڑا ہو گیا، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور بائیں ہاتھ سے میرا دایاں کان پکڑ کر مجھے (بائیں جانب سے دائیں جانب) پھیر لیا۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دو رکعت، پھر دو رکعت اور پھر دو رکعت (کل بارہ رکعتیں) پھر نماز وتر پڑھی۔ اس کے بعد آپ لیٹ گئے۔ اس کے بعد مؤذن (نماز فجر کی اطلاع دینے آیا تو آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں اور نماز فجر کے لیے باہر تشریف لے گئے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب میں کچھ دیر سوتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے پھر سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے پھر سو جاتے پھر اٹھ بیٹھتے اور نماز میں مصروف ہو جاتے غرض صبح تک یہی حالت قائم رہتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی حالت میں تہجد کی نماز ترک نہیں فرمائی جب کبھی بیمار یا کسلمند ہوتے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ غزوہ بدر میں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات میں ہر شخص سوتا رہا مگر حضور ایک درخت کے نیچے رات بھر نماز پڑھتے رہے اور روتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے صبح کر دی۔

۱۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز

آپ کی نماز کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ابتدائی زمانہ میں بھی اس سوز و گداز کے ساتھ نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے کہ قریش کے بیوی بچے متاثر ہو کر آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور قریش کو اندیشہ ہوتا کہ کہیں ان کے متعلقین اپنے دین سے منحرف نہ ہو جائیں اس لیے آپ کو نماز پڑھنے سے روکتے اور اذیت پہنچاتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی نماز اور تلاوت اس درجہ عزیز تھی کہ آپ نے قریش کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ مکرمہ سے حبشہ کو ہجرت کرنے کے لیے سوچا مگر آپ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ نماز اور تلاوت ترک

کر دیں۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر حبشہ جا رہے تھے کہ راستہ میں قارہ کے رئیس ابن دغنے سے ملاقات ہو گئی۔ وہ آپ کو مکہ مکرمہ واپس لایا اور آپ کے فضائل بیان کر کے قریش کو ملامت کی کہ تم نے ایسے شریف اور نیک دل انسان کو ترک وطن پر مجبور کر دیا، اس کے ساتھ ہی ابن دغنے نے اعلان کر دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میری امان میں ہیں۔ قریش نے اس شرط پر امان قبول کر لی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھلے طور پر نماز اور قرآن نہ پڑھیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دروازے پر ایک مسجد بنالی اس میں نماز اور قرآن پڑھنے لگے۔ اب پھر وہی حال تھا کہ آپ نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے تو قریش کے بیوی بچے فرط اثر سے کھینچ کر آپ کے پاس جمع ہو جاتے۔ قریش نے ابن دغنے سے شکایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دروازے پر مسجد بنا لی ہے۔ اس میں بلند آواز سے نماز اور قرآن پڑھتے ہیں۔ ہمیں اپنے متعلقین کے گمراہ ہو جانے کا اندیشہ ہے یا تو ابوبکر شرائط کی پابندی کریں یا پھر تم ان کی ذمہ داری سے علیحدہ ہو جاؤ۔

ابن دغنے نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا تو آپ نے جواب دیا تم میری حفاظت کی ذمہ داری سے بری ہو۔ میں اللہ کی حفاظت میں راضی اور خوش ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نماز کے ساتھ یہ ذوق و شغف تمام عمر قائم رہا۔ اکثر دن کو روزے رکھتے اور راتیں نماز میں گزارتے خشوع و خضوع کا یہ حال تھا کہ نماز میں لکڑی کی طرح بے حس و حرکت نظر آتے روتے اتنے کہ بچی بندھ جاتی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نماز سیکھی اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا کرتے تھے نماز پڑھتے وقت حد درجے کی انکساری ہوتی۔

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بڑے بارعب جلیل القدر صحابی تھے۔ آپ کی نماز کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ رات بھر جاگ کر بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھتے جب صبح ہوتی تو اپنے گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط

ترجمہ: اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر جمے رہو۔ (طہ: ۱۳۲)

آپ نماز میں ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر یا خدا کی عظمت و جلالت کا بیان ہوتا اور ان چیزوں سے آپ اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ایک بار نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّالَهُ مِنْ دَافِعٍ ۝ (بلاشک و شبہ تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں) (الطور: ۷-۸) تو اس قدر روئے کہ روتے روتے آنکھیں ورم کر آئیں کنز العمال میں ہے کہ ایک نماز میں آپ نے یہ آیت پڑھی۔

وَإِذَا الْقُؤُوتُ مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقْرَنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝

جس روز گنہگار لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے دوزخ کی ایک تنگ جگہ میں ڈال دیئے جائیں گے تو موت موت پکاریں گے۔

یہ آیت پڑھ کر آپ پر ایسا خوف و خشوع طاری ہوا اور آپ کی حالت اتنی غیر ہوئی کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ آپ پر اس طرح کی آیتوں کا ایسا ہی اثر ہوا کرتا ہے تو سمجھتے کہ آپ واصل بحق ہو گئے۔ ایک بار فجر کی نماز میں سورہ یوسف شروع کی جب اس آیت پر پہنچے۔

وَأَبْيَضْتُ عَنْهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝

ترجمہ: یوسف کی جدائی میں یعقوب (علیہ السلام) کی آنکھیں روتے روتے سفید پڑ گئیں اور وہ جی ہی جی میں گھٹنے لگے۔ (یوسف: ۸۴)

تو زار زار رونے لگے یہاں تک کہ قرأت جاری رکھنا دشوار ہو گیا مجبور ہو کر رکوع میں چلے گئے۔ حضرت عبداللہ بن صائب کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عشاء کی نماز میں کسی وجہ سے دیر ہو گئی اس لیے میں نے نماز شروع کی آپ بعد میں آئے اور نماز میں شریک ہو گئے۔ میں سورہ ذاریات پڑھ رہا تھا۔ جب میں نے یہ آیت پڑھی۔

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝

ترجمہ: تمہارا رزق آسمان میں ہے اور تم سے اس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (ذاریات: ۲۲)

آپ کی زبان سے بے اختیار اَنَا أَشْهَدُ (میں اس پر گواہی دیتا ہوں) نکل گیا اور آواز اتنی اونچی تھی کہ مسجد گونج گئی۔

صائب بن یزید اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ قحط کا زمانہ تھا۔ میں نے آدھی رات کو دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور دعا میں بار بار کہہ رہے تھے۔ اے اللہ ہم لوگوں کو قحط سے ہلاک نہ کر اس بلا کو ہم سے دور کر دے۔

آپ کی نماز کے متعلق حضر مسور بن محزمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ چادر سے ڈھانپ دیئے گئے تھے میں نے دریافت کیا کہ تم لوگ ان کو کس حالت میں دیکھ رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ جس طرح تم دیکھ رہے ہو میں نے کہا انہیں نماز کے لیے ہوشیار کرو اس لیے کہ نماز سے زیادہ ان کو زیادہ گھبراہٹ کی چیز نہیں، تم ہوشیار نہ کرو گے؟ لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! نماز تیار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میرا اللہ! اس وقت میں نے اٹھنا ہی ہے اور اس شخص کا اسلام میں کوئی حق نہیں جس نے نماز ترک کر دی۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھی اور آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جب نیزہ لگا تو ان پر بیہوشی آنی شروع ہو گئی تو کہا گیا کہ تم ان کو نماز جیسی چیز سے زیادہ کسی اور چیز سے گھبراہٹ میں نہ ڈالو گے۔ بشرطیکہ ان میں حیات باقی ہو چنانچہ کہنے والے نے کہا 'الصَّلَاةُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ' لوگ تو نماز پڑھ چکے ہیں تو آپ ہوش میں آئے اور آپ نے کہا نماز! ہا۔ئے میرے اللہ! اب تو پڑھنی ہی ہے اور اس آدمی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز چھوڑ دی۔

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دنیوی معاملات میں توجہ دینے کے باوجود بڑی انکساری اور خضوع سے نماز پڑھتے۔ جب آپ نماز میں ہوتے تو دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے آپ کے متعلق حضرت عثمان بن عبد الرحمن تیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے کہا کہ میں آج تمام رات مقام ابراہیم پر عبادت کروں گا۔ میرے باپ نے کہا کہ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو میں اس جگہ تنہا چلا گیا اور اس میں کھڑا ہو گیا فرمایا اس حال میں کہ میں کھڑا ہوا تھا چانک ایک شخص نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے میرے باپ نے کہا انہوں نے ام القرآن (یعنی سورہ فاتحہ) کے ساتھ ابتدا کی اور پڑھنا شرع کیا یہاں تک کہ سارا

قرآن ختم کر دیا اس کے بعد رکوع کیا اور سجدہ کیا پھر اپنے دونوں جوتے لیے تو مجھے علم نہیں کہ اس سے پہلے بھی کچھ پڑھا یا نہیں عبدالرحمن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ میں نے ایک رات مقام ابراہیم کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ آگے بڑھے اور سارا قرآن ایک رکعت میں پڑھا پھر واپس چلے گئے۔ عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اس کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے تمام کتاب اللہ کو ایک رکعت میں جمع کر دیا یہ رکعت وتر تھی محمد بن سیرین کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ساری رات عبادت کرتے پس قرآن کو ایک رکعت میں ختم کر دیتے۔

محمد بن مسکین سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے جس وقت باغیوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا تھا کہا کہ کیا تم ان کے قتل کا ارادہ کر رہے ہو؟ اگر تم نے ان کو قتل کر دیا یا ان کو چھوڑے رکھا (تو تمہیں اختیار ہے) ان کی تو یہ حالت تھی کہ ساری رات ایک ہی رکعت میں گزار دیتے تھے جس میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ محمد بن سیرین سے اسی جیسی روایت ہے اس میں اس طرح ہے کہ جب باغیوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور ان کے قتل کا ارادہ کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا ”تم نے ایک ایسے آدمی کو قتل کیا ہے کہ یہ ساری رات ایک رکعت میں قرآن ختم کرتا تھا۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نماز سے خصوصی دلچسپی تھی لہذا آپ پوری توجہ سے نماز ادا کرتے۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھا کر دائیں جانب رخ کر کے بیٹھ گئے آپ کے چہرے سے رنج و غم کا اثر ظاہر ہو رہا تھا۔ طلوع آفتاب تک آپ اسی طرح بیٹھے رہے اس کے بعد بڑے تاثر کے ساتھ اپنا ہاتھ پلٹ کر فرمایا خدا کی قسم میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے آج ان جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ ان کی صبح اس حال میں ہوتی کہ ان کے بال بکھرے ہوئے چہرے غبار آلود اور زرد ہوتے وہ ساری رات اللہ کے حضور سجدے میں پڑے رہتے کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھتے رہتے حتیٰ کہ جب تھک جاتے تو کبھی

ایک پاؤں پر سہارا دے لیتے اور کبھی دوسرے پاؤں گویا کہ وہ خدا کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح جھومتے جیسے ہوا میں درخت حرکت کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے تھے مگر اب کے لوگ کیسے ہیں کہ غفلت میں رات گزار دیتے ہیں اور یاد الہی کی پروا نہیں۔

نماز کا وقت آتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ پر لرزہ طاری ہو جاتا ایک بار ان سے پوچھا گیا کہ اے امیر المومنین آپ کا یہ حال کیا ہو جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی اس امانت کی ادائیگی کا وقت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین اور پہاڑ پر پیش کیا تو ان سب نے اس بار کے اٹھانے سے ڈر کر انکار کر دیا۔ اور انسان نے اسے اٹھا لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ران میں تیر گھس گیا لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی مگر نہ نکل سکا آپس میں مشورہ کیا کہ جب آپ نماز میں مشغول ہوں اس وقت تیر نکالا جائے چنانچہ آپ جب نماز میں مشغول ہوئے اور سجدے میں گئے تو لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپس میں لوگوں کو دیکھا فرمایا کیا تم تیر نکالنے کے لیے آئے ہو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو ہم نے نکال بھی لیا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر تک نہیں ہوئی۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ حالت نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف اتنے متوجہ ہوتے کہ آپ کو ادھر ادھر کی کچھ خبر نہ رہتی۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جب حضرت علیؑ نماز کا قصد فرماتے تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بڑے مشہور صحابی تھے آپ حضرت زبیر کے بیٹے تھے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ساتھی تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خالہ تھیں اور آپ کی والدہ محترمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ آپ کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جنہیں یاد الہی کا بہت شوق تھا لہذا خدا کی عبادت آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھی اور اس میں وہ بڑی بڑی مشقتیں برداشت کیا کرتے تھے نہایت ہی خشوع و خضوع اور استغراق کے ساتھ نماز پڑھتے کہ قیام کی حالت میں یوں محسوس ہوتا کہ کوئی ستون

کھڑا ہے۔ آپ کا رکوع اتنا طویل ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ پوری سورہ بقرہ ختم کر دیتے مگر ان کا رکوع ختم نہ ہوتا۔ یہی عالم سجدے کا تھا کہ جب سجدہ کرتے تو اتنی دیر تک سجدہ میں رہتے کہ حرم شریف کے کبوتر آپ کی پشت پر آ کر بیٹھ جاتے کیونکہ حالت نماز میں آپ ہیبت و عظمت خداوندی کے باعث بالکل بے حس و حرکت رہتے نازک سے نازک حالت میں بھی آپ کی نماز ترک نہ ہوتی حجاج کے محاصرے کے زمانے میں جب چاروں طرف سے پتھروں کی بارش ہو رہی تھی آپ حطیم میں نماز ادا کرتے پتھر آ کر پاس گرتے مگر آپ پر ان کا کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو خود بڑے پایہ کے بزرگ اور عبادت گزار صحابی تھے فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھنا چاہتے ہو تو ابن زبیر کی نماز کی نقل کرو عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش کی طرف سے گزرے تو نہایت حسرت سے مخاطب ہو کر کہا۔ ابو خبیب خدا تمہاری مغفرت کرے تم بڑے روزہ دار بڑے نمازی اور بڑے صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مخالفین کی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑائی ہو رہی تھی تو ایک گولہ مسجد کی دیوار پر لگا جس سے دیوار کا ایک ٹکڑا اڑا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حلق اور داڑھی سے ٹکرایا مگر وہ بدستور نماز پڑھتے رہے۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ بیٹا جس کا نام ہاشم پاس سورہا تھا۔ چھت میں سے ایک سانپ گرا اور بچہ سے لپٹ گیا۔ وہ چلایا گھر والے سب دوڑتے ہوئے آئے شور مچ گیا۔ اس سانپ کو مارا۔ ابن زبیر اسی اطمینان سے نماز پڑھتے رہے۔ سلام پھیر کر فرمانے لگے۔ کچھ شور کی سی آواز آئی تھی کیا تھا؟ بیوی نے کہا اللہ تم پر رحم کرے بچے کی تو جان ہی گئی تھی تمہیں پتہ ہی نہ چلا۔ فرمانے لگے۔ تجھے کیا معلوم کہ اگر نماز میں اللہ کی طرف سے توجہ ہٹاتا تو نماز کہاں باقی رہتی۔

۶۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں خیال آنے سے باغ وقف کر دیا

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول تھے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک پرندہ اڑا اور اسے جلدی سے باہر جانے کا راستہ نہ ملا کیونکہ باغ بڑا گنجان تھا وہ کبھی ادھر اور کبھی ادھر اڑتا رہا اور باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈتا رہا۔ ان کی نگاہ اس پر پڑی اور اس منظر کی وجہ سے ادھر خیال لگ

گیا اور نگاہ اس پر ندے کے ساتھ پھرتی رہی۔ دفعتاً نماز کا خیال آیا تو سہو ہو گیا کہ کون سی رکعت ہے نہایت افسوس ہوا کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی کہ نماز میں بھول ہوئی۔ فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا قصہ عرض کر کے درخواست کی کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی۔ اس لیے میں اس کو اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں دل چاہے اس کو صرف فرما دیجئے۔

۷۔ ایک انصاری صحابی کا واقعہ

اسی طرح کا ایک اور قصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیش آیا کہ ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کھجوریں پکنے کا زمانہ شباب پر تھا اور خوشے کھجوروں کے بوجھ اور کثرت سے جھکے پڑے تھے۔ نگاہ خوشوں پر پڑی اور کھجوروں سے بھرے ہونے کی وجہ سے بہت ہی اچھے معلوم ہوئے۔ خیال ادھر ادھر لگ گیا جس وجہ سے یہ بھی یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں۔ اس کے رنج اور صدمہ کا ایسا غلبہ ہوا کہ اس کی وجہ سے یہ ٹھان لی کہ اس باغ ہی کو اب نہیں رکھنا جس کی وجہ سے یہ غفلت پیدا ہوئی اور اس کی خوشنمائی نے مجھے نماز میں غافل کر دیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا کہ یہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں۔ اس کو جو چاہے کیجئے۔ انہوں نے اس باغ کو پچاس ہزار میں فروخت کر کے اس کی قیمت دینی کاموں میں خرچ فرمادی۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نماز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نماز سے خاص ذوق و شغف تھا کیونکہ آپ فرض نمازوں کے علاوہ آپ کثرت سے نفل نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے غلام حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر کثرت سے نمازیں پڑھا کرتے تھے صبح کے قریب مجھ سے دریافت کرتے کہ صبح طلوع ہو گئی ہے کہ نہیں؟ اگر میں ہاں کہتا تو پھر طلوع سحر تک استغفار میں مشغول ہو جاتے اور اگر نہیں کہتا تو پھر نماز شروع کر دیتے روزانہ کا معمول تھا کہ مسجد نبوی سے دن چڑھے نکلتے۔ بازار کی ضروریات پوری کرتے پھر نماز پڑھ کر گھر جاتے۔ محمد بن زید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ شب میں چار چار پانچ پانچ مرتبہ اٹھتے اور نماز پڑھتے۔ گویا کہ اس طرح کثرت سے یاد الہی میں مصروف

رہتے اور رات کے بیشتر حصہ میں شب بیدار رہتے کیونکہ آپ کی شب بیداری کے متعلق ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکل گیا کہ عبد اللہ کیا ہی اچھا آدمی ہوتا اگر وہ رات میں نمازیں پڑھا کرتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات سنی تو ساری زندگی کے لیے یہ معمول بنا لیا کہ رات کو بہت کم سوتے اور زیادہ وقت نماز میں گزار دیتے قرآن مجید اتنی کثرت سے پڑھتے کہ اکثر اوقات ایک رات میں پورا قرآن ختم کر لیتے تھے۔ ذرا غور کیجئے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر کس قدر باقاعدگی سے عمل کیا۔ آپ کو ایک ایک ارشاد نبوی سے عشق تھا۔ چنانچہ مستحبات نماز تک کا اتنا خیال رکھتے کہ ہمیشہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرتے اور مسجد کی طرف بہت آہستہ آہستہ جاتے تاکہ اللہ کی راہ میں جتنے زیادہ قدم اٹھائے جائیں گے اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔

ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک سفر میں ایک دوسرے کے ساتھ جا رہے تھے کہ انہوں نے سواری پر بیٹھے بیٹھے نفل نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے گویا کہ آپ دنیا کے دیگر کاموں سے ہر حال میں نماز کو بہت ترجیح دیتے۔

۹۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ نقلی روزہ کم رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں جب کثرت سے نقلی روزے رکھنے شروع کرتا ہوں تو نماز پڑھنے سے کمزور ہو جاتا ہوں حالانکہ نماز مجھے روزہ سے زیادہ محبوب ہے۔ پس اگر کبھی روزہ رکھتے تو مہینہ کے تین دن کا روزہ رکھ لیتے حضرت عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نقلی روزے کم رکھتے تھے جب ان سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں جب روزہ رکھتا ہوں تو نماز سے کمزور ہو جاتا ہوں حالانکہ نماز مجھے روزہ سے زیادہ محبوب ہے۔

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اصحاب صفہ رضی اللہ عنہ میں سے خاص مقام حاصل تھا کیونکہ آپ اپنے شب روز کا بیشتر حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گزارتے اور اکثر مسجد نبوی میں

ہر وقت محو عبادت رہتے آپ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے شب بیداری کے لیے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ ایک حصہ میں آپ خود نماز پڑھا کرتے تھے۔ دوسرے میں آپ کی بیوی نماز پڑھتی تھیں اور تیسرے حصے میں آپ کا غلام نماز پڑھتا۔ باری باری سے ایک دوسرے کو جگاتے تھے اور اس طرح عبادت الہی میں مصروف رہتے۔

۱۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نماز

حضر۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نماز کے متعلق حضرت مسروقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے انہوں نے ہم لوگوں کو رات میں ایک کھیتی والے باغ میں ٹھہرا دیا۔ چنانچہ ہم اس میں ٹھہر گئے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ رات کو اٹھے نماز پڑھنے لگے ان کی اچھی آواز اور اچھے پڑھنے کا تذکرہ کیا۔ مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے آیت کے جس مقام پر گزرے وہیں اپنی آواز بلند کی اور اس کے بعد کہا۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاَنْتَ الْمُؤْمِنُ تُحِبُّ الْمُؤْمِنَ وَاَنْتَ الْمُهَيِّمُ
وَتُحِبُّ الْمُهَيِّمَ وَاَنْتَ الصَّادِقُ.

ترجمہ: اے میرے اللہ تیرا نام سلام ہے اور تیری ہی جانب سے سلامتی ہے اور تو مؤمن ہے یعنی امن کا دینے والا اور تو مؤمن کو دوست رکھتا ہے۔ اور تو پناہ دینے والا ہے اور تو پناہ دینے والے کو دوست رکھتا ہے تو سچا ہے اور سچوں کو دوست رکھتا ہے۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت انس رضی اللہ عنہ تمام انصاری مدینہ میں سے ممتاز تھے اور آپ کا شمار انصار کے روساء میں ہوتا تھا آپ نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے لیکن ایسی امیرانہ زندگی اور ایسی اونچی معاشرت کے باوجود خدا کی عبادت میں ذرہ برابر فرق نہ پڑتا۔

آپ کی عبادت و ریاضت کا یہ حال تھا کہ فرائض سے فارغ ہو کر نوافل شروع کر دیتے اور اس میں اتنا طویل قیام کرتے کہ دونوں پیروں میں ورم آ جاتا اکثر شدت ورم سے پاؤں پھٹ جاتے اور ان سے خون نکلنے لگتا۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کے درمیان عبادت میں

اتنی مشقت برداشت کرتے جس کی ہتم میں سے کسی طاقت نہ تھی۔ نماز اس توجہ و لجوئی اور خشوع و خضوع کے سانچہ پڑھتے کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو خود بھی ایک جلیل القدر صحابی تھے فرماتے ہیں کہ انس کی نماز سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہوتی تھی۔

۱۳۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بھی انصار مدینہ میں سے تھے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان کے مواخانی بھائی تھے۔ ایک دن وہ ان کے یہاں مہمان ہوئے تو ان کی بیوی کو نہایت ابتر حالت میں میلے کچیلے لباس میں دیکھا پوچھا۔ یہ کیا حال ہے جواب ملا کہ تمہارے بھائی ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ کھانے کے وقت حضرت سلمان نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کھاؤ تو انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں بھی نہیں کھاؤں گا اس طرح ان کو کھلایا اور جب رات آئی تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھنا چاہا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم سوؤ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سو رہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد نماز پڑھنا چاہا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم سوؤ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ پھر سو رہے۔ جب رات کا آخری حصہ آیا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا اب اٹھو پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم پر خدا کا حق بھی ہے اور تمہارے نفس اور تمہاری بیوی کا بھی حق ہے۔ ہر ایک کے لیے اس کا حق ادا کرو۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس واقعہ کو بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ نے درست کہا۔

۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق حضرت مسیب بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بینائی جاتی رہی تو ان کے پاس ایک آدمی نے آکر ان سے عرض کیا کہ اگر آپ میرے لیے سات دن اس طرح پر رک جائیں کہ چت لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھیں تو میں

آپ کا علاج کردوں گا اور آپ انشاء اللہ اچھے ہو جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیج کر دریافت کیا ہر ایک نے ان میں سے یہی کہا کہ اگر آپ ان سات دن میں مر گئے تو نمازوں کا کیا کریں گے؟ چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھ کو ویسا ہی رہنے دیا اور علاج نہ کرایا..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے خود روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب میری بینائی جاتی رہی تو کہا گیا کہ ہم تیرا علاج کر دیں گے اور تجھے چند دنوں تک نماز چھوڑنی ہوگی انہوں نے فرمایا نہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے نماز چھوڑ دی وہ اللہ پاک سے اسی حالت میں ملے گا کہ اللہ پاک اس سے سخت ناراض ہوگا۔

۱۵۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وضو کرتے تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا، کسی نے پوچھا ایسا کیوں ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک بڑے جبار بادشاہ کی پیشی میں کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے پھر وضو کر کے مسجد میں تشریف لے جاتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے کہ:

اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ بِبَابِكَ يَا مُحْسِنٌ قَدْ اَتَاكَ الْمُسِيءُ وَقَدْ اَمَرْتُ الْمُحْسِنَ مِنَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسِيءِ فَاَنْتَ الْمُحْسِنُ وَاَنَا عَنِ الْمُسِيءِ فَيَتَجَاوَزُ عَنِ قَبِيحٍ مَا عِنْدِي بِجَمِيلٍ مَا عِنْدَكَ يَا كَرِيمٌ.

ترجمہ: اے اللہ تیرا بندہ تیری ڈیوڑھی پر حاضر ہے اے بھلائی کرنے والے خدا تیرا بد اعمال بندہ تیرے حضور آیا ہے تو نے حکم دیا ہے کہ ہم میں جو اچھا ہے بروں سے درگزر کرے۔ پس تو اچھا خدا ہے اور میں تیرا بد اعمال بندہ ہوں۔ اے کرم کرنے والے میری برائیوں سے ان خوبیوں کے طفیل جن کا تو مالک ہے درگزر فرما۔

اس دعا کے بعد مسجد میں داخل ہوتے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے اوقات کا اکثر حصہ عبادت میں بسر ہوتا تھا، ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے حضرت امام کی عبادت کی کیفیت دریافت کی اس نے بتایا کہ فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک مصلیٰ پر بیٹھے رہتے ہیں پھر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور آنے جانے والوں

سے ملتے ہیں دن چڑھے چاشت پڑھ کر اُمہات المومنین کے پاس سلام کرنے کو جاتے ہیں پھر گھر ہو کر مسجد چلے جاتے ہیں۔

۱۶۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو نماز کے ساتھ خاص شغف تھا آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارک میں پلے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ وہ عبادت الہی کا مجسمہ تھیں آپ میں ان مقدس ہستیوں کا جتنا بھی اثر ہوتا کم تھا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ رات دن میں ایک ایک ہزار نوافل پڑھ ڈالتے تھے۔ عرب میں اولاد کی کثرت فخر کی چیز سمجھی جاتی تھی۔ اولاد کا کم ہونا باعث عار خیال کیا جاتا تھا لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولادیں بہت کم تھیں ایک مرتبہ کسی نے حضرت امام زین العابدین سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تمہیں اس پر تعجب کیوں ہے وہ رات دن میں ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتے تھے انہیں عورتوں سے ملنے کا موقع کہاں تھا۔ (سیر الصحابہ)

۱۷۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اہل بیت سے تھے آپ اپنے زمانے کے بڑے زاہد اور عابد تھے آپ حالت نماز میں ہمہ تن اللہ کی طرف راجع ہوتے بلکہ آپ نماز میں اتنے مگن ہوتے تھے کہ آپ اپنے ارد گرد کے ماحول سے بالکل بے خبر ہو جاتے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ گھر میں نماز ادا کر رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی آپ سجدہ میں ہی پڑے رہے کہ لوگوں نے شور مچایا اے ابن رسول آگ بھڑک اٹھی آگ بھڑک اٹھی لیکن آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا جب آگ بجھ گئی تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ آگ سے غافل کیوں رہے آپ نے فرمایا کہ میں آخرت کی آگ کے ڈر سے چپ رہا۔

آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب آپ وضو فرماتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور جسم میں کپکپی پیدا ہو جاتی جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا تم جانتے ہو کہ کس کے حضور پیش ہونا ہے۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ اطاعت و عبادت اور زہد و ورع کے پیکر تھے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ عبادت گزار اور صاحب ورع

کسی کو نہیں دیکھا آپ کا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت اور ذکر و فکر میں بسر ہوتا تھا۔ رات اور دن میں ایک ہزار رکعتیں پڑھتے مرتے دم تک آپ کا یہی معمول رہا سفر و حضر کسی حالت میں تہجد ترک نہ ہوتی۔ آپ کے خشوع و خضوع کے متعلق عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا تم لوگ کیا جانو کہ میں کس کے حضور کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے سرگوشی کرتا ہوں۔

نماز کی حالت میں آپ پر ایک استغراقی کیفیت طاری ہوتی چنانچہ آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو آپ کے خدام بے تکلف باتیں شروع کر دیتے اور باتیں بھی ایسی کرتے جو عام حالات میں آپ کے سامنے زبان پر نہیں لاتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ خدام نے جواب دیا کہ جب حضرت نماز میں مشغول ہوتے ہیں تو ان کو ہماری گفتگو کی خبر نہیں ہوتی۔

۱۸۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے ہیں۔ آپ خاندان نبوت کے فضائل و محاسن کا زندہ پیکر تھے۔ حضرت عمر دین مقدم کا بیان ہے کہ جب میں حضرت جعفر بن محمد کو دیکھتا تو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا کہ وہ نبیوں کے خاندان سے ہیں۔

حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ شب و روز عبادت میں مشغول رہتے تھے آپ کا کوئی وقت عبادت سے خالی نہ ہوتا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک زمانے تک آپ کی خدمت میں میرا آنا جانا رہا۔ ان کو ہمیشہ یا تو نماز پڑھتے پایا یا روزے کی حالت میں یا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے۔

۱۹۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو دربار رسالت سے غائبانہ طور پر خیر التابین کا خطاب عطا ہوا تھا آپ اہل دنیا کی نظروں سے پوشیدہ شب و روز نماز عبادت اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات پلک سے پلک نہ ملتی تھی آپ نے یہ معمول بنالیا تھا کہ ایک شب قیام میں گزارتے دوسری رکوع میں اور تیسری سجدے میں۔ اسی طرح ایک شب ایک حالت کے لیے خاص تھی۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ حضرت نماز کا یہ کیا طریقہ ہے؟ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ نماز میں ایسے

خشوع کے ساتھ سجدہ کروں کہ صبح ہو جائے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ رات کی طرح دن بھی عبادت و ریاضت میں گزر جاتا۔ حضرت ربیع بن حثیم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گیا وہ نماز فجر میں مشغول تھے میں بیٹھ گیا کہ وہ نماز و اذکار سے فارغ ہوں تو ملوں لیکن وہ فجر سے لے کر ظہر تک نماز ہی میں مشغول رہے اس کے بعد بھی نماز کا سلسلہ جاری رہا وہ ظہر کے بعد عصر تک اور عصر کے بعد مغرب تک نماز و عبادت ہی میں مصروف رہے میں نے سوچا کہ شاید مغرب کی نماز کے بعد وہ روزہ افطار کرنے کے لیے گھر جائیں لیکن وہ عشاء تک اور اس کے بعد فجر تک نماز ہی پڑھتے رہے دوسرے روز نماز کے بعد نیند کا کچھ اثر ہوا لیکن پھر ہوشیار ہو گئے اور دعائیں مانگنے لگے کہ خدایا! میں سونے والی آنکھ اور سیر نہ ہونے پاؤں۔

۲۰۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اسلامی علوم اور اعمال کے لحاظ سے غیر معمولی امتیاز و شہرت رکھتے ہیں ان کے والدین غلام تھے لیکن وہ اپنے علم و عمل کے باعث آزادوں کے امام اور پیشوا بن گئے تھے۔ آپ نے اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے زیرِ شفقت پرورش پائی تھی بہت سے صحابہ کو دیکھا تھا اور ان سے فیض حاصل کیا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تیرہ چودہ برس کے تھے اور ازواجِ مطہرات کے گھروں میں بے تکلف آتے جاتے تھے تفسیرِ حدیث اور فقہ وغیرہ میں ان کو مجتہدانہ حیثیت حاصل تھی علمِ ظاہر کے ساتھ علمِ باطن میں بھی کمال حاصل تھا۔ چنانچہ آپ روحانی حلقہ کے امام مانے جاتے تھے۔ صوفیا کرام میں جو محاسن و خصائص ہونے چاہئیں وہ آپ میں موجود تھے۔ حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ وہ ہمیشہ ملول و مغموم رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مومن کی ہنسی قلب کی غفلت کا نتیجہ ہے زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو فرطِ تاثیر سے زار زار رویا کرتے تھے۔

خوفِ خدا کا ہر وقت غلبہ رہتا تھا چنانچہ یونس بن عبیدہ کہتے ہیں کہ جب آتے تو معلوم ہوتا اپنے کسی عزیز کو دفن کر کے آ رہے ہیں جب بیٹھتے تو معلوم ہوتا ایسے قیدی ہیں کہ ان کی گردن مارے جانے کا حکم ہو چکا ہے اور جب دوزخ کا ذکر کرتے تو معلوم ہوتا دوزخ انہیں کے لیے بنائی گئی ہے۔ آپ کی مجلس میں آخرت کے علاوہ کسی چیز کا ذکر ہی نہ ہوتا، اشعث کہتے ہیں کہ جب ہم حسنؒ کی

خدمت میں حاضر ہوتے تو نہ ہم سے کوئی دنیاوی خبر پوچھی جاتی اور نہ کوئی خبر دی جاتی، بس صرف آخرت کا تذکرہ رہتا۔

آپ فرض اور سنت نمازیں لوگوں کے سامنے پڑھتے لیکن آپ کی خاص عبادت کے لئے گوشہ تنہائی مخصوص تھا۔ اس حالت میں آپ کسی اور ہی حالت میں ہوتے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ ایک بار مکہ معظمہ میں ٹھہرے ہوئے تھے امام شعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ایک ملنے والے سے جس کا نام حمید تھا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے تخلیہ میں ملنے کی خواہش ظاہر کی انہوں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔ فرمایا جب چاہیں آئیں چنانچہ امام شعی ایک روز گئے حمید دروازے پر موجود تھے انہوں نے کہا حسن بصری گھر میں تنہا ہیں اندر چلے جائیے لیکن انہیں تنہا جانے کی ہمت نہ ہوئی، حمید کو ساتھ لے گئے جس وقت یہ دونوں آدمی اندر پہنچے حضرت حسن بصری پر ایک خاص کیفیت طاری تھی قبلہ رو بیٹھے کہہ رہے تھے۔ ”ابن آدم تیرا وجود نہ تھا تجھے وجود عطا کیا گیا تو نے مانگا تجھے دیا لیکن جب تیری باری آئی تو تو نے انکار کر دیا۔ افسوس تو نے کتنا برا کام کیا۔“ یہ کہتے اور بے ہوش ہو جاتے۔ ہوش میں آتے تو پھر یہی کلمے دہراتے امام شعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا واپس چلو اس وقت شیخ دوسرے عالم میں ہیں۔

۲۱۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے سب ہی واقف ہیں خلفاء راشدین کے بعد انہیں کا شمار ہے ان کی بیوی فرماتی ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ وضو اور نماز میں مشغول رہنے والے تو اور بھی ہوں گے۔ لیکن ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا میں نہیں دیکھا۔ عشاء کی نماز کے بعد مصلے پر بیٹھ جاتے اور دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے اور روتے رہتے حتیٰ کہ اسی میں نیند کا غلبہ ہوتا تو آنکھ لگ جاتی پھر جب کھل جاتی تو اسی طرح روتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے کہتے ہیں خلافت کے بعد سے غسل جنابت کی نوبت نہیں آئی ان کی بیوی عبدالملک بادشاہ کی بیٹی تھیں باپ نے بہت سے زیورات اور جواہر دیئے تھے اور ایک ایسا ہیرا دیا تھا جس کی نظیر نہیں تھی۔ آپ نے بیوی سے فرمایا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر یا تو وہ سارا زیور اللہ کے واسطے دے کہ میں اس کو بیت المال میں داخل کر دوں یا مجھ سے جدائی اختیار کر لے مجھے یہ چیز ناگوار ہے کہ میں اور وہ مال ایک گھر میں جمع رہیں بیوی نے عرض کیا وہ مال کیا چیز ہے میں اس سے کئی چند زیادہ پر بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتی یہ کہہ کر سب کا سب بیت المال میں داخل کر دیا۔

آپ کے انتقال کے بعد جب عبدالملک کا بیٹا یزید بادشاہ بنا تو اس نے بہن سے دریافت کیا اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تم کو واپس دے دیا جائے فرمائے لگیں کہ جب میں ان کی زندگی میں اس سے خوش نہ ہوئی تو ان کے مرنے کے بعد اس سے کیا خوش ہوں گی۔ مرض الموت میں آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس مرض کے متعلق کیا خیال کیا جاتا ہے کسی نے عرض کیا کہ لوگ جادو سمجھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں پھر ایک غلام کو بلایا۔ اس سے پوچھا کہ مجھے زہر دینے پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا۔ اس نے کہا سودینار دیئے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ دینار لے آئے اس نے حاضر کر دیئے۔ آپ نے ان کو بیت المال میں داخل فرما دیا اور اس غلام سے فرمایا تو کسی ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔ انتقال کے وقت حضرت مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے اولاد کے ساتھ ایسا کیا جو کسی نے بھی نہیں کیا ہوگا۔ آپ کے تیرہ بیٹے ہیں اور ان کے لئے نہ کوئی روپیہ آپ نے چھوڑا نہ پیسہ آپ نے فرمایا ذرا مجھے بٹھا دو بیٹھ کر فرمایا کہ میں نے ان کا کوئی حق نہیں دیا اور جو دوسروں کا حق تھا وہ ان کو دیا نہیں پس اگر وہ صالح ہیں تو اللہ جل شانہ خود ان کا کفیل ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ وَهُوَ يَتَوَكَّلُ الصَّالِحِينَ (ترجمہ: اور وہی نیکوں کا کفیل ہے۔ الاعراف: ۱۹۶)۔

۲۲- حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا وہ عشاء کی نماز کے بعد ایک چادر میں لپٹ کر ایک کروٹ لیٹ گئے اور صبح تک اسی طرح پڑے رہے نہ پہلو بدلا اور نہ کوئی حرکت کی صبح کو اٹھے اور اسی طرح فجر کی نماز پڑھ لی۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ساری رات آپ سوئے رہے اور صبح بغیر وضو ہی نماز پڑھ لی؟ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا میں تمام رات کبھی جنت کے باغوں کی سیر کرتا رہا اور کبھی جہنم کی آگ میں ٹھوکرین کھاتا رہا ایسی حالت میں نیند کہاں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عبادت گزار بندوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ کھڑے اور بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے ہی بندوں میں تھے وہ ساری رات ایک کروٹ پر لیٹے اللہ کو یاد کرتے رہتے اس حالت میں کبھی ان کے سامنے جنت کا نقشہ آتا تھا اور کبھی جہنم کا اور وہ

ایمان و بصیرت کے اس مقام پر فائز تھے گویا وہ جنت کی رعنائیوں اور دلائل و یزیوں اور جہنم کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

اس فضل و کمال کے ساتھ خشوع کا یہ حال تھا کہ نماز پڑھ چکے تو منہ ہاتھوں سے ڈھانپ لیتے۔ فرماتے ”ایسا نہ ہو کہ میری نماز میرے منہ پر مار دی جائے۔“ آپ تمام رات نفل نماز پڑھتے رہتے تھے لوگوں نے پوچھا آپ کو نیند کیوں نہیں آتی آپ نے فرمایا کہ دم بھر آنکھ کے آنسو کم نہیں ہوتے جس کی یہ حالت ہو اس کے پاس نیند بے چاری کا گزر کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک دن آپ نے کچھ کھانے کو نہ پایا تو والہانہ اظہار تشکر کے لیے چار سو رکعت نماز شکرانہ پڑھی۔ کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ سات دن تک آپ کے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا رہا اور برابر چار سو رکعت نماز پڑھتے رہے گویا جس طرح ہم نماز سے بچنے کے لیے حیلے تلاش کیا کرتے ہیں اللہ کے نیک بندے نماز و عبادت کے لیے حیلے کی تلاش میں رہتے تھے۔

۲۳- حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی نماز کے بعد رات بھر اس طرح نماز میں مشغول رہتے کہ چار رکعت نماز ادا کرتے اور سلام کے بعد کہتے یہ نماز تو قبولیت کے لائق نہ ہوئی پھر نیت کرتے اور سلام کے بعد پھر یہی کہتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی، صبح کو عرض کرتے خداوند میں نے بہت کوشش کی کہ نماز ادا کروں جو تیری بارگاہ کے لائق ہو مگر مجھ سے ادا نہ ہو سکی تیرے بہت سے بندے بے نماز ہیں انہیں میں میرا بھی شمار کر لے۔

ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ میری اتنی عمر اسی تمنا میں گزر گئی کہ کوئی نماز اس خشوع کے ساتھ ادا کروں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول ہو مگر اب تک ادا نہ ہو سکی۔

۲۴- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر ولی تھے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے تاکہ عبادت میں سرور رہے۔ آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خدا کے حضور اس طرح اپنا عجز و بیچارگی پیش کرتے۔

”اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں کس پاؤں سے آؤں! اور کس آنکھ سے قبلہ کی طرف نگاہ کروں اور کس زبان سے تیری ثناء بیان کروں؟ اور کس صفت کے ساتھ تیرا نام لوں؟ بے سرو سامان ہو کر

تیری بارگاہ میں آیا ہوں اور بے بسی کے باعث اس بے شرمی سے تیرے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔“ اس کے بعد نیت باندھ کر نماز پڑھتے۔“

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی تکبیر تحریرہ کے وقت ان کی زبان سے لفظ اللہ نکلا تو ان پر جلال الہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ گویا ان کے بدن میں روح نہیں رہی بالکل مبہوت سے ہو گئے اور جب زبان سے اکبر نکلا تو میرا دل ان کی اس تکبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ایک بار عید کی رات میں جب آپ کی خواہش ہوئی کہ کل کھانے میں کوئی لذیذ چیز ہونی چاہیے تو آپ نے دل کو سمجھایا اگر تو اس پر راضی ہو کہ میں دو رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر لوں تو تجھ کو لذیذ چیز میسر ہونی چاہئے دل نے قبول کر لیا۔ آپ نے دو رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھا۔ صبح کو لذیذ کھانے کا ایک لقمہ اٹھایا تھا کہ پھر رکھ دیا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا حضرت! آپ نے ایسا کیوں کیا! آپ نے فرمایا جب میں نے کھانے کا ارادہ کیا تو دل نے کہا آج دس برس کے بعد میری مراد پوری ہو رہی ہے۔ میں نے لقمہ رکھ دیا اور کہا کہ خدا کی قسم تیری امید پوری نہ ہوگی۔

۲۵- حضرت ابوالخیر قطع رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالخیر قطع رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں آکلہ کی بیماری تھی اطبانے پاؤں کاٹ دینے کا فیصلہ کیا مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ مریدوں نے مشورہ کیا کہ دوران نماز پاؤں کاٹ دیا جائے کیونکہ نماز میں ان کو اپنی ذرا خبر نہیں ہوتی چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پاؤں کٹا ہوا پایا۔

۲۶- حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ دکانداری کرتے تھے مگر نماز و عبادت کا یہ حال تھا کہ لوگوں کی نگاہ سے بچنے کے لیے دکان پر ایک پردہ ڈال لیا تھا اور اس کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ روزانہ ہزار رکعت نمازیں پڑھتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جو خود کامل ولی کامل تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت سری سقطی اٹھانوے برس تک رات کو سوئے نہیں میں نے آپ سے زیادہ عبادت گزار کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ کسی نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ سلوک کیا ہے؟ آپ نے پوچھا عام یا خاص؟

اس نے کہا، دونوں بتا دیجئے آپ نے فرمایا عام سلوک تو یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز جماعت سے پڑھے مال ہو تو زکوٰۃ دے شریعت کے تمام احکام کی اتباع کرے اور خاص سلوک یہ ہے کہ دنیا ترک کر کے اللہ کی عبادت کرے اور خدا کے سوا کسی سے کوئی طلب نہ ہو اور اگر کوئی کچھ دے تو بھی نہ لے۔

۲۷- حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دکان کیا کرتے تھے۔ ہر روز دکان میں جاتے اور پردہ کر کے چار سو رکعت نماز پڑھا کرتے پھر چالیس سال تک حضرت سری سقطیؒ کے پاس تنہائی میں عبادت کرتے رہے۔ کم از کم تیس سال تک آپ عشاء کی نماز کے بعد کھڑے ہو جاتے اور صبح تک اللہ اللہ کیا کرتے اور اسی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بڑھاپے کے عالم میں بھی جوانی جیسی عبادت کرتے اور نماز پڑھتے اور تمام وظائف دہرایا کرتے تھے کسی نے آپ سے کہا کہ اب آپ ضعیف ہو گئے ہیں اور اوراد کو مختصر کر لیجیے۔ آپ نے فرمایا ابتداءئے سلوک میں سب کچھ انہیں اوراد کی بدولت پایا محال ہے کہ انتہائے سلوک میں ان سے دست بردار ہو جاؤں۔

۲۸- حضرت زاہد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

حضرت زاہد بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بزرگ عصام رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ حضرت زاہد نے فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے اول نہایت اطمینان سے وضو کرتا ہوں۔ پھر اس جگہ پہنچتا ہوں جہاں نماز پڑھنا ہوتی ہے اور نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے منہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پل صراط پر ہے داہنی طرف جنت ہے بائیں طرف دوزخ ہے۔ موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے پھر شاید کوئی نماز میسر نہ ہو اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں پھر معنی کو سوچ کر قرآن مجید پڑھتا ہوں۔ اس طرح کہ اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال کے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں۔ حضرت عصام نے پوچھا کتنی مدت سے ایسی نماز پڑھتے ہیں؟ حضرت زاہد نے کہا تیس برس سے حضرت عصام رونے لگے کہ مجھے ایک بھی نماز ایسی نصیب نہ ہوئی۔

کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت فوت ہو گئی جس کا بے حد اثر تھا ایک دو ملنے والوں نے تعزیت کی اس پر رونے لگے کہا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کرتا جماعت کے فوت ہونے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے۔

۲۹- حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ شب و روز میں چار سو رکعت نماز ادا کرتے تھے لوگوں نے پوچھا آپ کا مقام اتنا بلند ہے آپ کیوں اس قدر مشقت اٹھاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ مشقت و راحت تم لوگوں کے لئے ہے سالکان حق فانی الصفت ہوتے ہیں نہ وہ مشقت محسوس کرتے ہیں نہ راحت خبردار کہیں کاہل کو حق رسیدہ اور حریص کو طالب حق نہ کہہ دینا۔

۳۰- حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ روزانہ پانچ سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے علامہ زبیدی نے ان کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے بغداد میں چالیس ہزار درم مسکینوں اور محتاجوں کو تقسیم کیے حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنی تو کہا درم تو ہمارے پاس ہیں نہیں، ہم یہی کریں کہ ہر درم کے بدلے ایک رکعت نماز ہی پڑھ ڈالیں یہ کہہ کر وہ مدائن گئے اور وہاں چالیس ہزار رکعت نماز پڑھی۔
ذرا غور تو کیجیے اس با خدا بزرگ نے بے روپے پیسے کے نیکی میں دولت مندوں کا مقابلہ کرنے کے لیے کتنا کامیاب طریقہ ایجاد کیا۔

۳۱- حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چور آیا اور آپ کے کاندھوں سے چادر اتار کر لے جانا چاہتا تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ سوکھ گئے۔ چور نے خوف زدہ ہو کر چادر آپ کے کندھے پر ڈال دی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے معذرت چاہی آپ نے فرمایا کہ خدا کی عزت کی قسم! مجھ نہ اس کی خبر ہوئی کہ کوئی کب چادر لے گیا نہ اس کی کہ چادر کب واپس آ گئی پھر آپ نے دعا کی اور چور کے ہاتھ ٹھیک ہو گئے۔

حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر مکہ معظمہ میں بسر کی رات کو بعد نماز عشاء نوافل میں صبح تک پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے آپ تیس برس تک اکثر کعبہ کے میز اب رحمت کے نیچے بیٹھے رہتے اور اس زمانہ میں دن میں صرف ایک بار وضو کرتے تھے اور ہر وقت عبادت الہی میں مشغول رہتے تھے۔

۳۲۔ حضرت یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

حضرت یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نماز عشاء کے بعد تمام رات قیام میں گزار دیتے لوگوں نے پوچھا حضرت عشاء کے بعد سے تمام رات صرف قیام میں گزار دینا کیسی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا جب میں قیام کرتا ہوں تو مجھ پر عظمت الہی اس طرح غالب ہو جاتی ہے کہ مجھ میں رکوع و سجود کی طاقت ہی باقی نہیں رہتی۔

۳۳۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عبادت و ریاضت میں اتنی مشقت برداشت کرتے تھے کہ جو آج کے مادہ پرست زمانے میں کہانی معلوم ہوتی ہے۔ آپ فرض نمازیں جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرتے تھے اور جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھا کرتے تھے لیکن باقی نمازیں حجرے میں ادا کرتے۔ پوری رات نماز پڑھتے تھے آپ کا فرمان ہے کہ درد عشق سونے نہیں دیتا اپنے آقا کے حضور قیام کرتے کبھی رکوع کبھی سجدہ کرتے نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو پورا قرآن مجید ختم کر ڈالتے۔ روزانہ رات کو سو رکعت پڑھنا آپ کا معمول تھا ان نمازوں میں سورہ منزل اکثر پڑھتے۔ سورہ اخلاص اگر پڑھتے تو ایک ایک رکعت میں سو سو بار پڑھ جاتے خشوع و خضوع کی حالت یہ تھی کہ آنکھوں سے آنسو کے چشمے جاری ہو جاتے آپ کی دعائیں بڑے عجز کی ہوتی تھیں روتے جاتے اور کہتے۔

یا الہی ہم تجھ سے وہ ایمان چاہتے ہیں جو تیری مقدس بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل ہو۔ الہی ہم تجھ سے اس یقین کے طالب ہیں جس کو لے کر قیامت کے روز ہم تیرے حضور میں کھڑے ہو سکیں۔ الہی ہم تجھ سے عصمت و طہارت مانگتے ہیں جو ہمیں گناہوں کی غلاظت و ناپاکی سے پاک کر دے۔ الہی ہم تجھ سے وہ علم طلب کرتے ہیں جس سے ہم تیرے اوامر و نواہی کو جان سکیں۔ الہی میرے قلب کو نور معرفت سے بھر دے۔ میری آنکھوں کو سرمہ بصیرت عطا فرما ہمیں اس سے بچا کہ ہم اپنی نفسانی خواہش میں مبتلا رہیں۔ ہماری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے اس حالت میں ہمارا رفیق و کارساز ہو جب اہل جود و سخا ہم

سے اعراض کرنے لگیں اور ہماری امیدیں ان سے منقطع ہو جائیں الہی ہم اس حالت سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم تیرا قرب حاصل ہونے کے بعد زمرہ مقربین سے نکال دیئے جائیں اور تیرے مقبول ہونے کے بعد مردود قرار دے دیئے جائیں۔ الہی! تو ہمیں عبادت گزار بندوں کے زمرے میں شامل رکھ اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیری حمد و ثناء کرتے رہیں۔

شیخ عبداللہ بن ابوالفتح ہروی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے ان کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کرتے اگر کبھی وضو ٹوٹ جاتا تو فوراً وضو کرتے اور تحسیۃ الوضو پڑھتے اور ساری رات نماز میں مشغول رہتے۔

۳۴۔ حضرت شیخ حاتم الاصم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

محمد ابن یوسف الفرغانی نے شیخ حاتم الاصم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ لوگوں کو وعظ کر رہے ہیں تو انہوں نے حاتم اصم سے کہا کہ تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہے ہو کیا تم اچھی طرح نماز بھی پڑھ لیتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا ہاں! شیخ فرغانی نے دریافت کیا کہ تم کس طرح نماز پڑھتے ہو انہوں نے کہا کہ میں اس کے حکم کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں اور خشیت الہی خوف خدا کے ساتھ چلتا ہوں نماز میں ہیبت کے ساتھ داخل ہوتا ہوں اور عظمت الہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ تکبیر کہتا ہوں خوف سے ٹھہر ٹھہر کر قرآن پاک پڑھتا ہوں (قرأت ترتیل کے ساتھ کرتا ہوں) خضوع و خشوع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور تشہد کے لیے کامل طور پر بیٹھتا ہوں اور سنت کے مطابق سلام پھیرتا ہوں اس کے بعد اپنی نماز خداوند تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہوں (قبول فرمائے یا رد فرمادے) مگر تمام زندگی اس کی حفاظت کرتا رہا ہوں اس پر بھی اپنے نفس کو ملامت کرتا رہتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ شاید میری نماز قبول نہ ہو لیکن ناامید نہیں ہوتا (قبولیت کی امید رکھتا ہوں) اس طرح میں خوف و امید کے درمیان رہتا ہوں اس (رب) کا شکر گزار رہتا ہوں جس نے مجھے نماز سکھائی اور جو مجھ سے نماز سیکھنا چاہتا ہے اس کو میں سکھاتا ہوں اور جب اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت فرماتا ہے تو میں اس کی حمد میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ یہ تفصیل سن کر محمد بن یوسف فرغانی نے فرمایا کہ آپ جیسے شخص کے لیے وعظ کہنا درست ہے۔

۳۵۔ حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں سمندر کے ساحل پر تھا ایک صحابی سے ملاقات ہوئی

صحابی نے فرمایا ابو حازم کیا تم اچھی طرح نماز پڑھنا جانتے ہو؟ میں نے کہا میں فرائض اور سنتوں کو اچھی طرح جانتا ہوں! اس کے علاوہ اچھی طرح نماز پڑھنے کے اور کیا معنی ہیں؟ صحابی نے فرمایا! ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ بتاؤ ادائیگی فرض کے لیے کھڑے ہونے سے قبل کتنے فرائض ہیں؟ میں نے کہا چھ فرض ہیں؟ انہوں نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا (1) طہارت (2) ستر عورت (ستر پوشی) (3) نماز کے لیے پاک جگہ کا انتخاب (4) نماز کے لیے کھڑا ہونا (5) نیت کرنا (6) اور قبلہ رو ہونا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کس نیت کے ساتھ گھر سے مسجد کی طرف جاتے ہو؟ میں نے کہا رب سے ملاقات کرنے کی نیت کے ساتھ انہوں نے کہا کہ کس نیت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے ہو؟ میں نے کہا عبادت و بندگی کی نیت سے پھر دریافت کیا کہ کس نیت سے عبادت کے لیے کھڑے ہوئے ہو؟ میں نے کہا بندگی کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے! صحابی نے پھر دریافت کیا کہ ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کن چیزوں کے ساتھ قبلہ کی طرف منہ کرتے ہو؟ میں نے کہا تین فرائض اور ایک سنت کے ساتھ پوچھا وہ کیا ہیں؟ میں نے جواب دیا 'قبلہ رو کھڑا ہونا فرض ہے' نیت فرض ہے اور تکبیر تحریمہ فرض ہے (یہ تین فرائض ہوئے) اور تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ صحابی نے پوچھا کتنی تکبیریں فرض ہیں اور کتنی سنت میں نے کہا چورانوے (94) تکبیریں ہیں اور ان میں صرف پانچ تکبیریں فرض ہیں باقی سب سنت ہیں! انہوں نے دریافت کیا کہ نماز کس چیز سے شروع کرتے ہو؟ میں نے کہا تکبیر سے! انہوں نے پوچھا نماز کی برہان کیا ہے؟ میں نے کہا قرأت! پوچھا نماز کا جوہر کیا ہے؟ میں نے کہا اس کی تسبیحات! انہوں نے پوچھا نماز کی زندگی کیا ہے؟ میں نے کہا خضوع و خشوع! انہوں نے پوچھا خشوع کیا ہے؟ میں نے کہا سجدہ گاہ پر نظر جمائے رکھنا! انہوں نے دریافت کیا نماز کا وقار کیا ہے؟ میں نے کہا سکون و اطمینان انہوں نے پوچھا کہ وہ فعل کونسا ہے۔ جس کی بنا پر نماز کے سوا ہر فعل منع ہو جاتا ہے؟ میں نے کہا تکبیر تحریمہ! انہوں نے پوچھا نماز کو ختم کرنے والی کون سی چیز ہے؟ میں نے کہا سلام پھیرنا انہوں نے دریافت کیا کہ اس کی خصوصی علامت کیا ہے؟ میں نے کہا نماز ختم کرنے کے بعد سُبْحَانَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا۔

صحابی نے دریافت کیا ان سب کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا نیت! انہوں نے کہا نیت کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا یقین! انہوں نے کہا یقین کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا توکل! انہوں نے کہا توکل کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا خوف خدا! انہوں نے کہا خوف خدا کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا امید دریافت کیا کہ امید

کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا صبر! انہوں نے کہا صبر کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا رضا! انہوں نے پوچھا رضا کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا اطاعت! انہوں نے پوچھا اطاعت کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا اقرار! انہوں نے پوچھا اقرار کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا علم کے ذریعے سے! انہوں نے پوچھا علم کہاں سے حاصل کیا؟ میں نے کہا سیکھنے سے! انہوں نے کہا کہ سیکھنے کا ذریعہ کیا تھا؟ میں نے کہا عقل! انہوں نے پوچھا عقل کہاں سے آئی؟ میں نے کہا عقل دو قسم کی ہے! ایک عقل وہ ہے جس کو صرف اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے دوسری وہ جس کو انسان اپنی لیاقت سے حاصل کرتا ہے۔ جب یہ دونوں جمع ہو جاتی ہیں تو دونوں ایک دوسرے کی مددگار بنتی ہیں! انہوں نے پوچھا یہ سب چیزیں تم کو کہاں سے حاصل ہوئیں؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے! اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو ایسی توفیق بخشے جس سے وہ راضی ہو۔

ان تمام سوالات و جوابات کے بعد صحابی نے مجھ سے کہا خدا کی قسم! تم نے جنت کی کنجیاں تو مکمل کر لیں اب یہ بتاؤ کہ تمہارا فرض کیا ہے اور فرض کا فرض کیا ہے؟ اور وہ کونسا فرض ہے۔ جو فرض کی طرف لے جاتا ہے؟ فرض میں سنت کیا ہے؟ وہ کون سی سنت ہے جس سے فرض پورا ہو جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں۔ فرض کا فرض طہارت ہے! دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو ملا کر (چلو بنا کر) پانی لینا ایسا فرض ہے جو دوسرے فرض تک پہنچاتا ہے اور پانی سے انگلیوں کا خلال کرنا ایسی سنت ہے جو فرض میں داخل ہے اور وہ سنت جس سے فرض کی تکمیل ہو جائے ختنہ کرانا ہے! یہ سن کر صحابی نے فرمایا ابو حازم! تم نے اپنے اوپر حجت تمام کر لی اب کچھ باقی نہیں ہے لیکن اتنا اور بتا دو کہ کھانا کھانے میں تم پر کیا فرض ہے اور کیا سنت ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ کیا کھانا کھانے میں بھی فرض و سنت ہوتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں اس میں چار فرض ہیں چار سنتیں ہیں اور چار باتیں مستحب ہیں۔

فرمایا فرض تو یہ باتیں ہیں! ابتدا (شروع کرتے وقت) بسم اللہ کہنا (2) اللہ کی حمد کرنا۔ (3) شکر بجالانا (4) پہچاننا کہ جو کھانا اللہ نے دیا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔ بائیں ران پر زور دے کر بیٹھنا، ٹیک لگانا، تین انگلیوں سے کھانا، لقمہ خوب چباننا اور آخر میں انگلیاں چاٹنا۔ یہ چار سنتیں ہیں! پہلے دونوں ہاتھ دھونا۔ لقمہ چھوٹا لینا! اپنے سامنے سے کھانا اور اپنے ہم طعام کی طرف کم دیکھنا! یہ چاروں مستحب یا تہذیبی امور ہیں۔

باب ۱۷

نماز کی خیر و برکت کے واقعات

نماز کی بدولت انسان کو اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق حاصل ہوتا ہے جس سے بندے کے کاموں میں برکت پیدا ہو جاتی ہے اور کئی افعال سرزد ہوتے ہیں جن سے اس کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے تاریخ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں جن میں نماز کی بدولت خیر و برکت پیدا ہوئی ان میں سے چند ایک حاضر خدمت ہیں۔

۱۔ نماز پڑھنے کے باعث چکی کا خود بخود چلنا

نقل ہے کہ ایک شیخ نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا اس کے اہل نے ان کے ساتھ نکاح کر دینے سے انکار کیا مگر اس شرط سے کہ اگر اس کی خدمت کے واسطے ایک لونڈی خرید دو تو کر دیں گے اور شیخ لونڈی کے خریدنے پر قادر نہ ہوا۔ اس نے اپنے ایک مرید سے اس کا ذکر کیا۔ اس نے کہا حضور آپ نکاح اس شرط پر کر لیجیے۔ میں بجائے لونڈی کے خدمت گزاری کروں گا۔ آپ ان سے جا کر فرمائیے کہ میرے پاس لونڈی ہے مگر وہ کہتی ہے کہ میں اپنی جگہ پر ہی خدمت کروں گی۔ نہ میں تمہیں دیکھوں گی نہ تم مجھے دیکھو۔ آپ نے جا کر ان لوگوں سے یہی فرمایا۔ انہوں نے کہا اچھی بات ہے۔ جب وہ ہماری خدمت مطلوبہ انجام دے گی تو ہمیں اس کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے چنانچہ ان کے ساتھ نکاح کر دیا نکاح کے بعد شیخ اپنے مرید کو لا کر ایک تنہا مکان میں رہنے لگے مرید حبشی تھا اس کے داڑھی موچہ بالکل نہ تھی اور وہ ان کے لئے چکی پیسا کرتا تھا اور منہ پر برقع ہوتا تھا اور بیوی جانتی تھیں کہ یہ لونڈی ہے اور شیخ شب کو بیوی کے پاس سے عبادت کے لیے نکلے۔ اس بیوی نے ان کا نکلنا عورتوں سے بیان کیا عورتوں نے کہا ممکن ہے کہ وہ لونڈی کے پاس جاتے ہوں۔ جب اس رات وہ نکلے تو بیوی بھی پیچھے نکلیں تاکہ دیکھیں کہ وہ لونڈی کے پاس تو نہیں ہیں۔ دیکھا تو لونڈی نماز پڑھ رہی ہے اور چکی خود بخود گھوم رہی ہے۔ انہیں تعجب ہوا اور شیخ کو وہاں نہ پایا۔ وہاں سے لوٹ آئیں اور ٹھہر رہیں حتیٰ کہ شیخ آئے تو ان سے سارا قصہ

بیان کیا اور کہا کہ میں نے اس لونڈی کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں اور چکی اپنے آپ گھوم رہی تھی۔ فرمایا وہ لونڈی نہیں ہے وہ میرا فلاں بھائی ہے انہوں نے کہا میں استغفار کرتی ہوں اور میں تم دونوں کی لونڈی ہوں۔

۲- نماز کی برکت سے زمین پر ہاتھ مار کر اشرفیاں حاصل کرنا

ایک اہل روم سے مروی ہے کہ میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ مسلمان ہم پر چڑھ آئے اور میں ان کی تاک میں ان کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن غیر کی فوج کو غافل پا کر میں نے تقریباً دس (10) آدمی ان میں سے گرفتار کر لیے اور مقید کر کے خچروں پر سوار کیا اور ہر ایک پر ایک ایک پہرہ دار مقرر کیا۔ ایک دن میں نے ان میں سے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے اس کے نگہبان سے اس کے متعلق جواب طلب کیا۔ اس نے کہا کہ یہ شخص جب نماز کا وقت آتا ہے تو مجھ سے کہتا ہے ایک اشرفی دوں گا مجھے نماز پڑھ لینے دے ہمیشہ سے اسی طرح دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے میں نے کہا اس کے پاس کچھ ہے کہا نہیں ہے لیکن جب وہ نماز ادا کر چکتا ہے تو اپنا ہاتھ زمین پر مار کر اٹھاتا ہے تو اس کے ہاتھ میں ایک اشرفی آ جاتی ہے اور وہ مجھ دے دیتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو میں نے پرانے کپڑے پہنے اور ایک ادنیٰ درجہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس شخص کے نگران سپاہی کے ساتھ ہو لیا تاکہ اس کی سچائی دیکھوں۔ جب ظہر کا وقت آیا تو انہوں نے مجھ سے اشارے سے کہا اگر نماز پڑھنے دو گے تو میں تمہیں ایک دینار دوں گا۔ میں نے اشارہ سے کہا میں دو دینار لوں گا۔ پھر انہوں نے اشارہ سے کہا اچھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو زمین پر ہاتھ مار کر دو دینار نکالے اور میرے حوالے کیے۔ جب عصر کا وقت آیا تو انہوں نے پھر پہلے کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں پانچ دینار سے کم نہ لوں گا۔ کہا اچھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو پہلے کی طرح زمین پر ہاتھ مار کر پانچ دینار مجھے اٹھا دیئے۔ جب مغرب کا وقت آیا تو پھر اشارہ کیا میں نے کہا میں دس دینار سے کم نہ لوں گا۔ انہوں نے قبول کیا اور نماز سے فارغ ہو کر پہلے ہی کی طرح زمین پر ہاتھ مار کر دس دینار میرے حوالے کئے جب وہ منزل پر پہنچے اور صبح ہوئی تو میں نے ان کی حالت دریافت کی اور انہیں دارالاسلام کی جانب لوٹنے کی اجازت دی۔ انہوں نے لوٹ جانا قبول کیا۔ میں نے انہیں ایک خچر پر سوار کر کے ان کے ساتھ توشہ بھی رکھ دیا اور اپنے آپ کو میں نے خچر پر سوار کیا۔ اس وقت انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو اس کے پاس جو دین پسند ہے اس دین میں قوت دے۔ اسی وقت

سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی۔ میں نے ان کے ہمراہ اپنی مقرب جماعت کے کئی آدمی حفاظت کے واسطے بھیجے اور ان سے کہہ دیا کہ دارالاسلام میں جو پہلا شہر تمہیں ملے اس میں انہیں پہنچا دیجو۔ اور ان کو دواب کاغذ دیا اور ایک نشان مقرر کیا کہ تم پہنچ کر یہ نشان کاغذ پر لکھ دو تا کہ میں جان لوں کہ انہوں نے احتیاط سے تمہیں پہنچا دیا۔ ہمارے اور اس شہر کے درمیان چار روز کا راستہ تھا۔ جب پانچواں روز ہوا تو وہ لوگ واپس لوٹ آئے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ان لوگوں نے قتل نہ کر دیا ہو۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا جب ہم تجھ سے جدا ہوئے تو ایک لحظہ میں وہاں پہنچ گئے اور یہ چار دن ہمیں لوٹنے میں لگے۔

۳۔ ایک نمازی لڑکی کا قصہ

حضرت عبداللہ بن شجاع صوفی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں اپنے سیاحت کے زمانہ میں مصر میں قیام پذیر تھا۔ وہاں مجھے نکاح کی ضرورت ہوئی میں نے اپنے دوستوں سے ذکر کیا ان لوگوں نے کہا یہاں ایک عورت صوفیہ ہے اس کی لڑکی قریب البلوغ ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو نکاح کا پیام دیا اور اس کے ساتھ میرا نکاح ہو گیا۔ جب میں اس کے پاس داخل ہوا تو وہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کر رہی تھی۔ مجھے شرم آئی کہ ایسی کم سن لڑکی تو نماز پڑھے اور میں نہ پڑھوں۔ میں نے بھی قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا شروع کی اور جتنا مجھ سے ہوسکا ادا کیا اس کے بعد میری آنکھ لگ گئی اور میں اپنے مصلے پر لیٹ گیا اور وہ بھی اپنے مصلے پر سو گئی دوسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ جب بہت دنوں تک یہی حالت رہی تو ایک دن میں نے اس سے کہا اے لڑکی ہمارے اس اجتماع کا کوئی مقصود بھی ہے اس نے جواب دیا میں اپنے مولا کی خدمت میں ہوں لیکن جس کا مجھ پر حق ہے اسے میں منع بھی نہیں کرتی مجھے اس کی باتوں سے شرم آئی اور گزشتہ طریق پر میں نے ایک مہینہ گزارا۔ پھر میرا قصد سفر کا ہوا میں نے کہا اے بیوی اس نے کہا البیک۔ میں نے کہا میرا سفر کا ارادہ ہے۔ کہنے لگی تم عافیت کے ساتھ رہو اور خدا تم کو مکروہات سے سلامت رکھے اور مقصود عطا کرے۔ جب میں دروازہ تک پہنچا تو وہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے میرے سردار ہمارے درمیان دنیا میں ایک عہد تھا جو پورا نہ ہوسکا۔ ممکن ہے انشاء اللہ جنت میں پورا ہوگا۔ پھر کہا میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتی ہوں وہی سب سے بہتر امانت دار ہے چنانچہ اس سے وداع ہو کر چلا گیا۔ پھر دو سال کے بعد میں نے اس کی حالت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے زیادہ عبادت و ریاضت

میں مشغول ہے۔

۴۔ نماز کی برکت سے چار خصائل کا پیدا ہونا

حضرت شیخ ابن عریف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں غمگین اٹھا اور شیخ ابوالقاسم ابن روبیل سے میں نے کہا۔ کہ کوئی حکایت بیان کرو شاید اس کے سبب اللہ تعالیٰ میرا غم دفع کرے۔ کہا اچھا سنو مجھ سے ایک شخص کی جو ساحل پر رہتے تھے تعریف کی گئی۔ انہیں ابوالجناز کہا جاتا تھا۔ میں ان سے ملنے کے قصد سے ساحل پر گیا اور انہیں سلام کر کے بیٹھ گیا نہ انہوں نے کچھ مجھ سے کہا نہ میں نے ان سے کچھ کہا یہاں تک کہ جب نماز کا وقت آیا تو کچھ لوگ جو چاروں طرف کے میدانوں میں متفرق تھے آپ کے پاس جمع ہوئے اور ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی پھر وہ لوگ جدا ہو گئے اور کسی نے کسی سے کچھ کلام نہ کیا اور شیخ بھی اپنی جگہ آ بیٹھے اور میں بھی ان کے پاس جا بیٹھا۔ پھر جب نماز کا وقت آیا اسی طرح سے سب لوگ جمع ہوئے اور نماز پڑھ کر متفرق ہو گئے حتیٰ کہ جب نماز عصر کا وقت آیا تو پھر جمع ہو کر نماز پڑھی اور بیٹھ کر صلحاء کے حالات اور تذکرے بیان کرتے رہے۔ جب زردی آفتاب کا وقت ہوا تو پھر متفرق ہو گئے اور پھر مغرب کے وقت جمع ہو گئے۔ پھر متفرق ہوئے۔ اسی طرح تین دن رہا ان کی یہی حالت رہی۔ پھر میرے جی میں آیا کہ شیخ سے استفادہ کی نیت سے ایک سوال کروں اور آگے بڑھ کر میں نے عرض کیا اے شیخ میں ایک سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہو۔ جماعت کے لوگوں نے میری طرف حیرت کی نظر سے دیکھا۔ میں گھبرایا اور پوچھا اے شیخ مرید کو اپنا مرید ہونا کب معلوم ہوتا ہے۔ شیخ نے منہ پھیر لیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ شیخ مجھ سے خفا ہو گئے ہوں اور میں ان کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو پھر میں نے کہا یہ تو پوچھنا ہی چاہیے اور عزم مصمم کر کے آگے بڑھا اور کہا اے شیخ مرید کو کب معلوم ہوتا ہے کہ میں مرید ہوں انہوں نے پہلے ہی کی طرح مجھ سے اعراض کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ میں اٹھ کر چلا آیا۔ پھر تیسرے دن میں نے یہی سوال کیا اور آپ نے مجھ سے مل کر فرمایا ایسا مت سوال کرو۔ شاید تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ مرید ارادت میں پہلا قدم کب رکھتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا جب کہ اس مرید میں چار خصلتیں پیدا ہو جائیں۔ ایک تو یہ کہ زمین اس کے واسطے لپیٹی جائے اور ساری زمین ایک قدم ہو جائے اور پانی پر چلنے لگے اور جو چیز جس وقت دنیا میں کھانا چاہے کھا سکے اور اس کی دعا رونہ کی جائے۔ اس وقت ارادت میں مرید پہلا

قدم رکھتا ہے اور جب مرید اپنے کو مرید جاننے لگے تو وہ ہمارے نزدیک حد ارادت سے گر جاتا ہے۔ حضرت شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے ایک چیخ ماری۔ قریب تھا کہ میری جان نکل جائے۔ پھر ان سے کہا کہ تم نے ہمیں ارادت سے ناامید کر دیا اس سے ابوالقاسم اور میں اس شیخ کی عالی ہمتی سے متعجب ہوئے۔

۵۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اور ایک نمازی کا قصہ

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک شہر میں پہنچ کر مسجد میں مقیم ہوا۔ جب نماز عشاء ہو چکی تو امام نے آ کر کہا یہاں سے نکلو میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں نے کہا میں مسافر ہوں یہیں شب گزاروں گا۔ کہنے لگا مسافر قندیلیں اور چٹائیاں چراتے ہیں ہم کسی کو یہاں سونے نہیں دیں گے۔ چاہے ابراہیم بن ادہم ہی کیوں نہ ہو۔ میں نے کہا میں ابراہیم بن ادہم ہوں اور وہ جاڑے کی رات تھی اس نے کہا تمہاری صورت سے معلوم ہوتا ہے۔ جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں۔ پھر اس نے کہا بس بہت بک بک نہ کرو اور سختی سے میری ٹانگ پکڑ کر کھینچا اور تنور حمام کے دروازہ تک گھسیٹنا ہوا منہ کے بل لایا اور وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے کھڑے ہو کر دیکھا تو ایک نمازی آگ جلانے والا حمام میں آگ جلا رہا ہے۔ میں نے جی میں کہا اس کے پاس چل کر شب گزارنا چاہیے۔ چنانچہ میں نیچے اتر کر اس شخص کے پاس گیا۔ دیکھا تو وہ ایک موٹے سن کا کپڑا پہنے تھا۔ میں نے سلام کیا اس نے جواب نہ دیا۔ بلکہ اشارہ کے ساتھ مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا وہ شخص خوف زدہ کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف دیکھتا جاتا تھا مجھے اس سے اندیشہ معلوم ہونے لگا۔ جب وہ حمام جھونک چکا تو میری طرف متوجہ ہوا اور کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے کہا تعجب ہے میں نے سلام کیا تھا اسی وقت تم نے جواب کیوں نہ دیا کہا میں ایک قوم کا ملازم ہوں اس وجہ سے میں ڈرا کہ اگر تیرے سلام میں مشغول ہو گیا تو میں خائن اور گنہگار ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا میں نے تمہیں دائیں بائیں نظر کرتے دیکھا۔ کیا کسی سے ڈرتے ہو کہا ہاں۔ میں نے کہا کس سے؟ کہا موت سے۔ نہ معلوم دائیں طرف سے آ پہنچے یا بائیں طرف سے۔ میں نے کہا دن میں کتنے کی مزدوری کر لیتے ہو۔ کہا ایک درہم اور ایک وانگ کی۔ میں نے کہا اس کا کیا کرتے ہو؟ کہا وانگ تو میں اور میرے اہل و عیال کھاتے ہیں اور درہم اپنے ایک بھائی کی اولاد پر صرف کرتا ہوں۔ میں نے کہا وہ تمہارا حقیقی بھائی تھا۔ کہا نہیں میں نے اس سے اللہ واسطے کی محبت کی تھی۔ اب

وہ مر گیا تو اس کی اولاد کی کفالت میں ہی کرتا ہوں۔ میں نے کہا تم نے خدا سے کسی حاجت میں دعا کی تھی جو اس نے قبول فرمائی ہو کہنے لگا میری ایک حاجت ہے۔ اور میں بیس سال سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ اب تک وہ حاجت پوری نہیں ہوئی میں نے پوچھا وہ کیا حاجت ہے۔ کہا میں نے سنا ہے کہ عرب میں ایک شخص ہے جو زابدوں میں ممتاز اور سارے عابدوں پر فائق ہے انہیں ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں۔ میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ میں اسے دیکھوں اور اسی کے سامنے مروں۔ میں نے کہا خوش ہو جا اے بھائی اللہ نے تیری حاجت پوری کر دی اور دعا قبول ہو گئی اور مجھے تمہارے پاس منہ کے بل گھسیٹے ہوئے پہنچا کر راضی ہوا۔ سنتے ہی اچھل پڑا اور مجھ سے معافہ کیا اور وہ یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ تو نے میری حاجت پوری اور میری دعا قبول کی۔ اب میری روح قبض کر لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دوسری دعا بھی فوراً قبول کر لی اور وہ شخص گر پڑا اور گرتے ہی اللہ کو پیارا ہو گیا۔

۶۔ نماز کے بعد دعا کی قبولیت کا ایک واقعہ

حضرت ابراہیم بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہم جمعہ کے دن بعد نماز کے مجلس کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص صرف ایک کپڑے میں لپٹا ہوا ہماری مجلس میں آ بیٹھا اور ایک سوال کیا۔ ہم لوگ مجلس کے برخاست ہونے تک مسائل فقہ میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر وہ شخص دوسرے جمعہ کو آیا ہم نے اسے جواب دیا اور اس کا مقام اور اس کی حالت دریافت کی اس نے اپنا پتہ بتایا۔ پھر ہم نے اس کی کنیت پوچھی۔ اس نے کہا ابو عبد اللہ۔ ہم اس کی ہم نشینی سے بہت خوش ہوئے۔ ایک مدت تک وہ ہمارے پاس اسی طرح آتا جاتا رہا۔ پھر اس کا آنا موقوف ہو گیا۔ ایک بار ہم اس کی ملاقات کے ارادہ سے اس قریہ میں گئے اور اس کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا وہ ابو عبد اللہ صیاد ہیں۔ اس وقت شکار کو گئے ہیں ابھی آتے ہی ہوں گے۔ ہم انتظار میں بیٹھے تھے کہ وہ سامنے سے آئے اور حال یہ تھا کہ ایک ٹکڑے کپڑے کی لنگی اور ایک ٹکڑے کی چادر بنائے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں کئی پرندے زندہ اور کئی ایک ذبح کیے ہوئے ہمیں دیکھ کر مسکرائے۔ ہم نے کہا آپ ہماری مجلس کو رونق افزائی کیا کرتے تھے۔ اب کیا ہو گیا جو بالکل ترک کر دیا۔ کہا کیا سچ کہہ دوں۔ میرا ایک ہمسایہ تھا اس سے کپڑے لے کر اور پہن کر تمہارے یہاں آتا تھا۔ اب وہ شخص سفر کو گیا ہے۔ پھر کہا تم میرے گھر چل کر رزق اللہ تناول کرو گے۔ ہم ان کے مکان پر پہنچ کر بیٹھے اور اپنی بیوی کو ذبح کئے ہوئے پرندے پکانے کے لیے سپرد کیے اور زندہ کو لے کر

بازار گئے اور انہیں بیچ کر روٹیاں خرید لائے۔ اتنی دیر میں بیوی نے سالن تیار کر رکھا تھا۔ ہم کھانا کھا کر نکلے تو آپ میں گفتگو ہونے لگی کہ تم نے اس شخص کی ناداری اور فقر کی حالت اور نیک بختی اور صلاح کی کیفیت دیکھی اور تم میں قدرت بھی ہے کہ اس کی اتنی مدد کرو جس سے وہ اپنی حالت سنبھال سکے۔ تمہیں ایسا کرنا چاہیے کہ کچھ چندہ جمع کر کے ان کی امداد کرو جس سے وہ اپنی حاجت پوری کریں۔ چنانچہ ہم نے آپس میں تعین کر کے پانچ ہزار درہم جمع کیے اور ان کو دینے کے لیے پھر اس گاؤں کو لوٹ چلے۔ جب ہم مرید پر پہنچے تو امیر بصرہ محمد بن سلیمان جھرو کے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ غلام سے کہا ابراہیم ابن شیب کو میرے پاس بلا لا۔ جب میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو۔ کہاں جا رہے ہو۔ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ امیر نے کہا مجھ پر تم سب سے زیادہ حق ہے اور اسی وقت دس ہزار درہم کا توڑا منگا کر اور ایک فراش کے کاندھے پر رکھوا کر میرے ہمراہ کر دیا میں اور خوش ہوا اور جلدی سے اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا اور ان کے دروازہ پر پہنچ کر سلام کیا وہ جواب دیتے ہوئے باہر نکلے۔ جب میرے ہمراہ فراش کو اور اشرافیوں کے توڑوں کو دیکھا تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہنے لگے اے شخص تجھے مجھ سے کیا علاقہ۔ کیا تو مجھے فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا اے ابو عبد اللہ بیٹھ جاؤ۔ واقعہ یہ ہے چنانچہ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ میں نے کہا تم جانتے ہو کہ وہ ایک ظالم امیر ہے۔ تم خدا کے واسطے اپنے نفس کو بچاؤ اور یہ لے لو۔ یہ سن کر ان کا غصہ اور تیز ہوا۔ اسی وقت گھر میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔ میں ناامید ہو کے امیر کے پاس لوٹ آیا اور بغیر سچ کہنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ ناچار واقعہ بیان کیا سنتے ہی کہنے لگا یہ شخص خارجی معلوم ہوتا ہے اور غلام سے کہا تلوار لے آؤ جب وہ لے آیا تو میرے ساتھ کر دیا اور کہا ان کے ساتھ جا کر اس کا سر کاٹ لاؤ۔ میں نے کہا خدا امیر کو سلامت رکھے اس شخص کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ ہم نے اس کو دیکھا ہے۔ وہ خارجی نہیں ہے۔ میں انہیں تمہارے پاس بلاتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں میرا مقصود ان کو اس سے بچانا تھا۔ اس پر امیر کو اطمینان ہوا اور میں روانہ ہو کر ان کے دروازہ پر پہنچا اور سلام کیا تو ان کی بیوی کو روتا ہوا پایا کہنے لگی کچھ خبر بھی ہے تمہارے ابو عبد اللہ کا کیا قصہ ہوا۔ میں نے کہا ان کا کیا حال ہے کہا انہوں نے گھر میں آ کر جو کچھ ان کے پاس تھا رکھ دیا اور وضو کر کے نماز پڑھی اور میں نے انہیں یہ دعا کرتے سنا کہ اے مجھے اپنے پاس بلا لے اور فتنہ میں نہ ڈال یہ کہتے ہوئے لمبے لیٹ گئے۔ میں ان کے پاس پہنچی تو ان کا انتقال ہو چکا تھا اور یہ ان کی لاش موجود ہے۔ میں نے کہا اے بیوی یہ ہمارا بہت ہی بڑا قصہ ہے۔ پس اب اس کا ذکر ہی نہ کرو۔ یہ کہہ کر ویسے ہی لوٹ کر میں امیر کے

پاس آیا اور سارا حال میں نے اس سے بیان کیا۔ امیر نے کہا میں اس شخص کی نماز پڑھاؤں گا۔ یہ خبر شہر میں مشتہر ہوئی۔ چنانچہ تمام اہل شہر مع امراء اور روسا کے جنازہ میں شریک ہوئے۔

۷۔ نماز کے بعد دعا کرنے سے بینکن سونا بن گیا

بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ فقراء کی ایک جماعت ایک حبشی کی زیارت کو گئی جو انگور کے ایک باغ کی پاسبانی کرتے تھے اور قبل ان کا نام تھا میں بھی ان فقراء کے ہمراہ ہولیا۔ ہم بینکنوں کے ایک کھیت پر پہنچے تو اس کھیت میں وہ حبشی کھڑے نماز ادا کر رہے تھے ہم سلام کر کے بیٹھ گئے انہوں نے سلام پھیر کر ایک ٹھیلی نکالی جس میں خشک روٹی کے ٹکڑے اور معمولی نمک تھا۔ ہم سے کہا کھاؤ ہم کھانے لگے اور کچھ لوگ آپس میں کرامات اولیاء کا تذکرہ کرنے لگے۔ وہ صاحب بالکل خاموش تھے۔ بعض فقراء نے آپ سے کہا اے مقبل ہم آپ کی زیارت کو آئے اور آپ کچھ بات ہی نہیں کرتے۔ کہا میں کیا کہوں اور میرے پاس کیا ہے جس کی خبر دوں البتہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں کہ اگر اللہ سے سوال کرے کہ ان بینکنوں کو سونا بنادے تو اللہ تعالیٰ سونا بنادے گا۔ روای کہتے ہیں کہ وہ شخص ابھی یہ کلام پورا بھی نہ کر چکا تھا کہ سارے بینکن سونا بن گئے چمکنے لگے۔ ایک شخص نے کہا اے مقبل ان کا کوئی پیڑ کوئی شخص اکھاڑ بھی سکتا ہے۔ انہوں نے کہا تو اکھاڑ لے چنانچہ اس نے ایک پیڑ جڑ سے اکھاڑ لیا جو بالکل سونے کا تھا۔ اس میں سے ایک چھوٹا بینکن اور چند پتے گرے جن کو میں نے اٹھا لیا اور ابھی تک میرے پاس ہیں۔ پھر مقبل نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی کہ ان بینکنوں کو اپنی اصلی صورت کی طرف لوٹا دے۔ ویسا ہی ہو گیا اور اکھڑے ہوئے پیڑ کے بجائے دوسرا ایک پیڑ بھی لگ گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفعنا بہ۔

۸۔ اچھے نمازیوں کی آپس میں ملاقات کا ایک واقعہ

حضرت صالح مری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک دن میں ابو جہیز نابینا کی زیارت کے ارادہ سے چلا۔ وہ شہر سے نکل گئے تھے۔ اور ان کے واسطے ایک مسجد بنائی گئی تھی اس میں عبادت کرتے تھے میں ایک راستہ پر جا رہا تھا کہ ناگاہ محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ میں نے کہا ابو جہیز کے پاس۔ فرمایا میں بھی انہیں کے پاس جا رہا ہوں۔ ہم دونوں آگے بڑھے تو ناگاہ حبیب عجمی ملے پوچھا تم کہاں جاتے ہو ہم نے کہا ابو جہیز کے پاس۔ کہا میں بھی انہیں کے پاس جا رہا ہوں۔ ہم اور آگے چلے تو ہمیں مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ملے انہوں نے

پوچھا تم کہاں جاتے ہو۔ ہم نے کہا ابو جہیز کے پاس۔ فرمایا میں بھی وہیں چل رہا ہوں۔ اتنے میں حضرت ثابت بنانی نے کہا آؤ اور دو رکعت نماز پڑھ لیں تاکہ قیامت کے دن اللہ کے پاس ہماری گواہی دے۔ پھر ان کے گھر پر گئے اور ان کو خبر کر کے تکلیف دینا مناسب نہ جانا اور بیٹھ گئے جب ظہر کا وقت ہوا تو وہ گھر سے نکلے اور اذان دے کر اقامت کہی نماز پڑھی ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ بعد نماز کے محمد بن واسع کھڑے ہو کر ان سے ملے پوچھا تم کون ہو۔ کہا محمد بن واسع تمہارا بھائی ہوں۔ فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت سنا جاتا ہے کہ تم بصرہ میں سب سے اچھے نمازی ہو۔ وہ سن کر خاموش ہو رہے۔ پھر ثابت بنانی ملے پوچھا تم کون ہو کہا میں ثابت بنانی فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ بصرہ میں سب سے زیادہ نمازی ہو۔ وہ بھی سن کر خاموش رہے۔ پھر مالک ابن دینار ملے پوچھا تم کون ہو کہا میں مالک ابن دینار ملے پوچھا تم کون ہو کہا میں مالک ابن دینار ہوں فرمایا واہ واہ تمہاری نسبت مشہور ہے کہ بصرہ میں تم سب سے بڑے زاہد ہو۔ پھر حبیب عجمی نے ملاقات کی پوچھا تم کون ہو کہا حبیب عجمی فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ تم مستجاب الدعوات ہو وہ بھی سن کر ساکت رہے پھر میں نے ملاقات کی پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں صالح مری ہوں فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ تمہاری آواز بصرہ والوں میں سب سے اچھی ہے پھر فرمایا میں تمہاری آواز کا مشتاق مدت سے تھا آؤ پانچ آیتیں کتاب اللہ کی مجھے پڑھ کر سناؤ۔ حضرت صالح کہتے ہیں کہ میں نے قرأت آیت یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِیْنَ سے شروع کی اور جب ہباء منشور پر پہنچا تو ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا وہی آیتیں پھر سناؤ۔ میں نے پھر پڑھا۔ پھر ایک چیخ ماری اور دنیا سے انتقال فرمایا۔ اتنے میں ان کی بیوی نکل آئیں اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو ہم نے خبر دی۔ کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کیا ابو جہیز کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے کہاں ہاں خدا تمہیں اجر دے۔ تمہیں کیونکر معلوم ہوا۔ کہا میں انہیں کثر دعا میں یہ کہتے ہوئے سنتی تھی کہ میری موت کے وقت اے اللہ اپنے اولیاء کو جمع کر دے اس واسطے میں جان گئی کہ تم لوگ ان کی موت کے واسطے اکٹھے ہوئے۔ پھر ہم نے انہیں غسل دیا اور کفنایا اور نماز پڑھ کر دفنایا۔

۹۔ نماز کی برکت سے غیب سے کھانا ملنے کا واقعہ

ایک فقیر فرماتے ہیں کہ میں ایک دن خلوت مع اللہ اور سیاحت کی نیت سے جنگل کا قصد کر کے چلا جب تین دن سفر کرتا رہا تو چوتھے روز میرے باطن میں ناگاہ دو آدمی ادھیڑ عمر کے خوبصورت بیجری میں

میرے پاس پہنچے اور مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب دیا پوچھا تیرا نام کیا ہے میں نے کہا عبد اللہ ایک نے ان سے کہا۔ ہم بھی اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ کی طرف سے جارہے ہیں ہم تینوں آگے چلے جب نماز ظہر کا وقت آیا تو ایک نے مجھ سے پوچھا کیا یہی وقت ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا ہمیں نماز پڑھا دو گے۔ میں نے کہا اس بوجھ سے مجھے سبکدوش کر دو تم میں سے کوئی پڑھاوے۔ چنانچہ ایک نے نماز پڑھائی اور ہم سب نے نماز ادا کی جب امام اپنی سنتوں سے فارغ ہوئے تو ہمارے سامنے ایک طبق لے آئے جس میں ایک خوشہ انگور کا اور انجیر تھے ایسے عمدہ کہ میں نے ایسے کبھی نہیں دیکھے۔ اور کہا بسم اللہ ہم سب نے بقدر ضرورت کھایا اور وہاں سے چلے۔ جب دوسرے دن نماز ظہر کا وقت آیا تو میری طرف دیکھ کر کہا۔ یہی وقت ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں پھر کہا ہمیں نماز پڑھا دو گے۔ میں نے کہا اس بوجھ سے تو مجھے سبکدوش کر دو اس نے دوسرے ساتھی سے کہا تم نماز پڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھائی۔ جب ہم سنتیں پڑھ کر فارغ ہوئے اور امام بھی فارغ ہوئے تو پھر امام نے ایک طبق حاضر کیا جس میں انگور اور انجیر تھے۔ ہم نے پیٹ بھر کر کھایا اور پیٹ بھرنے کے بعد باقی چھوڑ کر کھڑے ہوئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو میرے دل میں آیا کہ یہ لوگ ضرور مجھے نماز پڑھانے کو کہیں گے اور مجھے موافقت بھی لازم ہے اور ویسا ہی فعل بھی ضرور ہے۔ پھر میں نے آنکھ آسمان کی جانب اٹھا کر کہا اے اللہ آپ بدون استحقاق کے نعمت دینے والے ہیں اور میں بھی آپ کا ضعیف بندہ ہوں۔ کسی طرح نعمت کا مستحق نہیں ہوا۔ لیکن اپنی خواہش آپ کے سامنے لایا ہوں۔ آپ ہر شے پر قادر ہیں۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو ایک نے مجھ سے پوچھا یہی وقت ہے میں نے کہا ہاں۔ کہاں تم نماز پڑھاؤ گے۔ میں نے کہا انشاء اللہ ایک نے ان میں سے اقامت کہی اور میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اور سلام پھیر کر دو رکعتیں سنتیں ادا کیں پھر میں نے سیدھی جانب پھر کر دیکھا تو وہ طبق رکھا تھا اور اس میں انگور کا خوشہ اور انجیر اور انار تھے۔ میں نے وہ طبق ان کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے اور میں نے مل کر کھایا اور کچھ بقیہ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور میں نے حق تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا کہ اس نے بدون استحقاق کے مجھے ایسی نعمت عطا فرمائی۔ اس کے بعد ہم چالیس دن مقیم رہے۔ ہر ایک اپنی مقصود کی طرف متوجہ تھا اور نمازوں کے وقت جمع ہوتے تھے اور ہر ایک ایک دن نماز پڑھاتا تھا اور جب سلام پھیرتا تو طبق مذکور پیش کرتا اور میں بھی اسی طرح ان کے ساتھ رہا۔ اور ایک طبق جس میں انگور، انجیر اور انار ہوتے تھے اپنی باری کے دن پیش کرتا تھا۔ جب چالیس دن ہو گئے تو انہوں نے کہا تمہارا اللہ حافظ۔ میں نے کہا تمہارا بھی۔ اور ہم سب ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور کسی

نے دوسرے سے کوئی بات نہ پوچھی۔ پھر میں اسکے بعد بھی ایک مدت تک اسی حال پر رہا مجھ پر ہر روز اللہ کی نئی نئی نعمت اترتی تھی۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اور جب اللہ کا شکر ادا کرتا تھا تو نعمت و احسان اور زیادہ ہوتے تھے۔

۱۰۔ نماز کے ذریعے ہاتھ غیبی سے رہنمائی کا واقعہ

ایک فقیر سے مروی ہے کہ میں ملک خراسان کے ایک شہر میں داخل ہوا اور بازار میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک خوبصورت جوان راستہ میں ملے اور سلام کیا اور میرے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ جب میں بازار سے نکلا تو کہا خدا کے لیے میرے مہمان ہو جاؤ۔ میں ان کے ساتھ گیا اور وہ مجھے ایک خوبصورت گھر میں لے گئے جہاں خیر کے آثار معلوم ہوتے تھے مجھے بٹھا کر تھوڑی دیر وہ غائب ہوئے اور ایک بڑے بوڑھے آدمی کو ہمراہ لے آئے مجھ سے کہا یہ میرے باپ ہیں ان کے واسطے دعا کرو۔ میں ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ وہ شخص کھانا لے آئے ہم نے کھانا کھایا اور ہاتھ دھو کر جانے لگا تو اس نے کہا آپ تین دن تک میرے مہمان ہیں۔ چنانچہ میں تین دن تک ان کے یہاں رہا۔ ہر روز میرا کرام زیادہ کرتے تھے۔ جب چوتھا روز ہوا تو میں نے رخصت ہو کر نکلنا چاہا تو اس شیخ نے کہا اے بیٹے آج تم میرے مہمان ہو۔ اس دن میں نے شیخ کے یہاں قیام فرمایا۔ جب دوسرا دن ہوا تو خدا حافظ کہہ کے کھڑا ہوا اور رخصت ہو کر چلا تو وہ جوان پھر میرے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ جب میں شہر پناہ سے باہر نکلا تو اس نے مجھے رخصت کیا اور روئی اور حلوہ اور ایک بٹوا مجھے دے کر کہا۔ حضرت یہ راستہ کا توشہ ہے اسے قبول فرما لیجئے۔ میں اسے لے کر دو دن متواتر چلا اور ایک دوسرے شہر میں داخل ہوا اور فقراء کو تلاش کر رہا تھا تا کہ جو کچھ پاس ہے وہ ان کے حوالہ کروں اتنے میں ایک خوبصورت شیخ میرے سامنے آئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور دل میں آیا کہ شخص ولی اللہ ہے چونکہ نماز کا وقت قریب آ گیا تھا میں مسجد میں داخل ہوا اور نماز ادا کر کے بیٹھا رہا۔ مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا۔ خواب میں ہاتھ نے مجھ سے کہا کہ وہ بٹوا جو تمہارے پاس ہے اس شیخ صالح کو جو ابھی تمہارے سامنے سے گزرے تھے دیدو۔ وہ اللہ کے صالح بندے ہیں۔ میں اسی وقت بیدار ہوا اور ان کی تلاش میں نکلا اور کہا اے اللہ۔ انہیں شیخ کی حرمت سے ان کی ملاقات کرا دیجئے۔ ابھی یہ دعا پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ وہ بزرگ نہر سے لوٹے میں پانی لیے ہوئے میرے سامنے آئے۔ میں نے بٹوہ کھولا تو اس میں پانچ دینار اور پانچ درہم تھے۔ میں نے انہیں جمع کیا اور ان کا ہاتھ چوم کر ان کے ہاتھ

میں رکھ دیا۔ انہوں نے وہ دام لے لیے اور فرمایا اے بیٹے جو غیر اللہ پر نظر رکھتا ہے اسے خدا کے یہاں سے کچھ نہیں ملتا۔ میں نے کہا حضرت میرے واسطے خدا سے دعا کیجیے کہ یا بحفظک اللہ و یحفظ علیک میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے فرمایا اخلاص کو لازم پکڑ اور اپنے اور اللہ کے درمیان جو عہد ہے اس کی نگہداشت رکھ۔ پھر مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

۱۱- حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کی نمازوں کا حال

مروی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ اے ابو حازم کیا بات ہے کہ ہم موت کو برا جانتے ہیں۔ فرمایا اس لیے کہ تم نے اپنی دنیا کو آباد کیا ہے اور آخرت کو ویران کیا ہے اور تم آبادی سے ویرانے کی طرف کوچ کرنا بڑا جانتے ہو۔ سلیمان نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ پھر کہا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کل میرا خدا کے یہاں کیا حال ہوگا۔ فرمایا اپنا عمل کتاب اللہ پر منطبق کر تجھے اپنا کل کا حال معلوم ہو جائے گا۔ اس نے کہا کتاب اللہ میں کہاں ملے گا۔ فرمایا اس آیت میں

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝ (الانفطار: ۱۳، ۱۴)۔ سلیمان نے کہا پھر اللہ کی رحمت کہاں گئی فرمایا قریب ہے محسنوں کے اور نیکوں کے پھر سلیمان نے کہا کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ اللہ کے سامنے پیشی کس طرح ہوگی فرمایا نیک اس طرح پیش ہوں گے جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے خوش و خرم ہوتا ہے اور بدکار ایسے پیش ہوگا۔ جیسے کوئی بھاگا ہو اغلام اپنے مولا کے سامنے پکڑا ہوا خوفناک اور حسرت زدہ آتا ہے۔ یہ سن کر سلیمان ابن عبد الملک رونے لگے اور ابو حازم سے سوال کیا گیا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں فرمایا جب نماز کا وقت قریب ہوتا ہے تو جملہ فرائض و سنن کی رعایت کے ساتھ کامل وضو کرتا ہوں پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیت اللہ کو سامنے۔ جنت کو دائیں طرف دوزخ کو بائیں طرف اور پل صراط کو پاؤں کے نیچے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو مطلع و خبردار تصور کر کے نماز پڑھتا ہوں اور یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ میری اخیر نماز ہے۔ اس کے بعد مجھے نماز پڑھنا میسر نہ ہوگا۔ پھر تعظیم کے ساتھ رکوع اور تواضع کے ساتھ سجدہ اور اتمام کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ پھر اس خوف سے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں کہ نہ معلوم یہ نماز میری قبول کی جاتی ہے یا میرے منہ پر ماری جاتی ہے۔ سائل نے ان سے پوچھا کب سے تم ایسی نماز پڑھ رہے ہو۔ فرمایا چالیس سال سے۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کاش ساری عمر میں ایک نماز ایسی پڑھ لوں تو کامیاب ہو جاؤں۔

۱۲۔ ایک نمازی عابد اور ایک تاجر کا قصہ

بعض صالحین سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے کے قصد سے داخل ہوا وہاں ایک عابد اور ایک تاجر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ عابد دعا مانگ رہا تھا کہ اے مالک میں آج فلاں فلاں قسم کا کھانا فلاں فلاں قسم کا حلوہ چاہتا ہوں۔ اس تاجر نے کہا اگر یہ شخص مجھ سے مانگتا تو میں ضرور کھلاتا لیکن وہ حیلہ گری کر رہا ہے۔ میرے سامنے اللہ سے دعا کرتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہے کہ میں کھلاؤں۔ قسم ہے اللہ کی میں ہرگز اسے کچھ نہ کھلاؤں گا۔ وہ عابد دعا سے فارغ ہو کر مسجد میں ایک گوشہ میں سو گئے۔ ناگاہ مسجد میں ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں ایک خوان سرپوش ڈھکا ہوا تھا۔ اس نے مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو ان عابد کو ایک گوشہ میں سویا ہوا پایا ان کے پاس آ کر انہیں جگایا اور خوان ان کے آگے رکھ کر ہٹ گیا۔ اس تاجر نے جو دیکھا تو اس میں اتنے ہی اقسام کے کھانے تھے جتنے اس نے طلب کیے تھے۔ انہوں نے بقدر اشتہا کھایا اور بقیہ پھیر دیا۔ تاجر نے اس لانے والے سے دریافت کیا کہ تجھے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں تو اس شخص کو پہلے سے جانتا تھا۔ اس نے کہا واللہ میں نہیں جانتا تھا۔ میں ایک مزدور آدمی ہوں۔ ایک سال سے میری لڑکی اور بیوی ان کھانوں کا شوق رکھتے تھے مگر اتفاق نہیں ہوا تھا۔ آج میں نے ایک شخص کا بوجھ اٹھایا تو اس نے ایک مشقال سونا مجھے دے دیا۔ میں گوشت وغیرہ خرید لایا اور میری بیوی پکانے لگی۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی خواب میں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج تمہارے یہاں ایک ولی اللہ آئے ہوئے ہیں اور وہ مسجد میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تو نے جو کھانے اپنے اہل کے واسطے پکائے ہیں اسکا انہیں بھی شوق ہے۔ یہ کھانے ان کے پاس لے جاوہ اپنی حاجت کے موافق کھالیں گے اور بقیہ میں اللہ تمہیں برکت دے گا اور میں تیرے لیے جنت کی کفالت کرتا ہوں میں نے بیدار ہو کر اس کی تعمیل کی۔ تاجر نے کہا۔ میں نے اس شخص کو یہ کھانے اللہ سے مانگتے سنا تھا۔ پھر پوچھا تو نے اس پر کیا صرف کیا ہے۔ اس نے کہا ایک مشقال سونا۔ تاجر نے کہا مجھ سے دس مشقال لے کر اپنے ثواب میں مجھے ایک قیراط کا حصہ دار بنالے اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ تاجر نے کہا میں مشقال لے لے اس نے کہا نہیں تاجر نے کہا بچاس مشقال لے کر اپنے ساتھ شریک بنالے اس نے کہا نہیں۔ پھر کہا سو مشقال لے کر شریک بنالے۔ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں ہرگز ایسی چیز کو جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمانت کی ہے نہ

فروخت کروں گا۔ اگرچہ تو ساری دنیا اس کی قیمت میں دے دے۔ اگر تجھے اجرت لینا تھا تو مجھ سے پہلے تو نے اس عابد کی خواہش پوری کی ہوتی مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ تاجر اپنی غفلت سے بہت نادم ہوا لیکن اس کی ندامت نے کچھ نفع نہ دیا اور پریشان ہو کر مسجد سے نکلا جیسے اپنی گمشدہ چیز کی وجہ سے کوئی پریشان ہوا کرتا ہے۔

۱۳۔ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا

حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عجائبات و کرامات سے پہلے پہلی یہ دیکھا کہ میں ایک تنہائی کے مقام میں آ گیا جہاں میرے قلب کو تقرب الہی کا مزہ آیا اور وہ جگہ اچھی معلوم ہوئی اور نماز کا وقت گیا۔ میری عادت ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنے کی تھی لڑکپن سے میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے غم اور رنج کرتا تھا ناگاہ ایک ریچھ نظر پڑا جو دو پاؤں سے چل رہا تھا اس کے ہاتھوں میں پانی سے بھرا ہوا سبز گھڑا تھا۔ دور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمی ہے۔ میرے قریب آ کر اس نے گھڑا سامنے رکھ دیا اور سلام کیا۔ میرے جی میں ایک علمی اعتراض پیدا ہوا اور میں نے پوچھا کہ یہ پانی اور گھڑا کہاں سے آیا۔ اس ریچھ نے کہا اے سہل ہم لوگ وحوش ہیں۔ اہل اللہ میں سے جو لوگ اللہ کی محبت اور توکل میں تعلقات چھوڑے ہوئے ہیں۔ آج ہم آپس میں کچھ تذکرہ کر رہے تھے کہ اچانک آواز آئی کہ سہل تجدید وضو کے لیے پانی تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے یہ گھڑا ہاتھ میں لیا تو میرے پہلو میں دو فرشتے تھے۔ میں ان کے قریب گیا۔ انہوں نے ہوا پر سے اس گھڑے میں پانی ڈالا۔ مجھے پانی کے گرنے کی آواز بھی آئی سہل فرماتے ہیں یہ سن کر مجھے غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ گھڑا میرے سامنے دھرا ہے اور ریچھ کا پتہ نہیں۔ مجھے افسوس ہوا کہ میں نے اس سے اور کچھ بات نہ کی اور میں نے اس پانی سے وضو کیا اور پینا چاہتا تھا کہ آواز آئی اے سہل اس پانی کے پینے کا بھی تمہارے لیے وقت نہیں آیا ہے۔ وہ گھڑا میرے سامنے ہل رہا تھا۔ ناگہاں میری نظر سے غائب ہو گیا نہ معلوم کہاں گیا۔

۱۴۔ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے

حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابتدائی زمانہ میں ایک دن میں وضو کر کے جامع مسجد کو گیا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد بھر گئی اور امام خطبہ کے واسطے منبر پر چڑھ رہے تھے میں بے ادبی کر کے لوگوں کو پھلانگتا ہوا پہلی صف میں جا بیٹھا۔ میری سیدھی جانب ایک نوجون خوبصورت خوشبو لگائے ادنیٰ

چادر اوڑھے بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا۔ تیرا کیا حال ہے اے سہل! میں نے کہا اچھا ہوں اَصْلَحُ کُلَّ اللہ لیکن متفکر رہا کہ اس نے مجھے پہچانا اور میں اسے نہیں جانتا تھا۔ ناگاہ مجھے پیشاب کی سوزش ہونے لگی۔ اب مجھے یہ اندیشہ ہونے لگا کہ اگر پیشاب کے واسطے جاتا ہوں تو لوگوں پر چھلانگنا ہوتا ہے اور اگر نہ جاؤں تو نماز جاتی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ تمہیں پیشاب کی تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کندھے پر سے چادر اتاری اور مجھے اوڑھا کر کہنے لگا۔ جلدی سے قضائے حاجت کر کے نماز میں شامل ہو جاؤ۔ میری آنکھ بند ہو گئی۔ جب میں نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا دروازہ ہے اور ایک شخص دروازہ پر کھڑا کہہ رہا ہے کہ اندر جاؤ۔ جب اندر گیا تو ایک محل نظر آیا جو نہایت عالی شان تھا اور ایک جانب ایک درخت تھا اور اس کے پاس ایک لوٹے میں پانی بھرا رکھا تھا جو شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ وہیں پیشاب کرنے کی جگہ بھی تھی اور مسواک اور رومال بھی تھا۔ میں نے کپڑے اتارے اور پیشاب کیا اور غسل کیا اور وضو کر رہا تھا کہ اس شخص کی آواز آئی کہ اگر تو اپنا کام کر چکا ہو تو کہہ دے۔ میں نے کہا ہاں اس نے میرے اوپر سے چادر اتاری تو وہیں پر تھا جہاں بیٹھا ہوا تھا اور کسی کو میرے اس واقعہ کا علم نہ ہوا اور میں متفکر رہا کہ کیا واقعہ ہوا۔ کبھی اپنے نفس کی تصدیق کرتا تھا اور کبھی تکذیب کرتا تھا۔ اتنے میں جماعت کھڑی ہوئی اور میں نے بھی لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی مگر مجھے اس جوان ہی کا خیال رہا۔ میں اسے نہیں پہچانتا تھا جب نماز سے فراغت ہو چکی تو میں اسی کے پیچھے ہولیا۔ وہ ایک مکان میں داخل ہوا اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ اے سہل گویا تجھے اپنے دیکھے ہوئے کا یقین نہ ہوا میں نے کہا بالکل نہ ہوا فرمایا اچھا داخل ہو دروازہ نہیں۔ میں نے دیکھا تو بعینہ وہی دروازہ تھا۔ جب اندر پہنچا تو وہی مکان وہی درخت لوٹا اور گیلارومال سب کا سب موجود تھا۔ میں نے کہا امنت باللہ۔ پھر فرمایا اے سہل جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔ اے سہل اسے ڈھونڈو تو تم پالو گے۔ یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ انہوں نے میرے آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھے۔ پھر جب میں نے آنکھیں کھولیں تو نہ وہ جوان تھے نہ محل۔ میں تھوڑی دیر تک متحیر رہا ان کی صحبت فوت ہو جانے پر۔ پھر اپنی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نفعنا بہما۔

۱۵۔ حضرت ابو بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے نماز پڑھنے کا ایک واقعہ

حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص حافظ و

متقی رہتا تھا جو نہایت فقیر و بیمار تھا۔ ایک بار اس پر سخت فاقہ اور تکلیف کا سامنا ہوا تو اس کے جی میں آیا کہ اپنا حال ایک رقعہ پر لکھ کر اللہ کے پاس مرافعہ کرے۔ چنانچہ اپنا حال لکھ لیا۔ جب رات ہوئی تو محراب میں جا کر نماز پڑھنے لگا اور دعا کے ساتھ رقعہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ دیر تک ایسا ہی کرتا رہا آخر اسے نیند نے مجبور کیا اور بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا۔ اور دعا کے ساتھ رقعہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ دیر تک ایسا ہی کرتا رہا آخر اسے نیند نے مجبور کیا اور بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا۔ جب تھوڑی شب باقی رہی تو اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی کہہ رہا ہے کہ اے ابو بشر یہ کیسی غفلت تجھے لاحق ہے کہ اپنے رب کے پاس سیاہی سے رقعہ لکھ کر پیش کرتا ہے۔ اس نے کہا پھر کیا کروں کہا۔ جب تیرا ارادہ ہو تو شکر کا ہاتھ بحر ذکر سے دھو کر صبر کے قلم سے اپنے قلب پر فکر کی سفیدی سے خوف کی نب کے ساتھ لکھ۔ اس نے پوچھا کہ کیا لکھوں؟ کہا یہ لکھ اے وہ ذات کہ تیرے افضال سارے فضل کرنے والوں سے زیادہ ہیں اور تیرے انعام جمیع منعمین کے انعام سے زیادہ ہیں۔ تیرے شکر سے سارے شاکرین عاجز ہیں۔ میں نے دوسرے سوال کرنے والوں کے ذریعہ سارے محسنوں کا حال دیکھ لیا تو معلوم ہوا کہ تیرے غیر کا قصد کرنے والا مردود ہے اور غیروں کی طرف کا راستہ مسدود ہے اور ہر چیز تیرے پاس موجود ہے اور تیرے غیر کے پاس معدوم ہے۔ اس فقیر نے کہا یہ بات تو جناب نے بہت اچھی بتائی ہے۔ کہا اگر روشنی بصیرت کی باقی رہے اور اپنے ارادہ کی تصریح کی ضرورت بھی سمجھی جائے تو لکھ اے اللہ تجھ کو ہی میں نے وسیلہ کیا ہے اور تکلیف و راحت میں تجھی پر بھروسہ کیا ہے۔ میری حاجتیں تیری طرف پھیر دی گئی ہیں اور میری امیدیں تیرے سامنے قائم ہیں۔ جس کام کی تو مجھے توفیق دے۔ تو تو ہی اس کا راستہ دکھا۔ اور رہبر ہو جا۔ اس نے کہا جناب یہ تو اس سے بھی اچھا ہے۔ کہا اگر بصیرت کی روشنی اس سے زیادہ تصریح حاجت کی ضرورت سمجھے تو یہ اور لکھ اے قدیر مجھے طلب عاجز نہیں کرتی۔ اے بادشاہ تیری طرف ہر راغب جھکتا ہے۔ میں ہر وقت تیری نعمتوں سے لدا ہوا ہوں جو محض تیرے فضل و کرم سے مجھ پر فائز ہوئی ہے۔ اے اللہ تیرے ہی کرم سے آدمی مستحق کرم ہوتا ہے اور تصریح حاجت کی ضرورت سمجھے ہو تو یہ لکھ اے وہ ذات جس نے صبر کو بلا پر بندہ کا معاون بنایا ہے اور شکر کو نعمتوں کا بڑھانے والا گردانا ہے۔ میں تجھ سے سختی میں صبر کی اور نعمتوں پر شکر کی توفیق چاہتا ہوں۔ تیری آزمائش میرے صبر سے زیادہ ہے اور تیری نعمت میرے شکر سے عظیم ہے تو میرے اقرار پر عفو کی چادر اوڑھادے تو اس پر قادر و توانا ہے۔ اگر میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں ہے تو تو اپنی طرف سے اسے معاف کر دے۔ پھر کہا اے ابو بشر مقام تجل میں مغفرت کی جگہ کھڑا

ہو اور ذلت و انکساری کے ساتھ فضل کا امیدوار اور زبان تو سل سے اللہ غالب کا شکر گزار رہ اس نے کہا یہ اور اچھا ہے کہنے لگا کہ خاص فرشتوں کی یہ دعا ہے جو تجھے سکھائی گئی ہے۔ اس نے کہا بے شک انشاء اللہ پھر اس نے اس کے سینہ اور پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا وہ جاگ اٹھا۔ وہ ساری باتیں اسے یاد تھیں۔ ایک حرف بھی نہ بھولا تھا۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو بشر نے فجر کی نماز کے وقت یہ روایت ہم سے بیان کی ہم نے اسے بہت اچھا جانا اور اسے لکھ لیا۔

۱۶۔ صالحین کی محفل میں شامل ہونے کا ایک واقعہ

حضرت شیخ ابو عبد اللہ قرشی سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا جب کہ ابو عبد اللہ قرشی نے شیخ سے ان کی ابتدائی حالت دریافت کی تاکہ اس سے کچھ نفع حاصل کریں۔ شیخ نے فرمایا اے بیٹے ایک نئی بات ہے مجھے اس طریق میں ایک اضطراب کی چیز نے داخل کیا ہے۔ میں تاجر تھا اور عطاروں میں میری دکان تھی اور وہی چیز فروخت کرتا تھا جس کی قیمت بہت گراں ہوتی تھی اور جو چیز نایاب ہوتی تھی۔ میرا لباس بھی ایسا ہی نادر ہوا کرتا تھا۔ ایک بڑا حلقہ دیکھا۔ میں اس کی طرف گیا ان دنوں صالحین کی مجھے کوئی خبر نہ تھی جیسا کہ عوام جانتے ہیں۔ اسی قدر جانتا تھا کہ وہ کوہ بیابان میں رہتے ہیں۔ اس حلقہ پر جا کے کھڑا ہوا۔ ایک قاری ان میں صلحاء کی حکایتیں اور ان کے مجاہدات پڑھ کر سنا رہے تھے جیسے حکایت شیخ ابو یزید رضی اللہ عنہ کی ہے۔ میں نے جی میں ایسی آواز سے کہا جسے میرے قریب والے کے ماسوا کوئی سن نہیں سکتا تھا کہ ایسی باتوں سے بھی کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ پھر کن باتوں سے کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ میں نے کہا یہ باتیں جو حکایت کی جا رہی ہیں جھوٹ معلوم ہوتی ہیں۔ ایک شخص سال بھر پانی چھوڑ دے پھر زندہ رہے۔ اس شخص نے کہا ان حکایات سے انکار مت کریں میں اس شخص سے سوال وجواب کر رہی رہا تھا کہ اتنے میں حلقہ میں سے ایک شخص نے جو نہایت لاغر تھا سراٹھایا اور کہا تجھے صالحین کے بارے میں گفتگو کرتے شرم نہیں آتی۔ میں نے کہا صالحین کہاں ہیں اور وہاں سے اٹھ کر اپنی دکان پر آ گیا اور ان کی باتوں پر تعجب کرنے لگا۔ قریب ظہر کے میں موافق عادت کے دکان پر بیٹھا خرید و فروخت کر رہا تھا کہ ناگاہ میں نے اسی شخص لاغر کو دیکھا کہ وہ گزرا اور مجھے نہ دیکھا آگے بڑھ کر پھر لوٹا اور معلوم ہوا کہ میری ہی تلاش میں ہے۔ چنانچہ مجھے دیکھ کر سلام کیا۔ میں نے کہا وعلیکم السلام کہا تیرا کیا نام ہے۔ میں نے کہا میرا نام عبد الرحمن۔ کہا کیا تم نے مجھے پہچانا۔ میں

نے کہا ہاں۔ آپ وہی ہیں جن سے میں نے حلقہ میں گفتگو کی تھی۔ کہا تو ابھی اس عقیدہ پر ہے تو نے اب تک توبہ نہیں کی۔ میں نے کہا میرا کوئی ایسا عقیدہ تو نہیں ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہو۔ وہ شخص میری دکان کے آگے پتھر سے سینہ لگا کے کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے ابویزید تم صالحین کے عمل کی نسبت کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا صالحین کہاں ہیں کہا یہیں بازار میں پھرتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں کہ اگر اس پتھر کی طرف اشارہ کریں تو ان کیساتھ ہو جائے اور ایک پتھر کی طرف جو دکان کے اندر تھا۔ اشارہ کیا اس میں سے دو سو ران کھلے اس کے اندر لوگوں کی مرہونہ چیزیں تھیں۔ وہ نکلیں۔ میں نے انہیں جلدی سے پکڑا اور ان کی جگہ پر لا کر رکھا۔ پھر میں نے کہا کیا آدمی کو ایسی قدرت مل جاتی ہے۔ کہا انسان کی قدرت کے مقابل یہ کیا چیز ہے۔ میں نے کہا اس کے سوا آدمی اور کس میں تصرف کر سکتا ہے۔ کہا اگر دکان سے کہہ دے کہ اپنی جگہ سے اٹھ جا تو اسی وقت اکھڑ جائے گی اس وقت میں نے دیکھا کہ دکان نے دوبارہ حرکت کی اور اس کا ہر برتن اور شیشہ ہل گیا حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑے اور میں حیران رہ گیا۔ اور وہ شخص مجھے چھوڑ کر چل دیئے۔ مجھ میں عقل کی تیزی تھی۔ میں نے سوچا کہ مجھ جیسا آدمی اگر ساری عمر دکان میں صرف کر دے تو ایسے لوگوں کی ملاقات کیوں کر نصیب ہو۔ جب دوسرا دن ہوا تو پھر میں حلقہ میں گیا تاکہ قوم کی باتیں پھر سنوں۔ قسم ہے اللہ کی اس سماع کے بعد مجھ میں اتنی بھی سکت نہ رہی کہ دکان تک جاؤں۔ میں اپنے ماموں کے پاس گیا اور دکان کی کنجیاں ان کے حوالہ کیں۔ انہیں کی دکان تھی۔ انہوں نے کہا کہاں جاتے ہو۔ میں نے کہا انشاء اللہ آؤں گا۔ انہیں میرے ارادے کی خبر نہ ہوئی۔ اس کے بعد اب تک لوٹ کے دکان پر نہ گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۷۔ نماز کی برکت سے جان بچ گئی

کہتے ہیں کوفہ میں ایک قلی تھا جس پر لوگوں کو بہت اعتماد تھا۔ امین ہونے کی وجہ سے تاجروں کا سامان روپیہ وغیرہ بھی لے جاتا۔ ایک مرتبہ وہ سفر میں جا رہا تھا راستہ میں ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ قلی نے کہا فلاں شہر کا۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی جانا ہے۔ میں پاؤں چل سکتا تو تیرے ساتھ ہی چلتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ پر مجھے خچر پر سوار کر لے۔ قلی نے اس کو منظور کر لیا وہ سوار ہو گیا۔ راستہ میں ایک دوراہہ ملا سوار نے پوچھا کدھر چلنا چاہیے۔ قلی نے شارع عام کا راستہ بتایا۔ سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لیے بھی سہولت کا ہے کہ سبزہ اس پر خوب ہے۔ قلی نے کہا میں نے

یہ راستہ دیکھا نہیں۔ سوار نے کہا میں بارہا اس راستہ پر چلا ہوں۔ قلی نے کہا اچھی بات ہے۔ اسی راستہ کو چلے۔ تھوڑی دور چل کر وہ راستہ ایک وحشت ناک جنگل پر ختم ہو گیا۔ جہاں بہت سے مردے پڑے تھے۔ وہ شخص سواری سے اتر اور کمر سے خنجر نکال کر قلی کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ قلی نے کہا کہ ایسا نہ کر۔ یہ خنجر اور سامان سب کچھ لے لے یہی تیرا مقصود ہے مجھے قتل نہ کر۔ اس نے نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے ماروں گا پھر یہ سب کچھ لوں گا۔ اس نے بہت عاجزی کی مگر اس ظالم نے ایک بھی نہ مانی۔ قلی نے کہا اچھا دو رکعت آخری نماز پڑھنے دے اس نے قبول کی اور ہنس کر کہا۔ جلدی سے پڑھ لے ان مردوں نے بھی یہی درخواست کی تھی مگر ان کی نماز نے کچھ بھی کام نہ دیا۔ اس قلی نے نماز شروع کی الحمد شریف پڑھ کر سورت بھی یاد نہ آئی۔ ادھر وہ ظالم کھڑا تقاضا کر رہا تھا کہ جلدی ختم کر بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی اَمِّنُ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ (النمل: ۶۲)۔ یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ سوار نمودار ہوا جس کے سر پر چمکتا ہوا خود (لوہے کی ٹوپی) تھا اس نے نیزہ مار کر اس ظالم کو ہلاک کر دیا۔ جس جگہ وہ ظالم مر کر گرا آگ کے شعلے اس جگہ سے اٹھنے لگے۔ یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا اس سے پوچھا کہ خدا کے واسطے اتنا بتا دو کہ تم کون ہو اور کیسے آئے؟ اس نے کہا میں اَمِّنُ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ کا غلام ہوں۔ اب تم مامون ہو جہاں چاہے جاؤ یہ کہہ کر چلا گیا درحقیقت نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے کہ اللہ کی رضا کے علاوہ دنیا کے مصائب سے بھی اکثر نجات کا سبب ہوتی ہے اور سکون قلب تو حاصل ہوتا ہی ہے۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے جنت کے جانے میں اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دے دیا جائے تو میں دو رکعت ہی کو اختیار کروں گا۔ اس لیے کہ جنت میں جانا میری اپنی خوشی کے واسطے ہے اور دو رکعت نماز میں میرے مالک کی رضا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بڑا قابل رشک ہے وہ مسلمان جو ہلکا پھلکا ہو (یعنی اہل و عیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو) نماز سے وافر حصہ اس کو ملا ہو۔ روزی صرف گزارے کے قابل ہو جس پر صبر کر کے عمر گزار دے۔ اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو گنہگار میں پڑا ہو جلدی سے مرجا دے نہ میراث زیادہ ہونہ رونے والے زیادہ ہوں۔ (جامع الصغیر) ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے گھر میں نماز کثرت سے پڑھا کرو گھر کی خیر و عافیت میں اضافہ ہوگا۔ (ایضاً)

اوقات نماز

دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ان پانچوں نمازوں کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت مقرر ہے۔ ان نمازوں کے اوقات کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات حسب ذیل ہیں۔

(۱) إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ۝

ترجمہ: بے شک مومنین پر نماز مقررہ اوقات پر فرض ہے۔ (النساء: ۱۰۳)

(۲) وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ ۝

ترجمہ: اور دن کے دونوں کناروں پر نماز کو قائم کرو اور رات کے ٹکڑوں میں (ہود: ۱۱۳)

(۳) أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلدُّلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۝

ترجمہ: سورج ڈھلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک جو نماز آئے اسے قائم کیجئے اور صبح کی نماز بھی۔ (بنی اسرائیل: ۷۸)

(۴) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۝

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ جنتوں میں باعزت ہوں گے۔

(المعارج: ۳۴، ۳۵)

(۵) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝

ترجمہ: اور جنہیں آخرت پر یقین ہے۔ وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (الانعام: ۹۲)

(۶) فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ ۝

ترجمہ: پس ان کے بعد کچھ کچھ پس ماندہ لوگ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں۔

(مریم: ۵۹)

(۷) حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝
محافظت کرو سب نمازوں کی اور خاص کر بیچ والی نماز کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہونا
چاہیے۔ (البقرہ: ۲۳۸)

بیچ والی نماز نماز عصر ہے اس وقت لوگ بازار وغیرہ کے کاموں میں زیادہ مصروف ہوتے ہیں اور
وقت بھی تھوڑا ہوتا ہے اس لئے اس کی خاص تاکید فرمائی۔

(۸) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ
الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی نگہداشت کرتے ہیں۔ وہی سچے وارث ہیں کہ جنت کی وراثت
پائیں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (المومنون: ۹-۱۱)

(۹) قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ (ماعون: ۴: ۵)

ترجمہ: خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں کہ وقت نکال پڑھتے ہیں۔
ان آیات میں نمازوں کے اوقات کے بارے میں اشارہ کیا گیا ہے آیت نمبر ۲ میں دن کے دونوں
کناروں سے مراد فجر اور مغرب کی نماز ہے لیکن آیت نمبر ۳ میں سورج ڈھلنے سے لے کر رات کے
اندھیرے تک چار نمازوں یعنی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھنے کی تلقین کی گئی اور پھر صبح کے بارے میں
الگ تاکید کی گئی ہے۔ لیکن نمازوں کے اس اجمالی حکم کی تشریح احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔
اس لئے نماز کا جو وقت مقرر ہے اس کو اسی وقت میں پڑھنا فرض ہے۔ وقت نکل جانے کے بعد قضا
نماز ہو جاتی ہے۔

۱۔ اوقات نماز کے متعلق احادیث

۱۔ حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ
فَقَالَ لَهُ صَلِّ مَعَنَا هَذَيْنِ يَعْْنِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِأَلَّا قَاذَنَ ثُمَّ
أَمَرَ فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفَعَةٌ بِيضَاءٍ نَقِيَّةٍ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ

الْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمَ الثَّانِي أَمَرَهُ فَأَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ بِهَا فَأَنعَمَ أَنْ يُرِيدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفَعَةٌ "أَخْرَهَا فَوْقَ الَّذِي كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّمْسُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاسْفَرَبَهَا فَعَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَعَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَقْتُ صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقت کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں میں ہمارے ساتھ نماز پڑھ جب سورج کا زوال ہوا آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کہے پھر اسے حکم دیا کہ ظہر کی اقامت کہے پھر اس کو حکم دیا کہ عصر کی نماز قائم کر، جبکہ سورج بلند سفید اور صاف تھا پھر اس کو حکم دیا کہ تو اس نے مغرب کی نماز قائم کی جب سورج غروب ہوا۔ پھر اس کو حکم دیا گیا کہ عشاء کی نماز قائم کی جس وقت شفق غائب ہوگئی پھر اس کو حکم دیا اس نے فجر کی نماز قائم کی جب فجر نمودار ہوئی۔ جب دوسرا دن ہوا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ٹھنڈا کرے ظہر کی نماز کو اس نے اچھی طرح اس کو ٹھنڈا کیا اور عصر کی نماز پڑھی۔ جبکہ آفتاب بلند تھا اور تاخیر کیا۔ اس وقت سے جو اس کے لئے تھا اور نماز شفق غروب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز پڑھی۔ جبکہ ایک تہائی رات گزر چکی تھی اور صبح کی نماز پڑھی اس کو روشن کیا۔ پھر فرمایا نماز کا وقت پوچھنے والا کہا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ فرمایا تمہاری نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے جس کو تم نے دیکھ لیا ہے۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِنِي جِبْرَائِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ نَصَّلِي بِي الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشَّرَاكِ وَصَلِّي بِي الْعَصْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَصَلِّي بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلِّي بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلِّي بِي الْفَجْرَ حِينَ حُرِمَ الطَّعَامُ

وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَمَّا كَانَ الضُّدُّ صَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ وَصَلَّى
بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلِيهِ وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلَّى
بِي الْعِشَاءُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ فَاسْفَرْتُ ثُمَّ انْفَتَحَ إِلَيَّ فَعَالَ يَا مُحَمَّدُ
هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقَّتَيْنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جبرائیل امین نے حرم کعبہ میں مجھے دو مرتبہ نماز پڑھائی پہلے دن نماز ظہر سورج ڈھلنے پر جبکہ اس
کا سایہ تسمہ کے برابر تھا اور نماز عصر اس وقت پڑھائی جبکہ دھوپ میں ہر کسی چیز کا سایہ اس کے
برابر تھا اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار افطار کرتا ہے اور شفق کے
غائب ہونے کے بعد عشاء کی نماز پڑھائی اور نماز فجر اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا
حرام ہو جاتا ہے۔ دوسرے دن نماز ظہر اس وقت پڑھائی جبکہ دھوپ میں کسی چیز کا سایہ اس کے
برابر ہوتا ہے اور جب چیزوں کا سایہ دو گنا ہو گیا تو نماز عصر ادا کرانی۔ اسی طرح نماز غرب اس
وقت پڑھائی جب لوگ روزہ افطار کرتے ہیں اور تہائی رات گزرنے کے بعد نماز عشاء کی امامت
کی اور صبح کو اچھی طرح روشنی پھیلنے پر نماز فجر پڑھائی پھر جبرائیل علیہ السلام نے میری طرف متوجہ
ہو کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوقات نماز آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے تھے اور اوقات نماز
ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

۲۔ نمازوں کے مسنون اوقات

۱۔ نماز فجر کا وقت

فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج طلوع ہونے تک ہے صبح صادق سے مراد صبح کے
وقت وہ روشنی ہے جو مشرق کی طرف آمان کے کناروں پر ظاہر ہوتی ہے۔ پھر یہی روشنی آہستہ آہستہ
پورے آسمان پر پھیل جاتی ہے۔ صبح صادق سردیوں میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ اور گرمیوں میں تقریباً پونے دو
گھنٹے سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔ نماز فجر کے وقت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سورج نکلنے سے پہلے نماز فجر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصَرَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سورج نکلنے سے پہلے ایک رکعت پالی پس اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے ایک رکعت عصر کی سورج غروب ہونے سے پہلے پالی اس نے عصر کی نماز پالی۔ (متفق علیہ)

اس حدیث سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جو شخص سورج نکلنے سے پہلے نماز کی ایک رکعت پالے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ لیکن کوشش یہی کرنی چاہئے کہ سورج نکلنے سے پہلے نماز پڑھ لی جائے۔

۲۔ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا مسئلہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرْوٍ طَهْنٍ مَا يَعْرِفْنَ مِنَ الْغُلَسِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھنے عورتیں اپنی چادروں میں لپیٹی ہوئی پھریں۔ اندھیرے کے سبب ان کو پہچانا نہ جاتا تھا۔

(صحیح بخاری)

اس حدیث پاک میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جبکہ ابھی کچھ اندھیرا ہو ہوتا تھا جس کے باعث عورتوں کو پہچانا نہ جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اندھیرے میں نماز پڑھ لینا درست ہے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مسجد نبوی میں شب بیدار رہتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز جلدی پڑھا دیتے تاکہ وہ بعد میں تھوڑا آرام کر لیں۔ اس لئے رمضان المبارک میں یا سردیوں کے موسم میں اندھیرے ہی میں نماز پڑھ لینا درست ہے۔ لیکن عام حکم یہ ہے کہ فجر کی نماز زیادہ دن چڑھے پڑھو اور نہ ہی زیادہ اندھیرے میں: بلکہ اس وقت پڑھو جبکہ آدمی ایک دوسرے کو آسانی سے پہچان لے۔

۳۔ نماز فجر اُجالے میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے

نماز صبح کے اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز اسفار یعنی اُجالے میں پڑھنے کا حکم دیا اور اسے زیادہ ثواب کا باعث قرار دیا۔
 عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَكْبَرُ الْعِزِّ لِلْأَجْرِ
 رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا صبح کی نماز روشنی میں پڑھو کہ اس میں بہت اجر ہے۔ (ترمذی جلد اول ابواب الصلوۃ)

۴۔ فجر کی نماز میں اندھیرے اور اُجالے کا مسئلہ

مندرجہ بالا احادیث کے مطابق صبح کی نماز میں تاخیر مستحب ہے لیکن اندھیرے میں بھی پڑھنا جائز ہے۔ تو پھر کوئی بات بہتر ہے؟ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ رمضان المبارک میں سحری کے بعد اگر نماز اندھیرے میں پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی سردیوں کے موسم میں نماز پڑھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی حاجیوں کے لئے مزدلفہ میں نہایت اول وقت میں نماز فجر پڑھنا مستحب ہے ایسے ہی عورتوں کے لئے نماز فجر اول وقت یعنی اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔ ایسے ہی صوفیاء اور فقراء جو رات کو پچھلے پہر میں نماز تہجد کا اہتمام باقاعدگی سے کرتے ہوں یا شب بیداری کرتے ہوں تو اگر وہ نماز فجر اندھیرے میں پڑھ لیں تو درست ہے۔ مگر عام لوگوں کے لئے صبح کی نماز کے لئے وہ وقت زیادہ اچھا ہے جبکہ روشنی پھیل رہی ہو اور قرأت کرنے والا چالیس سے ساٹھ آیات آسانی سے قرأت کر لے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد بھی نماز پڑھنے کا وقت رہتا ہو۔

۲۔ نماز ظہر کا وقت

نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ اصل چھوڑ کر دو گنا ہو جاتا ہے۔ تو اس کے بعد نماز ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ٹھیک دو پہر کے وقت ہر چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اسے اصل سایہ کہتے ہیں اور دو گنے سائے کو دو مثل سایہ کہتے ہیں۔ سردیوں میں ظہر کی

نماز جلدی پڑھنی چاہئے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی پڑھنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم سے جلدی پڑھتے تھے اور تم عصر کی نماز ان سے جلدی پڑھتے ہو (جامع ترمذی)

اس حدیث سے یہی مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ سردیوں میں چونکہ دن چھوٹا ہوتا ہے اس لئے نماز ظہر وقت کے پہلے حصے میں پڑھ لینا بہتر ہے۔

۲۔ گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنی چاہئے

گرمیوں میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ تاکہ گرمی کی شدت کم ہو جائے۔ گرمیوں میں تاخیر سے ظہر پڑھنے میں ایک تو لوگوں کو آرام ملتا ہے دوسرے سنت قیلولہ سے محرومی نہیں ہوتی۔ گرمیوں میں سورج ڈھلنے کے فوراً بعد مساجد میں آنا عام حالات سے ذرا زیادہ تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ خاص کر جہاں مسجد دور ہو تو اس لئے گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کرنے کا حکم ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ گرمیوں میں اگر کہیں ظہر کی جماعت اول وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لئے جماعت کا ترک کرنا جائز نہیں۔ سردیوں میں ظہر میں جلدی اور گرمیوں میں تاخیر کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ ابْرَدَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت گرمی ہوتی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے اور جب سردی ہوتی جلدی پڑھتے۔ (سنن نسائی)

۳۔ نماز جمعہ کا وقت

نماز جمعہ کا وقت وہی ہے جو نماز ظہر کا وقت ہے۔

۳۔ نماز عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج غرب ہونے تک رہتا ہے۔ سردیوں میں عصر کا وقت سورج غروب ہونے سے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہے اور گرمیوں میں تقریباً دو گھنٹے ہے۔ عصر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے لیکن سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے نماز پڑھ لینی چاہئے۔

۱۔ سورج غروب ہونے سے پہلے عصر مکمل کرنے کی تاکید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيَتِمَّ صَلَاتَهُ وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيَتِمَّ صَلَاتَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عصر کی نماز کی ایک رکعت پالی سورج غروب ہونے سے پہلے۔ پس چاہئے کہ وہ اپنی نماز کو مکمل کرے اور جب صبح کی نماز سے ایک رکعت پالے اس سے پہلے کہ سورج طلوع ہو وہ اپنی نماز کو پورا کرے۔ (بخاری شریف)

۲۔ سورج کی بلندی میں نماز پڑھنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفَعَةً حَيْثُ قَبِلُ الدَّاهِبِ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفَعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے جبکہ سورج بلند اور زندہ ہوتا۔ جانے والا عوالی مدینہ کی طرف جاتا اس کے پاس پہنچتا اور سورج بلند ہوتا۔ مدینہ کے بعد عوالی چار کوس یا اس کے مانند فاصلہ پر تھے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث پاک میں یہ بات عیاں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھ لیتے تھے جبکہ سورج بلند ہوتا تھا۔ جس میں چار کوس کا فاصلہ طے ہو سکتا ہے اور ایک کوس کا فاصلہ طے کرنے میں

تقریباً آدھا گھنٹہ لگتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جب سورج غروب ہونے میں رہتا ہو تو نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

۴۔ نماز مغرب کا وقت

سورج غروب ہونے کے بعد نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور مغرب کی طرف سفید روشنی باقی رہنے تک رہتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد مغرب کی طرف آسمان کے کناروں پر جو روشنی رہتی ہے اسے شفق کہتے ہیں۔ اور شفق غائب ہونے تک مغرب کا وقت رہتا ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْنَا عَنْ الصَّلَاةِ النَّبِيِّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا اكْثَرَ النَّاسُ عَجَلَ وَإِذَا قَلُّوا آخَرُ وَالصُّبْحَ بَغْلَسَ

محمد بن عمرو بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا۔ کہا کہ آپ ظہر کی نماز دو پہر ڈھلے پڑھتے اور عصر کی نماز جبکہ سورج زندہ ہوتا اور مغرب جس وقت سورج غروب ہوتا ہے اور عشاء کی نماز اگر لوگ جلدی اکٹھے ہو جاتے تو جلدی پڑھ لیتے اور اگر دیر سے جمع ہوتے تو دیر سے پڑھ لیتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے (بخاری شریف)

اس حدیث پاک میں اگرچہ پانچوں نمازوں کے اوقات بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن نماز مغرب کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ سورج غروب ہوتے ہی نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے مغرب کا افضل وقت بالاتفاق یہ ہے کہ غروب آفتاب کے فوراً بعد پڑھ لی جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج چھپ جاتا اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مغرب پڑھا۔

کرتے تھے جب آفتاب ڈوب جاتا اور پردے میں چھپ جاتا (جامع ترمذی)
 نماز مغرب کا افضل وقت غروب آفتاب کے بعد فوری ہے اور بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے کیوں کہ
 حضرت رافع بن خدیج صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
 مغرب ایسے وقت میں ادا کر کے باہر نکلتے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ دیکھتا۔

۵۔ عشاء کی نماز کا وقت

عشاء کی نماز کا افضل وقت غروب آفتاب کی سمت شفق کی سفیدی ختم ہونے سے شروع ہوتا ہے اور
 رات کے پچھلے حصے تک رہتا۔ جب صبح صادق کی سپیدی ظاہر ہو جائے تو عشاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن
 عشاء میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک جائز ہے۔ اور اس کے بعد بصورت مجبوری
 ہی جائز ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانُوا يُصَلُّونَ الْعَتَمَةَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ
 اللَّيْلِ الْأَوَّلِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نماز عشاء شفق غائب ہونے سے لے کر
 ایک تہائی رات کے درمیان پڑھتے تھے (بخاری شریف)

بہر کیف عشاء کی نماز وقت شروع ہونے کے بعد پڑھنی چاہئے۔ کیوں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری اومت پر
 عشاء کی نماز میں آدھی رات تک تاخیر کرنا گراں گزرے گا تو میں انہیں آدھی رات تک تاخیر کا حکم دیتا۔
 اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عشاء اول وقت ہی پڑھ لینا مناسب ہے۔

۱۔ عشاء کی نماز میں تاخیر کا بیان

عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل
 ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلَاةَ
 نَحْوًا مِّنْ صَلَاتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلَاتِكُمْ وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ
 حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری ہی نمازوں کی

مانند نماز پڑھا کرتے تھے اور عشاء کی نماز کو تمہاری نماز سے کچھ دیر سے پڑھتے اور نماز کو سبک پڑھا کرتے تھے (مسلم شریف)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ صَلَّى اللَّهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى مَضَى نَحْوُ مِائَةِ شَطْرِ اللَّيْلِ فَقَالَ خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ فَآخِذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوا وَآخِذُوا مَضَاجِعَهُمْ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ فَإِنْ أَنْتُمْ الصَّلَاةُ وَلَوْ لَا ضِعْفَ الضَّعِيفِ وَ سَقَمَ السَّقِيمِ لَا خَرَّتْ هَذِهِ الصَّلَاةُ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پس آپ تشریف لائے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پس فرمایا اپنی جگہوں کو لازم پکڑو۔ ہم اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ فرمایا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے اور سو گئے ہیں اور اپنے سونے کی جگہ پکڑی ہے اور تحقیق تم ہمیشہ نماز میں ہو جب تک نماز کا انتظار کرتے ہو۔ اگر ضعیف کا ضعف اور بیمار کی بیماری نہ ہوتی تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔

(سنن ابوداؤد۔ سنن نسائی)

۲۔ نماز وتر کا وقت

نماز وتر کا وقت وہی ہے جو عشاء کا وقت ہے لیکن نماز وتر میں ترتیب فرض ہے اس لیے ضروری ہے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھی جائے پھر اس کے بعد وتر پڑھے جائیں۔ اگر کسی نے جان بوجھ کر عشاء کی نماز سے پہلے وتر پڑھ لیے تو ادا نہ ہوں گے۔

ہاں اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لیے۔ یا بعد میں معلوم ہوا کہ عشاء بغیر وضو کے پڑھی تھی اور وتر جو کے ساتھ پڑھے تھے تو وہ وجوہ کے عشاء کی نماز پڑھے لیکن وتر جو پہلے پڑھ لیے ہیں وہ ادا ہو گئے۔ ان کو دہرانا ضروری نہیں۔

۳۔ ممنوع و مکروہ اوقات

مکروہ اوقات وہ ہیں جن میں کوئی نماز بھی پڑھنا درست نہیں۔ یعنی ان اوقات میں نہ کوئی فرض نماز

اور نہ ہی کوئی دوسری نماز یعنی واجب، نفل، قضا نماز پڑھنی چاہیے۔ سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت بھی ان میں جائز نہیں۔ مکروہ اوقات مندرجہ ذیل ہیں:-

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَادْعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ وَلَا تَحِينُوا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبِهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ قصد کرے ایک تمھارا آفتاب کے نکلنے کے نزدیک کہ نماز پڑھے اور نہ آفتاب کے ڈوبنے کے نزدیک۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت آفتاب کا کنارہ نکلے نماز کو چھوڑ دو یہاں تک کہ خوب ظاہر ہو اور جس وقت غائب ہو کنارہ آفتاب کا چھوڑ دو نماز کو یہاں تک کہ خوب غائب ہو اور نہ قصد کرو اپنی نمازوں کا آفتاب کے نکلنے کے وقت اور غائب ہونے کے وقت اس واسطے کہ آفتاب نکلتا ہے شیطان کے دو سینگوں کے درمیان (بخاری شریف)

اس حدیث میں وہ اوقات بتائے گئے ہیں جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ طلوع اسلام کے وقت شرک عام تھا اور مشرکین میں آفتاب پرستی عام تھی آفتاب پرستوں میں آفتاب کی پرستش کے خاص اوقات تھے۔ صبح کے وقت جب سورج اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ نمودار ہوتا تو لوگ اس کی پوجا کرتے۔ پھر جب سورج اپنے پورے عروج پر آجاتا تو لوگ اس کی پوجا کرتے۔ پھر جب وہ غروب ہوتا تو اس وقت بھی اس کی پوجا کرتے۔ پھر وہ غروب ہوتا تو اس وقت بھی اس کی پوجا کی جاتی اسلام نے ان کے اوقات کی مخالفت کی اور ان اوقات میں نماز کو ناجائز قرار دیا اور اس حدیث میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ جب آفتاب کا کنارہ نکلے اور جب آفتاب غروب ہو رہا ہو اور اس وقت کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔

تین اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت

شریعت اسلامیہ کی رو سے تین وقتوں میں نماز پڑھنا منع ہے۔ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا

أَنْ تُصَلِّيَ فِيهِمْ أَوْ نَقْبِرَ فِيهِمْ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ
وَحِينَ تَقُومُ قَائِمُ الظُّهَيْرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيِّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ
حَتَّى تَغْرُبَ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے یا دفن کریں ہم ان میں اپنے مردوں کو۔ وقت نکلنے آفتاب کے یہاں تک کہ ظاہر ہو، اور دوپہر کے قائم ہونے کے وقت یہاں تک کہ مائل ہو آفتاب، اور اس وقت کہ ڈوبنے کی ڈوب جائے آفتاب۔ (مسلم شریف)

ان تینوں اوقات میں نماز پڑھنا جائز ہے اور نہ ہی مردوں کو دفن کرنا جائز ہے ان اوقات کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

طلوع آفتاب

طلوع آفتاب اسے کہا جاتا ہے جب سورج نکلنا شروع ہوتا ہے اور جب تک وہ پوری طرح نکل کر روشن نہ ہو جائے اس وقت تک نماز جائز نہیں۔ طلوع کے بائے میں علماء کا کہنا ہے کہ آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے اور اسکی مقدار کنارہ چمکنے سے بیس منٹ تک ہے۔

نصف النہار

نصف النہار کا مطلب سورج کا پورے عروج پر آنا ہے یہ وقت بھی سورج پرستوں کی پوجا کا ہے لہذا اس وقت بھی اسلامی عبادات ممنوع ہیں۔

غروب آفتاب

یعنی اس وقت جب کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے۔ قرص آفتاب ڈوب جانے تک۔ یہ وقت بھی بیش منٹ ہے۔

۲۔ ممنوع اوقات کے متعلق شرعی مسائل

۱۔ رواداری کے تحت اگر کوئی صبح کی نماز آفتاب نکلنے کے وقت پڑھ رہا ہو تو اسے نماز پڑھتے وقت منع نہ کیا جائے کیونکہ اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ کہیں بالکل ہی نماز ترک نہ کر دے۔ اسی لیے حکم ہے کہ بعد

- نماز کہہ دیا جائے کہ نماز نہیں ہوئی۔ آفتاب طلوع ہونے کے بعد پھر قضا نماز پڑھنی چاہیے۔
- ۲۔ جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ میں لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں کراہت اس صورت میں ہے کہ جنازہ تیار ہوتے ہوئے بھی یہاں تک تاخیر کی کہ وقت کراہت آگیا۔
- ۳۔ ان اوقات میں قضا نماز بھی ناجائز ہے اور اگر قضا شروع کر لی، تو واجب ہے کہ توڑے اور غیر مکروہ وقت میں قضا نماز پڑھنی چاہیے۔
- ۴۔ ان وقتوں میں نفل نماز شروع کی تو وہ واجب ہوگئی مگر اس وقت پڑھنا جائز نہیں لہذا واجب ہے کہ توڑے اور وقت کامل میں قضا کرے اور اگر پوری کر لی تو گنہگار ہو اور اب قضا واجب نہیں۔
- ۵۔ ان اوقات میں تلاوتِ قرآن مجید بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔

- ۶۔ ان اوقات میں آیتِ سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدے میں اتنی دیر تاخیر کر لے کہ کراہت کا وقت جاتا رہے اور اگر وقت مکروہ ہی میں کر لیا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر وقت غیر مکروہ میں آیتِ سجدہ پڑھی تھی تو وقت مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۷۔ اس روز کی عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگر چہ آفتاب ڈوبنے والا ہو تو نماز پڑھ لے مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا، تو اگر گزرے ہوئے دن کی نماز عصر اس وقت قضا کرے گا صحیح نہ ہوگی۔

۳۔ نوافل پڑھنے کے اوقات

- وہ اوقات جن میں نوافل پڑھنا منع ہے وہ حسبِ ذیل ہیں، ان اوقات میں فرائض و واجبات و نماز جنازہ و سجدہ تلاوت کی بھی اجازت نہیں ہے۔
- ۱۔ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنتِ فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔ یونہی نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اگر چہ وقت وسیع باقی ہو، اگر چہ سنتِ فجر فرج سے پہلے نہ پڑھی تھی اور اب پڑھنا چاہتا ہو تو جائز نہیں۔
- ۲۔ اقامت سے حتمِ جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور سنتِ فجر نہیں پڑھی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی، اگر چہ قعدہ میں شرکت

ہوگی تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ سنت فجر پڑھ کر شریک ہو۔ اور سنت کے خیال سے اگر جماعت ترک کر دی تو یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اتنی بھی اجازت نہیں۔

۳۔ عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نفل جائز نہیں۔

۴۔ غروب آفتاب سے فرض مغرب تک بھی نوافل پڑھنا منع ہے۔

۵۔ جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبہ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا۔ اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی نہیں پڑھ سکتا۔

۶۔ عین خطبہ کے وقت، اگرچہ وہ عیدین ہوں، بلکہ اس وقت قجا بھی ناجائز ہے مگر صاحب ترتیب کے لیے خطبہ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔ ہاں جمعہ کی سنتیں شروع کی تھیں کہ امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھا تو چاروں رکعتیں پوری کر لے۔

۷۔ نماز عیدین سے پیشتر، خواہ گھر میں پڑھے یا عید گاہ و مسجد میں پڑھے، نوافل پڑھنا جائز نہیں۔

۸۔ نماز عیدین کے بعد عید گاہ یا مسجد میں، البتہ گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔

۹۔ عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں اور ان کے درمیان کی اور بعد میں نوافل پڑھنا بہتر نہیں۔

۱۰۔ مزدلفہ میں جو مغرب اور عشاء جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں ہاں بعد میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ نہیں۔

۱۱۔ فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔

۱۲۔ جس بات سے دل بڑے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے۔ مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کے غلبہ کے وقت۔ ہاں اگر وقت جاتا دیکھے تو پڑھ لے مگر پھر پھیرے۔ یونہی کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو تو اس وقت خواہش کو پورا کرنے کے بعد نوافل پڑھے۔

۴۔ اوقات نماز کے متعلق دیگر مسائل

۱۔ نماز میں مقررہ وقت میں تاخیر کرنے کی ممانعت

نماز کو وقت پر ادا کر لینا زیادہ اچھا ہے کیونکہ دنیا کے کام کا جہیں مصروف رہنے سے نماز کے قضا

ہونے کا خطرہ ہوتا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے حاکم اور امام آئیں گے۔ جو نماز کے اوقات میں تاخیر کریں اور ایسے ائمہ کو آپ نے پسند نہیں کیا۔ اس کے بائے میں آپ کی احادیث یہ ہیں:-

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي أُمَرَاءُ يَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءٌ عَنِ الصَّلَاةِ لَوْ قُتِلَتْهَا فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لَوْ قُتِلَتْهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَلِّيَ مَعَهُمْ قَالَ نَعَمْ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد امراء ہوں گے ان کو بہت سی چیزیں مشغول رکھیں گی نماز سے یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہے گا۔ تم نماز وقت پر پڑھ لو۔ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان کے ساتھ نماز پڑھ لوں فرمایا ہاں (سنن ابوداؤد)

۲۔ ایک وقت میں دو نمازیں پڑھنا

شریعت اسلامیہ میں ہر نماز کی ابتداء اور انتہاء کا وقت مقرر ہے لہذا اس مقررہ وقت سے پہلے یا اس کے بعد تاخیر کی اجازت نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا (النساء: ۱۰۳) کہ مسلمانوں پر مقررہ وقت پر نماز فرض کی گئی ہے لہذا مقررہ وقت کو ترک کرنا جائز نہیں۔ مقررہ وقت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز اس کے مقررہ وقت میں پڑھی۔ البتہ ظہرین عرفہ اور عشائین مزدلفہ یعنی عرفہ کی ظہر و عصر اور مزدلفہ کی مغرب و عشاء کے سوا دو نمازوں کا سفر یا حضر میں قصد ایک وقت میں جمع کرنا ہرگز کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن عظیم و احادیث صحاح اس کی ممانعت پر سند ہیں۔ اور صحابہ کرام و اجلہ ائمہ تابعین و اکابر تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی مسلک ہے۔

جمع بین الصلوٰتین یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت میں واقع ہو۔ مگر ادا میں مل جائیں جیسے ظہر اپنے آخر وقت میں پڑھی کہ اس کے ختم پر وقت عصر آگیا۔ اب فوراً عصر اول وقت میں پڑھ لی تو اس طرح دونوں اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئیں مگر فعلاً و

صورۃ مل گئیں۔ اس طرح مغرب میں دیر کی یہاں تک کہ شفق ڈوبنے کو تھی اس وقت پڑھی، ادھر فارغ ہوتے ہی شفق ڈوب گئی، عشاء کا وقت ہو گیا وہ پڑھ لی تو اس طرح سفر یا مرض میں کر لینا جائز ہے۔ ہمارے علماء کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کی رخصت دیتے ہیں بلکہ جمع صوری کا جواز صرف مرض و سفر پر مقصود نہیں بلکہ بوقت شدت بارش بھی اجازت ہے۔ مثلاً ظہر کے وقت مینہ برستا ہو تو انتظار کر کے آخر وقت حاضر مسجد ہوں، جماعت ظہر ادا کریں اور وقت عصر پر یقین ہوتے ہی جماعت عصر ادا کر لیں کہ شاید بارش کی شدت اور بڑھ جائے اور مسجد میں حاضری سے مانع آئے تو اس صورت میں جائز ہے۔

دونمازوں کو ایک وقت میں پڑھنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھی جائے۔ پھر اس کی مزید دو صورتیں ہیں۔

جمع ۱۔ تقدیم کہ وقت نماز مثلاً ظہر یا مغرب پڑھ کر اس کے ساتھ ہی متصلاً بلا فصل پچھلے وقت کی نماز مثلاً عصر یا عشاء پیشگی پڑھ لی۔

جمع ۲۔ تاخیر کہ پللی نماز مثلاً ظہر یا مغرب کو باوصف قدرت و اختیار اٹھارکھیں کہ جب اس کا وقت نکل جائے گا، پچھلی نماز مثلاً عصر یا عشاء کے وقت میں پڑھ کر اس وقت کی ادا کریں گے۔ یہ دونوں صورتیں بحالت اختیار صرف حاجیوں کو صرف عصر عرفہ اور مغرب مزدلفہ میں جائز ہیں۔ اول میں جمع تقدیم، اور دوم میں جمع تاخیر۔

یا ظہر عصر وغیرہ کسی شے کی تخصیص نہیں جتنی نمازوں تک جہاد میں مشغولی یا مرض کی شدت یا غشی وغیرہ کے سبب قدرت نہ ملے ناچار سب مؤخر نہیں گی، جس طرح تجو پر نور صلی اللہ علیہ وسلم و صاحبہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوہ خندق میں ظہر و عصر و مغرب و عشاء سب عشاء کے وقت پڑھیں۔ ان کے سوا کبھی کسی شخص کو کسی حالت میں کسی صورت جمع وقتی کی اصلاً اجازت نہیں۔ اگر جمع تقدیم کریگا نماز اخیر محض باطل ہو جائے گی اور جمع تاخیر کریگا تو گنہگار ہوگا۔ عداً نماز قضا کر دینے والا ٹھہرے گا۔ اگرچہ دوسرے وقت میں پڑھنے سے فرض سر سے اتر جائے گا تو اس طرح اس مسئلے کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا چاہئے کہ نماز کو اس کے وقت پر ہی سالکین کے لئے ادا کرنا بہتر ہے کیونکہ اسی میں رضائے الہی ہے۔

اذان

اذان کا عام مطلب خبردار اور آگاہ کرنا ہے لیکن شریعت اسلامیہ میں مخصوص الفاظ کے ساتھ نماز کے وقت کی عام لوگوں کو اطلاع دینے کو اذان کہا جاتا ہے۔ پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لیے اذان کہنا ضروری ہے لیکن یہ خیال رکھنا چاہیے کہ جس نماز کی اذان کہی جائے اس نماز کا وقت ہو۔ اذان سنت ہے لیکن اس کی تاکید فرض جیسی ہے۔

۱۔ حکم اذان

اذان کی ابتداء مدینہ منورہ میں اھ میں ہوئی اس سے پہلے نماز اذان کے بغیر ہی پڑھی جاتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ شروع میں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی۔ اس لیے ان کا جماعت کے لیے بغیر اطلاع کے جمع ہونا مشکل نہ تھا لیکن جب مسلمانوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہونے لگا تو اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ شمولیت جماعت میں لوگوں کو اطلاع دینے کے لیے کونسا ذریعہ اپنایا جائے لہذا اس غرض کو پورا کرنے کے لیے اذان کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اذان کی ابتداء کیسے اور کیونکر ہوئی اس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام میں آپس میں مشورہ ہوا۔ بعض نے آگ جلانے کا مشورہ دیا۔ بعض نے ز سنگا اور ناقوس پھونکنے کے لیے کہا لیکن ان طریقوں میں مجوس اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت پائی جاتی تھی اس لیے بارگاہ نبوی میں قبول نہ ہوئے لیکن اسی اثناء میں حضرت عمر فاروق اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کو خواب میں اذان کی تعلیم ہوئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید کی کہ یہ خواب حق ہے۔ لہذا آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا اس طرح اسلام میں نماز سے قبل اذان کا سلسلہ جاری ہوا اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یہ ہیں:-

۱۔ ابتدائے اذان کی وجہ تسمیہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوسِ يَعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ طَافَ بِي وَأَنَا تَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فِي يَدِهِ فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّبِعْ لَنَا قُوسٌ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهِ قُلْتُ نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ فَقُلْتُ لَهُ بَلَى قَالَ فَقَالَ تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ إِلَى آخِرِهِ وَكَذَا الْإِقَامَةُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٍّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَالْتَقَى عَلَيْهِ مَا رَأَيْتُ فَلْيُؤْذَنُ بِهِ فَإِنَّهُ أُنْدَى صَوْتًا مِنْكَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ الْقِيَّةَ عَلَيْهِ وَيُؤْذَنُ بِهِ قَالَ فَسَمِعَ بِذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أَرَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ.

حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس تیار کرنے کا حکم دیا تا کہ لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لیے بجایا جائے تو مجھے خواب میں ایک آدمی اپنے ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے دکھائی دیا میں نے کہا اے اللہ کے بندے! تو یہ ناقوس فروخت کرگا؟ اس نے کہا تو اس کو لے کر کیا کریگا؟ میں نے کہا ہم نماز کے لیے بلائیں گے کہا میں تجھے ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس سے بہتر ہے میں نے کہا کیوں نہیں، پس اس نے کہا تو کہہ اللہ اکبر آخر تک اور اسی طرح تکبیر۔ حضرت عبداللہ ابن زید کا کہنا ہے کہ صبح میں اٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے جو خواب دیکھا تھا بیان کیا آپ نے فرمایا۔ تحقیق یہ کو خواب حق ہے، اگر خدا نے چاہا۔ بلال کے ساتھ کھڑا ہوا اور اس کو بتلا جو تو نے دیکھا ہے کیونکہ وہ تجھ سے بلند آواز ہے۔ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہوا۔ میں اس کو بتلانے لگا، وہ اذان دیتے تے کہا جب اس کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سنا وہ اپنے گھر میں تھے، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ میں نے بھی اس کی مانند خواب دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اللہ کے لیے

تعریف ہے۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اذان کا جو طریقہ ہمارے مذہب میں رائج ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ایک صحابی کو بذریعہ خواب مطلع فرمایا اور یہی طریقہ سب سے بہتر ہے کیونکہ اس میں اللہ کی بڑائی اور شان بیان کی جاتی ہے۔

۲۔ اذان کی ابتدا کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں جب مسلمان آباد ہو گئے تو اس وقت نماز کے لیے لوگوں کو بلانے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر اذان کا سلسلہ جاری ہوا۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ لِلصَّلَاةِ وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنَا مِثْلَ قُرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان جب مدینہ آئے، نماز کے لیے وقت کا اندازہ لگایا کرتے تھے اور کوئی بھی نماز کے لیے بلاتا نہیں تھا۔ ایک دن انھوں نے اس کے متعلق بات چیت کی بعض نے کہا نصاریٰ کی طرح ناقوس بجاؤ اور بعض نے کہا یہودیوں کی مانند سینک بجاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ایک آدمی کیوں نہیں بھیجتے جو نماز کی آواز دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز کے لیے آواز دو۔ (مسلم شریف)

۳۔ حکم قرآن

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○
ترجمہ: اور اس شخص سے اچھی بات کسی شخص کی ہے، جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (حم سجدہ: ۳۳)

اگرچہ قرآن پاک کی اس آیت میں اذان کا صریحاً حکم نہیں بلکہ اللہ کی طرف بلانے کا عام حکم ہے

لیکن بعض اہل بصیرت کے نزدیک اس آیت کا اطلاق اذان پر ہوتا ہے کیونکہ اذان خدا کی طرف واضح بلاوا ہے۔

۴۔ اذان کہنے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی ایک احادیث ایسی ہیں جن میں آپ نے نماز سے قبل اذان کہنے کا حکم دیا۔ لیکن سب سے زیادہ مشہور اور قوی حدیث حسب ذیل ہے:-

عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصَّدَائِي قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَذِنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَأَذَنْتُ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخَا صَدَاءَ قَدْ أَذَنَ وَمَنْ أَذَنَ فَهُوَ يُقِيمُ.

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صبح کی نماز کے لیے اذان کا حکم دیا۔ میں نے اذان کہی حضرت بلال نے اقامت کہنا چاہی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق صداء بھائی نے اذان کہی ہے اور جو شخص اذان کہے وہی تکبیر کہے۔ (ترمذی شریف)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے نماز سے قبل اذان کہنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے نماز سے پہلے اذان کہنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تکبیر اسی شخص کو کہنی چاہیے جس نے اذان کہی ہو البتہ اس کی اجازت سے کوئی دوسرا آدمی بھی تکبیر کہہ سکتا ہے۔

۲۔ فضائل اذان

اذان کہنے اور سننے کے بے شمار فضائل ہیں اور اسے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث ہیں۔ جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:-

۱۔ اذان کہنے والے کی بخشش

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ

رَاعَى غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ لِلْجَبَلِ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّيُ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ
انْظُرُوا إِلَيَّ عَبْدِي هَذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ يَخَافُ مِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي
وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا رب
بکریوں کے چرواہے سے تعجب کرتا ہے پہاڑ کی چوٹی میں نماز کے لیے اذان کہتا ہے اور نماز پڑھتا
ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے کے طرف دیکھو! مجھ سے ڈرتے ہوئے اذان کہتا ہے
اور نماز پڑھتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور میں نے اس کو جنت میں داخل کیا۔

(سنن ابوداؤد، سنن نسائی)

بارگاہ رب العزت میں اذان کہنے والے کا بڑا مرتبہ ہے اور جو شخص اذان پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے
بخش دیتا ہے لیکن اذان کہنے کے ساتھ دوسرے نیکی کے کام کرنے بھی ضروری ہیں۔ اذان کہنے والے کو
دوسروں کی نسبت ذرا پہلے مسجد میں آنا پڑتا ہے پھر جب وہ دلی شوق کے ساتھ اذان کہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ
کو بڑا اچھا لگتا ہے اور اس کی مثال مندرجہ بالا حدیث میں اس طرح دی گئی ہے کہ ایک چرواہا جب جنگل
میں صرف خوف خدا کی وجہ سے پہاڑ کی چوٹی پر اذان دے کر نماز پڑھتا ہے تو اس کا یہ فعل اللہ کی نزدیک
بہت اچھا ہے تو اس کے بدلے میں اس طرح شوق سے اذان کہہ کر نماز پڑھنے والے کو بخش دے گا۔

۲۔ قیامت کے روز انعام خداوندی

اذان کہنے والے کو قیامت کے روز بہترین انعام دیا جائے گا جس کے بارے میں یہ حدیث ہے:-
عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ عَلَى كُثْبَانِ
الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ آذَى حَقَّ اللَّهُ تَعَالَى وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ
رَاضُونَ وَرَجُلٌ يَنَادِي بِالصَّلَاةِ الْخَمْسِ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص مشک
کے ٹیلوں پر ہوں گے قیامت کے دن۔ ایک غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا اور اپنے مالک کا
حق اور وہ شخص کہ قوم کا امام ہے اور وہ اس سے راضی ہیں اور تیسرا وہ شخص کہ اذان دیتا ہے ہر دن
اور رات پانچوں نمازوں کے لیے۔ (جامع ترمذی)

مشک ایک خوشبو ہے جو انسان کے لیے باعث فرحت ہے۔ آخرت میں جس شخص کو یہ خوشبو انعام کے طور پر عطا ہوگی وہ اس کی کامیابی اور فلاح کی دلیل ہوگی، لہذا فرمایا گیا کہ قیامت کے روز تین شخصوں کے مقام فرحت حاصل ہوگا۔ اور وہ ہے ان کا مشک کے ٹیلوں پر بیٹھنا اور ان تینوں میں ایک شخص وہ بھی ہوگا، جو ہر روز اذان دیتا ہے۔

۳۔ قیامت کے روز اذان سرفرازی کا نشان ہوگا

قیامت کے روز اذان کہنے والے عام لوگوں سے قدرے بلند اور سرفراز ہوں گے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ جو لوگ اذان کہتے ہیں وہ قیامت کے روز دوسروں سے سر بلند ہوں گے۔

۴۔ اذان سے شیطان کا دور بھاگنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَذَّ بَرَّ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأَذِينَ فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّشْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخُطُّ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ أَذْكَرُ كَذَا أَذْكَرُ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكَرُ حَتَّى يَظُلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے۔ شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ اس کے لیے ناپسند آواز ہوتی ہے۔ اذان نہیں سنتا، جب اذان ختم ہو جاتی ہے آ جاتا ہے جب تکبیر کہی جاتی ہے پیٹھ دے کر بھاگتا ہے جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے آ جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، جو اس کو پہلے یاد نہیں ہوتی یہاں تک کہ آدمی کو پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی ہے۔ (بخاری شریف)

اذان کے کلماب میں ایسا رعب اور ایسی ہیبت ہے کہ جب شیطان اللہ تعالیٰ کی تعریف میں اذان کے رعب و ازکلمات سنتا ہے تو دور بھاگ جاتا ہے، چونکہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اس لیے اسے یہ بالکل اچھا نہیں لگتا کہ اللہ کے بندے اللہ کی تعریف کریں، لہذا جب اذان کی صورت میں اللہ کی عظمت

اور شان بیان ہوتی ہے تو اسے افسوس اور رنج ہوتا ہے تو اس طرح وہ ناگواری اور پریشانی کے عالم میں اس جگہ سے دور بھاگتا ہے جہاں اذان ہوتی ہے۔

۵۔ آگ جہنم سے نجات

اذان ہمارے لیے وسیلہ نجات ہے اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدَّ سَبْعَ سِنِينَ
مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهُ بِرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سات برس تک ثواب کی نیت سے اذان کہی اس کے لیے آگ سے خلاصی لکھ دی جاتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص سات برس تک مسلسل اذان دیتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس نیکی کے باعث عذاب جہنم سے نجات دے گا کیونکہ جو شخص اذان دیتا ہے وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور نماز چونکہ ہمیں نیکیوں پر مائل رہنے کی ترغیب پیدا کرتی ہے تو اس طرح انسان مکمل طور پر اطاعت الہی میں آکر آخرت میں کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔ اور یہی کامیابی عذاب دوزخ سے خلاصی کا باعث بنے گی۔

۳۔ کلمات اذان

۱۔ الفاظ اذان کے متعلق حدیث مصطفیٰ

جو الفاظ اذان میں ادا کیے جاتے ہیں حسب ذیل ہیں:

عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ قَالَ أَلْقَى عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّأْذِينَ هُوَ
بِنَفْسِهِ فَقَالَ قُلِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَيَّ
عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ.

اذان میں ہر کلمہ جفت کہا جائے اور سنت کے مطابق اذان کہنے کا یہی طریقہ ہے جو مندرجہ بالا ہے لہذا اگر ان کلمات میں کوئی شخص اضافہ کرے تو وہ خلاف سنت ہوگا

اذان کہنے والے کو مؤذن کہا جاتا ہے۔ اذان کہتے وقت قبلہ رخ کھڑا ہونا ضروری ہے اور اذان کھڑے ہو کر کہی جائے۔ بیٹھ کر اذان کہنا درست نہیں۔ اذان کہتے وقت دونوں کانوں میں شہادت کی انگلی ڈال کر اللہ اکبر چار مرتبہ، ایک آواز میں دوبار اور دوسری آواز میں دوبار کہنی چاہیے۔ پھر شہادتین کو چار مرتبہ چار آوازوں کے ساتھ ادا کرے۔ پھر دہنی طرف کو منہ کر کے دوبار حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کہے۔ اسی طرح بائیں طرف منہ کر کے حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ دوبار تکبیر اور ایک آواز میں تہلیل کو ادا کر کے اذان کو مکمل کرے۔

اذا ان قبلہ رو کہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے اس کا اعادہ کیا جائے۔

مؤذن کو حالت اذان میں لحن حرام ہے مثلاً اللہ اکبر کے ہمزے کو مد کے ساتھ آ لٹھ یا اکبر پڑھنا، یونہی اکبر میں ب کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔ ایسے ہی کلمات اذان کو قواعد موسیقی پر گانا جائز ہے۔

سنت یہ ہے کہ اذان بلند جگہ کہی جائے کہ پڑوس والوں کو خوب سنائی دے اور بلند آواز سے کہے اذان

مردوں کے لیے مسنون ہے عورتوں کے لیے نہیں۔

عورتوں کو اذان و اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر عورت اذان کہے تو وہ گنہگار ہے اور اذان لوٹائی جائے گی۔

عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اذان و اقامت مکروہ ہے۔
اگرچہ جماعت سے پڑھیں، کہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے۔
اذان میں سات باتیں مستحب ہیں۔

۱۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونا۔

۲۔ اذان کے کلمے ٹھہر ٹھہر کر کہنا۔

۳۔ اذان کہتے وقت شہادت کی انگلیاں کانوں میں رکھنا۔

۴۔ اذان مسجد سے باہر اونچی جگہ پر کہنا۔

۵۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کہتے وقت دائیں جانب اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

کہتے وقت بائیں جانب منہ پھیرنا۔

۶۔ فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنا۔

۷۔ بلند آواز سے اذان کہنا۔

چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان بلند آواز سے کہا کرو۔ کیونکہ نہ صرف جہات اور انسان بلکہ کائنات کی ہر چیز جو مؤذن کی اذان سنتی ہے قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔ (بخاری شریف)

۳۔ اذان کے بعد دُعا

اذان کے ختم ہوتے ہی فوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا چاہیے اور درود پڑھنے کی سند حسب ذیل حدیث سے ملتی ہے:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کو سنو پس کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو اس لیے کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو۔ پس بیشک وہ جنت میں ایک درجہ ہے، اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لیے وہ لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا۔ جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا میری شفاعت اس پر واجب ہوگئی۔ (مسلم شریف)

اس کے بعد مندوبِ جلیل دعا پڑھنی چاہیئے اور اس دعا کی سند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ذیل حدیث ہے:-

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ
اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ اٰتِ مُحَمَّدًا اِنْ لَوْ سِيْلَةً وَالْفَضِيْلَةَ
وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا اِنْ لَدِي وَعْدَتُهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے جس وقت اذان سنتا ہے ”اے اللہ! پروردگار اس پکار پوری کے اور نماز قائمہ کے، دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگی اور پہنچا ان کو مقام محمود پر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے“ قیامت کے دن اس پر میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (بخاری شریف)

۴۔ صبح کی اذان میں اضافے کے کلمات

صبح کی نماز میں ”اَلصَّلٰوَةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ“ کے بعد الفاظ اضافہ کرنا چاہیے جس کے معنی یہ ہیں کہ نماز نیند سے بہتر ہے۔

عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي سُنَّةَ الْأَذَلِّ قَالَ فَمَسَحَ مُقَدِّمَ رَأْسِي قَالَ تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ تَرَفُّعُ بِهَا صَوْتُكَ ثُمَّ تَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ
أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ
عَلَى الْفَلَاحِ فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ
خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . (سنن ابوداؤد)

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اذان کا طریقہ سکھلائیں، کہا پس میرے سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ پرا، کہا تو کہہ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، بلند کرتو اس کے ساتھ آواز اپنی کو، پھر کہہ اشہد ان لا اله الا اللہ، اشہد ان لا اله الا اللہ، اشہد ان محمد رسول اللہ، اشہد ان محمد رسول اللہ، اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کر۔ پھر اپنی آواز بلند کر کلمات شہادت کے ساتھ، یعنی کہہ اشہد ان لا اله الا اللہ، اشہد ان محمد رسول اللہ، اشہد ان محمد رسول اللہ، حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح، اگر صبح کی نماز ہے تو کہہ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا اله الا اللہ۔

۵۔ اقامت یا تکبیر میں اضافی الفاظ

تکبیر میں ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“ کے الفاظ کا اضافہ کرنا چاہیے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْإِذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَانِهِ كَانَ يَقُولُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار، سو اس کے کہ مؤذن کہتا قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ دو بار

(سنن ابوداؤد)

۴۔ مسائل اقامت

اقامت مثل اذان ہے۔ یعنی احکام مذکورہ اس کے لیے بھی ہیں۔ صرف بعض باتوں میں فرق

ہے۔ اس میں بعد فلاح کے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دوبار کہیں۔ اس میں بھی آواز بلند ہو مگر نہ اذان کی مثل بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے اور اس کے کلمات جلدی جلدی کہیں اور درمیان میں سکتہ نہ کریں۔ نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے نہ کانوں میں انگلیاں رکھنا۔ اور صبح کی اقامت میں الصَّلٰوۃُ خَبْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں۔ اقامت بلند جگہ یا مسجد سے باہر ہونا سنت نہیں۔ اگر امام نے اقامت قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلے پر چلا جائے۔

۱۔ اقامت کہنے کے لیے مؤذن کی اجازت ضروری ہے

اقامت میں بھی حَتَّى عَلَى الصَّلٰوۃِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرے۔ اقامت کی نیت اذان بہ نسبت زیادہ مؤکد ہے۔ جس نے اذان کی اگر موجود نہیں تو چاہے اقامت کہہ لے اور بہتر امام ہے۔ اور مؤذن موجود ہے تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مؤذن کو ناگوار ہوا تو مکروہ ہے۔

۲۔ مسافرت میں اقامت کہنے کا مسئلہ

مسافر نے اذان و اقامت دونوں نہ کہی یا اقامت نہ کہی تو مکروہ ہے اور اگر صرف اقامت پراکتفا کیا تو کراہت نہیں۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ اذان بھی کہے اگرچہ تنہا یا اس کے سب ہمراہی وہیں موجود ہوں۔ بیرون شہر کسی میدان میں جماعت قائم کی اور اقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اذان نہ کہی تو حرج نہیں مگر خلاف اولیٰ ہے۔

۳۔ وہ حالت جس میں اقامت نہیں کہی جاسکتی

جبھی و محدث کی اقامت مکروہ ہے مگر اعادہ نہ کی جائے گی بخلاف اذان کہ جب اذان کہے تو دوبارہ کہی جائے۔ اس لیے کہ اذان کی تکرار مشروع ہے اور اقامت دوبار نہیں۔

۴۔ آداب اقامت

اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا اچھا نہیں بلکہ بیٹھ جائے۔ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے۔ یہی حکم امام کے لیے ہے۔ اگر اقامت کے وقت لوگ کھڑے ہو جائیں تو اس میں حرج

تو نہیں لیکن خلاف سنت ہے۔

۵۔ اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ

اذان و اقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے، اذان کہتے ہی اقامت کہہ دینا مکروہ ہے مگر مغرب میں وقفہ رین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو۔ باقی نمازوں میں اذان و اقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ پابند جماعت ہیں آجائیں مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت مکروہ ہو جائے۔

۶۔ اذان اور اقامت کا جواب دینے کی فضیلت

ایک شخص بارگاہِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! مؤذن لوگ ہم لوگوں پر فضیلت لے گئے (یعنی انھیں اذان دینے کے باعث اوروں سے زیادہ ثواب ملتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی کہو جیسا کہ مؤذن کہتے ہیں۔ جب جواب اذان سے فارغ ہو تو دعا مانگو، تمھاری دعا مقبول ہوگی۔ رواہ ابوداؤد۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کی جس طرح مؤذن کہے تم بھی اسی طرح کہو مگر حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پڑھو، تو تمھیں بھی ان کا اصل ثواب حاصل ہوگا۔ آپ نے جواب کے علاوہ دعا کرنے کو جو فرمایا تو اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر مؤذن کا جواب دینے کے بعد دعا کرو گے تو تم فضیلت میں اس سے بڑھ جاؤ گے۔ بظاہر دعا سے دعائے وسیلہ مراد ہے۔

لَا حَوْلَ آخر تک پڑھنے میں راز یہ ہے کہ آدمی کی نگاہ رب عزوجل کے کرم و فضل شامل و رحمت کاملہ پر رہے اپنی طاعت و عبادت کو دھیان میں لائے۔ ورنہ شیطان اس کے دل میں یہ سوسہ ڈالے گا کہ ہم بھی اللہ کے کامل عبادت گزاروں اور احکام الہی کو بجالانے والوں میں ہیں اور یہ غرور و تکبر انسان کی ہلاکت کا سبب ہے۔

۷۔ اذان کے وقت ہر قسم کا کام موقوف کر لینا چاہیے

جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام، کلام اور جواب سلام تمام اشغال موقوف کر دے، یاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے، یونہی اقامت میں۔ جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے۔ اس پر معاذ اللہ کا خاتمہ برا ہونے

کا خوف ہے۔

۸۔ راستہ میں چلتے ہوئے اذان کا اقامہ کرنا

راستہ پر چل رہا تھا، کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے، سنے اور جواب دے۔

۹۔ اقامت کے جواب کا طریقہ

اقامت کا جواب مستحب ہے اس کا جواب بھی اسی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا کہے۔

۱۰۔ وہ صورتیں جن میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے

مندرجہ ذیل صورتوں میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے:-

۱۔ نماز کی حالت میں ۲۔ پیشاب پائخانہ کی حالت میں ۳۔ جنسی اختلاط کی مشغولی کے وقت۔ خطبہ جمعہ کا ہو یا کوئی اور ۴۔ علم دین پڑھنے پڑھانے میں۔ مگر ان لوگوں کو چاہیے کہ فراغت کے بعد اذان کے کلمات کہہ لیں۔ بشرطیکہ زیادہ دیر نہ گزری ہو۔ کھانا کھاتے ہوئے اذان کا جواب دیں تو جائز ہے لیکن ضروری نہیں۔

۱۱۔ اذان اور اقامت میں فرق

فرج نماز کی جماعت کھڑی ہوتے وقت وہی کلمات جو اذان میں کہے جاتے ہیں اقامت میں بھی کہیں۔ اقامت کا جواب امام اور مقتدی سب دیں اور فارغ عن الصلوة بھی جواب دے۔

اذان اور اقامت میں فرق یہ ہے کہ ۱۔ اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اقامت پست آواز سے ۲۔ اذان ٹھہر ٹھہر کر دی جاتی ہے اقامت تیزی کے ساتھ ۳۔ اذان مسجد کے باہر بلند جگہ پر کہی جاتی ہے لیکن اقامت مسجد کے اندر ۴۔ اقامت میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے بعد قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ دو مرتبہ اذان کے کلموں سے زیادہ ہے ۵۔ اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخ بند نہیں کیے جاتے ۶۔ اقامت میں حَيَّ عَلَى الصَّلَاة حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہتے وقت دائیں بائیں جانب منہ نہیں پھیرا جاتا۔

۵۔ مسائل اذان

۱۔ سنت مؤکدہ

فرض نمازیں اور نماز جمعہ جب جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کی جائے تو ان کے لیے اذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب ہے لہذا فرض نماز سے قبل اگر مسجد میں اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔

۲۔ اہل جماعت کے لیے اذان کا حکم

اگر کسی گروہ یا جماعت سے چند نمازیں قضا ہو جائیں تو انہیں چاہئے کہ پہلی نماز کے لیے اذان و اقامت دونوں کہیں اور باقی نمازوں میں صرف اقامت پر اکتفا کریں۔ اگر اذان اور اقامت دونوں کہہ لیں تو یہ بھی بہتر ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ایک مجلس میں وہ سب پڑھیں اور اگر مختلف اوقات میں پڑھیں تو ہر مجلس میں پہلی کے لیے اذان کہیں۔ مسجد میں بلا اذان و اقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اذان نہ کہے جو کوئی گھر میں نماز پڑھے تو اس کیلی وہس کی مسجد کی اذان کافی ہے لیکن کہہ لینا مستحب ہے۔

۳۔ اذان، نماز کے وقت میں کہنے کا حکم

وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے۔ قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے اذان کہنا شروع کر دی واس طرح اذان نہ ہوئی، اذان کا وقت مستحب وہی ہے جو نماز کا ہے یعنی فجر میں روشنی پھیلنے کے بعد اور مغرب اور جاڑوں کی ظہر میں اول وقت اور گرمیوں کی ظہر اور موسم کی عصر و عشاء میں نصف وقت گزرنے کے بعد، مگر عصر میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز پڑھتے وقت مکروہ آجائے اور اگر اول وقت اذان ہوئی اور آخر وقت میں نماز ہوئی تو بھی سنت اذان ادا ہو جائے گی۔

۴۔ اوصاف مؤذن

اذان کہنے کا اہل وہ ہے جو اوقات نماز پہچانتا ہو اور جو وقت نہ پہچانتا ہو تو وہ اس ثواب کا مستحق نہیں

جو مؤذن کے لیے ہے۔ مستحب یہ ہے مؤذن مرد، عاقل، صالح، پرہیزگار، عالم بالسنۃ، صاحب وجاہت لوگوں کے احوال کا نگران ہو اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں ان کو زجر کرنے والا ہو اذان پر مداومت کرتا ہو اور ثواب کے لیے اذان دیتا ہو۔ یعنی اذان پر اجرت نہ لیتا ہو۔ اگر مؤذن نابینا اور وقت بتانے والا کوئی ایسا ہے کہ صحیح بتادے تو اس کا اور آنکھ والے کا اذان کہنا یکساں ہے۔

۵۔ اعادۂ نماز میں دوبارہ اذان کہنے کی ضرورت نہیں

لوگوں نے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نماز صحیح نہ ہوئی تھی اور وقت باقی ہے تو اسی مسجد میں جماعت سے پڑھیں اور اذان کا اعادہ نہیں اور اگر وقت میں وقفہ نہ ہو تو اقامت کی بھی حاجت نہیں اور زیادہ وقفہ ہو تو اقامت کہے اور وقت جاتا رہا تو غیر مسجد میں اذان و اقامت کے ساتھ پڑھیں۔

۶۔ اعادۂ اذان کی ضرورت

اگر اثنائے اذان میں مؤذن مر گیا یا اس کی زبان بند ہو گئی یا رک گیا اور کوئی بتانے والا نہیں یا اس کا وجوٹ گیا اور وضو کرنے چلا گیا یا بیہوش ہو گیا تو ان سب صورتوں میں نئے سرے سے اذان کہی جائے وہی کہے خواہ دوسرا۔

۷۔ اذان کہنے کے مختلف مواقع

بچے اور مغموم کے کان میں اور مرگی والے اور غضبناک اور بد مزاج آدمی یا جانور کے کان میں اور لڑائی کی شدت اور آتش زدگی کے وقت اور بعد دفن میت اور جن کی سرکشی کے وقت اور مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو اس وقت اذان مستحب ہے۔ وبا کے زمانے میں بھی مستحب ہے۔

۸۔ جن نمازوں سے قبل اذان نہیں

فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن، رواتب، تراویح، استسقاء، چاشت

کسوف، خسوف اور نوافل میں اذان نہیں۔

۹۔ جن حضرات کی اذان جائز ہے

سمجھ والا بچہ غلام اور اندھے کی اذان صحیح ہے بے وضو اذان کہنا اچھا نہیں ہے۔ لہذا سمجھداری اسی میں کہ با وضو اذان دی جائے۔

۱۰۔ جمعہ کے دن ظہر کی اذان نہ کہی جائے

جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز کے لیے اذان ناجائز ہے اگرچہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں جن پر جمعہ فرض نہ ہو

۱۱۔ قضا نماز کے لیے اذان کا طریقہ کار

جماعت بھر کی نماز قضا ہوگئی تو اذان و اقامت سے پڑھیں اور اکیلا بھی قضا کے لیے اذان و اقامت کہہ سکتا ہے جبکہ جنگل میں تنہا ہو۔ کیونکہ قضا کا اظہار اچھا نہیں مسجد میں قضا کے لیے اذان نہ کہے۔ ہاں اگر ایسے سبب سے قضا ہوگئی جس میں وہاں کے تمام مسلمان مبتلا ہو گئے تو اگرچہ مسجد میں پڑھیں اذان کہیں۔

۱۲۔ ایک اذان دوسرے مقام کی اذان کے لیے کافی ہے

اگر بیرون شہر و قریہ باغ یا کھیتی وغیرہ ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو گاؤں یا شہر کی اذان کفایت کرتی ہے پھر بھی اذان کہہ لینا بہتر ہے اور جگہ قریب نہ ہو تو کافی نہیں۔ قریب کی حد یہ ہے کہ یہاں کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔

۱۳۔ گاؤں کی مسجد میں اذان و اقامت

گاؤں میں مسجد ہے کہ اس میں اذان و اقامت ہوتی ہے تو وہاں گھر میں نماز پڑھنے والے کا وہی حکم ہے جو شہر میں ہے اور مسجد نہ ہو تو اذان و اقامت میں اس کا حکم مسافر کا سا ہے۔

اجزائے نماز

نماز کے چند اہم جزو ہیں جن کا نماز میں ادا کیا جانا ضروری ہے جنہیں اجزائے نماز کہا جاتا ہے۔ ان اجزاء میں سے کچھ نماز سے قبل پورے کیے جاتے ہیں۔ جنہیں شرائط نماز کہا جاتا ہے اور کچھ نماز میں ادا کیے جاتے ہیں جنہیں ارکان نماز کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ چند چیزیں نماز کی ترتیب میں شامل ہیں جن کے بغیر نماز کی مکمل صورت نہیں بنتی جنہیں اجزائے ترتیبی کہا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجزائے نماز یہ ہیں (۱) شرائط نماز (۲) ارکان نماز (۳) اذکار نماز (۴) واجبات نماز (۵) سنن نماز (۶) مستحبات نماز۔

۱۔ شرائط نماز

شرائط نماز وہ امور ہیں جن کا نماز قائم کرنے سے پہلے پورا کرنا ضروری ہے۔ انہیں شرائط نماز اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے بغیر نماز درست نہیں، اسی لیے انہیں نماز کے صحیح ہونے کی شرائط بھی کہا جاتا ہے لہذا راہ حق کے متلاشیوں کو ان کا جاننا ضروری ہے تاکہ ان پر عمل کیا جاسکے۔ شرائط نماز سات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ طہارت جسم

نماز کے لیے طہارت جسم شرط اول ہے اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی نجاست غلیظہ لگی ہوئی ہو جس کے لیے غسل ضروری ہوتا ہے تو اسے غسل کر لینا چاہیے اگر وضو کی ضرورت ہے تو نماز پڑھنے سے پہلے وضو کر لینا ضروری ہے لہذا میرے دوست! یاد رکھ کہ جسم جب تک نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک نہ ہوگا، نماز پڑھنا درست نہیں۔

نماز پڑھنے والے کا جسم اگر نماز سے پہلے کسی جب یا حیض و نفاس والی عورت کے جسم سے

چھو جائے تو نماز ہو جائے گی۔

کسی شخص نے اپنے آپ کو بے وضو خیال کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی بعد میں معلوم ہوا کہ بے وضو نہ تھا، نماز نہ ہوگی۔

اگر نجاست قدر مانع سے کم ہے جب بھی مکروہ ہے پھر نجاست غلیظہ بقدر درہم ہے تو مکروہ تحریمی اور اس سے کم تو خلاف سنت ہے۔

امام کی جیب میں کوئی ناپاک کپڑا، یا چیز ہو تو نماز ادا نہ ہوگی ایسے ہی اگر کوئی اکیلے نماز پڑھے اور اس کی جیب میں ناپاک کپڑا یا چیز ہو تو اس کی بھی نماز نہ ہوگی۔

ان مسائل سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے سے پہلے طہارت جسم یعنی بدن کا پاک صاف ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل تقویٰ اور صوفیا اس شرط کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

پانچ طرح سے انسان کا جسم ناپاک ہو جاتا ہے اور ان صورتوں میں غسل کر کے اپنے آپ کو پاک کرنا فرض ہے اگر کوئی ان صورتوں میں پاکیزگی حاصل کیے بغیر نماز پڑھے تو وہ گنہگار ہوگا۔

۱۔ بیداری کی حالت میں اگر انسان کے جسم سے ناپاک مادہ نکل کر جسم پر لگ جائے تو اس صورت میں نہا کر اپنے آپ کو پاک کرنا ضروری ہے۔

۲۔ جماع سے غسل فرض ہو جاتا ہے اگر کوئی اسی حالت میں ناپاک جسم سے نماز پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔

۳۔ احتلام سے بھی انسانی جسم ناپاک ہو جاتا ہے لہذا اس صورت میں بھی جسم پاک کیے بغیر اگر کوئی نماز پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔

۴۔ حیض سے غسل فرض ہو جاتا ہے اس لیے حیض کی حالت میں ناپاک جسم سے نماز پڑھنے سے عورت گنہگار ہوگی۔

۵۔ نفاس کی صورت میں بھی جسم کو پاک کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔

۲۔ لباس کا پاک ہونا

نماز پڑھنے سے پہلے لباس کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نماز پڑھنے والے نے جو کپڑے پہن رکھے ہوں وہ سب پاک صاف ہونے چاہئیں۔ قمیض، شلوار، ٹوپی، کوٹ، شیروانی، چادر، کمبل، دستانے

جراہیں، الغرض نمازی نے جو چیز بھی پہنی ہو اس کا پاکیزہ ہونا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَثِيَابُكَ فَطَهِّرْ (اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھو۔ المدثر: ۴)

اگر نمازی کا کپڑا یا جسم نماز کے دوران بقدر مانع ناپاک ہو گیا اور تین تسبیح کا وقفہ ہوا نماز نہ ہوئی۔ اور اگر نماز شروع کرتے وقت کپڑا ناپاک تھا یا کسی ناپاک چیز کو لیے ہوئے تھا اور اسی حالت میں شروع کر لی اور اللہ اکبر کہنے کے بعد جدا کیا تو نماز نہ ہوگی۔

اگر کوئی کپڑا چوتھائی سے زیادہ نجس ہو اور دھونے کے لیے پانی نہ ملے، تو اس سے نماز پڑھنا اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس کے پاس کوئی اور پاک کپڑا نہیں ہے تو اسی میں نماز پڑھ لینا جائز ہے اور بعد میں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

کسی کا کپڑا دھوبی کے پاس جاتا رہے اور دھوبی کسی دوسرے کا کپڑا اس کو بدل کر دے دے تو اس کپڑے کو لینا اور اس سے نماز پڑھنا اس صورت میں درست ہے جبکہ اپنا کپڑا جو گم ہو گیا اس کپڑے سے اچھا تھا یا مساوی، تو اس کو استعمال میں لانا، اور اس سے نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اپنا خراب تھا اور یہ اچھا تو درست نہیں۔

کامل تحقیق و تفتیش کے بعد بھی نشان نہ ملے تو اگر خود حاجت مند ہے تو استعمال کرے ورنہ صدقہ کر دے۔

مرد کا ریشمی لباس پہن کر یا مرد اور عورت میں سے کسی کا ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو، مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔

اگر امام کے سر پر عمامہ کی بجائے ٹوپی ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی شخص عمامہ کے بغیر گھر سے نہ نکلتا ہو تو ایسے شخص کے لیے نماز ہی بلا عمامہ مکروہ ہے خواہ امام ہو یا نہ ہو۔ غرج کراہت اس کے لیے ہے جو عمامہ مجموعوں میں نہ جاتا ہو اور جو بلا عمامہ جاتا ہو، اس کے لیے مکروہ نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزوں سے کپڑے کو دھویا جاتا ہے ۱۔ پاخانہ ۲۔ پیشاب ۳۔ قے ۴۔ خون ۵۔ منی سے۔ ایسے ہی ایک مرتبہ حضرت خولہ بنت یسار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا ہے، اسی میں حیض آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاکی کے بعد خون کی جگہ کو دھو کر اسی کپڑے میں نماز پڑھو۔ میں نے عرض کیا، اگر اس کا داغ ختم نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے دھو لینا کافی ہے، اس کا نشان تمہیں کچھ نقصان نہ

پہنچائے گا۔

۳۔ نماز کی جگہ کا پاک ہونا

نمازی کو نماز پڑھنے سے قبل اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ جس جگہ پر وہ نماز پڑھنے لگے اس جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی اس جگہ کوئی حکمی یا حقیقی غلاظت نہ لگی ہو۔ جگہ سے مراد زمین کا وہ حصہ ہے جو نمازی نماز پڑھتے وقت گھیرتا ہے۔ خالی زمین کا پاک صاف ہونا بھی ضروری ہے اور اگر اس پر چٹائی یا مصلیٰ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے اگرچہ نماز صحیح ہونے کے لیے صرف نماز والی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے لیکن ایسی جگہ نماز پڑھنا اچھا نہیں جو پاک تو ہے لیکن اس کے قریب ہی غلاظت ہے اور اس کی بو پھیل رہی ہو۔ پاک صاف جگہ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:-

أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاءَ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ أَنْ تُنْظَفَ وَتُطَيَّبَ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدوں کے بنانے اور ان کو پاک صاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم دیا۔ (سنن ابوداؤد)

ایک اور مقام پر حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

يَأْمُرُ أَنْ تُصْنَعَ الْمَسَاجِدُ فِي دُورِنَا وَنُصْلِحَ صُنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو محلوں میں مسجدیں بنانے اور ان کی اصلاح کرنے اور انہیں پاک صاف رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے اگر ناپاک زمین پر کپڑا بچھا کر نماز پڑھے تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ جگہ ناپاک ہے۔ البتہ چھت تخت، برف اور پل پر نماز پڑھ لینا جائز ہے اگر وہاں کی جگہ پاک ہو۔ ایسے ہی کشتی جہاز اور ریل پر بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ البتہ سات جگہوں پر نماز پڑھنا منع ہے ۱۔ ناپاک جگہ ۲۔ ذبح خانہ ۳۔ قبرستان ۴۔ سڑک اور شارع عام ۵۔ غسل خانہ ۶۔ اونٹ بیٹھنے کی جگہ ۷۔ بیت اللہ شریف کے اوپر۔

اگر لکڑی کے تختے یا پتھر پر یا ایسی ہی کسی موٹی یا سخت چیز پر نماز پڑھیں بشرطیکہ

اس کا وہ رخ جس پر نماز پڑھی پاک ہو تو نماز ہو جائے گی۔ دوسرا رخ ناپاک ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر پتلے کپڑے پر نماز پڑھی اور اس کے دوسرے رخ پر نجاست تھی تو نماز نہ ہوگی۔
اگر کپڑا دہرا ہو اور دونوں تہیں آپس میں سلی ہوئی نہ ہوں اور اوپر والی اتنی موٹی ہو کہ نیچے کی نجاست کا رنگ یا بو محسوس نہ ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر دونوں تہیں سلی ہوئی ہوں تو احتیاط اس میں ہے کہ اس پر نماز نہ پڑھیں۔

چھت، خیمہ، سائبان اگر نجس ہوں اور مصلی پر کھڑے ہونے میں سر کو لگیں جب بھی نماز نہ ہوگی۔
مصلی کے بدن پر نجس کبوتر بیٹھا نماز ہو جائے گی۔

جس جگہ نماز پڑھے اس کے طاہر ہونے سے مراد موضع سجود و قدم کا پاک ہونا ہے۔ جس چیز پر نماز پڑھتا ہو اس کے سب حصہ کا پاک ہونا شرط صحت نماز نہیں اگر ایک قدم کی جگہ پاک تھی اور دوسرا قدم جہاں رکھے گا ناپاک ہے اس نے اس پاؤں کو اٹھا کر نماز پڑھی ہوگی۔ ہاں بے ضرورت ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۴۔ ستر پوشی

جسم پر لباس پہننے کو ستر پوشی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ جسم کو گرمی سردی اور بارش کے اثرات سے بچانے کے لیے چھپایا جائے۔ اس کے علاوہ ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے یہ شعور پیدا کر رکھا ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو چھپانا ضروری سمجھتا ہے کیونکہ لباس انسان کی زینت ہے لہذا لباس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سُوَاتِكُمْ وَرِيشًا ط

ترجمہ: اے نسل آدم! ہم نے تمہیں لباس دیا تاکہ تم اس سے شرمگاہوں کو چھپاؤ اور یہ تمہارے لیے زینت ہو۔ (اعراف: ۲۶)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لباس انسان کے لیے ضروری ہے اور پھر خاص کر نماز کے لیے ستر پوشی از حد ضروری ہے اس لیے بلاوجہ برہنہ نہیں رہنا چاہیے کیونکہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رم کبھی برہنہ نہ رہو۔ کیوں کہ تمہارے ساتھ وہ ہیں جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتے، سوائے قضاء حاجت اور مباشرت کے وقت۔ (جامع ترمذی)

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا کہ برہنہ کوئی بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ (بخاری شریف)
اس سے معلوم ہوا کہ برہنہ رہنا اچھی بات نہیں۔

۵۔ مرد اور عورت کا ستر

مرد کے لیے ناف اور گھٹنوں کے درمیانی حصہ کو چھپانا فرض ہے کیونکہ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کے کندھوں پر اس سے کوئی چیز نہ ہو۔ (مسلم)
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَصِيدُ فَأُصَلِّي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ قَالَ نَعَمْ وَأَزْرَرَهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں شکار کھیلتا ہوں کیا ایک ہی قمیص میں نماز پڑھ لوں، فرمایا ہاں گھنٹی لگا لے اگرچہ کانٹے کے ساتھ (سنن ابوداؤد)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلٌ إِزَارَهُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ایک مرتبہ اپنی چادر لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور وضو کرو وہ گیا اور اس نے وضو کیا ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس کو وضو کرنے کا کیوں حکم دیا ہے؟ فرمایا وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے ازار لٹکائی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو چادر لٹکائے ہوئے نماز پڑھے۔

(سنن ابوداؤد، جامع ترمذی)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْبَلُ صَلَوةٌ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بالغہ عورت کی نماز اور ڈھنی کے بغیر نہیں ہوتی (سنن ابوداؤد، جامع ترمذی)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ قَالَ إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِقًا يَغْطِي ظَهْرَ قَدْ مِئْهَا.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کیا عورت کرتے اور اور ڈھنی میں نماز پڑھ لے جبکہ اس میں تہبند نہ ہو۔ فرمایا جب کرتا پورا ہو اور اس کے قدموں کی پشت کو ڈھانکے۔ (سنن ابوداؤد)

۶۔ ستر چھپانا

جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے اسے ستر کہا جاتا ہے۔ مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک چھپانا فرض ہے۔ اور عورت کے لیے ہتھیلی، پاؤں اور چہرے کے علاوہ پورے جسم کا چھپانا فرض ہے ستر کے مسائل حسب ذیل ہیں:-

۱۔ ستر عورت ہر حال میں واجب ہے خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالا جماع فرض ہے یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے۔ اور ننگے نماز پڑھی بالا جماع نماز نہ ہوگی۔

۲۔ عورت کے لیے خلوت میں جبکہ نماز میں نہ ہو تو سارے بدن چھپانا واجب نہیں بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک، اور محرم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ چھپانا بھی واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے اور نماز کے لیے اگرچہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو تمام بدن سوائے پاؤں کے، جن کا بیان آگے آئے گا، چھپانا فرض ہے بلکہ جو ان عورت کو غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا بھی منع ہے۔

۳۔ اتنا باریک کپڑا جس سے جسم نظر آئے ستر کے لیے کافی نہیں اس نے نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یونہی

اگر دوپٹہ میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑھیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ان چمکتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

۴۔ آزاد عورتوں اور خنثی مشکل کے لیے سارا بدن عورت ہے سوائے چہرہ ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔

۵۔ اتنا باریک دوپٹہ جس سے بال کی سیاہی چمکے عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی نہ ہوگی جب تک اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے جس سے بال وغیرہ کارنگ چھپ جائے۔

۶۔ خادمہ کے لیے سارا پیٹ اور پیٹھ اور دونوں پہلوں اور ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے۔

۷۔ دبیز کپڑا جس سے بدن کارنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے۔ ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کیلئے بدرجہ اولیٰ ممانعت، بعض عورتیں جو بہت چست پا جامے پہنتی ہیں اس مسئلہ سے سبق لیں۔

۸۔ نماز میں ستر کے لیے پاک کپڑا ہونا ضروری ہے یعنی اتنا نجس نہ ہو جس سے نماز نہ ہو سکے۔ تو اگر پاک کپڑے پر قدرت ہے اور ناپاک پہن کر نماز پڑھی، نماز نہ ہوئی۔

۹۔ اس کے علم میں کپڑا ناپاک ہے اور اس میں نماز پڑھی پھر معلوم ہوا کہ پاک تھا نماز نہ ہوئی۔

۱۰۔ غیر نماز میں نجس کپڑا پہننا تو حرج نہیں اگرچہ پاک کپڑا موجود ہو اور جو دوسرا نہیں تو اسی کو پہننا واجب ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ اس کی نجاست خشک ہو، چھوٹ کر بدن کو نہ لگے۔ ورنہ پاک کپڑا ہوتے ہوئے ایسا کپڑا پہننا مطلقاً منع ہے کہ بلا وجہ بدن ناپاک کرنا ہے۔

۷۔ نماز کا وقت ہونا

نمازی کو نماز کے وقت کا خیال رکھنا ضروری ہے یعنی جس نماز کے لیے جو وقت مقرر ہے اس وقت کے اندر نماز پڑھی جائے۔ وقت سے قبل نماز پڑھی جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔ اگر نماز وقت کے بعد پڑھی جائے وہ قضا ادا ہوگی۔ اوقات نماز کے بارے میں مکمل مسائل پچھلے صفحات میں بیان کر دیے گئے لیکن

ضروری احتیاطیں یہاں بھی درج کی جاتی ہیں:-

۱۔ دیہاتوں میں بعض ناواقف آفتاب نکلنے سے بہرہی پہلے یعنی طلوع صبح صادق سے پہلے اذان کہہ دیتے ہیں پھر اسی وقت سنت بلکہ فرض بھی بعض دفعہ پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ اس طرح نہ اذان ہوئی نہ نماز بلکہ قبل از وقت جو اذان کہی گئی اس کا اعادہ کیا جائے۔

۲۔ اگر کوئی کم فہم آدمی صبح کی نماز سورج نکلنے کے وقت پڑھے اگرچہ اس وقت کوئی نماز جائز نہیں، مگر انھیں منع نہ کیا جائے بلکہ نماز کے بعد کہہ دیا جائے کہ نماز نہیں ہوئی، سورج بلند ہونے کے بعد پڑھیں۔

۳۔ نماز عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کی نماز کے بعد دنیا کی باتیں کرنا، قصے کہانی سننا اچھا نہیں لیکن دینی باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔ بعض دیہاتوں میں مرغ کی بانگ سن کر عام سیدھے سادے لوگ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ صبح ہوگئی، ایسا سمجھ لینا درست نہیں۔ مرغ کی اذان کا کیا اعتبار؟ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے بلکہ جاڑوں کے دنوں میں بعض مرغ دو بجے سے اذان کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ یونہی بول چال سن کر اور روشنی دیکھ کر بولنا شروع کر دیتے ہیں غرض اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

۸۔ نماز کی نیت

نماز شروع کرتے وقت نماز کی نیت یعنی قصد کرنا ضروری ہے۔ نیت دل سے ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کام کرنے میں نیت کو بڑا دخل ہے۔ نیت کے بارے میں مسائل حسب ذیل ہیں:-

۱۔ نیت میں زبان کا اعتبار نہیں یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا، ظہر کی نماز ہوگئی۔ لیکن دلی ارادے کے مطابق زبان سے بھی نیت کرنی چاہیے۔

۲۔ زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اور اس میں کچھ عربی کی تخصیص نہیں، فارسی وغیرہ میں بھی ہو سکتی ہے اور تلفظ میں ماضی کا صیغہ ہو مثلاً نَوَيْتُ یا نیت کی میں نے۔

۴۔ تکبیر سے پہلے نیت کی اور شروع نماز اور نیت کے درمیان کوئی امر اجنبی مثلاً کھانا پینا، کلام وغیرہ وہ امور جو نماز سے غیر متعلق ہیں، فاصل نہ ہوں، نماز ہو جائے گی اگرچہ تحریمہ کے وقت نیت حاضر نہ ہو۔

۵۔ وضو سے پیشتر نیت کی تو وضو کرنا فاصل اجنبی نہیں، نماز ہو جائے گی۔ یونہی وضو کے بعد نیت کی۔

اس کے بعد نماز کے لیے چلنا پایا گیا نماز ہو جائے گی۔ اور یہ چلنا فاصلہ اجنبی نہیں۔

۶۔ تراویح میں تراویح کی اور باقی سنتوں میں سنت کی یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی نیت کرے۔

۷۔ نیت میں تعداد رکعات کی ضرورت نہیں ہے لیکن تعداد میں کہنا افضل ہے اگر تعداد رکعات کہنے میں غلطی ہو جائے لیکن نماز پھر بھی ہو جائے گی۔

۸۔ فرض قضا ہو گئے ہوں تو ان کی نیت میں تعیین یوم اور تعیین نماز ضروری ہے مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز۔

۹۔ جمعہ میں فرض وقت کی نیت کافی نہیں۔ خصوصیت جمعہ کی نیت ضروری ہے۔

۱۰۔ نماز واجب میں واجب کی نیت کرنی چاہیے جیسا کہ نماز عید الفطر، یا عید النحر یا نذر۔ اور وتر میں فقط وتر کی نیت کافی ہے۔

۱۱۔ یہ نیت کہ منہ میرا قبلہ کی طرف ہے، شرط نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیت نہ ہو، لیکن کہنا بہتر ہے۔

۱۲۔ نماز بہ نیت فرض شروع کی، پھر درمیان نماز میں یہ گمان کیا کہ نفل ہے اور بہ نیت نفل نماز پوری کی تو فرض ادا ہوئے۔ اور اگر نماز بہ نیت فرض شروع کی اور درمیان میں نفل کا گمان کیا اور اسی گمان کے ساتھ پوری کی تو نفل ہوئی۔

۱۳۔ اگر دل میں نماز توڑنے کی نیت کی مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو وہ بدستور نماز میں ہے۔ جب تک کوئی فعل منافی نماز نہ کرے۔

۱۴۔ ایک نماز شروع کرنے کے بعد دوسری نیت کی تو اگر تکبیر جدید کے ساتھ ہے تو پہلی جاتی رہی دوسری شروع ہو گئی ورنہ وہی پہلی ہے، خواہ دونوں فرض ہوں یا پہلی فرض، دوسری نفل یا پہلی نفل دوسری فرض، اور یہ اس وقت ہے کہ دوبارہ نیت زبان سے نہ کرے ورنہ پہلی بہر حال جاتی رہی۔

۱۵۔ مقتدی کو اقتداء کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو نیت امامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لیے ضروری نہیں، یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کر لیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی، نماز ہو گئی۔ مگر امام نے امامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا اور ثواب جماعت حاصل ہونے کے لیے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیت کر لینا ضروری نہیں بلکہ وقت شرکت بھی نیت کر

سکتا ہے۔

۱۶۔ مقتدی نے اگر صرف نماز امام یا فرض امام کی نیت کی اور اقتدا کا قصد نہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔

۱۷۔ مقتدی نے بہ نیت اقتدا یہ نیت کی کہ جو نماز امام کی وہی نماز میری تو جائز ہے۔

۲۔ استقبالِ کعبہ

نماز پڑھتے وقت خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کو استقبالِ کعبہ کہا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث سے یہ حکم ثابت ہے کہ نماز پڑھتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ

نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم قرآن مجید میں اس طرح ہے:-

قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ شَطْرَهُ ط

ترجمہ: پس اپنے چہرہ کو بیت اللہ کی طرف پھیر لو، اور جہاں کہیں ہو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ (البقرہ: ۱۴۴)

۲۔ مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کرو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور نصرانیوں کی مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے ایمان لانے کے بعد ہماری طرح نماز پڑھے اور نماز میں ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے۔

۳۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے کا حکم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ۱۶ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ پھر آپ نے اپنا رخ کعبہ کی طرف پھیر لیا، ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علی وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر انصار کی ایک قوم کے پاس گیا اس نے کہا کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ اللہ کی طرف چہرہ مبارک کیا۔ وہ لوگ یہ سنتے ہی کعبہ کی طرف پھر گئے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو پہلے پورا اور اچھی طرح وضو کر لو پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔

۴۔ سفر میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی صورت

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر نماز ادا فرماتے خواہ اس کا منہ جدھر بھی ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر بھی اسی پر پڑھ لیتے لیکن آپ اس پر فرض نہ پڑھتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں ایک سمت کی جدھر کعبہ ہونے کا گمان ہو، نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی۔

لیکن ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں نفل نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اونٹنی کو قبلہ کی طرف کر کے اللہ اکبر کہتے پھر جس طرف سواری کو لے جانا ہوتا اسی طرف نماز پڑھتے۔

۳۔ قبلہ رخ نماز پڑھنے کے مسائل

۱۔ مسئلہ خدا کو سجدہ

نماز اللہ ہی کے لیے ہے لہذا مسلمان کعبہ کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق کعبہ کی طرف رخ کر کے خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔

۲۔ عین کعبہ کی طرف منہ کرنے کا مسئلہ

کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم عام ہے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ خانہء خدا کی طرف منہ ہو۔ جیسا کہ مکہ مکرمہ والے کرتے ہیں، یا اس جہت کی طرف منہ کرنا کافی ہے جیسا کہ خانہء خدا سے دور رہنے والے کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص کی تحقیق کر سکتا ہے اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو جیسے مکہ معظمہ کے مکانوں میں جبکہ چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں تو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے، جہت کافی نہیں اور جس کیلئے یہ تحقیق ناممکن ہو، اگرچہ خاص مکہ معظمہ میں ہو اس کے لیے جہت کعبہ کو

منہ کرنا کافی ہے۔

۳۔ کعبہ کے اندر جس طرف چاہے منہ کر لے

کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے لیے جس طرف چاہے منہ کر لے کیونکہ کعبہ میں جس طرف منہ کرے گا، کعبہ سامنے ہوگا لیکن صرف حطیم کی طرف منہ کرنے سے نماز نہ ہوگی۔ جہت کعبہ کو منہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ منہ کی سطح کا جو کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے مگر منہ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے، نماز ہو جائے گی۔

۴۔ مریض کا کعبہ رخ منہ کرنا

اگر کوئی مریض سخت بیمار ہو اور اس کے پاس اسے قبلہ رخ کرنے والا نہ ہو اور وہ خود حرکت نہ کر سکتا ہو تو اس کا چہرہ جس جانب ہو، تو اسے اُسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ اگر بیمار کے پاس کوئی دوسرا شخص ہو جو بیمار کو کعبہ رخ کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا منہ قبلہ رخ کر دے۔

۵۔ جنگل میں قبلہ رخ تعین کرنا

اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر ہو جاہاں قبلہ کی سمت کو تعین نہ ہو سکے۔ اور نہ ہی وہاں کوئی بتانے والا ہو اور نہ ہی کوئی ایسی چیز نظر آئے جس سے سمت کعبہ کا اندازہ لگایا جادے تو اس صورت میں دل میں سوچ بچار کرنے چاہیے اور دل جس طرف گواہی دے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنی چاہیے اگر سوچ بچار کے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی اگرچہ بعد میں معلوم ہو جائے کہ نماز قبلہ ہی کی طرف پڑھی تھی تب بھی نماز نہ ہوئی۔ اگر بتانے والا نہیں ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی اور بعد میں معلوم ہوا کہ جس طرف نماز پڑھی ہے ادھر قبلہ نہیں ہے تو پھر بھی نماز ہو جائے گی۔

۶۔ سمت جاننے والے سے پوچھنا چاہیے

اگر کوئی جاننے والا موجود ہے تو اس سے دریافت نہیں کیا، خود غور کر کے کسی طرف کو پڑھ لی تو اگر قبلہ ہی کی طرف منہ تھا ہو گئی ورنہ نہیں۔ جاننے والے سے پوچھا اس نے نہیں بتایا اس نے تحری کر کے نماز۔

پڑھ لی اب بعد نماز اس نے بتایا، نماز ہو گئی اعادہ کی حاجت نہیں اگر مسجدیں اور محرابیں وہاں ہیں مگر ان کا اعتبار نہ کیا بلکہ اپنی رائے سے ایک طرف کو متوجہ ہو لیا۔ یا تارے وغیرہ موجود ہیں اور اس کو علم ہے کہ ان کے ذریعہ سے معلوم کر لے اور نہ کیا بلکہ سوچ کر پڑھ لی دونوں صورتوں میں نہ ہوئی۔ اگر خلاف جہت کی طرف پڑھی۔

۴۔ ارکان نماز

ارکان، رکن کی جمع ہے اور رکن کا مطلب ضروری جزء ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ رکن ہی کو فرض کہا جاتا ہے، یاد رہے کہ اقامت نماز کے لیے فرائض کو ادا کرنا بہت ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی بھی رہ گیا تو نماز نہیں ہوگی اور یہ سات ہیں۔

(۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدہ آخری (۷) خروج بصدع۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ تکبیر تحریمہ

نماز پڑھنے کے ارادہ سے کھڑے ہو کر سب سے پہلے جو اللہ اکبر کہا جاتا ہے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔ تکبیر تحریمہ سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور نماز کے شروع ہونے سے پہلے جو کام کیے جاسکتے تھے وہ سب حرام ہو جاتے ہیں اور اس حرمت کی وجہ ہی سے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے بارے میں فرمان الہی

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ“ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر (المذثر: ۳) اس سے مراد نماز کے وقت اللہ اکبر کہنا ہے۔

۲۔ نماز کو تکبیر سے شروع کرنا

لفظ اللہ اکبر کہنے سے نماز شروع ہوتی ہے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطَّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَيَجْلِيهِمَا تَسْلِيمٌ.

نماز کو کھولنے والی طہارت ہے اور نماز کے اندر ہر چیز سے منع کرنے والی تکبیر ہے۔ اور کھولنے والا سلام ہے (جامع ترمذی)

۳۔ تکبیر تحریمہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کرتے، دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتداء کیا کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ لِسَاعِدِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز کی طرف کھڑے ہوتے۔ قبلہ کی طرف منہ کرتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور کہتے اللہ اکبر۔

(سنن ابن ماجہ)

۴۔ تکبیر تحریمہ کی فضیلت

جماعت کے ساتھ شامل ہو کر تکبیر تحریمہ کو پانا بہت افضل ہے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ فَإِنَّ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ.

جو شخص چالیس دن جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ پا کر نماز پڑھ لے تو وہ دوزخ اور نفاق سے بری ہو جائے گا۔ (جامع ترمذی)

۵۔ امام اور مقتدی دونوں کو اللہ اکبر کہنا چاہیے

تکبیر اولیٰ میں جماعت کی صورت میں دونوں یعنی امام اور مقتدی کو اللہ اکبر کہنا چاہیے کیونکہ مسلم میں

روایت ہے کہ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو۔

۶۔ تکبیر تحریمہ اور قیام

جن نمازوں میں قیام فرض ہے ان میں تکبیر تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہو گیا۔ نماز شروع ہی نہ ہوئی۔ لیکن نفل کے لیے تکبیر تحریمہ بیٹھ کر کہنا جائز ہے لہذا اگر تکبیر تحریمہ رکوع کے وقت کہی جائے تو نماز نہ ہوگی۔

۷۔ تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑا ہونا ضروری ہے

تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑا ہونا فرض ہے، لہذا جو شخص اللہ اکبر کہتے ہی رکوع میں چلا جائے اور اللہ اکبر کہہ کر کھڑا نہ ہو تو اس طرح نماز درست نہ ہوگی۔

۸۔ امام سے قبل تکبیر تحریمہ کہہ لینے سے نماز نہ ہوگی

امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی۔ اگر اقتدا کی نیت ہے نماز میں نہ آیا اور نہ شروع ہو گئی مگر امام کی نماز میں شرکت نہ ہوئی بلکہ اپنی الگ شروع ہو گئی۔ امام کی تکبیر کا حال معلوم نہیں کہ کب کہی تو اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے کہی، نہ ہوئی۔ اور اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے نہیں کہی تو ہو گئی۔ اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ قطع کرے اور پھر سے تحریمہ باندھے۔ جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو۔ اس پر تلفظ واجب نہیں۔ دل میں ارادہ کافی ہے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا

تکبیر تحریمہ سے نماز شروع کرتے وقت کھڑے ہو کر جب اللہ اکبر کہا جاتا ہے تو اس وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ یاد رہے کہ جس وقت تکبیر کہی جائے اسی وقت ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ چونکہ تکبیر کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

۱۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانا

تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تکبیر کہتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے کانوں کے برابر لے جاتے اور جس وقت رکوع سے اپنا سر اٹھاتے پس کہتے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اسی طرح کرتے۔ ایک اور روایت میں ہے یہاں تک کہ کانوں کے اوپر کی جانب کے برابر ہو جاتے۔ (صحیح بخاری)

۲۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے میں اختلافی مسئلے کا حل

بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت کندھوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں اس کے بارے میں ان کا جواز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث پاک ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ آپ ہاتھ اس طرح اٹھاتے کہ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ جب آپ ہاتھ اٹھاتے تو انگوٹھے کانوں تک پہنچ جاتے اور ہاتھ کے گھٹنے کندھوں کے برابر ہو جاتے لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ جب آپ ہاتھ اٹھاتے تو انگوٹھے کانوں تک پہنچ جاتے اور ہاتھ کے گھٹنے کندھوں کے برابر ہو جاتے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتْ بَحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَازِيَ إِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ إِلَى شُحْمَةِ أُذُنَيْهِ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت نماز کی طرف کھڑے ہوتے دونوں ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے، اور اٹھاتے اپنے انگوٹھے کانوں کے برابر، پھر تکبیر کہتے۔ (سنن ابوداؤد) ایک روایت میں ہے۔ انگوٹھے اٹھاتے اپنے کانوں کی لوؤں تک (مشکوٰۃ شریف)

نماز میں ہاتھ باندھنا

تکبیر تحریمہ کہہ کر زیر ناف ہاتھ باندھیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت حمزہ رضی

اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیر ناف باندھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیر ناف ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

مرد اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ بائیں ہاتھ کی کلائی کو داہنی چھنگلی اور انگوٹھے سے پکڑے یعنی چھنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ کر کے بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑے اور باقی تین انگلیاں اس پر پھیلا دے۔ اور عورت اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر رکھ کر سینے پر باندھے۔ حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ باندھنے میں ایک نکتہ پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی لطیف حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس کو شرف و بزرگی بخشا ہے۔ اس کو اپنی توجہ کا محل اور وحی کا مورد بنایا ہے اس کو زمین و آسمان میں اس طرح برگزیدہ بنایا ہے کہ اس کی یہ بزرگی روحانی بھی ہے اور جسمانی بھی، ارضی بھی ہے اور سماوی بھی، انسان کو اس نے اپنی حکمت سے راست قد (چوپایوں کے خلاف) اور بلند و بالا بنایا ہے۔ دل سے لے کر اوپر تک یعنی دل سے اوپر کا حصہ اسرار آسمانی کا خزانہ ہے اس طرح روحانی جذبات، نفس کے جذبات کے مقابلہ اور محاربہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس تصادم اور جن کی وجہ سے فرشتوں اور شیطان کے اثرات کی کش مکش جاری و ساری رہتی ہے۔ یہ مقابلہ اور کش مکش نماز کے وقت زیادہ شدید ہو جاتی ہے اس وقت ایمان اور طبیعت میں یہ کشاکش پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت نمازی کا دل جو سماوی بن گیا ہے فنا اور بقا کے درمیان آمد و شد میں مصروف ہوتا ہے۔ چونکہ نفسانی جذبات اپنے مرکز سے اوپر کی طرف صعود کرنا چاہتے ہیں اور اعضاء و جوارح کا ان باطنی کیفیات و تصرفات سے ایک طرح کا تعلق ہے اس لیے اس وقت دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر گویا نفس کو مقید بنا لیا جاتا ہے اور نفسانی جذبات کو صعود سے روک دیا جاتا ہے۔ نفس کے مقید ہو جانے کا پتہ اس صورت میں چلتا ہے کہ اس کے بعد نفسانی تصورات کا صعود نماز میں موقوف ہو جاتا ہے۔

۲۔ قیام

نماز میں کھڑا ہونے کو قیام کہتے ہیں لیکن سیدھا کھڑا ہونا چاہیے۔ فرض اور واجب نمازوں میں اتنا قیام ضروری ہے جس میں فرض قرأت پڑھی جاسکے، لیکن اگر کوئی شخص کمزوری، بیماری، خوف یا کسی اور وجہ کی بنا پر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے لیکن اس کے برعکس نفل نماز میں قیام فرض نہیں اس لیے بلا عذر بھی بیٹھ کر نفل پڑھنا جائز ہے۔

۱۔ قرآن میں قیام کا حکم

قیام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ قَوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ۔ اللہ کے سامنے عاجزی سے کھڑے ہو جاؤ۔ (البقرہ: ۲۳۸)

۲۔ نماز میں کھڑا ہونے کے بارے میں حدیث

نماز میں قیام یعنی کھڑا ہونا ضروری ہے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ
کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر کھڑا ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو
کروٹ کے بل لیٹ کر نماز پڑھ لو۔ (بخاری شریف)

۳۔ نمازوں میں قیام فرض ہے

فرض دو تر عیدین و سنت فجر میں قیام فرج ہے کہ بلا عذر اگر کوئی بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا نہ ہوں۔

۴۔ نوافل بیٹھ کر پڑھنا

طاقت کے باوجود بلا عذر نوافل میں نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن جسم میں طاقت ہو تو نوافل بھی
کھڑے ہو کر پڑھے جائیں کیونکہ بیٹھ کر نوافل پڑھنے میں ثواب قدرے کم ہو جاتا ہے۔

۵۔ قیام ساقط ہونے کا عذر

کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا
سجدہ نہ کر سکے، یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے یا کھڑے ہونے کی حالت میں قطرہ بھی
آتا ہو یا چوتھائی ستر کھلتا ہے یا قرأت سے مجبور محض ہو جاتا ہے یونہی کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں
زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہوگا یا ناقابل برداشت تکلیف ہوگئی تو بیٹھ کر پڑھے۔ اگر عصا یا خادم یا
دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا

ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔

۶۔ کشتی پر سوار کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھ لینا جائز ہے

کشتی پر سوار ہے اور وہ چل رہی ہے تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے۔ یعنی جب چکر آنے کا گمان غالب ہو اور کنارے پر اتر نہ سکتا ہو۔

۷۔ نماز میں قیام پر قادر نہ ہونے کی مختلف صورتیں

ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔ اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ جو شخص سجدہ تو کر سکتا ہے مگر سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہے۔ جب کہ اسے بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا مستحب ہے اور کھڑے ہو کر اشارے سے پڑھنا بھی جائز ہے جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اس پر فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے اگر کسی طور پر اس کی روک نہ کر سکے تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر بھی کچھ پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی پر قادر ہو کھڑے ہو کر پڑھے۔ باقی بیٹھ کر۔ اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے۔ جماعت میسر ہو تو جماعت سے دور نہ تنہا پڑھے۔

۸۔ آداب قیام

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قیام کے وقت سر جھکا دینا چاہیے اور نظر کو سجدہ گاہ پر مرکوز رکھنا چاہیے قیام میں سیدھا کھڑا ہونا ضروری ہے۔ دوران قیام دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ رکھنا چاہیے کیونکہ دونوں ٹخنوں کا ملانا منع ہے اسی طرح ایک ٹانگ کو دوسری سے اونچا نہ کیا جائے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ایسے ہی ایک پاؤں پر زیادہ زور دینا اور ایک پر کم زور دینا بھی مناسب نہیں ہے بلکہ دونوں پاؤں پر برابر زور دینا چاہیے۔

۳۔ قرأت

قرآن مجید پڑھنے کو قرأت کہا جاتا ہے، نماز میں قرآن کی کم از کم ایک آیت پڑھنا امام یا اکیلے نماز پڑھنے والے پر فرض ہے اور سورۃ فاتحہ یعنی الحمد پڑھنا واجب ہے۔ سورۃ فاتحہ کو اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے بعد شروع کریں، نماز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ قرأت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قرأت نہیں، اس لیے اعوذ باللہ اور بسم اللہ کا پڑھنا بھی مقتدی کے لیے مسنون نہیں۔ البتہ جس مقتدی کی کوئی رکعت رہ گئی ہو تو جب وہ اپنی باقی ماندہ رکعت پڑھے تو بسم اللہ اور اعوذ باللہ پڑھے۔ تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور بسم اللہ ہر رکعت کے اول مسنون ہے۔ اور فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نماز وتر اور سنت اور نفل کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورۃ یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا واجب ہے۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے سوا ہر نماز کی ہر رکعت میں خواہ وہ نماز فرض ہو یا واجب یا سنت یا نفل، سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اس کے متعلق احادیث نیچے ہیں۔

قرآن پاک میں قرأت کے بارے میں رب عز وجل کا ارشاد ہے:-

فَاَقْرَأْ وَامَّا تيسِّرْ مِنَ الْقُرْآنِ ط

ترجمہ: قرآن سے جو میسر آئے پڑھو۔ (المزمل: ۲۰)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:-

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور چپ رہو اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔ (الاعراف: ۲۰۴)

ان آیات کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ نماز میں مطلق قرأت فرض ہے کسی خاص سورۃ یا آیت کے پڑھنے کا تعین نہیں۔ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے نماز میں خواہ نماز کے علاوہ اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب و لازم ہے۔ اس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے بارے میں ہے۔

۱۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا

نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ یعنی الحمد کا پڑھنا واجب ہے۔ اس کے بارے میں رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِإِمَامِ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے (بخاری شریف) مسلم کی ایک روایت میں ہے اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو الحمد اور زیادہ نہ پڑھے (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث پاک میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ اگر نماز میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے تو نماز نہیں ہوگی اس سے پتہ چلا کہ نماز میں الحمد پڑھنا لازمی ہے۔

۲۔ فرض کی آخری دو رکعت میں صرف سورت فاتحہ کا پڑھنا

چار رکعت فرض کی نماز میں آخری دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِإِمَامِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ بِإِمَامِ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهَكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے کبھی ہم کو آیت سناتے، پہلی رکعت میں قرأت لمبی کرتے اس قدر کہ دوسری میں لمبی نہ کرتے اور اسی طرح عصر میں اور اسی طرح صبح میں کرتے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورت فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ اس کے بعد کوئی سورت نہیں پڑھی جاتی۔ اگر کسی نے سورت پڑھ لی تو اس پر سجدہ سہولازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ فرض کی آخری دونوں رکعتوں میں سورت کا ترک کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۳۔ امام کے لیے بلند آواز سے قرأت کرنا

امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وتروں میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ منفرد یعنی تنہا پڑھنے والے کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے کہ بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ پڑھے۔ امام اور منفرد پر ظہر اور عصر کی کل رکعتوں میں مغرب و عشاء کی آخری رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے جو نفل نمازیں دن میں پڑھی جائیں ان میں قرأت آہستہ کرنی چاہیئے اور جو نفل نمازیں رات کو پڑھی جائیں ان میں قرأت آہستہ پڑھنے کا اختیار ہے منفرد اگر فجر، مغرب اور عشاء کی قضاء دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ قرأت کرنا واجب ہے۔ اگر رات کو قضا پڑھے تو منفرد آواز سے یا آہستہ پڑھنے کا مجاز ہے۔

۴۔ جہر اور آہستہ میں فرق

جہر کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ صف اول میں ہیں سن سکیں۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے۔ اس طرح پڑھنا کہ فقط دو ایک آدمی جو اس کے قریب ہیں سن سکیں، جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے اور حاجت سے زیادہ اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ اپنے یا دوسرے کے لیے باعث تکلیف ہو مکروہ ہے۔

۵۔ امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت نہیں کرنی چاہیئے

جب امام قرأت کر رہا ہو تو اس وقت مقتدی کو خاموشی سے سنا چاہیئے کیونکہ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ انْفَاءً فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَنِّي أَقُولُ مَا لِي أَنَا زَعُ الْقُرْآنِ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز سے پھرے جس میں قرأت جہر ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ پڑھا ہے، ایک آدمی نے کہا جی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا میں کہتا ہوں کیا ہے کہ قرآن مجھ سے چھینا جھپٹی کرتا ہے۔ کہا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن پڑھنے سے رک گئے، جن نمازوں میں جہری قرأت کی جاتی ہے۔ جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا۔ (سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی)

۶۔ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا

فرض کی ایک رکعت میں دو سورتیں نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں تو مکروہ ہے۔

۷۔ مسنون سورتیں

سفر میں اگر امن و قرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں سورہ بروج یا اس کی مثل سورتیں پڑھے اور عصر و عشاء میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصار مفصل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔
حضر یعنی غیر سفر میں جبکہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل اور ان سب سورتوں میں امام و منفرد دونوں کا ایک حکم ہے۔

سورہ حجرات سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں، اس کے یہ تین حصے ہیں، سورہ حجرات سے بروج تک طوال مفصل، اور بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل۔

۸۔ ایک سورت کی مختلف آیات پڑھنا

فرائض کی پہلی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں۔ اور دوسری میں دوسری جگہ سے چند آیتیں پڑھیں اگرچہ اسی سورت کی ہوں، تو اگر درمیان میں دو یا زیادہ آیتیں رہ گئیں تو حرج نہیں مگر بلا ضرورت ایسا نہ کرے اور اگر ایک ہی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں پھر کچھ چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا تو مکروہ ہے اور

بھول کر ایسا ہوا تو لوٹے اور چھوٹی ہوئی آیتیں پڑھے۔

۹۔ بے ترتیبی سورتیں نہ پڑھیں

قرآن مجید سورتیں جس ترتیب سے ہیں اسی ترتیب سے پڑھنی چاہیے، پہلی رکعت میں پہلی ترتیب والی سورت پڑھے اور دوسری رکعت میں قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق بعد میں آنے والی صورت پڑھیں یہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ۔ ایسا کرنا درست نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جو قرآن الٹ کر پڑھتا ہے خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل الٹ دے۔

اور بھول کر ہو تو نہ گناہ نہ سجدہ سہو۔

اور بچوں کی آسانی کے لیے پارہ عَمَّ خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔

۱۰۔ نوافل میں قرأت

دن میں نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اگر تنہا پڑھے تو اختیار ہے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے تو جہر واجب ہے۔ جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جبکہ ادا پڑھے اور قضا پڑھے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

۱۱۔ نمازوں میں مسنون قرأت

نماز فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے ان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ذیل ہیں:-

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقِ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَنَحْوَهَا وَكَانَتْ صَلَوَتُهُ بَعْدَ تَخْفِيفًا.

حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ اور اس جیسی سورتیں پڑھتے تھے اور آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم)

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي رُكْعَتِي الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر کی دو رکعتوں میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتے۔ (صحیح مسلم)

۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَفِي رِوَايَةٍ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذَلِكَ وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ مِنْ ذَلِكَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر میں واللیل اذا یغشی، ایک روایت میں ہے سبوح اسم ربك الاعلیٰ پڑھتے اور عصر میں اس کی مانند اور صبح میں اس سے لمبی سورتیں۔ (صحیح مسلم)

۴۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ مغرب میں سورۃ والطور پڑھ رہے تھے (صحیح بخاری)

۵۔ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالتَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز میں وَالتَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ پڑھ رہے تھے اور آپ سے زیادہ خوش آواز میں نے کسی کو نہیں سنا۔ (صحیح بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا مسنون ہے اور اس کی مقدار یہ رکھی گئی ہے کہ پہلی میں دو تہائی، تیسری میں ایک تہائی۔

دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں پوری قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے

بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر سی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہو گیا۔ پھر یاد آیا

تو جو شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو۔ مثلاً پہلی میں قُلْ يَا أَيُّهَا
الْكَافِرُونَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ يَأْتِيَنَّكَ الشُّرُوعُ کر دی تو اب یا آنے پر اسی کو ختم کرے
، چھوڑ کر اذا جاء پڑھنے کی اجازت نہیں۔

نماز جمعہ میں مسنون قرأت

نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً سورت جمعہ کی تلاوت کرتے اور
دوسری رکعت میں سورہ المنافقون پڑھتے اور اس کی تصدیق حسب ذیل حدیث پاک ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى
مَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى وَفِي
الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مروان نے مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اور مکہ کو طرف نکلا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم کو جمعہ کی نماز پڑھائی پہلی
رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں اذا جاءك المنافقون پڑھی اور کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو سنا ہے ان دونوں سورتوں کو جمعہ کے دن پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ تمام نمازوں میں بھی پہلی رکعت کی قرأت دوسری سے
قدرے زیادہ ہو یہی حکم جمعہ وعیدین کا بھی ہے۔

عید اور جمعہ میں مشترک سورتوں کی قرأت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جب کبھی عیدین اور جمعہ ایک ہی دن کو آ جاتے تو آپ
عموماً جو سورتیں نماز عیدین میں پڑھتے وہی جمعہ کی نماز میں پڑھتے۔

عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي
الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ
وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلَوَتَيْنِ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں اور جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور هل اتك حدیث الغاشیة پڑھتے اور کہا کہ جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے ایک ہی دن۔ ان سورتوں کو دونوں نمازوں میں پڑھتے۔ (صحیح مسلم)

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں مسنون قرأت

مندرجہ بالا حدیث کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت واقد لیشی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ ق اور اقتربت پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ الْلَيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِقِ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ.

حضرت عبید اللہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیشی سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید قربان اور عید الفطر میں کیا پڑھتے تھے؟ اس نے کہا دونوں میں سورۃ ق والقرآن المجید اور اقتربت الساعة پڑھتے۔ (صحیح مسلم)

جمعہ یا عید کی نماز میں جو سورت بھی پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے لیکن جب سورتوں کا ذکر اوپر کی احادیث میں بیان ہوا ہے ان کا پڑھنا مسنون ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے مکروہ ہے مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو تبرکاً کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے۔ مگر ہمیشہ پڑھتے نہ رہنا چاہیے کہ کوئی واجب گمان نہ کر لے۔

سورت فاتحہ کے ختم ہونے پر آمین کہنا

نماز میں امام جب سورت فاتحہ کی تلاوت کر لے تو اسے آمین کہنا چاہیے مقتدیوں کو بھی آمین کہنا چاہیے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آمَنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت امام آمین کہے تم بھی آمین کہو، تحقیق جو شخص کہ موافق ہو اس کی آمین فرشتوں کی آمین کے اس کے پہلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

آمین بالا خفاء کہنا

جب یہ معلوم ہو گیا کہ سورۃ فاتحہ ختم ہونے پر آمین کہنا بلا اتفاق سنت ہے خواہ نماز پڑھنے والا منفرد ہو یا امام ہو یا جہری نمازوں میں مقتدی ہو۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک آمین کا پکار کر کہنا سنت ہے لیکن امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک آمین آہستہ دل میں کہنی چاہیے۔ وہ فرماتے ہیں کہ پکار کر کہنے کا معمول ابتداء میں تعلیم کے لیے تھا۔ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان سیکھ گئے تو آمین آہستہ کہی جانے لگی۔ چنانچہ مسند امام احمد، مسند ابوداؤد طیالسی، مسند ابوالعلی، ترمذی، تہذیب الآثار، دارقطنی، معجم طبرانی، شرح مؤطا اور مستدرک حاکم میں باسناد صحیح یہ حدیث موجود ہے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ.

حضرت وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پر پہنچے تو آپ نے آمین آہستہ کہی۔

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا نماز میں تلاوت اور قرأت کے بارے میں کہنا ہے کہ بندہ حق کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کی تلاوت اس کی زبان کی ترجمانی ہے اور اس کے معنی اس کے دل کی ترجمانی ہیں جس طرح ایک شخص جب کسی شخص سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ اس کے ساتھ اپنی زبان میں گفتگو کرتا ہے اور اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتا ہے اور جہاں زبان سے بولے بغیر ہی کسی کو کچھ سمجھایا جا سکتا ہے تو ایسا بھی کیا جاتا ہے لیکن جہاں گفتگو کے بغیر کچھ سمجھانا ممکن ہوتا ہے تو اس وقت پھر زبان ہی سے اس کی ترجمانی کی جاتی ہے۔ لیکن اگر قلب کی موافقت کے بغیر زبان سے کچھ کہا جائے تو اس کے معنی ہیں کہ اس وقت زبان اس کی ترجمان نہیں ہے اور نہ قاری متکلم ہے جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ خداوند عالم

کے سامنے اپنی ضرورت کا اظہار کرے اور نہ اس صورت میں وہ خداوند تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس کی باتیں سمجھتا ہے بلکہ اس کا دل اس بات سے ناواقف ہے جو کچھ وہ زبان سے ادا کر رہا ہے؛ بلکہ صرف وہ زبان کو حرکت دے رہا تھا۔ حالانکہ تقاضائے حال یہ تھا کہ اس کا کلام اس کے دل سے نکلے یا وہ توجہ سے سنے۔ خاصان بارگاہ الہی کا کمترین درجہ یہ ہے کہ نماز میں تلاوت کے وقت ان کا دل ان کی زبان کا ساتھ دے یعنی دل اور زبان دونوں جمع ہوں۔ بارگاہ ایزدی کے خواص کے دوسرے احوال اور بھی ہیں جن کی تفصیل بہت طویل ہے (اس لیے ان سے قطع نظر کی جاتی ہے)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب میں نماز پڑھتا ہوں تو میں اپنی قرأت کے سوا اور کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا (میری قرأت میں کوئی چیز دخل انداز نہیں ہوتی)۔

۴۔ رکوع

رکوع بھی نماز کا رکن یعنی فرض ہے۔ کیونکہ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ^ط (ترجمہ: رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ البقرہ: ۴۳)۔

رکوع کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ
قَالَ اللَّهُ إِنِّي لَا رَأْيَ لَكُمْ مِنْ بَعْدِي.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود کو سیدھا کرو پس اللہ کی قسم ہے کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنے پیچھے سے (صحیح مسلم)

۲۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہیں کرتا اس کی نماز قبول ہی نہیں ہوتی۔

(سنن ابوداؤد)

ان احادیث سے مندرجہ ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

(۱) اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا یہ کہ سیدھی پیٹھ بچھا

دے۔

(۲) کوزہ پشت یعنی کبڑا کہ اس کا کب حد رکوع کو پہنچ گیا ہو، رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔

(۳) رکوع میں پیٹھ خوب ہچھی ہوئی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔

(۴) رکوع میں نہ سر جھکائے نہ اونچا رکھے بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔

(۵) عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے۔ مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کرے۔

آج کل مرد رکوع کرتے وقت گھٹنوں پر محض ہاتھ رکھ دیتے ہیں اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے، یونہی اکثر لوگ رکوع میں اپنی ٹانگیں کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ کا وقفہ تقریباً برابر برابر ہوتا ہے یعنی آپ جتنا وقت رکوع میں لگاتے اتنا ہی وقت سجدے میں لگاتے، اس مسئلہ کے متعلق آپ کی حدیث یہ ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِّنَ السَّوَاءِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور ان کا سجدہ اور ان کا دو سجدوں کیدر میان بیٹھنا اور رکوع سے اٹھتے وقت کھڑے رہنے اور بیٹھنے کے سوا قریب برابر کے (صحیح بخاری)

(۷) رکوع میں تسبیح پڑھنی چاہیے، اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:-

عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ وَذَلِكَ أَذْنَاهُ وَإِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ إِلَّا عَلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ وَذَلِكَ أَذْنَاهُ.

حضرت عون بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمہارا رکوع کرے پس اپنے رکوع میں

کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ تین بار۔ پس تحقیق پورا ہے اس کا رکوع اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے اور جس وقت سجدہ کرے تو اپنے سجدہ میں یہ کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ تین بار تحقیق پورا ہوا سجدہ اس کا اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ رکوع میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہنا اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور انگلیاں خوب کھلی ہوئی رکھنا اور حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا مرد کے لیے رکوع کی سنتوں میں سے ہے۔

مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدے سے سر اٹھا لیا تو مقتدی پر امام کی پیروی واجب ہے اور مقتدی نے امام سے پہلے سر اٹھا لیا تو مقتدی پر لوٹنا واجب ہے، نہ لوٹے گا تو کراہت تحریم کا مرتکب اور گناہ گار ہوگا۔

کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قرأت میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے جبکہ اسے پہچانتا ہو یعنی اس کی خاطر ملحوظ ہو اور نہ پہچانتا ہو تو طویل کرنا افضل ہے۔ کہ نیکی پر اعانت ہے مگر اس قدر طول نہ دے کہ مقتدی گھبرا جائیں۔

(۸) رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، کہنا چاہیے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق کار تھا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتَّى يَقُولَ قَدْ أَوْ هُمْ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى يَقُولَ قَدْ أَوْ هُمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے، کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہم کہتے تحقیق ترک کی ہے وہ رکعت پھر سجدہ فرماتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے یہاں تک کہ ہم کہتے، تحقیق سجدہ کو ترک کیا (صحیح مسلم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، کہنا اور مقتدی کے لیے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔ مگر واؤ ہونا بہتر ہے اور اَللّٰهُمَّ ہونا اس سے بہتر اور سب سے بہتر یہ کہ دونوں ہوں۔

قومہ

رکوع کے بعد کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ رکوع سے کھڑے ہو کر کہیں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ (اللہ نے اس کا قول قبول کیا جس نے اس کی تعریف کی) اس کے بعد کہیں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (اے پروردگار! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو مقتدی کہیں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (اے پروردگار! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے) اور اگر اکیلا نماز پڑھتا ہو تو دونوں کہے۔

۵۔ سجدہ

سجدہ اللہ کو بہت پسند ہے اسی لیے نماز میں سجدہ کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور قرآن پاک میں سکدے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ارْكَعُوْا وَاَسْجُدُوْا (اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو۔ الحج: ۷۷) سجدے کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حسب ذیل ہیں:-

سجدے میں اللہ کی قربت

سجدے میں بندہ اللہ کے انتہائی قریب ہوتا ہے کیونکہ انسان جب عاجز ہو کر اپنے سر کو اللہ کے حضور زمین پر رکھ دیتا ہے اور پھر سجدے میں اس کی بڑائی بیان کرتا ہے تو وہ اس کے بڑا قریب ہو جاتا ہے۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ أَكْثَرُ وَاللُّدْعَاءُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کا اپنے رب کے زیادہ قریب ہونا سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے پس دعا بہت کرو (صحیح مسلم)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رب العالمین کا قرب سجدے کے سوا کسی اور شکل میں ممکن نہیں۔ اس لیے کہ اس حالت میں بندہ اللہ کے بڑا قریب ہو جاتا ہے اور جو چاہے اللہ سے مانگے۔

سجدہ اور رضائے الہی

سجدے کی دوسری فضیلت رضائے الہی کا حصول بھی ہے کیونکہ سجدہ ریز ہو کر جب رضائے الہی مانگی جاتی ہے تو بڑی جلدی حاصل ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سجدہ ریز ہو کر رضائے الہی اور بخشش طلب کی۔ اس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ الْفَرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعْتُ يَدِي عَلَى بَطْنٍ قَدْ مَيَّهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھونے پر نہ پایا۔ میں نے آپ کو ڈھونڈا کہ میرے ہاتھ آپ کے قدموں تک جا پہنچے کہ آپ سجدہ کی حالت میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے۔ آپ فرما رہے تھے یا الہی! تحقیق میں تیری رضا مندی کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں تیرے غضب سے اور تیری عافیت کے ساتھ تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ تجھ سے۔ تیری تعریف کو نہیں گن سکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی ذات کی تعریف کی (صحیح مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز ہو کر اللہ کے حضور اپنی التجا کرتے، غضب اور عذاب سے پناہ مانگتے۔ اور اس چیز کو آپ کے بعد صحابہ اور اولیاء کرام نے اپنایا اور خدا کو راضی کیا بڑی بڑی دیر تک اللہ کے بندے اللہ کے حضور سجدہ ریز رہتے ہیں۔

ابن آدم کو حکم سجدہ

قرآن پاک کا مشہور واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو سجدے کا حکم دیا۔ وہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السُّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ يَا وَيْلَتَى أَمَرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ

الْجَنَّةِ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت آدم کا بیٹا سجدہ کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے اے افسوس کہ ابن آدم کو سجدے کا حکم کیا گیا پس اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم کیا گیا۔ میں نے نافرمانی کی، میرے لیے آگ ہے۔ (صحیح مسلم)

شیطان کو ایک سجدہ نہ کرنے کی یہ سزا ملی ہے کہ وہ ہمیشہ مردود بارگاہ رب العزت ہے اور جب وہ نسل آدم کو سجدہ ریز ہوتے ہوئے دیکھتا ہے تو افسوس ظاہر کرتا ہے اور اپنی کی ہوئی نافرمانی پر پچھتا تا ہے

سجدہ اور حصول بہشت

سجدہ حصول بہشت کا بہترین ذریعہ ہے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے:-

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْهِ بَوْضُوئُهُ وَحَاجَّتُهُ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مَرْفَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ.

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات گزارتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، پس لانا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی اور حاجت کا پس مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ، میں نے کہا مانگتا ہوں بہشت میں آپ کی رفاقت یا اس کے سوا، میں نے کہا میرا وہی مطلب ہے جو میں نے عرض کیا فرمایا میری مدد کرا اپنی ذات پر بہت سجدے کرنے کے ساتھ (صحیح مسلم)

خدا کو بندے کی عاجزی اور انکساری بہت پسند ہے، جب بندے نے اپنا سر زمین پر رکھ کر اپنے عجز اور انکساری کا مظاہرہ کیا تو رحمت خداوندی نے اس کو آغوش میں لے لیا اور اسے دنیا و آخرت میں سر بلند کر دیا۔ لہذا جو شخص کثرت سے اللہ کے حضور سر بسجود رہتا ہے۔ اللہ اسے آخرت میں بہشت میں داخل کرے گا۔

مسائلِ سجدہ

سجدہ نماز کے ارکان میں سے ہے اور ہر نمازی پر فرض ہے کہ ہر رکعت میں دو سجدے کرے اگر نماز میں سجدے چھوڑ دیے جائیں تو نماز نہ ہوگی، سجدہ سے مراد پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھنا ہے مگر پیشانی کا بیشتر حصہ زمین پر رکھنا واجب ہے۔ پورا سجدہ دراصل وہی ہے جس سے دونوں ہاتھ پوری طرح دونوں گھٹنے دونوں پیروں کے سرے، پیشانی اور ناک سجدہ میں رکھے جائیں۔ سجدہ خشک جگہ پر کرنا چاہیے تاکہ اعضاء اچھی طرح ٹک سکیں۔ سجدہ کے متعلق متفرق مسائل حسب ذیل ہیں:-

ہاتھوں کو زمین پر رکھنے اور کہنیوں کو بلند کرنے کا حکم

سجدہ میں ہاتھوں کو زمین پر رکھنا چاہیے اور کہنیوں کو بلند رکھنا چاہیے۔ حدیث یہ ہے:-
عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعُ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تو سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھ اور اپنی کہنیوں کو بلند کر۔ (مسلم شریف)
اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ سجدہ کرتے وقت ہاتھوں کو زمین پر رکھنا اور کہنیوں کو بلند رکھنا ضروری ہے۔ مرد کے لیے سجدے میں سنت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے۔ اور کلائیوں زمین پر نہ بچھائے مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے کہ اس سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف پہنچے گی۔ عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے ملادے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے۔

سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ

سجدہ کرنے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت یہ ہے:-
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكُفُّتُ

الشَّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہوں۔ پیشانی اور دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں پر اور پاؤں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم اپنے کپڑوں اور بالوں کو اکٹھا نہ کریں۔ (بخاری شریف)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ سجدہ کرتے وقت سات ہڈی والے اعضاء کو زمین پر لگانا ضروری ہے، ان ساتوں اعضاء میں پیشانی، دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور پاؤں کے نیچے شامل ہیں۔ یاد رہے کہ ناک کا جو حصہ زمین پر سجدے میں لگتا ہے اس میں ہڈی نہیں۔ سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی پہلے گھٹنے زمین پر رکھے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔ اور اگر کسی عذر سے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھے تو مضائقہ نہیں۔ پھر پیشانی زمین پر رکھے اس طرح کہ پہلے ناک رکھے پھر پیشانی کو دونوں ہتھیلیوں کے بیچ میں ایسے طور پر رکھے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جائیں اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو اس طرح رکھے کہ سب قبلہ کی طرف متوجہ رہیں اور اپنی ناک کے اس مقام سے سجدہ شروع کرے جو تخت ہے۔

گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھنے کی تاکید

سجدہ کرتے وقت اپنے گھٹنوں کو پہلے زمین پر رکھنا چاہیے پھر ہاتھ رکھ کر سجدے میں چلا جائے اور اٹھتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھانا چاہیے کیونکہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے ہوئے ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَادْنَاهُضَ وَقَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جس وقت اٹھنے کا ارادہ کرتے تو اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے (جامع ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ سجدے میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے۔ پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی اور جب سجدے سے اٹھے تو پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔ سجدے

میں گھٹنے ایک ساتھ رکھنے چاہئیں۔

سجدے میں ہاتھوں کو بچھانے کی ممانعت

سجدہ اطمینان سے کرنا چاہیے اور ہاتھوں کو زمین پر کہنیوں سمیت بالکل بچھانا نہیں چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بلکہ ایسے کرنے کو آپ نے کتے سے مشابہت دی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ فِدَ عِيَهُ انْبِسَاطُ الْكَلْبِ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سجدوں میں ٹھہرو اور نہ بچھائے تم میں سے کوئی اپنے ہاتھوں کو کتے کے بچھانے کی مانند۔ (بخاری شریف)

پیشانی اور ناک مجروح ہونے کی صورت

اگر کوئی شخص کسی تکلیف کی بنا پر پیشانی زمین پر نہ لگا سکتا ہو تو اس صورت میں صرف ناک لگانا کافی ہے۔ ایسے ہی اگر کسی کے ناک پر چوٹ لگ جائے اور وہ زمین پر ناک نہ لگا سکتا ہو تو اسے پیشانی ہی لگانا کافی ہے۔ اگر دونوں اعضاء زمین پر نہ لگا سکتا ہو تو اس صورت میں زمین کے قریب ہو کر سجدہ کی صورت پیدا کر لینا کافی ہے۔

کوئی چیز بچھا کر سجدہ کرنا

اگر کوئی کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرے تو حرج نہیں اور جو کپڑا پہنے ہوئے ہے اس کا کونا بچھا کر سجدہ کیا یا ہاتھوں پر سجدہ کیا تو اگر عذر نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر وہاں کنکریاں ہیں۔ یا زمین سخت گرم یا سخت سرد ہے تو مکروہ نہیں اور وہاں خاک ہو اور عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں اور چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے کیا تو مکروہ ہے۔

سجدہ کرتے وقت ضروری احتیاط

سجدہ کرتے ہوئے یہ احتیاط کرنی چاہیے کہ ہتھیلی یا آستین یا عمامہ کے بیچ یا کسی اور کپڑے پر جسے پہنے

ہوئے ہے، سجدہ کیا اور نیچے کی جگہ ناپاک ہے تو سجدہ نہ ہوا۔ ہاں ان سب صورتوں میں جبکہ پھر پاک جگہ پر سجدہ کر لیا تو ہو گیا عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ انگلیوں سے زیادہ اونچی ہے، سجدہ نہ ہوا، ورنہ ہو گیا البتہ زمین اگر ڈھلوان ہو اور بلندی کی طرف سجدہ کرے تو مضائقہ نہیں۔ رخسار یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہوگا خواہ عذر کے سبب ہو یا بلا عذر اگر عذر ہو تو اشارے کا حکم ہے۔

سجدے میں تسبیح پڑھنے کا حکم

سجدے میں تسبیح پڑھنی چاہیے۔ اس کے متعلق ترمذی کی تحریر کردہ روایت یہ ہے
عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ
سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ رَحْمَةٍ
إِلَّا وَقَفَ وَسَالَ وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آنحضرت اپنے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہتے تھے اور اپنے سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، اور نہیں آتے تھے کسی رحمت کی آیت پر مگر ٹھہرتے اور دعائیں مانگتے اور کسی عذاب کی آیت پر نہیں آتے تھے مگر عذاب سے پناہ مانگتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدے میں تین یا پانچ یا سات مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھنا چاہیے۔

سجدے میں حضوری قلب

حضرت شہاب الدین سہروردی کا فرمان ہے کہ سجدے کے وقت حضوری قلب ہونا چاہیے۔ حاضر و بیدار ہو اور خشوع کرتا ہو اسجدے میں جائے اور یہ جانتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، سجدہ کس لیے کر رہا ہے اور کس کے واسطے کر رہا ہے؟

اس لیے کہ بعض سجدہ کرنے والوں کو یہ کشف حاصل ہوتا ہے کہ وہ سجدے میں زمین کی آخری حدوں تک پہنچ گئے ہیں اور ملک الہی کے اجزاء میں ان کی ہستی گم ہو گئی ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ان کے

دل حیا سے معمور اور ان کی روحیں خداوند قدوس کی عظمت اور کبریائی کو محسوس کرتی ہیں جیسا کہ منقول ہے۔

کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے خود کو اپنے بازوؤں میں چھپا لیا تھا۔ کبھی کبھی سجدہ کرنے والوں کو یہ کشف ہوتا ہے کہ وہ سجدے میں کون و مکان کی بساط کو طے کر رہا ہے اور اس کا دل کشف و عیاں کی فضا میں آزاد پھر رہا ہے۔

چنانچہ جب وہ دل سجدے میں گرتا ہے تو اس کے ساتھ آسمان کے طبق بھی گر جاتے ہیں اس وقت اس کی قوت مشہود کے سامنے کائنات کے نقوش مٹ جاتے ہیں، اس دم وہ عظمت الہی کی چادر کے ایک گوشہ پر سجدہ ریز ہوتا ہے۔ (اس لیے کہ کون و مکان کی بساط تو وہ لپیٹ چکا ہے) یہ درجہ منتہائے کمال کا ہے جس کی طرف ہمت بشری پرواز کرتی ہے (ہمت انسانی کے طائر کی بس یہیں تک پرواز ہے) بہر حال مراتب عظمت میں اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان فرق مراتب موجود ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کی بناء پر ہر ایک کو اپنے مرتبہ کے مطابق حصہ ملتا ہے کہ ایک اہل علم پر دوسرے صاحب علم کا درجہ بلند ہوتا ہے (جس درجہ تک انبیاء علیہم السلام پہنچ گئے ہیں اولیاء اللہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔)

بعض سجدہ کرنے والے ایسے ہیں جن کا ظرف وسیع ہوتا ہے اور جب عظمت الہی کی روشنی پھیلتی ہے تو وہ دونوں قسموں سے بہرہ مند ہوتا ہے اور دونوں بازوؤں کو کھولتا ہے۔ پہلے وہ اپنے قلب کے ذریعے خدا کی تعظیم کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی روح فضل و کرم کی بناء پر بلندی تک پہنچ جاتی ہے اس طرح ایسے لوگوں کو جن کے ظرف وسیع ہیں، سجدے میں انس، ہیبت، حضور غیبت، فرار و قرار، اسرار و اظہار کے تمام مراتب حاصل ہو جاتے ہیں اس وقت وہ اپنے سجدے میں دریائے شہود میں شناوری کرتا ہے اور اس کا ایک ایک بال بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہوتا ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سجدے کے بارے میں ارشاد فرمایا:-

سَجَدَ لَكَ سَوَادِي وَخَيَالِي وَلِلَّهِ يُسْجَدُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا.

یہ طوع یعنی انقیاد، فرمانبرداری روح اور قلب کے لیے ہے (کہ وہ طوعاً سجدہ ریز ہوتے ہیں) کہ ان میں وہ اہلیت و قابلیت موجود ہے اور کرہ یعنی ناگواری اور ناخوشی نفس انسانی کی طرف سے ہے کہ اس میں بیگانگی موجود ہے۔

دوسجدوں کے درمیان جلسہ

دوسجدوں کے درمیان نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھنے کو جلسہ بین السجدتین کہا جاتا ہے۔ بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر اس طرح بیٹھیں کہ دایاں قدم کھڑا رہے اور دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں کہ نہ کھلی ہوئی ہوں نہ ملی ہوئی دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے کم از کم بقدر ایک بار سبحان اللہ کہنے کے بیٹھنا ضروری ہے۔ البتہ عورت کو دونوں پاؤں داہنی طرف نکلا کر بائیں سرین پر بیٹھنا چاہیے۔

۶۔ قعدہ اخیرہ

نماز کی آخری رکعت میں بیٹھنا نماز کے ارکان میں سے ہے اس کے چھوڑنے یا چھوٹ جانے سے نماز مکمل نہیں ہوتی۔ تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا واجب ہے اور نماز کی آخری رکعت میں تشہد یعنی التحیات کے آخری الفاظ عُبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھنے کی مقدار بیٹھنا فرض ہے

تمام نمازوں میں خواہ فرض ہوں یا واجب، سنت ہوں یا نفل، آخری قعدہ فرض ہے دونوں قعدہ میں التحیات کا پڑھنا واجب ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ أَصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلَى الْإِبْهَامَ يَدَاوُ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بِاسِطْهَا عَلَيْهَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیٹھتے تھے تشہد میں بایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ دائیں گھٹنے پر، اور اپنا ہاتھ بند کرتے ترپین کی گنتی پر اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے اور ایک روایت میں یوں ہے، جس وقت بیٹھتے تھے نماز میں تو اپنے گھٹنوں پر اپنے ہاتھ رکھتے اور اپنی داہنی انگلی جو انگوٹھے کے ساتھ ہے اٹھا

تے اس کے ساتھ دعا مانگتے اور بایاں ہاتھ بائیں زانو پر کھلا رکھتے۔ (مسلم شریف)
اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ قعدہ خواہ درمیانی ہو یا اخیرہ، اس میں تشہد پڑھنا ضروری ہے قعدہ اخیرہ کے متعلق دیگر مسائل حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱:- چار رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھا، پھر یہ گمان کر کے کہ تین ہی ہوئیں کھڑا ہو گیا، پھر یاد کر کے کہ چار ہو چکیں، بیٹھ کر پھر سلام پھیر دیا اگر دونوں بار کا بیٹھنا مجموعۃً بقدر تشہد ہو گیا، فرض ادا ہو گیا، ورنہ نہیں۔
مسئلہ ۲:- پورا قعدہ اخیرہ سوتے میں گزر گیا بعد بیداری بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے ورنہ نماز نہ ہوگی، یونہی قیام، قرأت، رکوع سجود میں اول سے آخر تک سوتا ہی رہا تو بعد بیداری ان کا اعادہ فرض ہے ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدہ سہو بھی کرے۔ لوگ اس سے غافل ہیں خصوصاً تراویح میں خصوصاً گرمیوں میں۔

مسئلہ ۳:- پوری رکعت سوتے میں پڑھ لی تو نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ ۴:- چار رکعت والے فرض میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کر لیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کر لیا تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گئے، مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے۔

مسئلہ ۵:- بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدہ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے اور کر لیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدر تشہد بیٹھے، وہ پہلا قعدہ جاتا رہا، قعدہ نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۶:- سجدہ سہو کرنے سے پہلا قعدہ باطل نہ ہوا مگر تشہد واجب ہے یعنی اگر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہو گیا مگر گناہ گار ہوا، اعادہ واجب ہے۔

قعدہ کے متعلق حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نماز کے ختم پر (التحیات و درود پڑھ کر) اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگے۔ اگر نماز پڑھنے والا امام ہے تو صرف اپنے لیے دعا نہ مانگے بلکہ اپنے اور تمام مقتدیوں کے لیے دعا مانگے۔ اگر نماز پڑھنے والا امام ہے ہوشمند امام ایک ایسے دربان کی طرح ہے جس کو سلطان کے دربار کی خدمت سپرد ہے اور اس کے پیچھے تمام ضرورت مند موجود ہیں، وہ دربان سلطان سے ان ضرورت مندوں کے لیے سوال کرتا ہے ان سب کی ضرورتیں اس کے حضور میں پیش کرتا ہے۔ علاوہ ازیں تمام مسلمان ایک دیوار کی مانند ہیں کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی مضبوطی کا باعث ہے۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کہہ کر نماز کی تکمیل کرنا

نماز کو مکمل کرنے کا آخر میں طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد، درود اور دعا پڑھنے کے بعد پہلے دائیں جانب منہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جائے۔ اور پھر بائیں جانب منہ پھیر کر سلام کہا جائے اس طرح نماز مکمل ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آخر میں اپنے دائیں اور بائیں جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے آخر میں سلام پھیرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی نمازی سلام نہ پھیرے، نماز کی حالت میں کسی سے بات کرے یا اٹھ کر چلا جائے یا کوئی اور کام کرے تو اس طرح فرض ادا ہو جائے گا لیکن نماز کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ السلام علیکم کہہ کر نماز سے نکلنا واجب ہے اور واجب کو چھوڑنے پر نماز واجب ہے۔

نمازی کے اپنے کسی فعل کے ساتھ نماز سے نکلنے کو فقہی لحاظ سے خروج بصرہ کہا جاتا ہے۔ آخری قعدہ میں سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی فعل قصد پایا گیا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اور بلا قصد کوئی منافی پایا گیا تو نماز باطل مثلاً بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد تیمم والا پانی پر قادر ہوایا موزہ پر مسح کیے ہوئے تھا اور مدت پوری ہوگئی یا عمل قلیل کے ساتھ موزہ اتار دیا، یا بالکل بے پڑھا تھا اور کوئی آیت بے کسی کے پڑھائے محض سننے سے یاد ہوگئی، یا ننگا تھا اب پاک کپڑا بقدر ستر کسی نے لا کر دے دیا جس سے نماز ہو سکے یعنی بقدر مانع اس میں نجاست نہ ہو یا ہو تو اس کے پاس کوئی چیز ایسی ہے جس سے پاک کر سکے یا یہ بھی نہیں مگر اس کے کپڑے کی چوتھائی یا زیادہ پاک ہے یا اشارہ سے پڑھ رہا ہے اب رکوع وسجود پر قادر ہو گیا یا صاحب ترتیب کو یاد آیا کہ اس سے پہلے کی نماز نہیں پڑھی ہے اگر وہ صاحب ترتیب امام ہے تو مقتدی کی بھی گئی یا امام کو حدث ہوا اور امی کو خلیفہ کیا یا نماز فجر میں آفتاب طلوع کر آیا، یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آ گیا یا عیدین میں نصف النہار شرعی ہو گیا، یا پٹی پر مسح کیے ہوئے تھا اور زخم اچھا ہو کر وہ گر گئی یا صاحب عذر تھا اب عذر جاتا رہا یعنی اس وقت سے وہ حدث موقوف ہوا یہاں تک کہ اس کے بعد کا دوسرا وقت پورا خالی رہا یا نجس کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا اور اسے کوئی چیز مل گئی جس سے طہارت ہو سکتی ہے۔ یا قضا پڑھ رہا تھا اور وقت مکروہ آ گیا یا باندی سرکھولے نماز پڑھ رہی تھی، اور آزاد ہوگئی اور فوراً سر نہ ڈھانکا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو جائے گی۔

مقتدی امی تھا اور امام قاری اور نماز میں اسے کوئی آیت یاد آگئی تو نماز باطل نہ ہوگی قیام و رکوع و سجود
 وقعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا۔ اگر بعد قیام
 پھر رکوع کرے گا نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ یونہی رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد میں اگر رکوع پھر
 سجدہ کر لیا ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کوئی فعل امام سے پیشتر ادا
 کر چکا اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا تو نماز نہ لوگی مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدہ
 کر لیا اور امام رکوع یا سجدہ میں ابھی آیا بھی نہ تھا کہ اس نے سر اٹھا لیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کر لیا
 ہوگئی ورنہ نہیں۔

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بہر حال جب کوئی نماز سے فارغ
 ہونے کا ارادہ کرے تو پہلے دائیں طرف سلام پھیرے لیکن اس کے ساتھ ہی نماز سے فراغت کی نیت بھی
 کرے، اس وقت فرشتوں، تمام مسلمانوں اور جنات کو بھی سلام بھیجے سلام کرتے وقت گردن کو اس طرح
 پھیرے کہ دائیں طرف کے لوگوں کو اس کا چہرہ نظر آجائے۔ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام کرتے
 وقت قدرے وقفہ رکھے۔ دونوں کو متصل کرنے کی ممانعت ہے۔

صرف اسی مقام پر مواصلت منع نہیں ہے بلکہ پانچ مقام پر اس کی ممانعت آئی ہے ان میں سے دو کا
 تعلق امام سے اور دو کا مقتدی سے اور ایک کا امام و مقتدی دونوں میں مشترک ہے۔

امام کے لیے ان دو کا اتصال منع ہے ایک یہ کہ امام تکبیر کے ساتھ قرأت کو نہ ملائے، دوسرے رکوع
 کو قرأت کے ساتھ نہ ملائے (ان دونوں مقام پر قدرے فصل پیدا کرے) مقتدیوں کے لیے جن
 اتصال کی ممانعت ہے وہ یہ ہیں۔ اول یہ کہ اپنی تکبیر تحریمہ کو امام کی تکبیر سے نہ ملائے دوسرے یہ کہ اپنے
 سلام کو امام کے سلام سے نہ ملائے اور وہ امر جو دونوں میں مشترک ہے، یہ ہے کہ فرض کے سلام کو نفل کے
 سلام سے نہ ملایا جائے۔

اذکارِ نماز

اذکارِ نماز وہ دعائے اور تعریفی کلمات ہیں جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں۔ انہیں پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اور احادیث کے مطابق وہ اذکار حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دعائے استفتاح

ثناء کو دعائے استفتاح کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ تکبیر تحریمہ کے بعد آغاز نماز میں پڑھی جاتی ہے اس لیے اسے دعاء الافتتاح بھی کہتے ہیں۔ آغاز نماز میں اس کا پڑھنا سنت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ الفاظ اپنی زبانب مبارک سے ادا کرتے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

ترجمہ: اے اللہ! ہم تیری ہی پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف تیری ہے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیرا رتبہ بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ثناء فرض، سنت اور نوافل گویا ہر نماز کے شروع میں پڑھنا سنت ہے ہاں اگر نماز پڑھنے والا مقتدی ہو اور امام نے قرأت شروع کر دی ہو تو مقتدی کو ثناء نہیں پڑھنی چاہیے خواہ قرأت جہری ہو یا سری ہو۔ یعنی امام جب اپنی قرأت شروع کر دے تو مقتدی کے لیے ثناء پڑھنا مسنون نہیں۔ اگر جماعت میں اس وقت شامل ہو جب کہ امام رکوع یا سجود میں تھا تو اگر یہ توقع ہو کہ رکوع یا سجدہ سے اٹھنے سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو سکے گا تو ثناء پڑھ لینی چاہیے ورنہ نہیں یعنی ثناء پڑھے بغیر شامل ہو جائے۔ ہر مسلک کے پیروکار تقریباً یہی دعا آغاز نماز میں پڑھتے ہیں۔

نماز میں ثناء کے علاوہ یہ دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھتے مگر یہ دعا بہت کم لوگ پڑھتے

ہیں۔

وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِيْ فَاعْفِرْ لِيْ ذُنُوبِيْ جَمِيعًا اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ وَاِهْدِنِيْ لِحَسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاِحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاَصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا. لَا يَصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبِّكَ وَسَعْدِيكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدِكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَ اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اسْتَغْفِرُكَ وَاتُوبُ اِلَيْكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا ہے۔ میں حق کی طرف متوجہ ہونے والا ہوں۔ دین باطل سے بیزار ہوں۔ مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز اور میری عبادت، میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا خاص رب العالمین کے لیے ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں اسی تو حید اور اخلاص کا مجھ کو حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ الہی! تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے (بندگی اور اطاعت میں قصور کرنے کی وجہ سے) اپنی جان پر ظلم کیا۔ میں نے (تیرے اس فرمان پر کہ جو کوئی گناہوں کا معترف ہو کر میری درگاہ میں آئے ہیں اس کو بخش دیتا ہوں) اپنے گناہوں کا اعتراف کیا پس میرے تمام گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مجھ کو اچھی عادتوں کی راہ دکھا کہ اچھی عادتوں کی راہ تیرے سوا کوئی نہیں دکھاتا اور مجھ سے بری عادتیں دور کر تیرے سوا میری بری عادتوں کو کوئی دور نہیں کر سکتا میں تیری حکم کی بجا آوری کے لیے حاضر ہوں۔ تمام بھلائیوں تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہیں تیری طرف برائی کی نسبت نہیں کی جاتی۔ میں تیری بخشی ہوئی قوت کے ساتھ قائم اور موجود ہوں اور میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں تو بابرکت اور بلند ہے۔ (یعنی کوئی عقل تیری کنہ ذات و صفات کو نہیں پہنچ سکتی) تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

۲۔ تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھنا

تعوذ پڑھنا سنت ہے لہذا پہلی رکعت کے بعد تکبیر تحریمہ اور ثناء کے بعد تعوذ پڑھنا چاہیے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

ترجمہ: میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

تعوذ پہلی رکعت کے علاوہ کسی اور رکعت میں نہیں پڑھنا چاہیے۔ خواہ کوئی امام ہو یا منفرد نماز پڑھ رہا ہو۔ البتہ اگر کوئی مقتدی مسبوق ہو یعنی امام کے قرأت شروع کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہوا ہو تو اب اسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ نہیں پڑھنی چاہیے۔

۳۔ تسمیہ پڑھنا

بِسْمِ اللّٰهِ شریف کو تسمیہ کہا جاتا ہے ہر رکعت کے شروع میں امام اور مقتدی کو بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنی چاہیے۔ خواہ نماز سری ہو یا جہری۔ مقتدی تو قدرتی طور پر بِسْمِ اللّٰهِ نہ کہے گا کیونکہ حالت اقتداء میں اسے قرآن اسے قرآن پڑھنا جائز نہیں۔

تسمیہ ثناء اور تعوذ کے بعد پڑھنی چاہیے اگر تعوذ یاد نہ رہا اور پہلے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ لی تو ضروری ہے کہ تعوذ پڑھے اور اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ پڑھے۔ اس کے برعکس اگر بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا یاد نہ رہا اور سورت فاتحہ شروع کر دی تو پھر بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھے بلکہ اسے جاری رکھے اور سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد جب سورت ملائے تو اس وقت بھی بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھے کیونکہ بِسْمِ اللّٰهِ سورہ کا جز نہیں بلکہ قرآن کا جز ہے اس لئے نماز میں سورت ملائے وقت بِسْمِ اللّٰهِ نہیں پڑھی جاتی۔ بلکہ سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ آہستہ پڑھنی چاہیے تسمیہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمن رحیم ہے۔

۴۔ سورۃ فاتحہ

تسمیہ کے بعد سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے متعلق حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو سورۃ فاتحہ کے نزول کے ساتھ مخصوص کر کے خصوصی

احسان فرمایا ہے کیونکہ اس میں ثناء کو دعا پر مقدم رکھا گیا ہے تاکہ ثناء کے بعد جو دعا کی جائے وہ جلد قبول ہو جائے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے ذریعہ اپنے بندوں کو دعا مانگنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے۔ اور سورۃ فاتحہ کو سبع مثانی (سات دہرائی ہوئی آیات) بھی کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا فرمایا۔ (الحجر: ۸۷)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ
نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لَا غَيْرِ
الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ آمِينَ

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے۔ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ چلا ہم کو سیدھے راستہ پر۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا۔ ان لوگوں کے راستہ پر نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کے راستہ پر۔ (قبول ہو) (الفاتحہ: ۱-۷)

پھر کوئی سورت پڑھے۔

بعض محققین فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کا نام سبع مثانی اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ نازل ہوئی ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں، جس مرتبہ بھی وہ نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس میں دوسرا ہی فہم و مدعا تھا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس مرتبہ بھی اس کی تلاوت فرماتے ایک نیا مفہوم منکشف ہوتا تھا اور یہی حال آپ کی امت کے ان نمازیوں کا ہے کہ اس سورۃ سے ان پر عجیب اسرار منکشف ہوتے ہیں ہر بار ان کے معانی کے دریا سے نئے موتی ان کے ہاتھ آتے ہیں۔ بعد بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اس سورۃ کا نام مثانی اس واسطے رکھا گیا کہ دوسرے رسولوں کو عطا نہیں کی گئی اور یہ سات آیات ہیں:-

۵۔ سورۃ اخلاص

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ لَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اس کے برابر کا نہیں ہے۔ (اخلاص: ۴-۱)

۶۔ رکوع کی تسبیح

رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھے
پاک ہے میرا رب عظمت والا۔

۷۔ سجدہ کی تسبیح

سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھے
پاک ہے میرا رب اونچی شان والا۔

۸۔ قعدہ میں تشہد پڑھنا

نماز میں دوسری رکعت کے آخر میں بیٹھنے کا نام قعدہ ہے۔ بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد اپنا دایہا پاؤں کھڑا کر کے اس کی انگلیاں بقدر استطاعت قبلہ رخ کرے اور بایاں پاؤں بچھا کے اس کے اوپر بیٹھے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ تو کشادہ رکھے اور نہ بالکل ملائے، بلکہ تھوڑی سی کھلی رکھے اور عورت اس طرح بیٹھے کہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور زمین یعنی مصلیٰ پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لے اور ہاتھوں کی انگلیاں خوب ملا کر رکھے۔ قعدہ میں بیٹھ کر تشہد پڑھنا ضروری ہے جس کی وجہ دلیل یہ حدیث پاک ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادَةِ السَّلَامِ عَلَى جِبْرِئِيلَ السَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّجْهِهِ قَالَ لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَ كُلَّ

عَبْدٌ صَالِحٌ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ ثُمَّ الْيَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوهُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت ہم نماز پڑھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہتے ہم سلام ہے اللہ پر اسکے بندوں پر سلام بھیجنے سے پہلے اور جبریل پر سلام ہے اور میکائیل پر فلانے پر سلام ہے پس جبکہ پھر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوئے فرمایا اللہ پر سلام نہ کہو اس لیے اللہ خود سلام ہے پس جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے پس چاہیے کہ کہے بندگی منہ سے کہنے کی واسطے اللہ کے لئے ہے اور بندگی بدن کی اور مال کی بندگی بھی اللہ ہی کے لیے ہے تم پر سلامتی ہے اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہم پر اور اوپر بندوں تک اللہ کے۔ پس تحقیق جب نمازی یہ دعا کہتا ہے تو اس کی برکت ہر نیک بندے کو پہنچتی ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود قابل بندگی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر چاہیے کہ جو دعا اس کو اچھی لگے پڑھے۔ پس دعائے ننگے اللہ سے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تشہد کے الفاظ حسب ذیل ہیں جس طرح نماز میں تشہد پڑھی جاتی

الَّتِي حَيَاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ۝ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ۝

پہلا قعدہ واجب ہے اس لیے اس کے ترک ہو جانے سے سجدہ سہو لازم آئے گا اور آخری قعدہ چونکہ فرض ہے اس کے رہ جانے سے نماز ہی نہ ہوگی اگر پہلے قعدہ کے چھوٹ جانے پر سجدہ سہو نہ کیا جائے گا تو نماز کا اعادہ لازم ہوگا۔

۹۔ رفع سبابہ یعنی تشہد میں انگلی اٹھانا

تشہد میں انگلی اٹھانا سنت ہے جب تشہد میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پر پہنچیں تو داہنے ہاتھ کی بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کا سر ملا کر حلقہ بنا لیں اور اس کے پاس انگلیوں کو ہتھیلی سے ملا دیجئے اور لَا کے لفظ پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور اَلَّا کے لفظ پر گرا دیجئے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لیجئے۔ انگلی اٹھانے کا مطلب خدائے

واحد کا اقرار ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدُ عَوْ
وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى
وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى أَصْبَعِهِ الْوُسْطَى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى
رُكْبَتَهُ.

حضرت عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیٹھتے تھے
اپنا داہنا ہاتھ دہنی ران پر رکھتے اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر اور اشارہ کرتے شہادت کی انگلی کے
ساتھ اور اپنا انگوٹھا رکھتے بیچ کی انگلی پر اور پکڑتے اپنے بائیں ہاتھ سے اپنا گھٹنا۔ (صحیح مسلم)

۱۰۔ درود شریف

نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہ ہوگی۔ اس کے بارے میں
ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب: ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ یعنی درود بھیجتے ہیں۔ لہذا
اے ایمان والو تم بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجو۔

نماز میں پڑھا جانے والا درود

نماز میں جو درود پڑھا جاتا ہے اسے درود ابراہیمی کہا جاتا ہے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ
یہ درود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو پڑھنے کے لیے بتایا۔ کیونکہ یہ درود دراصل اللہ
تعالیٰ ہی کی طرف سے باطنی طور پر عنایت ہوا اور وہ درود یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ.

اے اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر جیسے کہ تو نے رحمت بھیجی، ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر تحقیق تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے کہ تو نے برکت بھیجی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔ تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ (صحیح مسلم)

ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجا کی کہ یا رسول اللہ ہم پر کس طرح درود بھیجیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل الفاظ میں اللہ کے نبی پر درود بھیجو۔

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ ساعدی سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح درود بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو یا الہی رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بیبیوں پر اور ان کی اولاد پر جیسے رحمت بھیجی تو نے ابراہیم پر اور برکت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی بیبیوں پر اور ان کی اولاد پر جیسے برکت بھیجی تو نے ابراہیم پر تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ (بخاری شریف)

درود کا جواب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شخص درود بھیجتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس درود کا جواب سلام کی صورت میں درود پڑھنے والے کو دیتے ہیں۔ اہل روحانیت ایسے سلام کی حقیقت کو جانتے ہیں اس کے متعلق آپ کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی کہ

سلام بھیجے مجھ پر مگر کہ بھیجتا ہے مجھ پر اللہ تعالیٰ میری روح یہاں تک کہ جواب دیتا ہوں اس پر سلام کا۔ (ابوداؤد شریف)

قبر مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درود سنتے ہیں

جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دور یا نزدیک سے درود پڑھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے سنتے ہیں اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أَبْلَغْتُهُ.
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میری قبر پر درود بھیجے میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے درود بھیجے اسے مجھ تک پہنچایا جاتا ہے، اس کو روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں۔

درود پڑھنے والے کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر باقاعدہ درود بھیجتا ہے روز قیامت کو اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

عَنْ رُوَيْفِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَجَبْتُ لَهُ شَفَاعَتِي.

حضرت روفیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور کہے یا اللہ اتار اس کو نیچ جگہ کے کہ مقرب ہے تیرے نزدیک قیامت کے دن واجب ہوئی ہے اس کے لیے شفاعت میری۔ (مسند امام احمد)

۱۱۔ فضائل درود شریف

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنا محبت کی دلیل ہے لہذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کا ذکر بہت پسند ہے اور اللہ ایسے لوگوں کو

بھی بہت پسند کرتا ہے جو اس کے محبوب کا ذکر کرتے ہیں۔ درود شریف دراصل ذکر محبوب ہے۔ اس لیے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اس سے پیار کرے تو اسے چاہیے کہ اس کے محبوب سے پیار کرے اور کثرت سے درود شریف پڑھے اس کے بے شمار فضائل ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

۱۔ دس بار رحمت کا نزول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَوةٍ وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل کرے گا۔ (مسلم شریف)

رحمت الہی وہ نورانی تجلی ہے کہ جس سے سکون قلب اور راحت حاصل ہوتی ہے اور اس رحمت کے باعث بندوں کے معمولات میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ درود شریف حصول رحمت کا ذریعہ ہے لہذا جو شخص ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔

۲۔ درود پڑھنے والوں پر فرشتوں کا رحمت بھیجنا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَوةً.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود بھیجا اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر دفعہ رحمتیں بھیجتے ہیں۔ (مسند امام احمد)

اس حدیث پاک میں بھی مندرجہ بالا حدیث والی بات بیان کی گئی ہے کہ جو شخص ایک بار بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ اس پر رحمتیں نازل کرتے ہیں۔

۳۔ حصول قربت کا ذریعہ

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَوةٍ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے قیامت کے دن میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ تعداد میں درود شریف پڑھے گا۔

(جامع ترمذی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی تعلق بڑی خوش بخشی کی بات ہے اور یہ قربت درود شریف کے کثرت سے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے لہذا ہمیں عام اوقات میں کثرت سے درود پاک پڑھنا چاہیے

۴۔ بخل کی ایک صورت

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَخِيلُ الَّذِي مِنْ ذُكْرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يَصِلْ عَلَى.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سخت بخل ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ (جامع ترمذی)
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر درود شریف نہ پڑھنا ایک قسم کا بخل ہے۔

۵۔ درود پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجْعَلُوا بَيْتَكُمْ قَبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے گھروں کو قبروں کی مانند نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو پس تحقیق تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے جہاں بھی ہو۔ (نسائی شریف)

درود پاک جہاں بھی پڑھا جاتا ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے اور اس حدیث پاک میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ یعنی گھروں میں عبادت کرو اور درود شریف پڑھو تا کہ اللہ راضی ہو۔

۱۲۔ نماز میں درود ابراہیمی کے بعد دعا

نماز کے آخری قعدہ میں درود کے بعد عربی زبان میں دعا پڑھنی چاہیے۔ یہ دعا وہ ہونی چاہیے جو مسنون ہیں۔ ان مسنون دعاؤں میں سے چند دعائیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دعائے مغفرت

نماز میں عام طور پر جو دعائے مغفرت پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔
رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ
وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ.

اے میرے پروردگار مجھ کو اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنادے۔ اے میرے رب! قیامت کے دن میری اور میرے والدین کی اور اہل ایمان کی مغفرت فرما۔“

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبُكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ
اَعُوْذُبُكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ
قَائِلٌ مَا اَكْثَرَمَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ.

یا الہی میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے عذاب قبر سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ کانے دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں زندگی کے فتنہ سے اور موت کے فتنہ سے۔ یا الہی میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ گناہ سے اور قرض سے پس کہا واسطے اس کے ایک کہنے والے نے بہت تعجب ہے پناہ مانگنا تمہارا قرض سے۔ (مشکوٰۃ شریف)

۳۔ وہ دعا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْلَمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا

يَعْلَمُهُمُ السُّورَةُ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ قُولُوا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ
فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سکھاتے تھے صحابہ
اور اہل بیت کو یہ دعا جیسے قرآن کی سورۃ سکھاتے فرماتے کہو یا الہی میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ
دوزخ کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ قبر کے عذاب سے اور تیرے ساتھ پناہ
مانگتا ہوں کانے دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ زندگی اور مرنے کے فتنہ
سے۔ (مسلم شریف)

۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے التماس کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے
کوئی دعا سکھا دیجئے۔ جو نماز میں پڑھا کروں۔ فرمایا کہو۔
اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً
مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ رواہ بخاری
اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادتی کی ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں تو اپنی
طرف سے میری بخشش کر مجھ پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

۵۔ دین و دنیا میں بھلائی حاصل کرنے کی دعا

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
اے رب ہمارے، ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

فضائلِ دُعا

اللہ چاہتا ہے کہ اس کے دوست صرف اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں جو مانگنا ہے اسی سے مانگیں۔
اللہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی انسانوں کا چارہ ساز نہیں اور مانگنا انسانی فطرت ہے اس لیے جب انسان پر مصیبت یا تکلیف آتی ہے تو اس کے دل سے اللہ کے حضور التجا نکلتی ہے یہی التجا حقیقت میں دعا ہے۔ دعا جتنی انسان کے دل کی گہرائیوں سے نکلے گی اثر رکھے گی۔ دعا بھی دراصل اللہ کے ذکر ہی کی ایک صورت ہے اور عبادت میں شمار کی جاتی ہے۔

اللہ کائنات کا مالک و خالق ہے۔ زمین و آسمان اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ سورج چاند ستارے اسی کے سجائے ہوئے ہیں۔ یہ زندگی اسی کی عطا کردہ ہے۔ یہ دنیا کی رونق اسی کے دم سے ہے۔ موت و حیات اسی کے اختیار میں ہے۔ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی چیز اس کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں۔ یہ سب کچھ اسی کی ملکیت میں ہے وہی ہمارا حاکم ہے۔ اس کے سوا ارض و سما میں کوئی حکومت کا مالک نہیں۔ تا ابد اسی کی حکومت ہے اور اسی کا حکم چلتا رہے گا۔ اللہ بڑی شان والا ہے اس کی مثل کوئی نہیں اللہ ہر لحاظ سے قوت والا ہے زمین و آسمان میں اسی کا غلبہ ہے۔ وہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ نفع و نقصان کا اصل مالک وہی ہے عظمت اور مرتبے والا وہی ہے۔ جلیل و کریم اسی کی ذات ہے۔ وہ عیب سے پاک و منزہ ہے۔ وہ بزرگی کی ہر صفت میں کامل ہے۔ وہ حسن و جمال میں یکتا ہے وہی حمد کے لائق ہے۔ وہ علیم ہے خبیر ہے۔ وہ ایک ہے وہ ہمیشہ سے قائم دائم ہے اور ہمیشہ رہے گا وہی اول و ہی آخر ہے وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔ وہی سمیع اور وہی بصیر ہے۔ جب ہر لحاظ سے اللہ ہی انسان کا کار ساز ہے۔ پھر اسی کو حق حاصل ہے کہ اسی کو معبود برحق مانتے ہوئے اسی کی عبادت کی جائے، اسی کا ذکر کیا جائے اسی کے حضور پر اپنی آرزوئیں پیش کی جائیں۔ مصیبتوں میں اسی کو پکارا جائے اسی کے حضور اپنے دکھ سنائے جائیں۔ وہ ہر ایک کی آواز سنتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ وہ ہر دل کی پکار سے آگاہ اور قبول کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس سے مانگتے رہیں اور وہ عطا کرتا رہے مگر اے بندے! مانگنے کا طریقہ کسی اللہ والے

سے سیکھ جس کے اٹھے ہوئے ہاتھ اللہ خالی نہیں لوٹاتا۔

یا الہی! تو میرا شاہ ہے میں تیرا گدا ہوں، تو میرا آقا ہے میں تیرا غلام ہوں تو میرا خالق ہے میں تیری مخلوق ہوں تو میرا معبود ہے میں تیرا عبد ہوں تو باری اور مصور ہے میں تیرا بنایا ہوا انسان ہوں تو قدوس ہے میں سراپا تقصیر ہوں۔ تو میرا حاکم ہے میں تیرا محکوم ہوں تو میرا کریم ہے میں گدائے کرم ہوں تو بے نیاز ہے میں تیرا نیاز مند ہوں۔ جب ہر طرح سے تو ہی میرا کارساز ہے تو پھر میں تیری بارگاہ ہی میں جھکوں گا۔ تجھ ہی سے مانگوں گا۔ زخم جگر تجھے ہی دکھاؤں گا کیونکہ تیرے سوا میرا کوئی نہیں تو پھر میرے دوست! جب ہر طرح خدا ہی سے مانگنا ٹھہرا تو پھر شرم کیسی، حجاب کیسا اور غرور کیوں، مایوسی اور ناامیدی کیوں؟ وہ تو تیرا اور میرا پروردگار ہے۔ اسی کے حضور حاضر ہو جا جبین نیاز کو جھکا دے سر بسجود ہو جا، دل سے غیروں کو نکال دے۔ اجنبیت کو توڑ دے لذت نفس کو ترک کر دے ہنگامہ آرائی کو خیر باد کہہ دے۔ ظلمت کدے کو چھوڑ دے، محفل رنداں سے منہ موڑ لے۔ کوچہ یار کی راہ پوچھ اپنے سوز جگر کو دیوانہ وار کر یا دیدہ دل کے راز کو آشکار۔ قلب و نظر یا الہی میں خاکستر کر دے۔ موج نفس کو خواب غفلت سے بیدار کر۔ رہرو محبت بن، خدا کے حضور دیدہ تر سے حاضر ہو جا پھر دیکھ تیری دعا کیسے قبول ہوتی ہے۔ تیرے مقدر کا ستارہ کیسے جگمگاتا ہے تیری آرزوئیں کیسے شرمندہ تعبیر ہوتی ہیں۔ تیرے ارمانوں کی دنیا کیسے پوری ہوتی ہے مگر یاد رکھ تیری نوائے شوق اسی وقت پوری ہوگی جبکہ تو اس کا بندہ بنے گا اور جب تو اس کا بندہ بنے گا تو تیری ہر دعا قبول ہے بلکہ تیری زبان پر وہ خود بول اٹھے گا۔

حکم دعا

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بی شمار مقامات پر دعا کا حکم دیا ہے اور اَدْعُوا کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ دعا سے مراد ذکر، پکار اور رجوع ہے یعنی اپنی ہر حاجت کو اللہ کے حضور سے طلب کرو۔ قرآن مجید کی جن آیات میں دعا کا حکم دیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝

ترجمہ: اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں، تو میں قریب ہوں۔ جب کوئی مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو انہیں چاہیے کہ میرا

حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ راہ ہدایت پر قائم رہیں۔ (بقرہ: ۱۸۶)
 اللہ کے بندے اللہ کے حضور دعائیں کرتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ سے دعا مانگا کرو اور کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ دعاؤں ہی سے راہ ہدایت ملتی ہے۔
 قُلْ مَنْ يَنْجِيكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝

ترجمہ: اے محبوب! فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریاں مصیبتوں سے نجات دیتا ہے جبکہ تم اس کے حضور گڑگڑا کر پوشیدہ طور پر دعا کرتے ہو کہ اگر وہ ہمیں اس سے نجات دے تو ہم ضرور اللہ کے شکر گزار بنیں گے۔ (انعام: ۶۳)

مصائب کی صورت میں اللہ کے حضور دعا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ جب کوئی اسے پوشیدہ طور پر دل میں یا علیحدگی میں پکارتا اور اس کے حضور دعا گو ہوتا ہے تو اللہ اس کی فریاد سن کر اس کی تکالیف ختم کر دیتا ہے تو اسے دعا کی قبولیت پر شکر گزار ہونا چاہیے۔

دعا کے بارے میں ایک اور مقام پر مزید فرمایا:

قُلْ أَمْرٌ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۚ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ۝

ترجمہ: آپ فرمائیے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے کہ انصاف کرو اور ہر نماز کے وقت اپنے چہرے کو قبلہ کی طرف کرو اور اسی کے بندے ہو کر اس سے مانگو جس طرح اس نے تمہیں پیدا کیا ویسے ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔ (اعراف: ۲۹)

اس آیت میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور اس کے بعد دعا مانگو کیونکہ اسی میں عظمت

ہے۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَلَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۚ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝

ترجمہ: اپنے رب سے عاجزی اور پوشیدگی میں دعا کرو بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اس کی اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ پھیلاؤ دعا مانگو اس سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے۔ بیشک اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے بہت قریب ہے۔ (اعراف: ۵۵ تا ۵۶)

اصول دعا یہ ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں دعا عاجزی سے مانگی جائے اور خاموشی سے کی جائے تو بہت بہتر ہے انشاء اللہ جلد قبول ہوگی۔ دعا کے وقت خوفِ الہی اپنے دل میں طاری کرنا چاہیے کیونکہ جن کے دل میں خوفِ الہی ہوتا ہے اللہ ان کی بہت جلد سنتا ہے۔

تکبر کے ساتھ دعا کرنا منع ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝

ترجمہ: پریشان حال کی دعا کون قبول کرتا ہے جبکہ وہ دعا کرے اور اس کی تکلیف کو کون دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (بالکل نہیں) تم بہت کم عبرت حاصل کرتے ہو۔ (نمل: ۶۲)

پریشانی اور سختی میں اللہ تعالیٰ ہی دعاؤں کو قبول کرتا ہے کیونکہ اسی کی بارگاہ میں ہر ایک بے قرار کو پناہ ملتی ہے لہذا اسی کو پکارو۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کروں گا بیشک وہ لوگ جو عبادت کی وجہ سے تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ (مومن: ۶۰)

قبولیت دعا کی مزید تصدیق کی گئی ہے کہ جو مجھ سے خلوص دل سے دعا مانگتا ہے میں قبول کر لیتا ہوں اس لیے کوئی مانگے تو سہی اور فقراء کا انداز طلب سیکھے کیونکہ اللہ سے صحیح انداز سے دعا کرنا صرف اللہ کے فقیروں کو آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر دعا کی مزید تاکید فرمائی ہے:

هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

ترجمہ: وہی زندہ ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اس لیے اسی کے بندے بن کر خلوص دل سے دعا کرو ہر تعریف اسی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ (مومن: ۶۵)

اللہ کی شان ہے کہ وہ زندہ ہے وہ ہمارا معبود ہے اسی کی عبادت کی جائے جس میں اخلاص ہو اور پھر

اسی کے حضور اپنی فریاد کی جائے کیونکہ ہر تعریف کے لائق صرف وہی ہے۔
 دعا دراصل عبادت کا ایک حصہ ہے کیوں کہ انسانی زندگی کا اصل مقصد عبادت اور اطاعت ہے اور
 یہی عبادت انسان کو مقام عبدیت تک پہنچاتی ہے اور جتنا کوئی مقام عبدیت میں اللہ کے قریب ہو جاتا
 ہے اس کی دعا بارگاہ رب العزت میں فوراً قبول ہوتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منتہائے عبدیت
 ہیں اور جنہیں ان کا قرب اور مقام محبوبیت حاصل ہو جاتا ہے وہ بھی اللہ کے منظور نظر بن جاتے ہیں اور
 ایسے لوگوں کی دعا بھی اللہ کے حضور مقبول ہوتی ہے اس لیے اولیائے کاملین کی دعائیں درجہ قبولیت رکھتی
 ہیں کیونکہ انہوں نے باطنی طور پر اپنے آپ کو اس حد تک پاکیزہ کیا اور حق بندگی ادا کیا کہ اللہ کو ان سے
 پوچھنا پڑا کہ بتاؤ کیا مانگتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا: یا الہی! تیری رضا ہی کے طالب ہیں کیونکہ اولیائے
 کاملین صرف رضائے الہی کے طالب ہوتے ہیں اور یہی رضائے الہی انہیں اطاعت اور شکرگزاری کے
 اس مقام تک لے جاتی ہے کہ اگر وہ کسی کی تقدیر بدلنے کے لیے اللہ کے حضور دعا کر دیں تو ان کی التجا پر
 اللہ تعالیٰ دوسروں کی تقدیر تک بدل دیتا ہے اور یہ مقام تب پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان دل سے دنیا کو ہر
 طرح چھوڑ کر یاد الہی میں مرنے سے پہلے مر جاتا ہے اور پھر نگاہ مومن سے تبدیلی تقدیر کا مقام حاصل ہوتا
 ہے۔

دعا قبول ہو یا نہ ہو بہر حال اللہ کے حضور دعا کرتے رہنا چاہیے۔ بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ
 انسان کی ایک دعا قبول تو ہو جاتی ہے لیکن پوری ہونے میں کچھ مدت لگ جاتی ہے اور انسان بے صبرا
 ہونے کی وجہ سے فوراً اللہ سے گلہ شکوہ شروع کر دیتا ہے مثلاً ایک آدمی غریب ہے وہ اپنے لیے اللہ کے
 حضور فراوانی رزق یعنی مالدار ہونے کے لیے دعا کرتا ہے اور اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے تو اس کے
 مالدار ہونے میں کچھ وقت لگے گا اللہ پہلے اس کے اسباب پیدا کرے گا پھر جب چاہے گا اس کے مال و
 دولت میں اتنا اضافہ ہو جائے کہ ہو سکتا ہے وہ سنبھال نہ سکے لیکن بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ اللہ کے
 حضور کسی چیز کے لیے دعا کی لیکن اگر وہ پوری ہوتی ہوئی نظر نہ آئی تو فوراً اللہ سے مایوسی کا اظہار شروع کر
 دیا اپنی قسمت کو برا بھلا کہنے لگے تو ایسا کرنے سے سوائے اللہ کی ناراضگی مول لینے کے اور کچھ حاصل نہ
 ہوگا بلکہ ہر صورت میں صابر اور شاکر ہو کر اللہ کے حضور دعا مانگتے رہنا چاہیے۔ انشاء اللہ ایک نہ ایک دن
 دعا ضرور قبول ہوگی کیونکہ بعض اوقات دعا قبول نہ ہونے میں انسان ہی کی بہتری ہوتی ہے اس لیے اللہ
 سے مایوسی کا اظہار نہ کیا جائے۔

فضیلت دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ معزز اور کوئی چیز نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت ہے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو سنتا ہوں۔ (سنن نسائی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جس کے لیے قبولیت دعا کے دروازے کھولے گئے اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین دعا یہ ہے کہ اس سے عافیت کے لیے دعا کی جائے۔ (جامع ترمذی)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک تمہارا رب حی و کریم ہے جب بندہ دعا کے لیے اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ وہ بندے کے ہاتھوں کو خالی واپس کر دے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا کے علاوہ اور کوئی چیز قضا کو تبدیل نہیں کرتی اور عمر کی زیادتی کا سبب سوائے نیکی کے اور کوئی نہیں۔

(جامع ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا ہر اس مصیبت کو رفع کرتی ہے جو آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! خود پر دعا کو لازم کر لو۔

(جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا کوئی فرد نہیں جو اللہ سے مانگتا ہے مگر رب تعالیٰ اس کو وہ عطا فرما دیتا ہے جو وہ مانگتا ہے یا اس سے بلاؤں کو دفع فرما دیتا ہے جب تک کہ وہ شخص گناہ کی دعا نہ کرے یا قطع رحمی کی دعا۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ سے دعا کرو تو تمہیں اس کی قبولیت کا یقین ہونا چاہیے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ غافل دلوں کی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین اشخاص کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ روزہ دار کی دعا جو وہ افطار کے وقت کرتا ہے۔ امام عادل کی دعا اور مظلوم کی دعا۔ ان دعاؤں کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر بلند فرما دیتا ہے ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ رب کریم فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ان کی ضرورت مدد کروں گا چاہے کچھ عرصہ کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ (جامع ترمذی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دے کر فرمایا: بھائی! ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک کرنا نہ بھولنا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مجھے اس جملہ سے زیادہ اور کوئی جملہ مسرت نہیں دیتا تھا۔ (جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر موجود کے حق میں غیر موجود کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے رب سے حاجتوں کو طلب کرے یہاں تک کہ اگر جونی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس کے بارے میں بھی۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ والد کی دعا اولاد کے حق میں، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ سے دعا کرو تو ہتھیلیوں کا رخ چہرہ کی طرف رکھو اور ہاتھوں کی پشت تمہارے چہرہ کی جانب نہ ہو اور جب دعا سے فارغ ہو تو ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لو۔

ایک اور روایت جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس طرح ہے کہ اللہ سے دعا ہاتھوں کے اندرونی حصہ کی طرف سے مانگو اور ہاتھوں کے بیرونی رخ سے طلب نہ کرو اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لو۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو ان کو منہ پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ رکھتے۔ (جامع ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ان کے علاوہ دوسری دعاؤں کو ترک فرمادیتے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی طلب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے دست طلب بڑھایا جائے اور بہترین عبادت وسعت اور فراخی کا انتظار کرنا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ خداوند اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما دے۔ بلکہ یقین اور رغبت کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کچھ دینے سے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جانوں اور اموال اور اولاد کے لیے بددعا نہ کرو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ قبولیت کی ساعت ہو اور تمہاری دعا قبول ہو جائے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی عدم موجودگی میں اگر اس کا کوئی بھائی دعا کرتا ہے تو وہ مقبول ہوتی ہے اور دعا کرنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور اس کے لیے بھی ویسی ہی دعا کی مقبولیت کی دعا کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب تک گناہ قطع رحم اور جلدی نہیں کرتا تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اس وقت نبی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جلدی سے کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: دعا کرنے والا یہ کہے کہ میں نے دعا کی لیکن اس کی قبولیت کی کوئی علامت میں نے نہیں دیکھی اور دعا کو قبول ہوتا دیکھ کر تھک کر

بیٹھ جائے۔ (صحیح مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کس چیز کی طرف بلا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی طرف جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں جو اس وقت تیرے کام آتا ہے جب تو کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہو۔ وہی ہے کہ جب تو جنگلوں میں راہ بھول کر اسے پکارے تو وہ تیری رہنمائی کر دے۔ تیرا کچھ کھو گیا ہو اور تو اس سے التجا کرے تو وہ اسے تجھ کو ملا دے۔ قحط سالی ہو گئی ہو اور تو اس سے دعائیں کرے تو وہ موسلا دھار مینہ تجھ پر برسا دے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کو برا بھلا نہ کہہ نیکی کے کسی کام کو ہلکا اور بے وقعت نہ سمجھ۔ گواپنے مسلمان بھائی سے بہ کشادہ پیشانی ملنا ہی ہو گواپنے ڈول سے کسی پیاسے کو ایک گھونٹ پانی کا دینا ہی ہو اور اپنے تہبند کو آدھی پنڈلی تک رکھ نہ مانے تو زیادہ سے زیادہ ٹخنے تک اسے نیچے لٹکانے سے بچتا رہ اس لیے کہ فخر و غرور ہے جسے خدا ناپسند کرتا ہے۔ (مسند امام احمد)

حکایت

بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے ایک لشکر نے ایک جنگ میں کافروں سے شکست اٹھائی اور واپس لوٹے۔ ان میں ایک مسلمان جو بڑے سخی اور نیک تھے ان کا گھوڑا جو بہت تیز رفتار تھا راستہ میں اڑ گیا۔ اس ولی اللہ نے بہت کوشش کی لیکن جانور نے قدم ہی نہ اٹھایا۔ آخر عاجز آ کر اس نے کہا کیا بات ہے کہ تو اڑ گیا۔ ایسے ہی موقع کے لیے تو میں نے تیری خدمت کی تھی اور تجھے پیار سے پالا تھا؟ گھوڑے کو خدا نے زبان دی۔ اس نے جواب دیا کہ وجہ یہ ہے کہ آپ میرا گھاس دانہ سائیس کو سونپ دیتے تھے وہ اس میں سے چرا لیتا تھا مجھے بہت کم کھانے کو دیتا تھا اور مجھ پر ظلم کرتا تھا خدا کے اس نیک بندے نے کہا اب تو چل! میں خدا کو بیچ میں رکھ کر وعدہ کرتا ہوں کہ اب سے تجھے میں ہمیشہ اپنی گود میں ہی کھلایا کروں گا۔ جانور یہ سنتے ہی تیزی سے لپکا اور انہیں جائے امن تک پہنچا دیا۔ حسب وعدہ اب سے یہ بزرگ اپنے اس جانور کو اپنی ہی گود میں کھلایا کرتے تھے۔ لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کسی سے یہ واقعہ کہہ دیا جس کی عام شہرت ہو گئی۔ لوگ اس واقعہ کو سننے کے لیے ان کے پاس دور سے آنے لگے۔ شاہ

روم کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے چاہا کہ کسی طرح انہیں اپنے شہر بلا لے بہت کوششیں کیں لیکن بے سود رہیں۔ آخر میں اس نے ایک شخص کو بھیجا کہ کسی طرح حیلے حوالے سے انہیں بادشاہ تک پہنچائے۔ یہ شخص پہلے مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا تھا۔ یہ بادشاہ کے پاس سے چلا یہاں آ کر وہ ان سے ملا۔ اپنا اسلام ظاہر کیا تو بہ کی اور نہایت نیک بن کر رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس ولی اللہ کو اس پر پورا اعتماد ہو گیا اور اسے صالح اور دیندار سمجھ کر انہوں نے دوستی کر لی اور ساتھ ساتھ پھرنے لگے اس نے اپنا پورا اثر رسوخ جما کر اپنی طاہری دینداری کے فریب میں انہیں پھنسا کر ادھر بادشاہ کو اطلاع دی کہ فلاں وقت دریا کے کنارے ایک مضبوط جڑی شخص کو بھیجو میں انہیں لے کر وہاں آ جاؤں گا اور اس شخص کی مدد سے انہیں گرفتار کر لوں گا۔

یہاں سے انہیں جل دے کر لے چلا اور اسی جگہ پہنچایا۔ دفعتاً یہ شخص نمودار ہوا اور اس بزرگ پر حملہ کیا۔ ادھر سے اس مرتد نے حملہ کیا۔ اس نیک دل شخص نے اس وقت آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائیں اور دعا کی کہ خدایا اس شخص نے تیرے نام سے مجھے دھوکہ دیا۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو جس طرح چاہے مجھے ان دونوں سے بچالے۔ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ جنگل سے دو درندے دوڑتے ہوئے دکھائی دیے اور وہ آ کر ان دونوں شخصوں کو دبوچ لیتے ہیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے واپس چلے جاتے ہیں اور یہ بندہ خدا بہ امن و امان وہاں سے صحیح و سالم واپس تشریف لے آئے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ نحل)

حکایت

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کسی بیمار کی بیمار پرسی کو گئے۔ بیمار نے کہا میرے لیے خدا سے دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا: تم خود اپنے لیے دعا کرو، بیقرار کی بیقراری کے وقت کی دعا کو خدا قبول فرماتا ہے۔ حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اگلی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم! جو مجھ پر اعتماد کرے اور مجھے تھام لے تو میں اسے اس کے مخالفین سے بچالوں گا اور ضرور بچالوں گا۔ گو آسمان وزمین اور کل مخلوق اس کی مخالفت اور ایذا دہی پر تل جائیں اور جو جمہ پر اعتماد نہ کرے میری پناہ میں نہ آئے تو میں اسے امن و امان سے چلتا پھرتا ہی اگر چاہوں گا تو زمین میں دھنسا دوں گا۔ اور اس کی کوئی مدد نہ کروں گا۔

ایک بہت ہی عجیب واقعہ حافظ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک خچر پر لوگوں کو دمشق سے زیدانی لے جایا کرتا تھا اور اسی کرایہ پر میری گزر

سر ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے خچر کرایہ پر لیا میں نے اسے سوار کرایا اور لے چلا ایک جگہ جہاں دو راستے تھے پہنچے تو اس نے کہا اس راہ پر چلو۔ میں نے کہا کہ میں اس راستے سے واقف نہیں ہوں۔ سیدھی راہ یہی ہے۔ اس نے کہا نہیں میں پوری طرح واقف ہوں۔ یہ بہت نزدیک کا راستہ ہے۔ میں اس کے کہنے سے اسی راستے پر چلنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ہم ایک لق ودق بیابان میں آ گئے ہیں جہاں کوئی راستہ نظر نہیں آتا نہایت خطرناک جنگل اور بن ہے۔ ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ میں سہم گیا وہ مجھ سے کہنے لگا ذرا لگام تھامو مجھے اترنا ہے۔ میں نے لگام تھام لی وہ اتر اور اپنا تہبند اونچا کر کے کپڑے ٹھیک کر کے چھری نکال کر مجھ پر حملہ آور ہو گیا۔ میں وہاں سے بھاگا لیکن اس نے میرا پیچھا کیا اور مجھے پکڑ لیا۔ میں اسے قسمیں دینے لگا لیکن اس نے خیال بھی نہ کیا۔ میں نے کہا اچھا یہ خچر اور کل سامان جو میرے پاس ہے تو لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا یہ تو میرا ہو ہی چکا ہے لیکن میں تجھے زندہ چھوڑنا چاہتا ہی نہیں۔ میں نے اسے خدا کا خوف دلایا آخرت کے عذابوں کا ذکر کیا لیکن ان چیزوں نے بھی اس پر کوئی اثر نہ کیا اور وہ میرے قتل پر تیار رہا۔ اب میں مایوس ہو گیا اور مرنے کے لیے تیار ہو گیا اور اس سے بہ منت التجا کی کہ آپ مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دیجیے اس نے کہا اچھا جلدی پڑھ لے۔ میں نے نماز شروع کی۔ لیکن خدا کی قسم! میری زبان سے قرآن کا ایک حرف نہیں نکلا تھا۔ یونہی ہاتھ باندھے دہشت زدہ کھڑا ہوا تھا اور وہ جلدی مچا رہا تھا اور اسی وقت اتفاق سے یہ آیت میری زبان پر آ گئی:

اَمِنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ (نمل: ۶۲)

ترجمہ: کون ہے جو بیقرار کی فریاد کو قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف کو دفع کرتا ہے۔

پس اس آیت کا زبان سے جاری ہونا تھا کہ میں نے دیکھا کہ جنگل میں سے ایک گھوڑا سوار تیزی سے اپنا گھوڑا بھگائے نیزہ تانے ہماری طرف چلا آ رہا ہے اور بغیر کچھ کہے اس ڈاکو کے پیٹ میں اس نے اپنا نیزہ گھسیڑ دیا جو اس کے جگر کے آر پار ہو گیا۔ وہ اسی وقت بے جان ہو کر گر پڑا۔ سوار نے باگ موڑی اور جانا چاہا لیکن میں اس کے قدموں سے لپٹ گیا اور بہ الحاح و زاری کرنے لگا اور کہنے لگا کہ خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں جو مجبوروں، بیکسوں اور بے بسوں کی دعا قبول فرماتا ہے اور مصیبت و آفت کو ٹال دیتا ہے۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور وہاں سے اپنا خچر اور مال لے کر صحیح و سالم واپس لوٹا۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ ”یا اللہ! میری آخری عمر اچھی کرنیک عمل پر میرا خاتمہ فرما اور اپنی ملاقات کا دن سب دنوں سے بہتر کر۔“

”ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں بشرطیکہ وہ صرف خدا کی راہ پر دعا کرے ضرور قبول ہوگی۔“

آپ عموماً یہ دعا مانگا کرتے تھے ”اے خدا! میں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں جو مجھے آخرت میں کام آئے۔ الہی! مجھے اپنی خوشنودی اور اعلیٰ مرتبہ جنت نعیم سے عطا کر۔“

دُعا یا رضا

اہل شریعت کے لیے دعا کرنا درست ہے مگر جو نبی اللہ کے دوست منازلِ ولایت طے کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ جس مقام پر ان کی ہر دعا قبول ہونے لگتی ہے تو اس وقت ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اللہ کی رضا کو مد نظر رکھیں۔ اگر وہ ہر ایک کے لیے دعا کرتے جائیں گے تو اس طرح انسانی تقدیر جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اس میں بار بار دخل آئے گا جس سے رضائے الہی متاثر ہوگی اور اللہ کے ولی کا مقام وہیں رک جائے گا لہذا اچھا دوست تو وہی ہوتا ہے جو اللہ کی رضا کے مطابق چلے۔

پھر ولایت میں اللہ کے بندوں پر ایک مقام ایسا بھی آ جاتا ہے جس وقت ان کی زبان پر اللہ خود بولتا ہے اور ان کی ہر بات پوری ہوتی ہے۔ ایسے صدیقین اللہ کی رضا کے بغیر اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالتے بلکہ وہ پہلے لوح محفوظ پر دیکھ کر دعا کرتے ہیں اور یہی ان کے لیے بہتر ہے۔

حضرت امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری نے لکھا ہے کہ صوفیاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا دعا افضل ہے یا سکوت و رضا۔ بعض کہتے ہیں کہ دعا تو دراصل عبادت ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ لہذا جو بات عبادت ہو اس کا ذکر کرنا اس کے ترک کر دینے سے افضل ہے۔ مزید برآں یہ حق سبحانہ کا حق ہے لہذا اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعا کو قبول نہ کرے اور بندے کی آرزو پوری نہ ہو تو بھی بندے نے اپنے رب کا حق ادا کر دیا کیونکہ دعا عبودیت کے احتیاج کا اظہار ہے۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ خاموش رہنا اور اللہ کے حکم کے تحت عاجزی کرنا اصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے بندے کے لیے جو کچھ پہلے سے اختیار کر رکھا ہے اس پر راضی رہنا بہتر ہے۔ اسی لیے واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احکام ازل سے تجھ پر جاری ہو چکے ہیں ان پر راضی رہنا وقت کا مقابلہ کرنے سے بہتر ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”جو شخص میرے ذکر میں مشغولیت کے سبب مجھ سے کچھ نہیں مانگتا میں اسے سوال کرنے والے سے بہتر چیز دوں گا۔“

چنانچہ بعض حالات میں دعا سکوت سے افضل ہے اور یہی صحیح ادب ہے اور مگر یہ بات تو اسی خاص حالت میں معلوم کی جاسکتی ہے کیونکہ کسی خاص وقت کا علم اسی وقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے لہذا جب دل میں دعا کی طرف اشارہ پایا جائے تو دعا بہتر ہے اور جب سکوت کی طرف اشارہ ہو تو سکوت افضل ہے۔ یوں بھی کہنا درست ہے کہ دعا کے وقت بندہ کو اپنے رب کے مشاہدہ سے غافل نہیں ہونا چاہیے پھر اسے اپنی حالت کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ اگر دعا سے اس حالت میں بسط پیدا ہو تو دعا بہتر ہوگی اور اگر دعا کے وقت اس کا دل اسے زجر کرے اور اس میں قبض پیدا ہو تو اس وقت اس کے لیے دعا نہ کرنا بہتر ہے اور اگر اپنے دل میں نہ زیادہ بسط اور نہ ہی زجر محسوس ہو تو پھر دعا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہوگا مگر ایسی حالت میں علم غالب ہو تو دعا بہتر ہے کیونکہ یہ عبادت ہے اور اگر اس حالت میں معرفت، حال اور سکوت غالب ہو تو سکوت بہتر ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

ارشادات صوفیاء

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں دعا بادشاہ کے حق میں کروں گا کیونکہ بادشاہ کی اصلاح تمام مخلوق کی اصلاح ہوگی۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حلاوت دعا اجابت دعا کی علامت ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دعا درحقیقت ترک گناہ کا نام ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ دعا کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ کے سامنے اپنی حاجت کا اظہار کیا جائے ورنہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر میں دعا سے محروم کر دیا جاؤں تو یہ میرے لیے زیادہ

ناگوار ہوگا بہ نسبت اس کے کہ میں مقبولیت سے محروم کر دیا جاؤں۔

حضرت سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے کہا مجھ سے باتیں کرو! اگر یہ نہ کر سکو تو میری طرف دیکھو۔ اگر یہ بھی نہ کر سکو تو میری بات کو سنو۔ اگر یہ بھی نہ کر سکو تو میرے دروازے پر رہو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو میرے پاس اپنی ضرورتوں کو لاؤ۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے اللہ! میں تجھے کیسے پکاروں جبکہ میں نافرمان ہوں اور تمہیں کیوں نہ پکاروں جبکہ تو کریم ہے۔

ایک دفعہ حضرت سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مقبولیت کے قریب وہ دعا ہے جو صاحب حال بندے کی ہو اور دعاء حال وہ دعا ہے کہ بندہ اس قدر مجبور ہو کر جو کچھ مانگ رہا ہے اس کے سوا اسے چارہ نہ ہو۔

ایک صوفی کا ارشاد ہے کہ عوام کی دعا اقوال والفاظ میں ہوتی ہے اور زاہدوں کی دعا افعال سے اور عارفین کی دعا احوال سے۔

حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دعا قضاء حاجات کی چابی ہے اور فاقہ مستوں کے لیے راحت کا سبب ہے۔ مجبوروں کے لیے جائے پناہ ہے اور حاجت مندوں کے لیے آرام کرنے کا سبب ہے۔

کسی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا بات ہے کہ ہم دعا مانگتے ہیں مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا: اس لیے کہ تم ایسے خدا کو پکارتے ہو جسے تم پہچانتے ہی نہیں ہو۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعا میں کمال ادب رکھو اس لیے کہ دعا دراصل رفیع الدرجات کے سامنے حاجات پیش کرنے کا نام ہے۔ (البرہان الموید)

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعائیں خیر و برکت کا ذریعہ ہیں اس لیے آپ اپنے مریدوں کو پابندی سے دعا مانگنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس ذات حقیقی کے روبرو ہمیشہ عاجزی سے دعا مانگنا چاہیے۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجہ

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مومن کی ہر دعا لازمی طور پر قبول نہیں کی جاتی اور جو دعا قبول نہیں کی جاتی اس کے قبول نہ ہونے میں بھی حکمت الہی کے تحت اس کے لیے بہت سے فوائد مضمر ہوتے ہیں۔ انسان عالم الغیب نہیں بلکہ عالم الغیب صرف اللہ ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ اس بندہ کی فلاح و بہبود کس چیز میں ہے۔ عین ممکن ہے کہ ایک چیز ہم اپنے لیے مفید سمجھ کر اللہ سے طلب کریں لیکن حقیقتاً وہ ہمارے لیے مضر ہو اور اسی طرح عین ممکن ہے کہ ایک چیز کو ہم اپنے لیے مضر سمجھتے ہوئے اس سے نہ مانگیں لیکن حقیقتاً وہ ہمارے لیے بہت مفید ہو اور اللہ تعالیٰ از خود ہمیں عطا فرما دے۔ بعض اوقات دعا کے قبول نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ بندہ غافل نہ ہو جائے۔

ہر دعا کی قبولیت پر اصرار کرنا بھی غیر اللہ کی حیثیت رکھتا ہے اور مومن کے عقیدہ توحید کے منافی ہے۔ پس ہر دعا کے قبول نہ ہونے کے دو واضح اسباب ہیں۔ ایک یہ کہ مومن میں غرور و تکبر نہ سما جائے اور وہ اللہ سے آئین ادب و احترام چھوڑ کر غافل و گستاخ نہ ہو جائے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ طاعت و تعمیل احکام کے طور پر نہیں بلکہ محض خواہش و عادت کے طور پر سوال نہ کرنے لگے اور اس طرح ایک معاملہ عشق و ذوق کو رسم نہ بنا لے کیونکہ یہ بھی ایک شرک خفی کی صورت ہے اور شرک جلی سے دوسرے درجہ کی مذموم چیز ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعا تسکین قلب کے لیے ہے ورنہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ اس نے دعا مانگنے والے کے لیے کیا کرنا ہے۔ دعا کے وقت صرف اللہ کی طرف توجہ رکھنی چاہیے۔

ایک مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہی نے عربی زبان میں بیان کیا کہ مصیبت جب اوپر سے نازل ہوتی ہے اور دعا نیچے سے اوپر کو جاتی ہے تو ہر دو کا فضا میں آنا سامنا ہو جاتا ہے۔ اگر دعا میں قوت ہو تو وہ مصیبت کو واپس لوٹا دیتی ہے اور اگر قوت نہ ہو تو مصیبت نیچے کو اتر آتی ہے۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعا دوزانو ہو کر گریہ زاری کے ساتھ مانگا کرو۔ مزید فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد ایک گھڑی ایسی ہے جس میں ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت حافظ عبدالکریم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دعا مانگنے میں تین فائدے ہیں۔ اول جب انسان کہتا ہے کہ اے اللہ! تو میرا خالق اور میں تیرا ضعیف بندہ ہوں تو اللہ تعالیٰ سے رابطہ اور تعلق پیدا ہوتا ہے اگر دعا قبول ہوگئی تو بہت اچھا اگر قبول نہ ہوئی تو زور اور راہ میں اضافہ ہوا اور رضا حاصل ہوئی۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعا کے اثرات کا ظہور اسی وقت ہوتا ہے جبکہ حسن اعتقاد اور شرعی آداب کے مطابق مانگی جائے۔

حکایاتِ دعا

دعا کی برکت کا واقعہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شام سے مدینہ تجارت کے لیے آیا کرتا تھا اور پھر مدینہ سے شام جاتا مگر اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے وہ قافلہ والوں کے ساتھ نہ جاتا۔ ایک بار جب وہ شام سے مدینہ آ رہا تھا تو ایک ڈاکو ملا جو گھوڑے پر سوار تھا اس نے سوداگر کو پکار کر کہا ٹھہر جاؤ سوداگر ٹھہر گیا اور کہا یہ مال لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔ ڈاکو نے کہا مال تو اب میرا ہے ہی۔ میں تو تیری جان لینا چاہتا ہوں۔ سوداگر نے کہا کہ میری جان سے تجھے کیا غرض؟ مال لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔ ڈاکو نے پھر وہی جواب دیا۔

اس پر سوداگر نے کہا مجھے اتنی مہلت دو کہ میں وضو کر کے نماز پڑھ لوں اور اپنے رب کو پکار لوں۔ ڈاکو نے کہا جو تیرا جی چاہے کر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سوداگر نے اٹھ کر وضو کیا اور چار رکعت نماز ادا کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی

یا ودود یا ودود یا ذا العرش المجید یا مبدیٰ یا معید یا فعال لما یرید اسئلك
بنور وجهك الذی ملا ارکان عرشك واسئلك بقدرتك الی قدرت بها علی
خلقك و برحمتك الی وسعت کل شیء لا اله الا انت یا مغیث اغثنی
یہ دعا اس نے تین بار پڑھی۔

جب دعا سے فارغ ہوا تو یکا یک ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار سبز رنگ کے کپڑے پہنے نور کا حربہ ہاتھ میں لیے ہوئے آ موجود ہوا۔ جب ڈاکو نے سوار کو دیکھا تو سوداگر کو چھوڑ کر سوار کی طرف لپکا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو سوار نے ڈاکو پر حملہ کر دیا اور نیزہ مار کر اسے گھوڑے سے نیچے گرا دیا پھر سوداگر کے پاس آ کر کہا اٹھو اور اسے قتل کر دو لیکن سوداگر نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے میں نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا اور میرا دل تو نہیں چاہتا کہ اسے قتل کروں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سوار ڈاکو کی طرف لوٹ گیا اور اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ پھر سوداگر کے پاس آ کر کہا کہ میں آسمان کا فرشتہ ہوں۔ جب تو نے پہلی بار دعا کی تو ہم نے تیسرے آسمان کے کڑکڑانے کی آواز سنی تو کہا کہ کوئی حادثہ واقع ہوا ہے پھر تو نے دوسری بار دعا کی تو آسمان کے دروازے کھل گئے اور وہ آگ کے شعلوں کی طرح تھا۔ پھر تو نے تیسری بار دعا کی تو آسمان سے جبریل علیہ السلام اتر کر ہمارے پاس آئے اور وہ اس مصیبت زدہ کے لیے پکار رہے تھے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یہ کام میرے سپرد کر دے۔ اے اللہ کے بندے! یاد رکھو جو شخص کسی مصیبت یا سختی کے وقت یہ دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل کر دے گا اور اس کی مدد کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سوداگر صحیح سلامت چلا آیا یہاں تک کہ مدینہ پہنچا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا اور اپنی دعا کا بھی ذکر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے وہ اسماء حسنیٰ تلقین کیے ہیں کہ جب ان کے ذریعے سے دعا کی جائے تو اللہ قبول کرتا ہے اور ان کے ذریعے سے کوئی چیز مانگی جائے تو اللہ اسے دے دیتا ہے۔ (دواء الثانی)

حکایت

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی شریفہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ بھی پیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے دودھ کی چند بوندوں سے آپ کے اندر ہزاروں برکتیں پیدا کر دیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو گود میں لے کر بیٹھی ہوئی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے انہوں نے ننھے خواجہ حسن بصری کو آپ کی گود میں ڈال دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پیار کیا اور دعا دی اور اسی دعا نے خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو بلند درجات عطا کیے۔

حکایت

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گزرے جو دعا کرتا تھا اور گڑ گڑاتا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا الہی! اگر میرے پاس اس کی حاجت ہوتی تو میں پوری کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام! میں تم سے زیادہ اس پر رحم کرنے والا ہوں مگر وہ مجھے پکارتا ہے اور اس کا دل اپنی بکریوں کے پاس ہے اور میں کسی ایسے بندے کی دعا قبول نہیں کرتا۔ جس کا دل میرے سوا کسی اور کے پاس ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات اس شخص سے کہہ دی پھر اس نے خالص اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دل سے دعا کی اور اس کی دعا مقبول ہوئی۔

حکایت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ تاتاری کفار نے یلغار کی اور مغلوں کی یہ مصیبت نیشاپور کے پاس پہنچی تو وہاں کے بادشاہ نے ایک آدمی کو حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور ان سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے جواب دیا کہ دعا کا وقت گزر گیا۔ اب وقت رضا ہے یعنی خدا کی طرف سے مصیبت نازل ہو چکی ہے۔ اب اپنے آپ کو رضائے الہی کے سپرد کرنا چاہیے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ نزول مصیبت کے بعد بھی دعا کرنی چاہیے۔ اس سے خواہ مصیبت دور نہ ہو لیکن اس کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

آپ نے فرمایا کہ بندے کو چاہیے کہ جب دعا کرے تو کسی معصیت و نافرمانی جو اس سے سرزد ہوئی ہو اور اسی طرح کسی اطاعت و عبادت کا بھی دل میں خیال نہ لائے کیونکہ اگر وہ اطاعت و عبادت کا خیال دل میں لائے گا تو اس میں غرور اور خود پسندی کا شائبہ ہوگا اور مغرور کی دعا قبول نہیں ہوتی اگر وہ اپنی کی ہوئی معصیت و نافرمانی کا خیال دل میں لائے گا تو اس سے دعا کے قبول ہونے کا یقین کم ہو جائیگا۔ پس دعا کے وقت نظر خاص رحمت حق پر مرکوز ہونی چاہیے اور یہ یقین ہونا چاہیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ دعا قبول ہوگی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ دعا کے وقت دونوں ہاتھ کھلے اور سینے کے برابر رکھنے چاہئیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور قدرے بلند ہوں اور ہاتھوں کو اس طرح رکھنا

چاہیے جیسے اسی وقت ان میں کوئی چیز گرائی جانے والی ہے۔ اس اثناء میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ دعا سے دل کو تسکین ہوتی ہے۔ باقی خدائے عزوجل ہی جانتا ہے کہ کیا ہونا چاہیے۔

حکایت

ایک روز حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے اپنے کپڑے دھورہے تھے۔ جب وہ کپڑے دھو چکے تو وضو فرمایا اسی وقت انہوں نے السلام علیکم کی آواز سنی اور ایک شخص کو دیکھا اور جواب دیا وعلیکم السلام پھر اس شخص سے مصافحہ کیا، اس شخص نے آپ کا ہاتھ کافی دیر اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھا اور اس کو بغور دیکھتا رہا اور پھر اس نے ان کے ہاتھ کو بہت چوما اور پکارا اٹھا کہ آپ ہی حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ عرض کی: اے عاشق حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ ہوں۔ آپ کی بابت میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت کچھ سن رکھا ہے اور ایک مدت سے آپ کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں۔ آج آپ کو دیکھا اور آپ کی شناختی علامت بھی دیکھی تو خدا کا شکر گزار ہوا ہوں کہ اس کا کرم مجھ پر ہوا ہے اور مجھے مرد حق سے ملاقات کرنی نصیب ہوئی ہے۔

خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ! تمہیں میرا نام کس نے بتایا اور میرے متعلق تو کس طرح واقف ہوا اور تمہیں میرے پاس کون سی چیز لائی ہے اور میری یہاں موجودگی کا تمہیں پتہ کیسے لگا؟ ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے خواجہ اولیس قرنی! میں نے آپ کو آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ پھر مجھے آپ کی خبر اس نے دی جس نے آپ کو بلند مرتبے عطا کیے، جس نے آپ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق بنایا اور جس نے آپ کی سفارش سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کا وعدہ کیا اس نے میری اور آپ کی روح کو آپس میں شناسائی کروادی۔ پھر عرض کی کہ مجھے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائیں۔

خواجہ اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ دیکھا بھی نہیں ہاں ان کے اوصاف کریمانہ سنے ضرور ہیں اس لیے میں نہیں چاہتا کہ ان باتوں کا محدث ہفتی یا مذکورہ جاؤں میں تو اپنے شغل و اشغال میں بس مصروف رہتا ہوں۔

پھر حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ مجھے قرآن حکیم کی کوئی آیت سنائیں۔
 خواجہ اولیس قرنی نے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھا پھر ایک آیت وَمَا خَلَقْتُ
 الْجِنَّ وَالْإِنْسَ سے لے کر هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ تک تلاوت فرمائی۔ ہرم بن حبان کہتے ہیں کہ ہم دونوں
 پر اس قدر رقت طاری ہو گئی کہ کتنی دیر تک ہم روتے رہے۔

پھر مجھ سے خواجہ اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے ہرم بن حبان! اب تو کیا چاہتا ہے؟ میں
 نے عرض کی آپ کی محبت اور دوستی چاہتا ہوں تاکہ آسودہ حال ہو جاؤں۔

خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ بولے: جس نے خدا سے دوستی اور محبت کر لی وہ کسی اور سے کس طرح
 وابستہ ہو سکتا ہے میں تمہیں نصیحت کر سکتا ہوں۔ عرض کی فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ موت کو ہمیشہ اپنے تکیے
 کے نیچے سمجھ اور امید رکھ کر چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی پرہیز کر کیونکہ چھوٹے گناہ ہی انسان کی
 ذلت کا سبب بن جاتے ہیں۔

پھر ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: خواجہ جی! میں کون سے علاقے میں قیام رکھوں اور گزر
 اوقات کے لیے کیا سامان اور طریقہ اختیار کروں؟ فرمایا: اس عارضی دنیا میں خدا سے بھی محبت کرتے ہو
 اور یہاں رہنے اور زندگی گزارنے کی طلب بھی رکھتے ہو۔ پھر فرمایا: دیکھو ہرم! تمہارا باپ مر گیا، حضرت
 آدم، نوح، ابراہیم، نوح، موسیٰ اور داؤد علیہم السلام سب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصال کر
 گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی وفات پا گئے۔ جب یہ ہستیاں
 دنیا میں نہیں رہیں تو میں اور تم کیا چیز ہیں۔ ہم کیوں کر رہیں گے اس لیے ایک عارضی ٹھکانے میں قیام و
 طعام کے انتظام کرنا چہ معنی دارد؟“

ہرم بن حبان کہتے ہیں کہ ان دنوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ زندہ تھے مگر مجھے حضرت اولیس قرنی رضی
 اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میرا بھائی عمرؓ بھی اللہ کو پیارا ہو رہا ہے۔ یہ خبر خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ کو اللہ نے
 حضرت عمرؓ کی رحلت سے بہت پہلے کر دی تھی۔ پھر مجھے نصیحت کی کہ تو کتاب خدا اور راہ اصلاح اختیار کر
 اور ایک لمحہ کے لیے بھی موت سے غافل نہ رہ اور جب تو اپنی قوم میں جائے گا تو نصیحت کا کام شروع کر
 دے اور اگر تو نصیحت کرنے اور علم سکھانے میں رائی برابر بھی بخل سے کام لے گا تو تیری ساری دینی
 ریاضت اکارت جائے گی۔ پھر خواجہ صاحب نے مجھے بہت سی دعائیں دیں پھر کئی گھنٹوں تک خود بھی
 روتے رہے اور ساتھ مجھے بھی رلاتے رہے۔ پھر دریا کے کنارے چلتا شروع کر دیا میں بھی ساتھ چلتا گیا۔

مگر اگلے ہی لمحے اچانک کچھ اس طرح سے غائب ہوئے کہ اس کے بعد میں نے ان کو کہیں نہیں دیکھا۔

حکایت

حضرت السری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں گیا۔ ایک شخص نے اٹھ کر درخواست کی کہ اے ابو محفوظ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری تھیلی مجھے لوٹا دے یہ تھیلی کسی نے چرائی ہے اور اس میں ایک ہزار دینار تھے مگر آپ خاموش رہے اس شخص نے پھر وہی بات دہرائی آپ پھر خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا تو حضرت معروف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں کیا کہوں؟ کیا یہ کہوں کہ جو چیز تو نے اپنے انبیاء اور اصفیاء کو نہیں دی وہ اسے لوٹا دے اس نے یہ سن کر کہا پھر میرے لیے دعا کیجیے تو آپ نے کہا: اے اللہ! جو چیز اس شخص کے لیے بہتر ہو اسے اس شخص کے لیے منتخب فرما!

حکایت

کہتے ہیں کہ ایک نوجوان نے خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر کہا خدایا تیرا کوئی شریک نہیں کہ ہم اسے لا سکتے اور نہ کوئی وزیر ہے جسے ہم رشوت دے سکیں۔ اگر میں تیری عبادت کروں تو یہ تیری عنایت ہوگی جس کے لیے میں شکر گزار ہوں اور اگر نافرمانی کروں تو ایسا میری جہالت کی وجہ سے ہوگا اور تیری حجت مجھ پر قائم ہوگی۔ اس حجت کی قسم جو تیرے ہاں میری طرف سے منقطع ہو چکی ہے تو مجھے بخش دے۔ اس پر اس نے ہاتھ کو کہتے سنا کہ یہ نوجوان دوزخ سے آزاد ہے۔

حکایت

حضرت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں کشتی پر سوار تھا اور کشتی دریائے شور کو عبور کر رہی تھی۔ ناگاہ طوفان آیا اور کشتی ٹوٹ گئی ہم کئی فقیر ایک تختہ پر رہ گئے۔ پانی کے تلاطم سے جو کتابیں میرے پاس تھیں بھیک گئیں جب ہم کنارے پر پہنچے میں نے تمام کتابوں کو دھوپ میں رکھا ان کے اوراق جدا ہو گئے لیکن خدا کے فضل و کرم سے ایک حرف بھی ضائع نہیں ہوا وہاں سے ہم خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئے لیکن دور دور تک پانی کا نشان نہ تھا۔ ہم نے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کی اس نے اپنی رحیمی کا جلوہ دکھایا اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ ہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور پھر تازہ دم ہو کر خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

دُعا کی کرامت

حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک سال بارش نہیں ہوئی کھیتیاں خشک ہو گئیں۔ زمینیں بخر ہو گئیں۔ لوگ پانی کے ایک قطرے کو ترس گئے۔ جب لوگوں کی پریشانی حد سے بڑھ گئی تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش کے لیے دعا کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت نے اسی وقت بارگاہ خداوندی میں انتہائی عاجزی و انکساری سے عرض کیا یا اللہ! تیرے بندے پریشان ہیں، بارش کے حاجتمند ہیں۔ تیرے فضل و کرم کے امیدوار ہیں، ان کی فریاد سن لے اور ابر کرم کو حکم دے کہ وہ تیرے ان پریشان بندوں کے خشک کھیتوں کو سیراب کر دے۔ حضرت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی اور اس طرح کہ عجز و انکسار سے آنسو نکل آئے۔ حضرت کی دعا بارگاہ ایزدی میں مقبول ہوئی اور ابھی دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ گھنگھور گھٹائیں اٹھیں اور ابر کرم نے خشک کھیتوں کو جل تھل کر دیا۔

خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول

ایک مرتبہ بصرہ میں خشک سالی ہو گئی، دوسو کے قریب آدمی نماز استسقاء کے لیے جمع ہوئے اور حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ نماز پڑھائیں اور دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں خدا کی رضا کے خلاف دعا مانگوں اور نافرمانوں کے گروہ میں شمار کیا جاؤں؟ آپ پر خوف خدا اس قدر طاری رہتا تھا کہ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے آپ ہر وقت کسی جلاد کے سامنے ہیں۔

غیب کی صدا

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دوران طواف ایک مرتبہ میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے وہ مقام و وصف عطا کر دے جس میں کبھی تغیر نہ ہو چنانچہ غیب سے صدا آئی اے ابوالحسن! کیا تو ہمارے مساوی ہونا چاہتا ہے کیونکہ یہ وصف تو ہمارا ہے کہ ہمارے وصف میں کبھی تغیر و تبدل رونما نہیں ہوتا لیکن ہم نے اپنے بندوں میں اس لیے تغیر و تبدل رکھا ہے کہ اس سے ہماری عبودیت کا اظہار ہوتا ہے۔

دعا کا معمول

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے رات میں نماز پڑھنے

کے بعد جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے چاہے تو سردی کی وجہ سے ایک ہاتھ بغل میں دبایا اور اسی شب خواب میں اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا کہ اے سلیمان تجھے اس ہاتھ کا رتبہ عطا کر دیا گیا جو تو نے دعا کے لیے دراز کیا تھا اور اگر دوسرا ہاتھ بھی اٹھا لیتا تو ہم اس کا اجر بھی عطا کر دیتے چنانچہ اسی دن سے آپ نے موسم سرما میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا معمول بنالیا تھا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا طرز عمل

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ میں خدا خونی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ہر وقت آخرت کو یاد کہ آنسو بہاتے رہتے تھے۔ زندگی میں آپ سے انجانے سے بھی جو کوتاہیاں ہوئی تھیں۔ آپ ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے معافی کے خواستگار رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کسی کام سے سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کو ایک سنتری مل گیا۔ اس نے جب آپ کا نام دریافت کیا تو آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا اس پر سنتری سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سنتری نے آپ کی گردن میں رسی ڈال دی اور آپ کو زد و کوب کرتا ہوا آبادی کی جانب لے آیا اور جب بستی کے لوگوں نے سنتری کو لعنت ملامت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیم ادھم ہیں تو وہ فوراً آپ کے قدموں میں گر کر معافیاں مانگنے لگا۔ اس پر آپ نے انتہائی مثبت شفقت اور ملامت سے فرمایا: اے سنتری! میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھ پر ظلم کر کے مجھے بہشت کا حقدار بنا دیا ہے اس پر میں بھی تیرے حق میں دعا کرتا ہوں کہ تجھے بھی جنت میں جگہ ملے۔ اس واقعہ کے چند روز بعد کسی بزرگ نے خواب میں اہل بہشت کو دیکھا جن کے دامن موتیوں سے لبریز تھے۔ جب ان بزرگ نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک ناواقف نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا سر پھوڑ دیا تھا اور اب اللہ کی طرف سے ہمیں حکم ہوا ہے کہ جب وہ جنت میں داخل ہوں تو ان پر موتیوں کی بارش کی جائے۔

حکایت

حضرت ابو عبد اللہ المکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ایک بار میں حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا کہ ایک عورت نے آ کر عرض کی کہ میرا بیٹا گم ہو گیا ہے آپ دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ صبر

کرو۔ وہ چلی گئی اور پھر آئی اور اپنے مطلب کو دوبارہ بیان کیا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے پھر وہی جواب دیا کہ جاؤ صبر کرو۔ عورت چلی گئی مگر پھر واپس آ گئی۔ اس طرح اس نے کئی بار ایسا کیا اور جنید رحمۃ اللہ علیہ اس سے یہی کہتے جاتے کہ صبر کرو۔ پھر اس نے کہا کہ اب میرے صبر کا پیمانہ چھلک چکا ہے اور مزید صبر کی طاقت نہیں ہے لہذا میرے لیے دعا فرمائیں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر ایسا معاملہ ہے تو جاؤ تمہارا بیٹا واپس آ چکا ہے۔ وہ چلی گئی اور شکریہ ادا کرنے کے لیے لوٹ آئی۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کیسے معلوم کر لیا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ

ترجمہ: بے چین آدمی کی کون سنتا ہے اور اس کی تکلیف کون دور کرتا ہے؟ (نمل: ۶۲)

حکایت

حضرت محمد بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی میں اسکندریہ میں تھا۔ مجھے ان کی وفات کا غم ہوا تو خواب میں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دکھائی دیے۔ وہ منک منک کر چل رہے تھے۔ میں نے کہا: اے ابو عبد اللہ! یہ کیسی چال ہے؟ فرمایا: جنت میں خادموں کی چال ہے۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا؟ فرمایا: مجھے معاف کر دیا۔ مجھے تاج پہنایا اور سونے کے جوتے کا جوڑا پہنایا اور کہا: اے احمد! یہ اس بات کی جزا ہے کہ تم نے کہا تھا قرآن اللہ کا کلام ہے۔ پھر فرمایا: اے احمد! مجھے ان دعاؤں کے ذریعہ سے پکارو جو میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے تم تک پہنچائی تھیں اور تم دنیا میں ان دعاؤں کو پڑھا کرتے تھے۔ میں نے عرض کی اے ہر چیز کے خالق! ہر چیز پر تیری قدرت کی قسم! میرے تمام گناہ معاف کر دے اور مجھے کسی بات کے متعلق نہ پوچھ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے احمد! یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جاؤ اور میں داخل ہو گیا۔

ایک دعا کا قصہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ یعقوب بن لیث کو ایک ایسی بیماری لگ گئی جس کا علاج کرنے سے تمام طبیب عاجز آ گئے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تمہاری سلطنت کے اندر ایک نیک آدمی ہے جس کا نام سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اگر وہ تمہارے لیے دعا کرے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے۔ اس نے سہل کو بلا بھیجا اور کہا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کریں۔ سہل نے کہا: اے اللہ! جس

طرح تو نے معصیت کاری کی ذلت دکھادی ہے اسی طرح اسے اطاعت گزاری کی عزت بھی دکھا دے اور اس کی تکلیف دور کر دے۔ اللہ نے اسے شفاء دے دی۔ اس نے سہل کو مال دینا چاہا مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے کہا اگر آپ قبول کر لیتے اور فقراء کو دے دیتے (تو بہتر ہوتا) آپ نے جنگل کی کنکریوں کی طرف نگاہ کی تو وہ سب جواہر بن گئیں۔ اور اپنے اصحاب سے کہا وہ خدا جو اس قدر دیتا ہے کیا اسے یعقوب بن لیث کے مال کی حاجت ہے۔

حکایت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے راج گڑھ نامی قصبے میں جانے کا ارادہ کیا۔ راستے میں ایک جنگل پڑتا تھا۔ جب آپ اس جنگل میں سے گزر رہے تھے تو آپ نے ایک گائے کو ندی کے قریب مگر مچھ کی گرفت میں دیکھا۔ گائے کے منہ سے رمبھانے کی آواز مسلسل نکل رہی تھی۔ آپ نے یہ منظر دیکھا تو بہت گھبرائے اور گائے کو رحم طلب نگاہوں سے دیکھا۔ مگر مچھ نے گائے کی تھو تھنی کو اپنے منہ میں دبا رکھا تھا اور اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ حضرت غوث علی کو گائے پر بہت رحم آیا اور انہوں نے گائے کے حق میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ”یا اللہ! اس مگر مچھ کو سزا کیوں نہیں دیتا“۔

آپ کے دعا کرنے کی دیر تھی کہ ایک شیر جو پیاسا تھا اس ندی پر پانی پینے کے لیے آیا شیر نے ابھی تھوڑا پانی ہی پیا تھا کہ اس کی نظر مگر مچھ اور گائے پر پڑی۔ شیر غراتا ہوا آگے بڑھا اور گائے کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں شیر اور مگر مچھ دونوں تھک گئے شیر نے گائے کو چھوڑا اور چھلانگ لگا کر مگر مچھ کی پیٹھ پر جا بیٹھا۔ پھر شیر نے بڑی مضبوطی سے مگر مچھ پر پنجہ جمایا اور تیزی سے اُچھلا۔ نتیجتاً شیر، مگر مچھ اور گائے سمیت دور جا گرا اور گرتے ہی اس نے مگر مچھ پر طمانچوں کی بارش کر دی اور اس کے نتیجے میں مگر مچھ کا برا حال ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد مگر مچھ کا کام تمام ہو گیا مگر مچھ مر گیا مگر گائے بیچاری بھی نہ بچ سکی اور وہ بھی مر گئی۔

یہ سب دیکھ کر حضرت غوث علی کو اپنی ناقص دعا پر بہت رنج ہوا پھر آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا: ”یا رب العالمین! میں نے مگر مچھ کو سزا دینے کی دعا ضرور کی تھی مگر میں یہ بھی چاہتا تھا کہ گائے بیچاری بچ جائے مگر وہ نہیں بچی۔ میں اپنی ناقص دعا پر بہت شرمندہ ہوں“ اس واقعہ کے بعد آپ نے

جب بھی کوئی دعا مانگی تو اس کے ہر پہلو پر پہلے غور کیا پھر دعا مانگی۔

حکایت

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کے بیابان میں چلا جاتا تھا کہ ایک حبشہ سے ملاقات ہوئی اور حالت اس کی یہ تھی کہ محبت الہی سے حیران پریشان اور نگاہ آسمان پر چڑھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا: اے بہن! السلام علیک! کہا ذوالنون! وعلیک السلام! میں نے پوچھا تو نے مجھے کس طرح پہچانا! کہا ارے بیوقوف! اتنی بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدن پیدا کرنے سے دس ہزار برس پہلے روحمیں پیدا کی تھیں۔ پھر جن میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی آپس میں الفت کرتے ہیں اور جن میں وہاں شناسائی نہ ہوئی ان میں یہاں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ اسی دوران میں میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا تھا۔ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں کہ میں نے یہ باتیں سن کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے حکمت سکھائی ہے۔ کچھ اپنے علم میں سے مجھے بھی تعلیم کر۔ کہا: اے ابوالفیض! اپنے اعضاء پر عدل کی ترازو رکھ لے (یعنی اپنے اعضاء کو شریعت کے تابع کر دے) تاکہ جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ سب کچھ گل کر فنا ہو جائے اور قلب صاف و شفاف ہو جائے۔ سوائے اللہ کے کوئی اس میں نہ ہو۔ اس وقت اللہ تجھے اپنے دروازہ پر جگہ دے گا اور ایک نئی ولایت سے تجھے مشرف فرمائے گا اور تمام چیزوں کے محافظین کو تیری اطاعت کا حکم دے گا۔ میں نے کہا: اے بہن! کچھ اور کہو! کہا: اے ابوالفیض! اپنے نفس میں سے کچھ اپنے نفس کے لیے حصہ لے (یعنی اطاعت میں اپنے نفس کو مشغول رکھ) اور خلوت میں اللہ کی عبادت کر پھر جب تو دعا کرے گا قبول ہوگی۔

عجب انداز دعا

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میرے شیخ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ طوس میں اسہال کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ کچھ لوگ میرے پاس عیادت کے لیے آئے اور ایسے بیٹھ گئے کہ اٹھنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ مجھے ان لوگوں کے بیٹھنے سے تکلیف ہو رہی تھی کیونکہ بیماری کے سبب مجھے بار بار رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ آپ اللہ سے دعا کیجیے میں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ اے اللہ! ہمیں عیادت (بیمار پرسی)

کے آداب سکھا دیجیے۔

حکایت

حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب میں ابتدا میں مرو سے نیشاپور لوٹ کر آیا تو مجھے آنکھ کے درد کی تکلیف تھی۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے میں کئی دن تک سو نہ سکا۔ ایک صبح میری آنکھ لگ گئی تو میں نے ایک شخص کو کہتے سنا، کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ جب بیدار ہوا تو تکلیف غائب تھی اور سارا درد اسی وقت جاتا رہا۔ اس کے بعد مجھے کبھی آنکھ میں درد نہیں ہوا۔

ایک دُعا کا اثر

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ نے ابن نافع کو نابینا دیکھا پھر اس کے بعد دیکھا تو وہ بینا تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بینائی کیوں کر تمہیں لوٹا دی۔ انہوں نے فرمایا کہ خواب میں کوئی میرے پاس آیا تو اس نے مجھے کہا کہ یوں دعا کرو: ”يَا قَرِيبُ يَا مُجِيبُ يَا سَمِيعُ الدُّعَاءِ يَا لَطِيفُ لِمَا يَشَاءُ رَدِّ عَلَيَّ بَصَرِي“ چنانچہ میں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے میری بینائی مجھے لوٹا دی۔

نماز کے بعد کی دعائیں

نماز کے بعد دعائے مانگنا ضروری ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا

۱۔ نماز سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھا میں پہچانتا تمام ہوتا نماز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کا ساتھ کہنے اللہ اکبر کے۔ (بخاری شریف)

۲۔ استغفار اور سلامتی کی دعا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد تین مرتبہ

استغفار اور ایک مرتبہ سلامتی کی دعا پڑھتے۔

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، اے اللہ تو سراسر سلامتی ہے اور سلامتی تجھی سے ہے تو خیر و برکت والا ہے، اے جلال اور اکرام والے۔

۳۔ اقرار توحید کی دعا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد

حسب ذیل دعا کرتے تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی معبود نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ جسے تو عطا کرے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیری قضاء کا کوئی پھیرنے والا نہیں اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال نفع نہیں دیتا۔ (مسلم شریف)

۴۔ پناہ کی دعا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کیا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْزَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

یا الہی تحقیق میں پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے بخلی سے اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے ناکارہ عمر سے اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے دنیا کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

۵۔ شرک سے بچنے کی دعا

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز کے ساتھ یہ دعا پڑھتے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ.

نہیں کوئی معبود مگر اللہ اکیلا، نہیں کوئی شریک اس کا، اسی کے لیے ہے بادشاہت اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ نہیں بازگشت گناہوں سے اور نہیں قوت عبادت پر مگر ساتھ اللہ کے، نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور نہیں عبادت کرتے ہم کسی کی مگر اسی کی اور اسی کے لیے ہے

نعمت اور اسی کے لیے ہے بزرگی اور اسی کے لیے ہے تعریف نیک۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ خالص کرنے والے ہیں ہم واسطے اس کے بندگی کو اگرچہ مکروہ رکھیں کافر۔ (بخاری شریف)

۶۔ فقراءِ مہاجرین کو بتائی جانے والی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراءِ مہاجرین رضی اللہ عنہم بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اغنیاء بلند درجے لے گئے اور نعیم مقیم کے مستحق ہوئے لیکن ہمارا کیا انجام ہوگا؟ آپ نے پوچھا معاملہ کیا ہے؟ انھوں نے التماس کی اے اللہ کے رسول! اغنیاء بھی ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ مزید براں وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ غلام آزاد کرتے ہیں۔ ہم افلاس و ناداری کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتے اور ثواب سے محروم ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو کوئی ایسی چیز بتا دوں جس کے باعث تم لوگ ان کے مدارج سے پالو۔ مالدار لوگوں میں سے کوئی شخص تم سے بہتر و برتر نہ رہے گا۔ بجز اس شخص کے جو تمھارے جیسا عمل کرے۔ انھوں نے کہا بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ۳۳-۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ - الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ لیا کرو۔ چند روز کے بعد فقراءِ مہاجرین دوبارہ آستان نبوت میں حاضر ہوئے اور التماس کی یا رسول اللہ ہمارے غنی بھائیوں نے بھی وہ وظیفہ سن کر پڑھنا۔

شروع کر دیا ہے۔ اور وہ ہم پھر گویا سبقت لے گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ.

یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے اسے فضل سے نوازتا ہے۔

۷۔ ہر نماز کے بعد پڑھا جانے والا وظیفہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔ یہ ننانوے ہوئے پھر یہ کلمہ پڑھ کر سو ۱۰۰ پورے کرے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

اس کے تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں اگرچہ مثل جھاگ دریا کے ہوں۔ (مسلم شریف)

۸۔ گناہوں سے بخشش کی دُعا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد یہ پڑھنے کے لیے بھی ارشاد فرمایا ہے
 اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدْ مُتُّ وَمَا اَخْرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا
 اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَنْتَ الْمَقْدِمُ وَاَنْتَ الْمُوَخِّرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ.
 الہی! میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کیے اور وہ جو میں نے (اپنے نفس پر) زیادتی کی
 (گناہوں کے ارتکاب سے یا لوگوں کے حقوق دبانے سے) اور وہ گناہ جن کو میری نسبت
 تو زیادہ جاننے والا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے (یعنی مومنوں کا رتبہ) اور تو ہی (کافروں کو
 رتبہ میں) پیچھے ڈالنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی)

۹۔ صبح اور مغرب کی نماز کے بعد پڑھا جانے والا وظیفہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں لکھا ہے کہ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور صبح کے بعد بغیر جگہ بدلے اور پاؤں موڑے دس بار یہ دعا پڑھ لیتے۔
 لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيْدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ
 وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اس کے لیے ہر ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ محو کیے جائیں گے اور دس
 درجے بلند کیے جائیں گے اور یہ دعا اس کے لیے ہر برائی و شیطان رجیم سے حفاظت ہے اور کسی گناہ کو
 جلال نہیں کہ اسے پہنچے سوا شرک کے اور وہ سب سے عمل میں اچھا ہے مگر وہ جو اس سے افضل کہے تو یہ بڑھ
 جائے گا دوسری روایت میں فجر و عصر آیا ہے اور حنفیہ کے مذہب سے زیادہ مناسب یہی ہے۔

۱۰۔ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے

امام احمد، امام ابوداؤد اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتے ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا، اے معاذ میں تجھے

محبوب رکھتا ہوں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہوں فرمایا تو ہر نماز کے بعد اسے کہہ لینا چھوڑنا نہیں۔

رَبِّ اعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

۱۱۔ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھنا

ہر نماز کے بعد چاروں قل پڑھنا بہت بہتر ہے اس کے متعلق حضرت عقبہ بن عامر کی بیان کردہ

روایت یہ ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پڑھوں میں معوذات پیچھے ہر نماز کے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں۔

۱۲۔ نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا حکم

ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا بہت اچھا ہے کیونکہ آیت الکرسی پڑھنے والے پر جنت واجب

ہو جاتی ہے اس کی افادیت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْوَادَ هَذَا الْمَنْبَرِ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ وَمَنْ قَرَأَهَا حِينَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ أَمَّنَهُ اللَّهُ عَلَى دَارِهِ وَدَارِ جَارِهِ وَأَهْلِ دُورِهِ حَوْلَهُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکڑیوں کے اس ممبر پر فرماتے ہوئے سنا جو ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کو بہشت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی سوائے موت کے اور جو سوتے وقت اپنے بستر میں اس کو پڑھے گا اسے

اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں امن دیتا ہے اس کے ہمسائے اور ارد گرد کے گھروں میں بھی۔ روایت کیا اس کو بیہتی نے شعب الایمان میں۔

توبہ استغفار کی دعائیں

قرآن پاک میں توبہ واستغفار کے متعلق حسب ذیل دعائیں بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہما السلام کو جب جنت سے اس زمین پر اتار دیا گیا تو انہوں نے اپنے کیے پر اللہ کے حضور معافی اور مغفرت طلب کی اور کثرت سے اس دعا کا ورد کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ لہذا آج بھی اگر کوئی شخص اپنی غلطی پر نادم ہو کر اس دعا کو کثرت سے پڑھے گا تو اس کی خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ لہذا ہر نماز کے بعد اس دعا کو ایک مرتبہ یا تین مرتبہ پڑھنا بھی بہت ہی نفع بخش ہے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا ۖ وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو واقعی ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(الاعراف: ۲۳)

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دعائے استغفار

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جب بت پرستی سے باز نہ آئے تو اس پر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کے حضور ان ظالموں کی بربادی کی التجا کی اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے لیے اور اللہ پر ایمان لانے والوں کے حق میں بخشش اور مغفرت کی دعا کی تاکہ اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔ لہذا مغفرت اور بخشش کے لیے یہ دعا بھی بڑی اکسیر ہے:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ۝

۳۶۴

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور جو شخص میرے گھر میں بحالت ایمان داخل ہو اس کو اور تمام مومنین و مومنات کو بخش دے اور ظالموں کی بربادی اور بڑھادے۔ (نوح: ۲۸)

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوم حساب کو اپنی اور اہل ایمان کی بخشش کے لیے مندرجہ ذیل دعا کی ہے لہذا جو شخص روز قیامت میں بخشش کے لیے دعا پڑھے انشاء اللہ اس کی بخشش ہوگی۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝

ترجمہ: اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور اہل ایمان کو جس دن حساب ہوگا، بخش دے۔ (ابراہیم: ۴۱)

خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حضور یہ دعا کی۔ اس دعا کے پڑھنے سے انسان کی توبہ کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ لہذا نماز کے بعد اس دعا کو ایک بار پڑھنا بہت بہتر ہے۔

وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ (البقرہ: ۱۲۸)

اور ہم کو ہمارے حج کے احکام بتا اور ہماری توبہ قبول فرما۔ تو ہی بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہے۔

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی مغفرت کے لیے دعا کی۔ لہذا رشتہ داروں اور دوسروں کی مغفرت کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ۝ (یوسف: ۹۲)

اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توبہ اور مغفرت کے لیے مختلف اوقات میں حسب ذیل دعائیں کیں ان دعاؤں کو پڑھنے سے بخشش اور رحمت حاصل ہوتی ہے۔

أَنْتَ وَلِيِّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ۝

تو ہمارا کارساز ہے پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب بخشے والوں سے بہتر بخشے والا ہے۔ (اعراف: ۱۵۵)

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ

اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے۔ (قصص: ۱۶)

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِاَخِیْ وَ اَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِیْنَ ۝

اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر دے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور

تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ (اعراف: ۱۵۱)

۶۔ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا

حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا پڑھی۔ یہ دعا استغفار اور توبہ کے لیے بہت موثر ہے جو شخص یہ آیت کریمہ سو الاکھ مرتبہ پڑھے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ وہ ریت کے ذروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۝ (انبیاء: ۸۷)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ بیشک میں ہی زیادتی کرنے والوں سے ہوں۔

۷۔ استغفار کی متفرق دعائیں

استغفار کی متفرق دعائیں حسب ذیل ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں:

(۱) رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرَّحِیْمِیْنَ ۝

اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

(مومنون: ۱۱۸)

(۲) رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوا وَ اتَّبَعُوا سَبِیْلَكَ وَ

قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝

اے ہمارے رب! تیرا رحم اور تیرا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے پس تو بخش دے ان کو جنہوں

نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (مومن: ۷)

(۳) سَمِعْنَا وَ اطْعْنَا غُفْرَانِكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝

ہم نے سن لیا اور مان لیا اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (البقرہ: ۲۸۵)

(۴) رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا رَبَّنَا وَاعْفِرْ لَنَا رَبَّنَا وَأَرْحَمْنَا رَبَّنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

اے ہمارے پروردگار! نہ پکڑ کر ہم کو اگر ہم بھول یا چوک جائیں ہمارے رب! نہ رکھ ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ رکھا تو نے ان پر جو ہم سے پہلے ہوئے اے ہمارے رب! اور نہ اٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہیں طاقت ہم کو اس کے اٹھانے کی اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہم کو اور ہم پر رحم فرما پر۔ تو ہی ہمارا مالک ہے۔ پس کافروں کی قوم پر ہماری مدد کر۔ (بقرہ: ۲۸۶)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دل میں ایمان لانے والوں کی طرف سے کدورت نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بیشک تو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (حشر: ۱۰)

(۶) رَبَّنَا أَتِمِّمْ لَنَا نُورَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (تحریم: ۸)

اے ہمارے رب! کامل کر دے ہمارے لیے ہمارا نور اور بخش دے ہم کو۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(۷) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَأَسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں حد سے بڑھ جانے کو بخش دے اور ہمارے قدموں کو جمادے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ (آل عمران: ۱۴۷)

(۸) رَبَّنَا إِنَّا أَمْنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقْنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اے ہمارے رب! بیشک ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب

سے محفوظ فرما۔ (آل عمران: ۱۶)

(۹) رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا بِرَبِّنَا
فَاَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكْفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّفْنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝

اے ہمارے رب! بیشک ہم نے سنا ایک پکارنے والے سے جو ایمان کے لیے ندا دے رہا تھا کہ
اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے پس تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری
برائیوں کو فراموش کر دے اور ہم کو نیک بندوں میں شامل کر کے موت دینا۔ (آل عمران: ۱۹۳)

(۱۰) اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا

بیشک ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے۔ (طہ: ۷۳)

(۱۱) سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

بیشک ہم ہی خطاوار ہیں ہمارا پروردگار پاک ہے۔ (القلم: ۲۹)

(۱۲) اِنْ تَعَذَّبْهُمْ فَانَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو بیشک تو زبردست
حکمت والا ہے۔ (مائدہ: ۱۱۸)

احادیث اور استغفار کی دعائیں

استغفار کے متعلق احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سید الاستغفار

سید الاستغفار کا مطلب ہے سب سے بڑا استغفار۔ اس استغفار کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جو
شخص اس استغفار کو ایک مرتبہ دن یا رات میں یقین کامل کے ساتھ پڑھ لے اور اگر وہ اس دن یا رات
میں وفات پا جائے تو وہ ضرور جنتی ہوگا۔ اس استغفار کے متعلق اللہ والوں کا کہنا ہے کہ اس کے ورد سے
انسانی طبیعت میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوتا ہے۔ جو شخص اس استغفار کا
ورد زیادہ کرے تو اس کے گناہ بالکل معاف ہو جاتے ہیں لہذا ہر انسان کو چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد اسے
ایک مرتبہ ضرور پڑھے۔ اکثر بزرگ اسے صبح و شام پڑھتے ہیں۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سید الاستغفار یوں ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا
اَسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذُنُوبِيْ
فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا۔ میں نے جو گناہ کیے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

(بخاری شریف)

۲۔ کلمہ استغفار

اسلام کے چھ کلموں میں سے پانچویں کلمے کو استغفار کہا جاتا ہے جس کے کلمات یہ ہیں:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهُ عَمْدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِىْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِىْ لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسِتَارُ الْغُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں جو میرا رب ہے تمام گناہوں سے وہ گناہ جو عمدہ ہوں یا خطا سے پوشیدہ ہوں یا ظاہر اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں اس گناہ سے کہ میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے کہ میں نہیں جانتا۔ تحقیق تو جاننے والا ہے غیبوں کا اور چھپانے والا ہے عیبوں کا۔ اور گناہوں کا بخشنے والا ہے نہ کوئی طاقت اور نہ کوئی قوت مگر ساتھ اللہ کے ہے جو بلند عظیم ہے۔

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ استغفار

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یہ الفاظ پڑھے اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ میدان جہاد سے بھاگا ہو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَآتُوبُ إِلَيْهِ

میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ (جامع ترمذی)

اس استغفار کی انتہائی فضیلت ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اگر صدق دل سے تین یا پانچ مرتبہ اس کا ورد کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی جائے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

دوسری روایت میں ہے کہ اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے مانند ہی کیوں نہ ہوں اللہ کا راستہ تلاش کرنے کے لیے اس استغفار کا ورد بہت ضروری ہے۔ اس کو جتنا کثرت سے پڑھا جائے گا اتنے ہی زیادہ اسرار ظاہر ہوں گے اور وہ شخص اللہ کے قریب ہوتا جائے گا۔

ہر نماز کے بعد اس استغفار کو تین مرتبہ ضرور پڑھنا چاہیے اور اگر رات کو سوتے وقت اس دعا کو تین مرتبہ پڑھا جائے تو بہت عمدہ ہے۔ اگر کوئی شخص سو الاکھ مرتبہ رمضان المبارک میں اس کا ورد کرے تو اللہ سے جو مانگے سو پائے۔ اس استغفار کو بعد نماز فجر گیارہ سو مرتبہ پڑھنا اضافہ رزق کا باعث بنتا ہے۔

۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعائے استغفار

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاعْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا ہے لہذا تو مجھے اپنی مغفرت کے ذریعہ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (صحیح مسلم)

یہ دعا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی اور دعا میں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ کے حضور اپنے نفس پر ظلم کرنے کا اقرار کرو اور اس سے بخشش اور رحمت طلب کرو کیونکہ اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا اس لیے عبادت کے بعد خاص کر نماز کے بعد یہ دعا مانگنی چاہیے تاکہ وہ کوتاہیاں جو انسان سے عبادت کرتے وقت ہو جاتی ہیں ان کی معافی ہو جائے۔

۵۔ ہر مجلس میں استغفار کا حکم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس میں استغفار اس طرح پڑھتے تھے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنْ كُنَّا لَتَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ يَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ مِائَةً مَرَّةً
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ بلاشبہ ہم ہر مجلس میں یہ شمار کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو مرتبہ یہ الفاظ ادا فرماتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ (ترمذی، ابوداؤد)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے استغفار کرتے تھے جس کا متعدد احادیث میں ذکر ہے۔ آپ تو معصوم تھے پھر بھی اس قدر استغفار کی طرف آپ کی توجہ تھی کہ جب کبھی آپ کسی مجلس میں بیٹھتے تو سو مرتبہ مندرجہ بالا دعا پڑھتے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ جب ہم کسی خاص محفل میں جائیں تو سو مرتبہ مندرجہ بالا دعا پڑھیں تاکہ اللہ کی پناہ میں رہیں اور برائیوں سے بچے رہیں۔

۶۔ نماز کے بعد دعائے استغفار

ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

اے اللہ! تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے اور تو بابرکت ہے اے جلال و اکرام والے۔

(صحیح مسلم)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ کار تھا کہ نماز کا سلام پھیر کر تین بار استغفار پڑھتے تاکہ آنے والی امت آپ کی اتباع میں نماز کے بعد استغفار پڑھے اس کے بعد اللہ کے حضور سلامتی اور برکت کی دعا کرتے لہذا ہمیں بھی نماز کے بعد یہی دعا پڑھنی چاہیے۔

۷۔ نماز تہجد کے وقت کا استغفار

نماز تہجد کے وقت اٹھتے ہوئے یہ استغفار پڑھنا چاہیے:

(۱) اَنْتَ رَبُّنَا وَآلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ

وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ. اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ اَنْتَ الْهَيُّ لَا اِلٰهَ

إِلَّا أَنْتَ

اے اللہ! آپ ہمارے پروردگار ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے پس بخش دے میرے پچھلے اور اگلے اور پوشیدہ اور کھلے گناہ اور وہ گناہ جن کا تجھے مجھ سے زیادہ علم ہے تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہی میرا معبود ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ (مشکوٰۃ شریف)

اے اللہ! مجھ کو بخش دے اور مجھے ہدایت دے اور مجھ کو رزق اور عافیت عطا فرما۔

۸- وضو سے پہلے دعائے استغفار

وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ کر بعد میں دعائے ذیل پڑھنی چاہیے:
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ (مشکوٰۃ شریف)
اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور گھر میں وسعت دے اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

۹- وضو کے بعد دعائے استغفار

وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَالِخُدْرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ. كُتِبَ فِي رَقٍّ ثُمَّ جُعِلَ فِي طَابِعٍ فَلَمْ يَكْسُرْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کر کے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ پڑھ لے تو یہ الفاظ ایک مہر شدہ ظرف میں محفوظ کر کے عرش کے نیچے رکھ دیئے جائیں گے پھر قیامت تک یہ مہر نہ توڑی جائے گی۔ (سنن نسائی)

وضو نماز کے لیے شرط اول ہے کیونکہ وضو کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی اور وضو کے بارے میں اکثر احادیث میں بیان ہوا ہے کہ وضو میں جو اعضاء دھوئے جاتے ہیں ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ ہر عضو دھوتے وقت دعا پڑھنی چاہیے لیکن اس حدیث میں اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ وضو کے

بعد بھی استغفار کے لیے مندرجہ بالا دعا پڑھنی چاہیے تاکہ وضو میں اگر کوئی کمی سنت یا مستحب کی خلاف ہوگئی ہو تو استغفار سے اس کی تلافی ہو جائے۔

۱۰۔ مسجد میں داخل ہونے کا استغفار

مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ استغفار پڑھنا چاہیے:
 اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ
 اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

۱۱۔ مسجد سے باہر نکلنے وقت کا استغفار

مسجد سے باہر نکلنے وقت یہ استغفار پڑھنا چاہیے۔
 اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ
 اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی فضل کے دروازے کھول دے۔

۱۲۔ قضائے حاجت کے بعد کا استغفار

قضائے حاجت سے فارغ ہو کر استغفار کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:
 عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ
 الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر
 آتے تھے تو غُفْرَانَكَ کہتے تھے۔ (جامع ترمذی)
 قضائے حاجت کے بعد بیت الخلاء سے باہر آ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غُفْرَانَكَ کہتے تھے
 یعنی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے تھے۔

۱۳۔ اگلے پچھلے گناہوں کی معافی کا استغفار

جو شخص یہ استغفار پڑھے اس کے ظاہر اور پوشیدہ اور اگلے پچھلے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔
 رات کو سوتے وقت گیارہ مرتبہ یہ پڑھنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ
وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اے اللہ! میں تجھ سے ان سب گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں جو میں نے پہلے کیے اور بعد میں
کیے اور جو ظاہر میں کیے اور جو پوشیدہ طریقے پر کیے تو آگے بڑھانے والا ہے اور تو پیچھے ہٹانے والا
ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۴۔ بخشش اور توبہ

بخشش اور توبہ کے لیے بعد نماز ظہر یہ استغفار کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے
اور مہربان ہے۔

۱۵۔ وسعتِ رحمت کا استغفار

جو شخص یہ استغفار بعد نماز جمعہ ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے وہ اللہ کی رحمت اور بخشش کو بڑا ہی قریب
پائے گا۔

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ

اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور تیری رحمت میرے نزدیک
میرے عمل سے بڑھ کر امید والی ہے۔

۱۶۔ نادانستہ گناہوں سے معافی

صبح سے شام تک انسان کئی ایسے گناہ کر جاتا ہے جو انسان کے تصور میں بھی نہیں ہوتے کہ وہ گناہ
ہیں لہذا ایسے گناہوں کی معافی کے لیے بعد نماز عشاء اکیس مرتبہ یہ استغفار پڑھنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَاَسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ وَمَا لَمْتْ اَعْلَمُ بِهِ مِنْنِيْ

اے اللہ! میری خطا اور میری نادانی اور میرا اپنے کام میں حد سے بڑھ جانا اور وہ سب گناہ بخش

دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

۱۷۔ دل کی پاکیزگی کے لیے

دل کو گناہوں کی آلودگی سے صاف کرنے کے لیے بعد نماز صبح تین مرتبہ یہ استغفار پڑھنا چاہیے۔
اس کے پڑھنے سے انسان کا دل ایسے صاف ہو جاتا ہے جیسے سفید کپڑا ہوتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلَجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ
الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ

اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو گناہوں سے
ایسا صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف فرمایا ہے اور میرے اور میرے
گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھا ہے۔

۱۸۔ ہنسی مذاق کے گناہوں سے معافی کا استغفار

بعض اوقات انسان ہنسی مذاق میں ایسے افعال کر جاتا ہے جو گناہ ہوتے ہیں تو ایسے گناہوں کی
معافی کے لیے اللہ کے حضور شام کو روزانہ ایک مرتبہ یہ استغفار پڑھ لینا چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ وَخَطِيئَتِيْ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذَلِكْ عِنْدِيْ

اے اللہ! جو گناہ مجھ سے سچ مچ ارادہ سے صادر ہوئے اور جو ہنسی سے صادر ہوئے اور جو بھول
چوک سے صادر ہوئے اور جو دانستہ طور پر صادر ہوئے سب کو بخش دے اور یہ سب مجھ ہی سے
صادر ہوا۔

۱۹۔ گمراہ کن فتنوں سے بچنے کی دعا

شیطان انسان کو ہر وقت گمراہ کرنے پر کمر بستہ ہے اور ہمیشہ فتنہ اور فساد پھیلاتا ہے لہذا اس کی گمراہ
کن حرکتوں سے بچنے کے لیے یہ استغفار پڑھنا چاہیے اس سے انسانی نفس کا غصہ کم ہو جاتا ہے اور اسے
پڑھنے والا شیطانی فتنوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ نَاغِفِرْ لِيْ ذُنُبِيْ وَاذْهَبْ غِيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ
الْفِتَنِ مَا اَحْيَيْتَنَا

اے اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رب مجھے بخش دے اور میرے دل سے غصہ نکال دے اور
جب تک تو مجھے زندہ رکھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے محفوظ فرما۔

۲۰۔ بخشش اور برکت رزق کا استغفار

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں اور اس کے رزق میں برکت ہو جائے تو وہ سو مرتبہ
یہ استغفار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ
اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میری (قبر کے) گھر کو وسیع بنا اور میرے رزق میں برکت عطا
فرما۔

۲۱۔ بخشش اور حصول جنت

اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کرنے کے لیے کثرت سے یہ استغفار پڑھنا چاہیے اسے کثرت سے
پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاَرْحَمْنِيْ وَاَدْخِلْنِيْ الْجَنَّةَ
اے اللہ! میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے جنت میں داخل فرما۔

۲۲۔ قبول توبہ کی دعا

اللہ کے حضور سچی توبہ کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے تاکہ توبہ قبول ہو جائے۔
رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ
اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہوں کو دھو دے اور میری دعا قبول فرما۔

۲۳۔ اچھے کاموں میں رہنمائی طلب کرنا

ہر کام میں اللہ کی رہنمائی اور توفیق حاصل کرنے کے لیے کام شروع کرتے وقت ایک مرتبہ یہ دعا

پڑھنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَ اَسْتَهِدُّكَ لِمَرَاثِدِ اَمْرِیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْكَ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ

اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے خیر کے کاموں میں تیری رہنمائی طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ لہذا میری توبہ قبول فرما بلاشبہ تو ہی میرا رب ہے۔

۲۴۔ مغفرت رحمت عافیت اور ہدایت حاصل کرنے کا استغفار

اللہ سے مغفرت رحمت عافیت رزق اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے یہ استغفار پڑھنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ اَرْحَمْنِیْ وَ عَافِنِیْ وَ اَرْزُقْنِیْ وَ اِهْدِنِیْ

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما اور مجھے ہدایت پر قائم رکھ۔

۲۵۔ بہترین دُعائے مغفرت

گناہوں کی بخشش کے لیے یہ دعا بہت موثر ہے جو شخص اسے سوتے وقت ایک مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے گا وہ ہمیشہ گناہوں سے پاک رہے گا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ وَ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کیے اور جو بعد میں کیے اور جو میں نے پوشیدہ طور پر کیے اور جو علانیہ طور پر کیے اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

۲۶۔ دوزخ سے نجات کا استغفار

آخرت میں دوزخ سے نجات کے لیے استغفار پڑھنا چاہیے۔ ہر نماز کے بعد ۷ مرتبہ استغفار پڑھنے والے کی عبادت قبول ہوگی اور آخرت میں جنت میں داخل کیا جائے گا:

آداب تلاوت

قرآن پاک کی تلاوت کرنا بڑا ہی افضل ہے نماز میں جس طرح قرآن پاک کی قرأت کرنی چاہیے اس کے مسائل پہلے بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن نماز کے باہر تلاوت قرآن پاک کے آداب اور مسائل کا جاننا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم پڑھتے رہا کرو کیونکہ نہ پڑھنے سے قرآن مجید بھول جاتا ہے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بئس ما لاحد هم أن يقول نسيت آية كيت وكيت بل نسي واستدكرو القرآن فإنه أشد تفصيلاً من صدور الرجال من النعم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بری چیز ہے واسطے ایک ان کے یہ کہ کہے میں فلاں آیت بھول گیا بلکہ کہے بلایا گیا۔ قرآن کو یاد کرتے رہا کرو۔ کیونکہ وہ لوگوں کے سینہ سے جلدی جانے والا ہے اونٹوں کی بہ نسبت۔ (بخاری شریف)

مراد یہ ہے کہ اگر اونٹوں کو نہ باندھا جائے تو وہ ادھر ادھر چلے جائیں گے ایسے ہی اگر قرآن مجید کو پڑھنا نہ جائے تو وہ بھول جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی تلاوت کی تاکید کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن پڑھا کرو تم کو ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملیں گی، سن لو میں یہ نہیں کہتا کہ اتم ایک حرف ہے بلکہ الف کی دس نیکیاں، لام کی دس نیکیاں اور میم کی دس نیکیاں، یہ تیس (۳۰) نیکیاں ہوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قرآن کو سات حرفوں (قرأتوں) پر نازل کیا گیا ہے جن میں سے ہر ایک شفاعت کرنے والا ہے۔ تلاوت قرآن پاک کے وقت مندرجہ ذیل آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

۱۔ با وضو پڑھنا

قرآن پاک کی تلاوت با وضو ہو کر کی جائے لباس بھی صاف ستھرا اور پاکیزہ ہونا چاہیے تلاوت کرتے وقت قبلہ رخ ہو کر پڑھنا مستحب ہے۔ تلاوت شروع کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھنا واجب ہے اور سورۃ کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا سنت ہے تلاوت کرتے ہوئے اگر کوئی بات کرنی پڑے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ پھر پڑھ لینی چاہیے۔

۲۔ قرآن پاک کو خوش کن آواز سے تلاوت کرنا

تلاوت اچھی آواز سے کرنی چاہیے کیونکہ اچھا انداز اور خوش کن آواز اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور سننے والوں پر اثر انداز ہوتی ہے قرآن پاک کو خوش آواز سے پڑھنے کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن کو خوش کن آواز سے تلاوت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری شریف)

۳۔ تلاوت اس وقت تک کرو جب تک دل چاہے

تلاوت توجہ سے کرنی چاہیے اور اس وقت کرنی چاہیے جبکہ انسان کی طبیعت برداشت کرے اگر مجبوری یا طبیعت کے نہ چاہنے کی صورت میں تلاوت کی جائے تو توجہ اور خلوص میں کمی پیدا ہو جاتی ہے لہذا فرمایا گیا ہے کہ تلاوت اس وقت کی جائے جب تک طبیعت مائل بہ تلاوت رہے۔

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا اُتِلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَاِذَا اُخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل چاہیں۔ جس وقت آپس میں مختلف ہوں تو اس

سے کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری شریف)

۴۔ قرآن پاک پڑھ کر بھلانے کی سزا

جو شخص قرآن پڑھ کر اس کی تلاوت نہ کرے تو لا محالہ وہ کچھ عرصہ کے بعد بھول جائے گا۔ تو اس طرح بھلانا اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہے لہذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک کو پڑھ کر بھلا دے اسے قیامت کے روز کٹے ہوئے ہاتھ سے ملاقات کرنا پڑے گی۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ امْرِئٍ يَتْلُو الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو قرآن کو پڑھتا ہو پھر اس کو بھول جائے مگر وہ قیامت کے دن کٹے ہوئے ہاتھ سے ملاقات کرے گا۔

(سنن ابوداؤد)

۵۔ تین رات سے کم میں قرآن پاک پڑھنے کی ممانعت

قرآن پاک کو مناسب وقت پڑھنا چاہئے اگر بہت جلد پڑھیں گے تو صحیح طرح سے اعراب ادا نہیں کر سکیں گے اس لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین رات سے کم میں قرآن پاک نہیں پڑھنا چاہئے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا وہ اس کو سمجھا نہیں۔ (جامع ترمذی)

۶۔ گا کر قرآن پاک پڑھنے کی ممانعت

گا کر قرآن پڑھنا درست نہیں۔ البتہ اچھی آواز اور قرأت کے ساتھ قرآن پاک مزین کرنا بہتر ہے

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَمْوَاتِكُمْ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی آوازوں کے ساتھ قرآن کو مزین کرو (سنن ابن ماجہ)

قرآن پاک کی تعظیم و تقدیس کے پیش نظر اس کو گویوں کی طرح گا کر پڑھنا مکروہ ہے۔ اس کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ گا کر پڑھنے سے کلام اپنی اصلی حالت سے تجاوز کر جاتا ہے یعنی مد اور ہمزہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ جن حروف کو لمبا کر کے پڑھنا ہوتا ہے گانے کے طرز میں وہ مختصر ہو جاتے ہیں اور جنہیں مختصر کرنا ہوتا ہے وہ طویل ہو جاتے ہیں۔ کثر حروف مدغم ہو جاتے ہیں۔ کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن پاک پڑھنے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اس سے خوف خدا پیدا ہو، نصیحت کی باتیں سن کر سامع کو نافرمانی سے ڈر لگے قرآن دلائل و براہین، قصص اور امثال سن کر عبرت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا جو قرآن میں کیے گئے ہیں امیدوار بنے یہ تمام فوائد گا کر پڑھنے میں ختم ہو جاتے ہیں۔

۷۔ بلند یا پست آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت

تلاوت خواہ اونچی آواز سے کرو یا پست آواز سے کرو اس کے متعلق نبی پاک کا ارشاد فرمایا ہے کہ
عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو بلند آواز سے پڑھنے والا ظاہر صدقہ کرنے کی مانند ہے۔ قرآن کو آہستہ پڑھنے والا پوشیدہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے (جامع ترمذی)

جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جبکہ وہ مجمع بغرض سننے کے ہے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگر اور اپنے کام میں ہوں مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے لوگ نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر

دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لیے مقرر نہ ہو تو پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا تو اس پر گناہ۔
جہاں کوئی شخص علم دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علم دین کی تکرار کرنے یا مطالعہ کرتے دیکھتے ہوں وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔ قرآن مجید سننا تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔

۸۔ قرآن مجید کو صحیح قرأت سے پڑھنا

قرآن کو صحیح قرأت سے پڑھنا چاہیے۔ قرأت کے بارے میں بخاری میں درج شدہ روایت یہ ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدَّامَدَّ أَتَمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَمْدُ بِبِسْمِ اللَّهِ وَيَمْدُ بِالرَّحْمَنِ وَيَمْدُ بِالرَّحِيمِ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کیونکر تھی۔ کہا۔ لمبی قرأت تھی۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھی۔ بِسْمِ اللَّهِ کے ساتھ آواز لمبی فرماتے اور رحمن اور رحیم کے ساتھ لمبی فرماتے۔

۹۔ ختم قرآن کب بہتر ہے

گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور جاڑوں میں اول شب کو کہ حدیث میں ہے جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس میں ابتدائے شب میں ختم کیا صبح تک استغفار کرتے ہیں اس حدیث کو دارمی نے سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا تو گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم کرنے میں استغفار ملائکہ زیادہ ہوگی۔ اور جاڑوں میں راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔

۱۰۔ لیٹ کر قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں

لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو یوں ہی چلنے اور کام کرنے کی

حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جبکہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے۔ غسل خانہ اور نجاست والی جگہوں میں قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۱۱۔ غلط پڑھنے والے کو صحیح بتلانا واجب ہے

جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ بتادے بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ اسی طرح اگر کسی کا قرآن مجید اپنے پاس عاریت ہے اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے بتادینا واجب ہے۔

۱۲۔ بوسیدہ قرآن کو جلانا منع ہے

قرآن شریف اگر بوسیدہ ہو کر پڑھنے کے قابل نہیں رہ گیا تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیں۔ اور اس کے لیے لحد بنائی جائے تاکہ مٹی اس کے اوپر نہ پڑے۔ قرآن شریف کو جلانا نہیں چاہیے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۱۳۔ قرآن پاک کا ادب کرنا چاہیے

قرآن شریف کو پیٹھ نہ کی جاتے۔ نہ اس کی طرف پاؤں پھیلائیں۔ نہ اس سے اونچی جگہ بیٹھیں۔ نہ اس پر کوئی کتاب رکھیں اگرچہ حدیث و فقہ کی کتاب ہو۔ غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن شریف پڑھنا جائز ہے۔

سجدہ سہو

سہو کا مطلب بھول کر کسی بات کا رہ جانا چنانچہ نماز میں اگر بھول کر نسیان سے یا شک سے کچھ کمی یا زیادتی ہو جائے تو اس کی بیشی کی تلافی کے لیے نماز کے آخری قعدہ میں دو (۲) سجدے کرنے کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے یہ سجدہ واجب ہے اس کا جواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق تم میں سے کوئی شخص جس وقت کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اس کے پاس شیطان آیا شبہ ڈالتا ہے اس پر یہاں تک کہ نہیں جانتا کہ کتنی نماز پڑھی تو ایسی حالت میں اسے چاہئے کہ دو سجدے کرے اس حالت میں کہ وہ بیٹھا ہو۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو شیطان وسوسے کے ذریعے بھلا دیتا ہے جس سے نماز میں کمی یا بیشی کا گمان پیدا ہو جاتا ہے اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے تو اس حال میں سجدہ سہو کر کے نماز درست ہو جاتی ہے۔

۱۔ سجدہ سہو کا طریقہ

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخری قعدے میں التحیات پڑھ لینے کے بعد دائیں طرف سلام پھیرے اور اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے میں تین تسبیح پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھے، اطمینان سے بیٹھے پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائے سجدے میں تسبیح پڑھے اس کے بعد یعنی دو (۲) سجدے مکمل کر لینے کے بعد اٹھے اور قعدے میں بیٹھ جائے اور حسب دستور پھر التحیات درود شریف

اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے اور اس طرح نماز مکمل کرے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَى فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی لوگوں کو پھر بھول گئے پھر دو (۲) سجدے کیے پھر التحیات پڑھی پھر سلام پھیرا۔

۲۔ سجدہ سہو جن صورتوں میں ضروری ہے

(۱) نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو سجدہ سہو ادا کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

(۲) کسی واجب کے ادا کرنے میں کچھ تاخیر ہو جائے یہ تاخیر بھول کر ہو جائے یا کچھ سوچنے کی وجہ سے ہو جائے مثلاً کوئی شخص سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد خاموش کھڑا رہے اور پھر کچھ وقفہ کے بعد سورت پڑھے۔

(۳) کسی فرض کے ادا کرنے میں تاخیر ہو جائے یا کسی فرض کو مقدم کر دیا جائے مثلاً قرأت کرنے کے بعد رکوع کرنے میں دیر کر لینا، یا رکوع میں جانے سے پہلے سجدہ میں جانے کی کوشش کر لینا۔

(۴) نماز میں کسی چیز کو ضرورت سے زائد کر لینا مثلاً دو (۲) رکوع کر لینا۔

(۵) کسی واجب کی کیفیت بدل دی جائے مثلاً سری نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کر لی جائے یا جہری نمازوں میں آہستہ قرأت کر لی جائے مثلاً ظہر عصر میں بلند آواز سے قرأت کر لی اور مغرب، عشاء یا فجر میں آہستہ قرأت کر لی۔

۳۔ کم رکعات پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دفعہ نماز پڑھی کہ اس کی رکعات میں کمی ہوگئی تو اس پر جتنی نماز کم ہوئی تھی اسے دوبارہ پڑھا گیا اور سجدہ سہو کیا گیا تو اس طرح نماز درست ہوگئی اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت حسب ذیل ہے۔

عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَحَدَى صَلَوَتِي الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ قَدْ سَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَكِنْ نَسِيتُ اَنَا قَالَ
فَصَلَّيْ بِنَارِ كُعْتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلَى خَشْبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاَنَكَا عَلَيْهَا
كَأَنَّهُ غَضَبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَشَبَّكَ بَيْنَ اصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ
الْاَيْمَنَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَخَرَجَتْ سُرْعَانُ الْقَوْمِ مِنْ ابْوَابِ الْمَسْجِدِ
فَقَالُوا قَصِرَاتِ الصَّلَاةِ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَفَنَهَا بِأَنَّ يَكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ
رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَنَسِيتُ أَمْ قَصِرَتِ
الصَّلَاةُ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ فَقَالَ اَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ
فَصَلَّى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ اطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ
وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُولُ نَبِئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ
سَلَّمَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَلَغُظَّةٌ لِلْبُخَارِيِّ وَفِي أُخْرَى لَهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلْ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ
ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ.

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی ایک دو (۲) نمازوں میں سے کہ بعد زوال کے
ہیں کہا ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے کہ تحقیق نام لیا اس نماز کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لیکن میں
بھول گیا ابو ہریرہ نے کہا کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سلام پھیرا پھر
لکڑی کی طرف کھڑے کہ عرض میں تھی مسجد میں اس پر تکیہ لگایا گویا کہ غصے تھے اور رکھا داہنا ہاتھ
بائیں ہاتھ پر اور انگلیاں انگلیوں میں ڈالیں اور رکھا رخسار اپنا اوپر بائیں ہاتھ کی پشت کے اور
نکلے جلد بار لوگ مسجد کے دروازہ سے اور کہا انھوں نے کہ کم ہو گئی ہے نماز اور صحابہ میں بھی مسجد میں
جو باقی رہے حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے ڈرے دونوں حضرت سے کلام کرنے سے
اور صحابہ میں ایک شخص لمبے ہاتھوں والا تھا اس کو ذوالیدین کہا جاتا تھا کہا، اس نے اے اللہ کے
رسول کیا بھول گئے آپ یا کم ہو گئی نماز پس فرمایا حضرت نے نہیں بھولا میں اور نہ کم ہوئی نماز پھر
فرمایا کیا تم بھی کہتے ہو جیسے ذوالیدین کہتا ہے صحابہ نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے
بڑھے پھر نماز پڑھی جو کہ چھوڑ دی تھی پھر اس پر سلام پھیرا تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے معمول کے

مطابق یا اس سے لمبا پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے مومول کے مطابق یا اس سے لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی پس اکثر سوال کیا لوگوں نے ابن سیرین سے پھر سلام پھیرا پس کہتے تھے کہ خبر دیا گیا میں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر سلام پھیرا اور اس کے لفظ بخاری کے لیے ہیں۔ ان دونوں کے لیے ایک اور روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لم انس ولم تقصر کے سب یہ نہ تھا۔ کہا ذوالیدین نے تھا کچھ اس میں سے اے اللہ کے رسول۔

۴۔ قعدہ چھوٹ جانے کی صورت میں سجدہ سہو

چار رکعت یا تین رکعت والی نماز میں اگر کوئی درمیانی قعدہ میں بیٹھنا بھول جائے تو اس صورت میں آخری قعدہ میں سجدہ سہو ادا کرنے سے نماز درست ہو جاتی ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے طرز عمل کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَحِينَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ ثُمَّ يَجْلِسُ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَسْلِمَ ثُمَّ سَلَّمَ.

حضرت عبداللہ تحسینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی صحابہ کو ظہر کی کھڑے ہوئے پہلی دو رکعت میں نہیں بیٹھے۔ کھڑے ہوئے حضرت کے ساتھ لوگ یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے اور منتظر ہوئے لوگ پھرنے کے تکبیر کہی حضرت نے اس حالت میں کہ آپ بیٹھے تھے پس دو سجدے کیے سلام پھیرنے سے پہلے پھر سلام پھیرا۔ (صحیح بخاری)

۵۔ شک کی صورت میں سجدہ کرنے کا حکم

نماز پڑھتے ہوئے اگر شک پیدا ہو جائے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا کہ چار تو اس صورت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو (۲) سجدوں کے ذریعے سے اس کا ازالہ کرنا چاہیے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حسب ذیل ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَوتِهِ فَلَمْ يَدْرِكْ رَكْعَتَيْنِ ثَلَاثًا وَأَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَوتَهُ وَإِنْ كَانَ صَلَّى تَمَامًا لِارْبَعٍ كَانَتْ تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَى زَيْدٍ وَفِي رِوَايَتِهِ شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ.

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ابوسعید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت شک کرے ایک تمھارا اپنی نماز میں نہ جانے کتنی نماز پڑھی ہے تین رکعت یا چار رکعت پس چاہئے کہ دور کرے شک اور بنا کرے اس چیز پر یقین رکھتا ہے پھر دو (۲) سجدے سلام پھیرنے پہلے اگر نماز پڑھی اس نے پانچ رکعت جفت کر دیں گے یہ سجدے واسطے اس کے نماز اس کی اور اگر نماز پڑھی اس نے پوری چار ہوں گے یہ سجدے ذلت شیطان کے لیے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور روایت کیا امام مالک نے عطاء سے بطریق ارسال کے اور امام مالک کی ایک روایت میں ہے کہ جفت کر دے گا نمازی ان پانچ رکعت کو ان دو سجدوں کی ساتھ۔

۶۔ مقررہ تعداد سے زیادہ رکعت پر سجدہ سہو کرنے کا حکم

مقررہ تعداد سے اگر زیادہ رکعت پڑھی جائیں تو اس صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہئے یعنی چار رکعت والی نماز میں اگر کوئی شخص پانچ رکعت پڑھ جائے یا دو (۲) رکعت والی نماز میں اگر کوئی بھول کر تین رکعت پڑھ جائے تو ایسی صورت حال میں سجدہ سہو ادا کرنے سے نماز درست ہو جائے گی کیونکہ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا واقعہ خود یوں بیان فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا أَصَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أُنْسِي كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكَّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَوتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيَتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی

نماز پڑھائی پانچ رکعت آپ کے لیے کہا گیا کیا نماز میں زیادتی کی گئی ہے فرمایا کیا سبب، صحابہ نے عرض کی آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھی ہے پس سجدے کیے حضرت نے سلام کے بعد دو سجدے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل آدمی ہوں۔ بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو جس وقت بھول جاؤں یاد کرادو مجھ کو اور جس وقت کہ شک کرے ایک تمہارا اپنی نماز میں چاہیے کہ قصد کرے صواب کا چاہیے کہ پورا کرے اس پر سلام پھیرے پھر سجدے کرے دو سجدے۔ (بخاری شریف)

۷۔ مسائل سجدہ سہو

سجدہ سہو کے بارے میں فقہی مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بھول کر سورۃ فاتحہ دوبارہ پڑھنا

اگر فرض نماز میں الحمد کو بھول کر دوبارہ پڑھ دے تو پہلے دو گانہ میں پڑھی ہے تو سجدہ سہو کرے اور دوسرے دو گانہ میں پڑھی ہے تو سجدہ سہو نہ کرے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۲۔ سورہ فاتحہ پڑھتے وقت سہو ہونا

اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں اور واجب سنت اور نفل نماز کی کسی رکعت میں فاتحہ پڑھتے ہوئے سہو ہو جائے اور لوٹا کر پڑھے تو فاتحہ کا اکثر حصہ (کم از کم چار آیات) لوٹانے سے سجدہ سہو واجب ہوگا کم سے نہیں۔ (شامی۔ درمختار)

۳۔ واجب بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو

فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں اور واجب، سنت اور نفل نماز کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اس لیے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو کرے۔

۴۔ الحمد کے بعد التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو

اگر (پہلی رکعت میں) الحمد سے پہلے التحیات پڑھ دی تو سجدہ سہو واجب نہیں چاہے پوری التحیات پڑھے یا ادھوری البتہ اگر (سوائے فرض کے دوسرے دو گانہ کے کسی رکعت میں) الحمد کے

بعد کم از کم (تین لفظ) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوْتُ پڑھ دے تو سجدہ سہو واجب ہے۔

۵۔ الحمد سے پہلے سورت کا پڑھنا

اگر بھولے سے نماز میں الحمد کی جگہ سورت پڑھ جائے یا سورۃ کی جگہ الحمد پڑھ دے یا درمیان کا قعدہ بھول جائے یا غیر نفل نماز کے درمیان کے قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف بھی پڑھ دے یا اخیر کے قعدہ میں کھڑا ہو جائے تو ان سب سورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے (ردالمختار)

۶۔ پہلے قعدہ میں بھول کر التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا

اگر (فرض واجب اور سنت مؤکدہ) نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد بھولے سے درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا زیادہ تو جہاں یاد آئے وہیں سے چھوڑ کر کھڑا ہو جائے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ (مراقی وغیرہ) اگر نماز میں کسی جگہ غلط کو درست کر کے صحیح پڑھ دیا تو نماز ہوگئی اور اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا (شرح تنویر) البتہ اس صورت میں اگر پوری فاتحہ پڑھ کر پھر پھر تمام لوٹائے تو سجدہ سہو واجب ہے (کبیری)

۷۔ سورت پڑھتے ہوئے رک جانے کی صورت

اگر الحمد کے بعد بقدر ضرورت قرأت کر چکنے پر سورت میں کہیں۔ اٹک جائے اور یاد نہ آتا ہو تو فوراً رکوع کر دینے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔ (شامی)

۸۔ نماز میں ایک سجدہ بھول جانا

اگر نماز میں ایک سجدہ بھول جائے تو جب یاد آئے اسی وقت ادا کر لے۔ پھر جس رکن سے اس سجدہ میں آیا ہے اسی کی طرف چلا جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ (ردالمختار)

۹۔ پہلے قعدہ میں التحیات لوٹا کر پڑھنا

اگر کوئی (فرض، واجب یا سنت مؤکدہ) نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات کو بھولے سے لوٹا کر پڑھے تو آدھی یا آدھی سے کم التحیات دوبارہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا اور اگر آدھی سے زیادہ پڑھ دے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ (خلاصۃ الفتاوی)

۱۰۔ قرأت میں زائد الفاظ کا ملنا درست نہیں

اگر قرأت نماز میں کسی نے بھول کر (مثلاً) سورہ بقرہ میں وَرُسُلِهِ کے بعد وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرٍ وَشَرِّہ پڑھ دیا تو سجدہ سہو واجب نہیں کیوں کہ یہ الفاظ خلاف قرآن ہیں نماز نہ ہوگی۔

۱۱۔ سورت کو دو دفعہ پڑھنے میں سجدہ سہو نہیں

سورۃ کو دو دفعہ پڑھنے میں سجدہ سہو نہیں ہے کیونکہ اس کو لمبی قرأت سمجھا جائے گا اور التحیات اگر پہلے قعدہ میں دو بار پڑھی ہے تو سجدہ واجب ہوگا اور اگر آخری قعدہ میں پڑھی ہے تو واجب نہ ہوگا۔

۱۲۔ سجدہ سہو کا واجب ہونا

اگر کوئی شخص (نماز کے کسی) قعدہ میں التحیات کے بجائے الحمد پڑھ دے تو کم از کم الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (اور کچھ اور پڑھ دے تو کم از کم تین الفاظ) پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔

۱۳۔ فرض نماز میں سورت ملنا بھول جانے سے سجدہ سہو کرنا چاہیے

فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملنا بھول جائے تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملا دے اور سجدے سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملا دے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملنا یاد نہ رہا۔ نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں اور آخر میں یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۱۴۔ قرأت میں بلند یا آہستہ آواز میں سجدہ سہو کی ضرورت

اگر آہستہ آواز کی فرض نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیے البتہ اگر اتنی تھوڑی قرأت کی جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے یا آہستہ نکل گئے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

۱۵۔ اذکار نماز کی بے ترتیبی

نیت باندھنے کے بعد **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ** کی جگہ دعائوت پڑھنے لگایا وتر میں دعائوت کی جگہ **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ** پڑھ دیا پھر جب یاد آیا تو دعائوت پڑھی یا فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگایا الحمد کے ساتھ ملا دی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری) نماز وتر میں بھولے سے دُعاے قنوت لوٹا کر پڑھنے یا دوبارہ پڑھ دینے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

۱۶۔ قعدہ میں ایک سے زائد مرتبہ التحیات پڑھنا

دو سے زیادہ رکعت نفل نماز میں دو رکعت بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے اس لیے نفلوں (یا غیر مؤکدہ سنتوں) کے درمیانی قعدہ میں اگر کوئی بھولے سے درود شریف پڑھ دے تو سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جائے تو بھی سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔ (روالمختار)

۱۷۔ درمیانی تشہد بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو

اگر چار رکعت (سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ) نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیے۔ اگر سجدہ کر لیا (اور درمیانی تشہد کے لیے نہ بیٹھا) تو خیر تب بھی (چار رکعت ادا کرنے سے) نماز ہوگئی اور سجدہ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے (شرح تنویر)

۱۸۔ دو رکعت پڑھ کر کھڑا ہونے کی صورت وجوب سجدہ سہو

تین یا چار رکعت والی (فرض یا واجب) نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر نیچے کا آدھا دھڑا بھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑا ہو اور ایسی حالت میں سجدہ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑا سیدھا ہو گیا تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑا ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے فقط آخر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے اگر سیدھا کھڑا ہونا جانے کے بعد پھر لوٹ کر التحیات پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور سجدہ سہو کرنا اب بھی واجب

ہوگا۔ (ردالمحتار)

۱۹۔ نماز پڑھتے ہوئے رک جانا

اگر نماز پڑھتے پڑھتے درمیان میں کسی جگہ رک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور سوچنے میں کم از کم تین دفعہ سبحان اللہ، کہنے کی مقدار میں دیر لگ گئی تو اخیر میں سجدہ سہو کرے اگر چار رکعت والی نماز میں بھولے سے پہلی یا تیسری رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھ گیا اور تین دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار میں دیر لگ گئی یا کم از کم اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ پڑھ دیا تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم بیٹھا یا پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

۲۰۔ امام کا قعدہ اولیٰ میں بھول جانا

اگر امام یا اکیلا آدمی فرض یا واجب نماز کی آخری مثلاً چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو اگر نیچے کا دھڑا بھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات درود شریف وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہو تب بھی بیٹھ جائے بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکا ہو یا رکوع بھی کر چکا ہو تب بھی بیٹھ جاوے اور التحیات پڑ کے سجدہ سہو کر لے البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو نماز پھر سے پڑھے، یہ نماز نفل ہوگئی، ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ کر لے سجدہ سہو نہ کرے اور اگر ایک رکعت نہیں ملائی، پانچویں پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک رکعت بے کار گئی (شرح تنویر) لیکن اگر سنت مؤکدہ کے قعدہ اخیر کو بھول کر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا پھر ایک رکعت اور ملا کے سجدہ سہو کیا تو چار سنت مؤکدہ صحیح ہو جائیں گی اور زائد دور کعتیں نفل ہو جائیں گی۔

(امداد الفتاویٰ)

۲۱۔ آخری قعدہ میں بھول کر کھڑے ہو جانا

اگر فجر کی سنت یا فرض اور عصر کی فرض نماز کا قعدہ اخیرہ کر کے بھولے سے کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ ایک رکعت اور پڑھ لی تب یاد آیا تو فوراً بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے نماز درست کر لے (درمختار) یا ایک رکعت اور ملا لے لیکن فجر و عصر کے فرض اور فجر کی سنتوں کے بعد (نفل کی ممانعت ہونے کی وجہ سے اس موقع پر ایک رکعت مزید ملانا بہتر ہے) (شامی) اگر کسی نے قعدہ اخیرہ میں پہنچ کر التحیات پڑھی پھر درود یا دعا کے

دوران خیال آیا کہ فلاں بات پر سجدہ سہو کرنا تھا جو یاد نہیں رہا تو اب یاد آتے ہی فوراً ایک طرف سلام پھیر کر (اور سلام پھیرتے ہوئے یا دونوں طرف پھیر کر یاد آئے تو بھی اس کے بعد) دو سجدے کرے پھر التحیات درود اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے دے (فتاویٰ عالمگیری)

۲۲۔ فرض نماز کی چوتھی رکعت میں بیٹھ کر کھڑے ہو جانا

اگر فرض نماز کی آخری (مثلاً) چوتھی رکعت پر بیٹھا اور التحیات پڑھ کے کھڑا ہو گیا تو سجدہ کرنے سے پہلے جب یاد آئے بیٹھ جاوے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کے سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کر لے چار فرض ہو گئیں اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدہ سہو بھی کرے۔ اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کر لیا تو برا کیا۔ چار فرض ہوئے اور ایک رکعت بے کار گئی (روالمختار) اسی طرح دو یا تین رکعت والی فرض یا واجب اور دو یا چار رکعت والی سنت مؤکدہ نماز کے لیے سمجھ لیں۔

۲۳۔ چار کی بجائے تین رکعت پڑھ جانا

اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور تین پر سلام پھیر دیا اور پھر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے مثلاً بول پڑا یا سینہ قبلہ سے پھر گیا تو دو رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک بے کار گئی وہ نماز پھر سے پڑھے۔ (روالمختار)

۲۴۔ چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرنا

اگر تین یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھ کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے یاد آنے پر کھڑے ہو کر باقی رکعت پڑھ لے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اگر نماز پوری ہو چکنے اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کسی نمازی کو گمان ہوا کہ اس کی فرض کی چار رکعتوں کے بجائے تین رکعتیں ہوئی ہیں اور وہ اس خیال سے باقی رکعت پڑھنے کھڑا ہو گیا پھر اسی رکعت کے دوران یاد آیا کہ نہیں تمام رکعتیں ٹھیک ہو کر نماز پوری ہو چکی ہے تو وہ (رکوع کے بعد یاد آنے اور یہ نماز عصر کی نہ ہونے کی صورت میں) اس زائد رکعت کو پوری کر کے ایک رکعت اور ملا لے۔ اس کی چار رکعتیں پوری ہو جائیں گی اور دو نفل۔ اس صورت میں اسے آخر میں سجدہ سہو کرنے کی

بھی ضرورت نہیں۔ اور اگر یاد آنے پر اسی وقت سلام پھیر کے نماز سے نکل آئے تب بھی فرض نماز درست ہو جائے گی (فتاویٰ عالمگیری)

۲۵۔ دُعائے قنوت پڑھنا بھول جانا

اگر وتر کی تیسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھنا بھول گیا اور جب رکوع میں چلا گیا تب یاد آیا تو اب لوٹ کر دعاء قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے اخیر میں سجدہ سہو کر لے (راوی المختار) اگر رکوع میں جانے کے بعد پھر لوٹ کر دُعائے قنوت پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور سجدہ سہو اب بھی واجب ہے۔ (شرح البدایہ)

۲۶۔ آخری قعدہ میں جب سجدہ یاد آئے تو کر لے

سجدہ سہو واجب ہو گیا تھا اور کسی نے تشہد کے بعد جان کر یا بھولے سے ادا نہ کیا یہاں تک کہ درود یا دعا پڑھنے لگا تو اب سجدہ سہو کر لے (عالمگیری)

۲۷۔ ایک سے زائد سہو پر ایک سجدہ سہو

اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو جائیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سہو سب کی طرف سے ہو جائے گا۔ ایک نماز میں دو دفعہ سجدہ سہو نہیں کیا جاتا۔ (روالمختار)

۲۸۔ سلام پھیرتے وقت سجدہ سہو کا یاد آنا

سجدہ سہو واجب تھا اور کسی نے جان کر یا بھول کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے، سجدہ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے (روالمختار) ایسی صورت میں بغیر سلام پھیرے سجدہ سہو کرے، اگر سجدہ سہو نہ کرے گا تو نماز کو لوٹانا واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ)

۲۹۔ سجدہ سہو کے بعد سجدہ سہو والا فعل ہونے سے پہلا سجدہ سہو کافی ہوگا

سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدہ سہو کافی ہے، اب پھر سجدہ سہو نہ کرے۔

متعلقات نماز

متعلقات نماز وہ امور ہیں جن کا تعلق داخلی یا خارجی طور پر نماز سے ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ واجباتِ نماز

واجبات نماز وہ اعمال ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کوئی عمل رہ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا یا قصد اکوئی واجب چھوڑا تو نماز کا لٹانا واجب ہے۔ واجب کا ترک کر دینا اچھا نہیں۔ قصد اواجب چھوڑنے سے گناہ ہوتا ہے۔ واجبات نماز حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔

۲۔ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

۳۔ سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے لیکن فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت پڑھنا واجب نہیں۔ سورت کی بجائے ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیات بھی ملا کر پڑھ سکتے ہیں۔

۴۔ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا واجب ہے۔

۵۔ الحمد کو دوسری سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔

۶۔ قرأت کے بعد فوراً رکوع کرنا اور پھر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا واجب ہے۔

۷۔ سورت فاتحہ کے آخر میں اور سورت سے پہلے آمین کہنا۔

۸۔ تعدیل ارکان یعنی رکوع اور سجدہ کو اچھی طرح اطمینان سے ادا کرنا۔

۹۔ جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھ جانا۔ لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے

نزدیک رکوع اور سجود کی طمانینت اور قومہ اور جلسہ میں اطمینان سے ٹھہرنا۔ یہ چاروں فرض ہیں۔ ان کے نہ ہونے سے نماز درست نہیں ہوتی۔

۱۰۔ یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے قعدہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنا۔ نفلوں میں بھی قعدہ اولیٰ واجب ہے۔

۱۱۔ قرأت، رکوع میں سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکنا واجب ہے۔ ترتیب رکعات کی صورت یہ ہے کہ مثلاً چار رکعتوں میں اگر کسی کو صرف آخری رکعت ملی تو اب وہ کھڑا ہو کر پہلے قرأت والی دو گانہ کو، پھر بلا قرأت والی کو ادا کر لے۔

۱۲۔ دونوں قعدوں میں تشہد یعنی التحیات پڑھنا۔

۱۳۔ امام کو نماز فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں بلند آواز سے قرأت کرنا اور ظہر اور عصر اور دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

۱۴۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز سے علیحدہ ہونا۔

۱۵۔ نماز وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر دُعاۓ قنوت پڑھنا۔

۱۶۔ نماز عیدین یعنی عید الفطر اور عید الفصحی کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا واجب ہے۔

۱۷۔ ہر جہری نماز یعنی مغرب عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر، جمعہ، عیدین تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں کی ہر رکعت میں امام کو بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔

۱۸۔ ہر رکوع کو ایک بار کرنا ہی واجب ہے۔

۱۹۔ آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے۔

۲۰۔ قرأت کے سوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا واجب ہے۔

مسائل واجبات

مندرجہ بالا واجبات کے علاوہ مزید مسائل حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱۔ کسی قعدہ میں تشہد کا کچھ حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۲۔ آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں سہواً تین آیت یا زیادہ کی تاخیر ہوئی تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۳۔ سورت پہلے پڑھی اس کے بعد الحمد۔ یا الحمد و سورت کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کی

مقدار خاموش رہا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۴۔ الحمد کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ ۵۔ ایک رکعت میں تین سجدے کئے یا دو رکوع یا قعدہ اولیٰ بھول گیا تو سجدہ سہو کرے۔
 مسئلہ ۶۔ جو چیزیں فرض و واجب ہیں مقتدی پر واجب ہے کہ امام کے ساتھ انھیں ادا کر بشرطیکہ کسی واجب کا تعارض نہ پڑے اور تعارض ہو تو اسے فوت نہ کرے بلکہ اس فرض یا واجب کو ادا کر کے امام کا ساتھ دے مثلاً امام تشهد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے ابھی پورا نہیں پڑھا تو مقتدی پر واجب ہے کہ پورا کر کے کھڑا ہو۔
 مسئلہ ۷۔ سنت میں امام کی متابعت سنت ہے۔

۲۔ نماز کی سنتیں

نماز میں جو امور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں لیکن ان کی تاکید فرض اور واجب سے کم ہے انھیں سنت کہا جاتا ہے۔ ان امور میں اگر کوئی کام سہواً چھوٹ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی انسان گنہگار ہوتا ہے اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہے البتہ ان کے چھوڑنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے لہذا اہل تقویٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کی سنتوں پر ضرور عمل کریں کیونکہ یہ وہ امور ہیں جن پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود عمل کیا ہے۔ نماز کی سنتیں حسب ذیل ہیں۔
 ۱۔ تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا سنت ہے۔

۲۔ تکبیر کے وقت ہتھیلیوں اور ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑنا یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔

۳۔ ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو رکھنا سنت ہے۔

۴۔ بوقت تکبیر سر نہ جھکانا سنت ہے۔

۵۔ تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا۔ یو ہیں تکبیر قنوت و تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے۔ اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں۔

۶۔ امام کا بلند آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور سلام کہنا۔ جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا بہتر نہیں۔ مقتدی و منفرد کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنے کی حاجت نہیں صرف اتنا ضروری ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ خود سن سکے۔

۷۔ تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ یوں باندھے کہ مرد ناف کے نیچے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کلائی

کے جوڑ پر رکھے۔ چھنگلی اور انگوٹھا کلائی کو پکڑیں، اور باقی انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر بچھا دے۔

۸۔ ثناء یعنی سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ آخر تک پڑھنا سنت ہے۔

۹۔ پھر تعوذ یعنی اعوذ باللہ اور پھر تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔

۱۰۔ قرأت سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔

۱۱۔ ثناء تعوذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

۱۲۔ رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔

۱۳۔ رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہنا سنت ہے۔

۱۴۔ رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور انگلیاں خوب کھلی ہوئی رکھنا سنت ہے

۱۵۔ حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا سنت ہے۔

۱۶۔ ہر تکبیر میں اللہ اکبر کی رکوع جزم پڑھنا سنت ہے۔

۱۷۔ رکوع میں پیٹھ خوب نیچھی رکھنا۔ یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر

جائے۔

۱۸۔ رکوع سے اٹھ کر ہاتھ نہ باندھنا بلکہ لٹکا ہوا چھوڑ دینا۔

۱۹۔ رکوع سے اٹھنے میں سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنا سنت ہے۔

۲۰۔ مقتدی کے لئے ربنا لک الحمد کہنا سنت ہے۔

۲۱۔ منفرد کو دونوں کہنا یوں کہ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہوا رکوع سے اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو کر

ربنا لک الحمد کہے۔

۲۲۔ سجدے کے لئے اور سجدے سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔

۲۳۔ سجدے میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنا سنت ہے۔

۲۴۔ سجدے میں ہاتھ زمین پر رکھنا سنت ہے۔

۲۵۔ سجدے میں جاتے ہوئے امین پر پہلے گھٹنے پھر ناک اور پھر پیشانی رکھنا سنت ہے۔

۲۶۔ سجدے سے اٹھتے وقت اس کا عکس کرنا یعنی پہلے پیشانی اٹھانا پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھانا

سنت ہے۔

۲۷۔ سجدے میں بازو کروٹوں سے جدا رکھنا اور پیٹ رانوں سے اور کلائیوں زمین پر نہ بچھانا۔ مگر

جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے۔

۲۸۔ دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھنا۔ اور اگر کسی عذر سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتا ہو تو پہلے

دایہاں رکھے پھر بایاں۔

۲۹۔ جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان وقفہ میں مثل تشہد کے بیٹھنا یعنی بایاں پاؤں بچھانا اور

دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا۔ اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا سنت ہے لیکن انگلیوں کے سرے قبلہ رو رہیں۔

۳۰۔ سجدے میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ زمین پر اس طرح لگانا کہ سرے قبلہ رو رہیں۔

۳۱۔ سجدوں سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہات رکھ کر اٹھنا سنت

ہے۔

۳۲۔ دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر

رکھ کر اٹھنا سنت ہے۔

۳۳۔ حالت تشہد میں دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رو کرنا سنت ہے۔

۳۴۔ حالت تشہد میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا اور انگلیوں کو اپنی اصلی حالت میں اس طرح چھوڑنا

کہ نہ کھلی ہوئی ہوں، نہ ملی ہوئی ہوں۔

۳۵۔ انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونے چاہئیں۔

۳۶۔ تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلاَّہَ پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا، جسے سب ابہ کہا جاتا ہے کیونکہ حدیث

پاک میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے تو انگلی سے اشارہ کرتے حرکت نہ

دیتے (سنن ابوداؤد۔ سنن نسائی) اور ترمذی و نسائی و بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دو انگلیوں سے اشارہ کرتے دیکھا تو

فرمایا تو حید کر، تو حید کر یعنی ایک انگلی سے اشارہ کر۔

۳۷۔ قعدہ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لئے زمین پر ہاتھ رکھے بغیر گھٹنوں پر زور دے کر اٹھنا

لیکن حالت عذر میں اس کی بھی اجازت ہے۔

۳۸۔ آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

۳۹۔ درود کے بعد مسنون دعا پڑھنا سنت ہے۔

۴۰۔ پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف منہ پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللہِ دوبار کہنا اور

امام کے لئے سنت یہ ہے کہ دونوں سلام بلند آواز سے کہے مگر دوسرا بہ نسبت پہلے کی پست آواز سے کہے۔
۴۱۔ امام کے لئے سلام پھیرتے وقت تمام مقتدیوں اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا سنت ہے۔

۳۔ مستحبات نماز

مستحب وہ فعل ہے جس کے کرنے کو شرعی لحاظ سے پسند کیا گیا ہے لیکن چھوڑنے پر کوئی ناپسندی بھی نہیں۔ اس کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنے پر کچھ گناہ نہیں۔ نماز میں کچھ امور مستحبات ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ مرد اگر چادر وغیرہ اوڑھے ہوئے ہوں تو تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت چادر وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال لینا اور عورتوں کو دوپٹے کے اندر ہی سے ہاتھ باہر نکالے بغیر تکبیر تحریمہ کہنا مستحب ہے۔
- ۲۔ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ پر اور رکوع میں قدموں کی پیٹھ پر اور جلسہ اور قعدہ میں اپنی گود پر، اور سلام کے وقت اپنے مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔
- ۳۔ اگر نمازی اکیلا ہے تو رکوع اور سجدہ میں تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح پڑھنا مستحب ہے لیکن تعداد میں طاق عدد کا لحاظ رکھے مثلاً پانچ سات یا نو مرتبہ کہے۔ اور اگر امام رکوع و سجود میں کافی دیر ٹھہرتا ہو تو مقتدیوں کو بھی تین سے زیادہ مرتبہ تسبیحات پڑھنا مستحب ہے۔
- ۴۔ جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکنے کی کوشش کرے کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔
- ۵۔ جمائی میں منہ بند رکھنا اور کھل جائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ کی پشت سے اور باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے یا دونوں حالتوں میں آستین سے منہ ڈھانکنا۔ منہ بند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں اور خارج نماز کے جمائی لینا مکروہ ہے اور کھڑے ہونے میں داہنا ہاتھ اس لئے کہا کہ ایک ہی ہاتھ میں حرکت ہو۔ نچلے ہونٹ کو دانتوں کے نیچے دبانے سے جمائی عموماً رک جاتی ہے۔ اگر ہونٹ کو دانتوں کے نیچے دبا کر جمائی روکنے کی کوشش نہ کی تو مکروہ ہوگا۔

۶۔ تکبیر تحریمہ سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا مستحب ہے

اِنِّیْ وَجْهٌیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحِیَّایْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اَمَرْتُ

وَإِنَّا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝

میں نے سپرد کیا اپنے چہرہ کو اس ذات کے ہئے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو، یکسو ہو کر اور نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کی لئے ہے جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا، نہیں شریک اس کے لئے اور ساتھ اسی کے مجھے حکم ملا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

۴۔ مُفْسِدَاتِ نَمَاز

ایسے امور جن کا نماز میں کرنا منع ہے کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ انہیں مفسداتِ صلوٰۃ کہا جاتا ہے ان مفسدات کا دوسرا نام نواقص نماز بھی ہے۔ نماز ٹوٹ جانے کی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنی پڑتی ہے۔ مفسدات نماز حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کلام کرنے سے نماز کا ٹوٹنا

نماز میں کلام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ نماز میں خاموش رہو اور کسی سے بات چیت نہ کرو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ نماز میں کلام مت کرو۔ نیز فرمایا کہ نمازوں میں بات چیت کرنا مناسب نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر یا سہواً کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کلام کم ہو یا زیادہ ہر صورت میں نماز جاتی رہے گی۔

۲۔ سلام کا جواب دینا

نماز میں کسی کے سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے کیونکہ جواب دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور نہ ہی کسی کو سلام کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے بھی نماز ٹوٹ جائے گی اگر بھول کر وعلیکم کہا تھا اور اسلام نہ کہنے پایا تھا کہ یاد آگیا کہ نماز میں سلام نہ کرنا چاہیے اور چپ ہو گیا تب بھی نماز جاتی رہے گی۔

۳۔ یَرْحَمُكَ اللَّهُ کہنے سے نماز کا فاسد ہونا

نماز میں چھینک آنے پر اگر کوئی دوسرا یَرْحَمُكَ اللَّهُ کہہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور

اگر خود کو چھینک آئی اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے **يُرْحَمُكَ اللّٰهُ** کہا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ ایسے ہی تعجب انگیز خبر سن کر **سُبْحَانَ اللّٰهِ** یا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ** کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بری خبر کے جواب میں **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** پڑھنے سے بھی نماز جاتی رہے گی۔

۴۔ خوشی کی خبر پر **الْحَمْدُ لِلّٰهِ** کہنے سے نماز کا فاسد ہونا

نماز میں خوشی کی خبر سن کر جواب میں **الْحَمْدُ لِلّٰهِ** کہنے سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر جواب کی نیت سے نہ کہے بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لئے نماز میں ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی ایسے ہی اگر کوئی حیران کن چیز دیکھ کر جواب کے ارادہ سے **سُبْحَانَ اللّٰهِ** یا **اللّٰهُ اَكْبَرُ** کہا جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ کسی نے آنے کی اجازت چاہی اس نے یہ ظاہر کرنے کو کہ نماز میں ہے زور سے **الْحَمْدُ لِلّٰهِ** یا **اللّٰهُ اَكْبَرُ** یا **سُبْحَانَ اللّٰهِ** پڑھا تو اس طرح نماز فاسد نہ ہوگی۔

۵۔ تکلیف کی وجہ سے چیخ و پکار کرنا

کسی تکلیف کی وجہ سے نماز میں چیخ و پکار کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ایسے ہی آہ۔ اوہ۔ اف وغیرہ کے الفاظ اگر اونچی آواز سے نماز میں نکالے جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن اگر مریض کی زبان سے بے اختیار کوئی ایسا لفظ نکل جائے تو اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔

۶۔ قرأت میں کوئی فحش غلطی کرنا

اگر قرأت میں کوئی غلطی ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ قرآن پاک کو درست طریقے سے پڑھنا ضروری ہے اس لئے نماز میں غلط قرآن پاک پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی نماز کے دوران آہ، اوہ یا اف کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۷۔ اذان کا جواب دینا

نماز پڑھتے ہوئے اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے دوران اذان ہوتی ہوئی ختم ہو جائے گی تو اس کی اختتامی دعا پڑھنے

سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ نماز مکمل کرنے کے بعد اذان کی اختتامی دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

۸۔ نماز میں دیکھ کر قرآن پڑھنا

نماز میں قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی اگر محراب میں قرآن پاک کی کوئی لکھی ہوئی آیت ہو تو اسے دیکھ کے بھی نماز پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۹۔ امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دینا

مقتدی نماز میں اگر امام کے علاوہ کسی دوسرے کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی جس کو لقمہ دیا ہو وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا تنہا پڑھنے والا ہو یا کسی اور امام کو، سب صورتوں میں لقمہ دینے والے کی نماز جاتی رہی۔ امام کا اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینے سے بھی نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر اس کے بتاتے ہوئے خود یاد آ گیا اس کے بتانے سے نہیں تو نماز ادا ہو جائے گی۔

۱۰۔ نماز توڑنے والے کام

نماز پڑھتے وقت اگر نمازی مندرجہ کاموں میں سے کوئی کام کرے تو اس کی نماز توڑنے والے افعال حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نماز میں ادھر ادھر اس طرح دیکھنا کہ سینہ قبلہ سے پھر جائے۔ ایسے ہی اگر کوئی گردن پھیر کر دیکھے اور اس کے ساتھ ہی سینہ پھر جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

۲۔ نماز میں دو صفوں کی مقدار کے برابر چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۳۔ امام سے آگے بڑھ جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۴۔ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۵۔ ستر گھل جانے کی حالت میں ایک رکن کی مقدار ٹھہرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۶۔ حدیث کے بعد نمازی کا مقام حدیث پر ایک رکن کے وقفے کے برابر ٹھہرنے سے نماز فاسد

ہو جاتی ہے۔

۷۔ نماز میں کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔ اس

سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

۸۔ قصد اہویا بھولے سے کھانے پینے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

۹۔ نماز میں عورت کا مرد کے ساتھ اس طرح کھڑے ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جانے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

۱۰۔ امام کا حدیث یعنی بے وضو ہونے کے بعد کسی کو خلیفہ کئے بغیر مسجد سے نکلنا مقتدیوں کی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

۱۱۔ امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی دیوانے یا نابالغ بچے یا عورت کو اپنی جگہ امامت پر متعین کیا تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

۱۲۔ بچے نے آکر مصروف نماز ماں کا دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی۔ البتہ دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ ہاں خالی تین چسکیوں کے ساتھ نماز ٹوٹ جائے گی، دودھ پستان سے نکلے یا نہ نکلے۔

۱۳۔ عورت نماز پڑھ رہی ہو اور اس کا شوہر اس کا بوسہ لے لے، تو عورت کی نماز ٹوٹ جائے گی، گو مرد اس وقت بلا شہوت ہی ہو اور کوہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہ۔

۱۴۔ جنون اور بیہوشی کا عارضہ ہونے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ مقتدی کے کسی رکن کو امام سے پہلے ادا کرنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۱۵۔ اس رکن کو دوبارہ ادا نہ کرنا جس کو نیند میں ادا کیا ہو۔

۱۶۔ بلا عذر کھنکارنا یا گلا صاف کرنا بھی نماز کا مفسد ہے۔ اگر عذر ہو تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ عذر یہ ہے کہ نمازی احتراز و اجتناب کی طاقت نہ رکھے۔ اگر طبیعت کا تقاضا ہو یا علت مرض متقاضی ہو تو یہ چھینک یا آروغ کے حکم میں ہے۔ اگر امام یا مقتدی تحسین صورت کے لئے کر لے یا امام سے غلطی ہو گئی اور مقتدی اس لئے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو جائے تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۱۷۔ حالت نماز میں کھانا پینا مطلقاً مفسد صلوٰۃ ہے یعنی تھوڑا ہو یا بہت، دانستہ ہو یا بھول کر۔ اگرچہ بھول کر ایک تل ہی کھائے یا پانی کا ایک قطرہ پیئے۔ البتہ نمازی کے دانتوں میں کھانے کے ریزے ہوں اور وہ ان کو نگل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ مگر شرط یہ ہے کہ ان ریزوں کا مجموعہ چنے سے کم ہو۔ اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ حلق سے اتار لیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ نمازی نے کوئی میٹھی چیز کھائی۔ پھر کلی کر کے

نماز پڑنے لگا لیکن منہ میں اس کی کچھ مٹھاس باقی ہے اور لعاب دہن کے ساتھ حلق میں جاتی ہے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اگر منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ہوئی۔

۵۔ نماز توڑنے کی جائز صورتیں

نماز پڑھنے والے تجھے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نماز شروع کرنے کے بعد اسے بلا عذر اور بغیر کسی مجبوری کے توڑنا حرام ہے لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں نماز توڑنا جائز ہے اور نماز توڑنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

۱۔ کسی کی جان بچانے کیلئے نماز توڑنا

نمازی کے قریب اگر کوئی شخص زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو یعنی کوئی شخص پانی میں ڈوب رہا ہے یا جل رہا ہے یا کسی حادثہ میں مبتلا ہو گیا ہے اور اس کی جان خطرے میں ہے یا کسی پر کسی درندے نے حملہ کر دیا ہو تو اس صورت میں نماز توڑ کر اس کی جان بچانا فرض ہے۔ اگر ایسی صورت میں کوئی نماز پڑھتا رہے اور مرنے والے کی مدد نہ کرے تو گنہگار اور مجرم ہوگا۔

۲۔ اپنی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا

اگر نمازی کی اپنی جان کسی وجہ سے خطرے میں پڑ جائے مثلاً سچت گرنے کے فوراً آثار پیدا ہو جائیں یا درندہ حملہ کر دے نماز پڑھتے ہوئے سانپ آجائے، نماز پڑھنے والی جگہ پر یکدم سیلاب آجائے یا شدید طوفان آجائے یا فوراً ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ جس سے موت کا خطرہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں نماز توڑنا فرض ہے۔

۳۔ نماز توڑنے کی واجب صورت

نماز توڑنے کی واجب صورت یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کے والدین کسی مصیبت میں ہوں یا سخت بیمار ہوں یا وہ اچانک گر جائیں اور وہ بلائیں تو نماز توڑ کر ان کی مدد کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی دوسرا ان

کی مدد کرنے والا موجود ہو تو نماز توڑنا ممنوع ہے۔ نماز توڑنے کی واجب صورت یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو بجلی کا کرنٹ لگ جائے اور وہ نمازی کے کان میں اس کی پکار یا رونے چیخنے کی آواز پر جائے تو نماز توڑ کر اس کی مدد کرنا واجب ہے۔ اگر نمازی کے قریب آگ لگ جائے جس سے کسی دوسرے یا اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں بھی نماز توڑنا واجب ہے۔

۴۔ نماز توڑنے کی مستحب صورت

پیشاب پاخانہ قابو سے باہر معلوم ہوا۔ یا اپنے کپڑے پر اتنی کم نجاست دیکھی جتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز ہو سکتی ہے یا نمازی کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو ان تینوں صورتوں میں نماز توڑ دینا مستحب ہے۔

۵۔ نماز توڑنے کی مباح صورتیں

ان صورتوں میں فرض نماز توڑ دینا مباح ہے۔ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر نماز پڑھتے وقت ریل گاڑی چل پڑی اور گاڑی میں اپنا اسباب یا اہل و عیال ہیں تو نماز توڑ کر گاڑی میں بیٹھنا جائز ہے یا جوتی دروازے پر اتاری تھی اور کسی جوتی چور نے جوتی اٹھالی ہے یا رات کو مرغی کھلی رہ گئی تھی بلی اس کی طرف جھپٹی ہے۔ یا نماز کے حالت میں دودھ جوش کھا کر پتیلی سے باہر نکلنے لگا۔ یا ہانڈی ابلنے لگی تو ایک درہم (ساڑھے تین ماشہ چاندی) تک کے نقصان سے بچنے کے لئے نماز کو توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر سواری کا جانور بھاگ جائے یا نفل پڑھے وقت جنازہ آگیا اور نمازی کو خدشہ ہے کہ نماز نفل پوری کرنے میں نماز جنازہ نہ ملے گا تو نفل کو توڑ کر نماز جنازہ میں شریک ہو جائے۔ اور نفل کو قضا کر لے۔ اور اگر فرض نماز پڑھتے وقت جنازہ آگیا اور خوف ہے کہ فرض نماز سے فراغت پانے سے پہلے نماز جنازہ فوت ہو جائے گی تو فرض کو قطع نہ کرے کیونکہ وہ نماز جنازہ سے قوی تر ہے۔

۶۔ جماعت میں شامل ہونے کیلئے نماز توڑنا

اگر کوئی شخص اکیلا فرض نماز پڑھنا شروع کر دے لیکن اسی دوران جماعت کھڑی ہو جائے تو اسے اپنی طرف سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے۔ بشرطیکہ پہلی رکعت کا ہنوز سجدہ نہ کیا ہو۔ اور اگر

نماز فجر یا مغرب میں پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو بھی نماز توڑ کر امام کی اقتداء کرے اور اگر ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز ہے تو وجوہاً ایک رکعت اور ملا کر توڑے اور اقتداء کرے تاکہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور جماعت بھی ہاتھ سے نہ جائے اور اگر نماز فجر و مغرب میں دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو اب اسی کو پورا کرے اور اقتداء نہ کرے۔

۶۔ مکروہات نماز

مکروہات نماز سے مراد وہ امور ہیں جن سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہو جاتی ہے اس لئے ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مکروہات دو طرح کے ہیں۔ ایک تنزیہی اور دوسرے تحریمی۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مکروہات تنزیہی

مکروہات تنزیہی نماز میں وہ مکروہ فعل ہے جنہیں شرع اسلامیہ میں پسند نہیں کیا گیا۔ لیکن ایسے امور پر سختی ہیں اور نہ ہی وعید ہے۔ مگر ان سے بچنا بہتر ہے۔ حسب ذیل امور مکروہات تنزیہی ہیں۔

- ۱۔ کام کاج کے عام کپڑے جو ناپاک تو نہیں ہوتے لیکن ان پر گرد اور میل جمی ہو اور دوسرے لوگ ان سے کراہت کرتے ہوں بشرطیکہ اس کے پاس اور کپڑے بھی ہوں تو ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۲۔ سجدے یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم پڑھنا مکروہ ہے۔

۳۔ نماز میں انگلیوں پر آیتوں، سورتوں اور تسبیحات کا گننا اچھا نہیں۔

۴۔ نماز میں ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔

۵۔ نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے جلسہ مسنون

ترک ہو جاتا ہے۔

۶۔ سجدہ کو جاتے وقت بلا عذر گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا مکروہ ہے۔

۷۔ ایسے ہی سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا اچھا نہیں۔

۸۔ رکوع میں سر کو پشت سے اونچا نیچا کرنا اچھا نہیں۔

- ۹۔ مرد کا سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا۔
- ۱۰۔ سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا۔
- ۱۱۔ ثناء۔ تعوذ۔ بسم اللہ اور ثناء کا بالجہر پڑھنا یا اذکار کو ان کے موقع و محل سے ہٹا کر پڑھنا۔
- ۱۲۔ سجدہ وغیرہ میں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا۔
- ۱۳۔ بلا عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا۔
- ۱۴۔ تلواریں یا بندوق وغیرہ حائل کئے ہوئے نماز پڑھنا جبکہ ان کے ہلنے جلنے سے دل کا خیال بٹتا اور توجہ میں فرق آتا ہو۔
- ۱۵۔ لہو لعب زینت اور نقس و نگار وغیرہ اشیاء کے سامنے جو نمازی کا دل اپنی طرف جذب کریں، نماز پڑھنا۔
- ۱۶۔ سجدہ میں کپڑے سے پیروں کو ڈھانپنا۔
- ۱۷۔ امام یا مقتدی کا آیہ رحمت پر درخواست کرنا اور آیہ عذاب پر پناہ مانگنا مکروہ ہے۔ اور اگر مقتدیوں کو شاق ہو تو امام کے لئے مکروہ تحریمی ہے۔ انفرادی حیثیت سے نفل نماز میں ایسا کرنا بلا کراہت جائز ہے۔
- ۱۸۔ نماز میں کبھی ایک طرف کو جھکنا کبھی دوسری طرف کو۔ نماز تراویح میں تھک کر تراویح (یعنی طلب راحت) کے لئے دونوں پیروں پر باری باری بوجھ ڈالنے میں کوئی کراہت نہیں۔
- ۱۹۔ آگ کے سامنے نماز پڑھنا۔ شمع یا چراغ کے سامنے پڑھنے میں کراہت نہیں۔
- ۲۰۔ زرقند ہاتھ میں لے کر نماز پڑھنا۔ لیکن اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں اس کے بغیر حفاظت محال ہو تو مکروہ نہیں۔
- ۲۱۔ الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔
- ۲۲۔ جماعت میں شامل ہونے کے لئے دوڑنا۔
- ۲۳۔ حالت سجدہ میں عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا۔
- ۲۴۔ مسجد میں کوئی جگہ اپنے لئے مخصوص کر لینا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوئے کی طرح ٹھونگ مارنے اور درندے کی طرح پاؤں پھیلانے سے منع فرمایا اور اس کی بھی ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص مسجد میں نماز کے لئے اس طرح جگہ

کو مخصوص کر لے۔ جس طرح اونٹ کسی جگہ کو مقرر کر لیتا ہے۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی)

۲۵۔ جماعت اولی کے امام کا مسجد کی ایک طرف یا زاویہ میں کھڑا ہونا۔ سنت یہ ہے کہ امام محراب کے سامنے وسط میں کھڑا ہو۔ وسط مسجد کو چھوڑ کر ایک جانب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اگرچہ صف میں امام کے دونوں طرف مقتدی برابر تعداد میں ہوں۔

۲۶۔ مونڈھوں کا کپڑے سے خالی ہونا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک کپڑا پہن کر ہرگز اس طرح نماز نہ پڑھے کہ مونڈھوں پر کچھ نہ ہو۔ (رواہ البخاری و مسلم)

۲۷۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں نجاست کا گمان ہو۔

۲۸۔ جماعت سے سجدہ کے وقت بازوؤں کا کروٹوں سے جدا کرنا جو دوسرے نمازیوں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

۲۹۔ گھٹنوں کو ایک دوسرے سے زیادہ فاصلے پر رکھنا جس کی وجہ سے کہنیاں جو گھٹنوں سے باہر ہوتی ہیں دوسرے نمازیوں کی کہنیوں سے جا ٹکراتی اور ان کی تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔

۳۰۔ قعدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کرنا یا بالکل ملا دینا۔ انگلیوں کو ان کی حالت پر چھوڑنا چاہیے کہ نہ کھلی ہوئی ہوں نہ ملی ہوئی ہوں۔

۳۱۔ صفیں سیدھی ہوئے اور مقتدیوں کو کندھے ملائے بغیر امام کے تکبیر تحریمہ کہہ دینا۔

۳۲۔ امام کے پہنچے بغیر مقتدیوں کو نماز کے لئے کھڑا ہونا۔

۳۳۔ تکبیر تحریمہ کے بعد امام کا اتنی عجلت سے قرأت فاتحہ شروع کر دینا کہ مقتدی اطمینان سے ثناء نہ

پڑھ سکیں۔

۳۴۔ قرأت بالجہر شروع ہو جانے کے بعد مقتدی کا ثناء پڑھنا۔ مقتدی پر واجب ہے کہ قرأت سنے

اگر بوجہ دور ہونے یا بہرہ ہونے کے امام کی آواز نہ سنے تو بھی قرأت شروع ہونے کے بعد ثناء پڑھنا

ممنوع ہے۔

۳۵۔ سجدے کی جگہ پر پھونک مارنا۔ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ایک غلام کو جسے اُفْلَح کہتے ہیں۔ دیکھا کہ سجدہ کرتے وقت پھونک مارتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ اُفْلَح! اپنے چہرے کو خاک آلود کر (رواہ الترمذی)۔ یعنی

پھونک نہ مار۔ اگر چہرہ راہ خدا میں خاک آلود ہوگا۔ تو اس میں بڑا ثواب ہوگا۔

۳۶۔ تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ کانوں سے اوپر اٹھانا۔ یا کندھوں سے نیچے رکھنا۔

۳۷۔ نماز میں پیشانی سے مٹی یا تنکے چھڑانا جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں تشویش و تکدر نہ ہو۔ مکروہ ہے۔ اگر تکلیف دہ ہوں، یا ان کی وجہ سے خیال بنتا ہو تو ان کے اتارنے میں کوئی حرج نہیں اور فراغت نماز کے بعد پیشانی پونچھ ڈالنے میں تو کچھ بھی مضائقہ نہیں۔ بلکہ ان کا چھوڑ دینا اچھا ہے تاکہ نمازی ریا میں ملوث نہ ہو۔ اسی طرح حاجت کے وقت پسینہ پونچھنا بلکہ ہر وہ عمل قلیل جو نمازی کے لئے آرام دہ اور فائدہ بخش ہو۔ جائز اور غیر مفید مکروہ ہے۔

۳۸۔ خاک سے پیشانی کی حفاظت کے لئے آستین بچھا کر سجدہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور براہ تکبر و خود بینی ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ اور گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

۳۹۔ نماز میں دامن یا آستین سے اپنے آپ کو عمل قلیل کے ساتھ دو ایک بار جھلکا مکروہ ہے۔ اور تین بار جھلکنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح نماز میں پنکھا جھلکا بھی مفسد نماز ہے۔

۴۰۔ تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر جھکانا۔

۴۱۔ امام کا زائد از ضرورت بلند آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ یا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ یا اَلْسَلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہنا۔

۴۲۔ امام کی آواز پہنچنے کے باوجود کسی مقتدی کا بلا ضرورت بلند آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا۔

۴۳۔ تکبیر تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے لا کر ہاتھ باندھنے کی بجائے ہاتھ نیچے گرانا اور پھر اٹھا کر

باندھنا۔

۴۴۔ نماز میں بلا عذر ہاتھ پر سے مکھی اڑانا۔

۴۵۔ رکوع میں ہاتھ کی انگلیوں کو خوب کشادہ رکھنے کی بجائے باہم ملا کر رکھنا اور سجدہ میں ہاتھ کی

انگلیوں کو کشادہ کرنا۔ سجدہ میں ہاتھ کی انگلیاں ملی رہنی چاہئیں تاکہ سب کے سر قبلہ رخ ہوں۔

مکروہات تحریمی

مکروہات تحریمی شرعی نقطہ نظر سے وہ ناپسندیدہ کام ہیں جن کے کرنے سے نماز ٹوٹی تو نہیں لیکن ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار بھی ہوتا ہے۔ لہذا انھیں معلوم کر کے ان سے بچنا بہت

ضروری ہے۔ نماز میں مندرجہ ذیل کام مکروہات تحریمی ہیں۔

۱۔ خلاف دستور کپڑا لٹکانا

نماز میں سر پر یا کندھوں پر خلاف دستور کپڑا لٹکانا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر کوئی شخص سر پر رومال باندھنے کی بجائے سر کے دائیں اور بائیں لٹکا لے تو وہ خلاف شرع ہوگا۔ ایسے ہی چادر یا کمبل اپنے کندھوں پر اس طرح ڈالے کہ اس کے دونوں کنارے لٹکتے رہیں تو وہ بھی مکروہ تحریمی ہے البتہ مفلر کا ایک سر اگلے میں ڈال کر دوسرا اگر سینے پر لٹک جاتے تو اس میں کوئی حرج نہیں اگر کسی معذوری کی بنا پر کیا جائے تو وہ مکروہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں تکبر سے تہبند لٹکائے تو وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہے گا۔

۱۔ ایک اور دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا جو تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا بیشک اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو تہبند لٹکائے ہوئے ہو۔

۲۔ ان دو احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ نماز میں کپڑا لٹکانے کو ناپسند کیا گیا ہے لہذا اس طرح کرنے سے بچنا بہتر ہے۔

۲۔ کپڑے کو سمیٹنا درست نہیں

کپڑوں اور بالوں کو نماز میں سمیٹنا اچھا نہیں، کیونکہ ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكُفَّتِ الشِّيَابُ وَلَا الشُّعْرُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہوں پیشانی اور دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں پر اور پاؤں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم اپنے کپڑوں کو بالوں کو اکٹھا نہ کریں۔ (صحیح بخاری)

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ سجدہ کرتے ہوئے یا سجدے سے کھڑے ہوتے ہوئے آگے یا

پیچھے سے دامن یا کسی اور پہنے ہوئے کپڑے کو سمیٹتے ہیں تو ایسا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے البتہ اگر لباس بہت تنگ ہو اور پہنے ہوئے کپڑے کو تھوڑا اوپر کئے بغیر نماز نہ پڑھی جاتی ہو تو اس صورت میں کراہت نہیں۔ ورنہ غالب نماز میں آگے یا پیچھے سے کپڑے کو اونچا کرنا مکروہ ہے۔

۳۔ نماز میں کپڑوں یا ڈاڑھی سے کھیلنے کی ممانعت

نماز میں کپڑوں، بدن یا ڈاڑھی سے کھیلنا منع ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزوں کو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مکروہ جانتا ہے۔ (۱) نماز میں کھیل کرنا۔ (۲) روزے میں بیہودہ بکواس کرنا۔ (۳) قبرستانوں میں ہنسنا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کوئی خلاف شرع حرکت کرنا درست نہیں۔ البتہ ضرورت کے وقت جسم پر کھجانا مکروہ ہیں۔ مثال کے طور پر جسم پر خارش کی وجہ سے کھجلی کی یا پسینے کو جو چہرے پر تکلیف دے رہا ہو پونچھ ڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی حالت میں ڈاڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی ہوتا۔

لہذا اپنے ہاتھ سے لباس یا ڈاڑھی وغیرہ کے ساتھ بے فائدہ حرکتیں کرنا یا اسی طرح کا کون اور بے ضرورت کام کرنا مکروہ ہے۔

۴۔ آستین چڑھانا مکروہ ہے

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ کھلی کہیاں رکھ کر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے آستین چڑھانے میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ آستین کسی اور کام کے لئے یا وضو کے لئے چڑھائی تھی اور رکعت پانے کے لئے جلدی میں آستین اتارنے کا موقع نہ ملا اور شریک جماعت ہو گیا۔ ایسی حالت میں افضل یہ ہے کہ عمل قلیل سے آستین نماز کے اندر ہی اتار لے کیونکہ عداً آستین چڑھانا مکروہ ہے۔

۵۔ نماز میں کمر یا کولہے پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے

حالت نماز میں کمر پر یا کولہے پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کی

وجہ یہ ہے کہ کوئلے پر ہاتھ رکھنے سے دوسرے نمازیوں سے انفرادیت پیدا ہوتی ہے جسے اسلام نے ناپسند کیا ہے اس کے متعلق حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا ہے (صحیح مسلم)

۶۔ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا مکروہ ہے

نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے توجہ کم ہو جاتی ہے اور نماز میں اللہ کی طرف سے توجہ ہٹا کر دنیا کی طرف لگانا اچھا نہیں اس لئے نماز میں ادھر ادھر مڑنا مکروہ ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي إِيَّاكَ وَالْإِثْفَاتُ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ الْإِثْفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَبِالتَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے میرے بیٹے! نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچو اس لئے کہ ادھر ادھر دیکھنا نماز میں ہلاکت کا سبب ہے پس اگر ہو تو ضرور کرنے والا تو نفلوں کرو میں نہ فرضوں میں نہیں۔ (ترمذی شریف)

اگر کسی شخص کا کوئی سامان پڑا ہو اور وہ باحفاظت نہ ہو تو گردن موڑے بغیر اگر کوئی آنکھ سے اسے دیکھ لے تو وہ مکروہ نہ ہوگا۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ خواہ کوئی چیز ہو سپرد خدا کر کے پوری توجہ نماز ہی میں رکھی جائے۔

۷۔ نماز میں آسمان کی طرف نہ دیکھیں

نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اس کے متعلق حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْتَهَيْنَ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَيُخْطَفْنَ أَبْصَارُهُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں دعا

کے وقت لوگوں کو آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر اس کے باوجود وہ کریں گے تو ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔ (صحیح مسلم)

۸۔ قضائے حاجت کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے

جب کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے اس سے فارغ ہو جائے اور بعد میں نماز پڑھے کیوں کہ حاجت کی صورت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ ارقم صحابی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جماعت قائم کی جائے اور کسی کو بیت الخلاء جانا ہو تو پہلے بیت الخلاء کو جائے اور فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے لئے ایسی حالت میں نماز پڑھنا حلال نہیں جب کہ پیشاب کو جانا ہو۔ یہاں تک کہ اس سے ہلکا ہو جائے۔

۹۔ جو نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہوا کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے

اگر کوئی آدمی کسی نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہو تو اس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ منہ کرنے والا دور ہی کیوں نہ ہو۔ لہذا بیٹھنے والے اور نماز پڑھنے والے دونوں کو احتیاط کرنی چاہیے۔ اگر کوئی آدمی منہ کر کے بیٹھا ہو اور دوسرا آکر اس کے سامنے نماز پڑھنے لگے تو اسے فوراً چاہیے کہ اپنا چہرہ قبلہ تو کر لے اور پشت نمازی کی طرف کر لے تاکہ نماز پڑھنے والے کی نماز مکروہ نہ ہو۔ ایسے ہی نماز پڑھنے والے کو احتیاط کرنی چاہیے کہ اسے اس آدمی کے سامنے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

۱۰۔ نماز میں کھڑے پاؤں پر بیٹھنا مکروہ ہے

نماز میں دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ لہذا نماز میں سجدہ کے درمیان جلسہ اور قعدہ میں بیٹھتے وقت اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ کھڑے پاؤں پر نہ بیٹھا جائے۔ لیکن اس امر میں رعایت ہے کہ اگر کوئی آدمی بہت زیادہ موٹا ہو اور اسے بیٹھنے میں شدید دقت ہوتی ہو تو وہ اگر کھڑے پاؤں پر بیٹھ جائے تو کئی کراہت نہیں۔ کیونکہ یہ بہ امر مجبوری ہے۔

۱۱۔ منہ میں کوئی چیز ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

منہ میں کوئی چیز ڈال کر نماز پڑھنا یا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیوں کہ منہ میں ڈالی ہوئی چیز قرأت کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے لہذا کسی چیز کا منہ میں ڈال کر نماز پڑھنا بالکل اچھا نہیں اور اگر منہ میں ڈالی ہوئی چیز بالکل مانع قرأت ہو اور منہ سے قرأت کے الفاظ نہ نکلیں تو نماز بالکل فاسد ہو جائے گی۔

۱۲۔ قمیص پہنے بغیر نماز پڑھنا

قمیص یا چادر ہوتے ہوئے نہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ شلواریا تہبند سے ستر کو ڈھانپا ہوا ہو البتہ ستر ڈھانپنے والے کپڑے کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر قمیص پہنے بغیر نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں۔ لباس انسان کا زیور ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو پاکیزہ لباس میسر ہو وہ نماز کے وقت پہن لینا چاہیے۔

۱۳۔ نماز میں انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے

حالت نماز میں انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے ایسے ہی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا جسے تشبیک کہا جاتا ہے بھی مکروہ ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

..... لَا تَفْقَحُ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضوءَهُ ثُمَّ

خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَإِنَّهُ فِي الصَّلَاةِ.

نماز میں انگلیاں مت چٹھاؤ (ابن ماجہ) جب تم میں سے کوئی اچھا وضو کر کے مسجد کی طرف جائے تو اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر نہ جائے کیوں کہ وہ نماز میں ہے۔ (ترمذی)

۱۴۔ سر اور منہ چھپانا

سر اور منہ کو چھپا کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے ایسے ہی اپنے ہاتھوں کو کسی چادر یا کپڑے میں لپیٹ لینا مکروہ ہے جس سے ہاتھ نہ نکالا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آتش پرست لوگ عبادت کے وقت ایسا کرتے ہیں فقہاء کی اصطلاح میں اسے اشتمال الضمائم کہا جاتا ہے پس اگر کسی کے پاس ایک ہی چادر ہو تو

تہبند بنا کر باندھ لینا چاہیے۔

۱۵۔ حالت نماز میں اعتجار مکروہ ہے

ارد گرد کسی چیز کو باندھ کر درمیان سے لٹکار کھنے کو اعتجار کہا جاتا ہے لہذا رومال پکڑی یا کسی چادر کو سر پر اس طرح باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ سر درمیان میں سے ننگار ہے۔

۱۶۔ جمائی لینا مکروہ ہے

نماز میں منہ کھول کر جمائی لینا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے اگر جمائی خود بخود آئے تو اسے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر نہ رک سکے تو اس میں کراہت نہیں۔

لیکن قصداً جمائی لینے کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّأَوُّبُ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَشَاءَ بَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظَمْ مَا اسْتَطَاعَ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي أُخْرَى لَهُ وَلَا بَنَ مَا جَاءَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں جمائی لینا عمل شیطان سے ہے پس جس وقت تم میں سے کوئی جمائی لے تو اسے چاہیے کہ روکے جب تک کہ ہو سکے۔ ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ پس چاہیے کہ اپنے ہاتھ رکھے اپنے منہ پر۔ (مشکوٰۃ شریف)

۱۷۔ ہاتھوں سے کنکریاں دور کرنا مکروہ ہے

دوران نماز اپنے آگے سے یا سجدہ گاہ سے کنکریوں کو ادھر ادھر کرنا مکروہ ہے البتہ اگر کوئی تکلیف دہ چیز جیسے شیشے کے ٹکڑے وغیرہ پڑے ہوں یا کوئی کیڑا مکوڑا سجدہ کرنے سے نماز میں غفلت طاری ہوگی لہذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں سے کنکریاں ہٹانے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحَ الْحَصَى فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجَهُ.

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت

کھڑا ہوا ایک تمھارا طرف نماز کی پس دور کرے ہاتھوں سے کنکری کو۔ پس تحقیق رحمت سامنے ہوتی ہے اس کے (نسائی شریف)

اس حدیث میں کنکریاں نہ ہٹانے کی وجہ دلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ نماز پڑھنے والے کے سامنے حالت نماز میں اللہ کی رحمت ہوتی ہے کنکریاں ہٹانے سے اس میں خلل آئے گا۔

۱۸۔ سجدے کی جگہ سے مٹی برابر کرنا مکروہ ہے

سجدے کی جگہ سے بار بار مٹی کو برابر کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے البتہ ایک بار کرنے میں کوئی حرج نہیں اس کی وجہ یہ ہے اس طرح کرے سے توجہ ہٹتی ہے لہذا نبی پاک نے اسے منع کر دیا ہے۔

عَنْ مُعَيْقِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَأَعِلَّا فَوَاحِدَةً.

حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ حق ایک شخص کے کہ برابر کرتا ہے مٹی سجدے کی جگہ میں فرمایا اگر ہے تو کرنے والا ضرور پس کر ایک بار (صحیح بخاری)

۱۹۔ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا

جب امام جمعہ کا خطبہ شروع کر دے تو اس وقت سنت یا نقل پڑھنا یا قرآن مجید کی تلاوت کرنا مکروہ ہے کیونکہ توجہ سے خطبہ سننا فرض ہے اگر خطبہ نہ سنا جائے تو نماز جمعہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس لئے دوران خطبہ ہر قسم کا کام جو خطبے سے توجہ ہٹاتا ہو مکروہ ہے۔

۲۰۔ امام سے پہلے رکوع و سجود کرنا

امام کے رکوع یا سجدہ کرنے سے پہلے مقتدی کا رکوع یا سجود میں جانا مکروہ تحریمی ہے ایسے ہی امام سے پہلے رکوع یا سجود سے سر اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ لہذا کسی مقتدی کو کوئی فعل امام سے قبل نہیں کرنا چاہئے۔

۲۱۔ کسی کی خاطر ارکان نماز کو طول دینا مکروہ ہے

نماز میں کسی کے انتظار کی خاطر نماز کے کسی رکن کو معمول سے زیادہ لمبا کرنا بھی مکروہ ہے۔ البتہ

دوسروں کے جماعت میں شامل ہونے کے لئے قرأت کو تھوڑا سا طویل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ویسے پہلی رکعت میں قدرے لمبی سورت پڑھنا بہتر ہے۔

۲۲۔ ترتیب سے قرآن مجید نہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

نماز میں قرآنی ترتیب کے برعکس قرآن مجید نماز پڑھنا مکروہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سورت آیات پہلی رکعت میں پڑھی گئی ہوں، دوسری رکعت میں ان سے پہلے کی سورت یا آیات پڑھی جائیں۔ اس طرح ایک ہی سورت کا کسی رکعت میں بار بار پڑھنا یا دونوں رکعت میں ایک ہی سورت کا پڑھنا مکروہ ہے بشرطیکہ اس کے علاوہ بھی سورتیں یاد ہوں۔

۲۳۔ امام کا تنہا چبوترے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے

امام کو مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑے نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے کیوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو بلند جگہ پر کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے البتہ اگر امام ایسی بلند جگہ پر کھڑا ہو جہاں مقتدیوں کی بھی ایک دو صف کھڑی ہو سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۲۴۔ کھلے سینے نماز پڑھنا مکروہ ہے

نماز میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ لہذا قمیص کے بٹن کھول کر کھلے سینے سے نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ ایسا کرنا ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح کوٹ یا شیروانی کے نیچے اگر قمیص وغیرہ نہ ہو تو ان کے بٹن بند کئے بغیر کھلے سینے سے بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۲۵۔ سات مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مقامات میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی۔ ۱۔ نجاست پڑنے کی جگہ پر ۲۔ مذبح خانے میں مقبرہ میں ۳۔ راہ کے بیچ میں ۴۔ حمام میں ۵۔ اونٹوں کے بندھنے کی جگہ پر ۶۔ خانہ کعبہ کی چھت پر ۷۔ ایسے ہی مندرجہ ذیل مقامات پر نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ قبرستان میں۔ شارع عام پر۔ کوڑے کرکٹ کی جگہ۔ مویشی خانے میں۔ حمام یا غسل خانہ میں۔ اصطبل میں۔ بیت الخلاء میں بیت الخلاء کی چھت پر

گھاٹ پر جہاں مویشی پانی پی کر بیٹھتے ہوں۔ صحرا میں بلاسترہ جبکہ لوگوں کے آنے جانے کا خدشہ ہو۔

۲۶۔ نماز کے وقت تک تاخیر کرنا مکروہ ہے

نماز کے آخری وقت تک عداً تاخیر کرنا مکروہ ہے یعنی نماز عشاء کی تاخیر نصف شب سے زیادہ، نماز عصر کی تاخیر آفتاب کے زرد ہونے تک اور نماز مغرب کی تاخیر تاروں کے چھٹک جانے تک مکروہ تحریمی ہے۔

۲۷۔ مکروہ اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

طلوع آفتاب کے ساتھ نماز مکروہ تحریمی ہے۔ قضا ہو یا واجب۔ نفل ہو یا نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت۔ یاد رہے کہ جب تک آفتاب بقدر نیزہ بلند ہو وہ طلوع کے حکم میں ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ جب تک آدمی آفتاب کے دیکھنے پر قدرت رکھتا ہے وہ طلوع میں داخل ہے۔ اس وقت تک نماز حلال نہیں۔ پھر آفتاب کے دیکھنے سے عاجز ہو۔ تو نماز حلال ہوگئی اور یہی واضح ہے۔ لیکن عوام الناس کو اس وقت نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے۔ کیونکہ اس ممانعت کی شہ پا کروہ ادائے نماز سے دست بردار ہو جائیں گے اور بالکل ادا نہ کرنے کی نسبت مکروہ وقت میں پڑھنا اولیٰ ہے۔

۲۸۔ تصویر کے احکام

تصویر کے ساتھ ہوتے ہوئے یا سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے اس کے متعلقہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱۔ جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا جائز ہے۔ ایسے ہی اگر تصویر نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق ہو یا سجدہ کرنے والی جگہ پر ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ ایسے ہی نمازی کے آگے یا دائیں یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور پس پشت ہونا بھی مکروہ ہے۔ ان تینوں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے جب کہ تصویر غیر جاندار کی ہو جیسے دریا پہاڑ وغیرہ کی تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۲۔ اگر تصویر ذلت کی جگہ پر ہو مثلاً جوتیاں اتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہوں یا تکیے پر کہ زانو وغیرہ لے نیچے رکھا جاتا ہو تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں نہ اس سے نماز میں کراہت آئے جبکہ سجدہ اس پر نہ ہو۔ (درمختار)

مسئلہ ۳۔ جس تکیہ پر تصویر ہوا سے منصوب کرنا اعزاز تصویر میں داخل ہوگا۔ اور اس طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کر دے گا۔ (درمختار)

مسئلہ ۴۔ اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو مگر کپڑوں سے چھپی ہو یا انگوٹھی پر چھوٹی تصویر منقوش ہو یا آگے پیچھے داہنے بائیں اوپر نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل دکھائی دے یا پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۵۔ تصویر سر بریدہ یا جس کا چہرہ مٹا دیا مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو تو اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر یا چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھو ڈالا ہو تو اس میں کراہت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۶۔ اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے ہنوز جدا نہ ہوا تو بھی کراہت ہے مثلاً کپڑے پر تصویر تھی اس کی گردن پر سلائی کر دی کہ مثل طوق کے بن گئی۔ (درمختار)

مسئلہ ۷۔ مٹانے میں صرف چہرے کا مٹانا کراہت سے بچنے کے لیے کافی ہے اگر آنکھ یا بھون یا ہاتھ پاؤں جدا کر لئے گئے تو اس سے کراہت دفع نہ ہوگئی۔ (درمختار)

مسئلہ ۸۔ تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۹۔ تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۰۔ یوں تو تصویر جب چھوٹی نہ ہو اور موضع اہانت میں نہ ہو اور اس پر پردہ نہ ہو تو ہر حالت میں اس کے سبب نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے مگر سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت میں ہے جب تصویر مصلیٰ کے آگے قبلہ کو ہو پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر ہو یا پیچھے دیوار یا پردہ پر ہو یہ احکام تو نماز کے متعلق ہیں رہا، تصویر کا کارکھنا اس کی نسبت صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ کس گھر میں کتاب یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جب کہ توہین کے ساتھ نہ ہوں اور نہ ہی چھوٹی تصویریں ہوں۔ نوٹ یا سکے کی تصویریں بھی فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہیں یا نہیں، امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نہیں اور ہ، ارے علمائے کرام کے کلمات سے بھی یہی ظاہر ہے کہ یہ احکام تصویر کے رکھنے میں ہیں کہ صورت اہانت و ضرورت وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔ تصویر بنانا یا بنوانا بہر حال حرام ہے۔ خواہ دستی ہو یا عکسی دونوں کا یک حکم ہے۔

۲۹۔ تعدیل ارکان ملحوظ خاطر نہ رکھنا مکروہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایسے وقت میں نماز ادا کی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف فرما تھے۔ اس نے نماز میں تعدیل ارکان اور قومہ و جلسہ کی طمانینت کو نظر انداز کر دیا تھا جب وہ فارغ ہو کر جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ تین چار بار ایسا ہی ہوا۔ آخر وہ کہنے لگا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ بتا دیجئے۔ چنانچہ آپ نے اسے نماز پڑھنے کی پوری ترکیب بتائی۔ جس میں فرمایا کہ رکوع میں اطمینان سے ٹھہرو۔ پھر پوری طرح سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدے میں جاؤ اور کامل اطمینان سے سجدہ کرو پھر پورے اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اس طمانینت کے بعد دوسرا سجدہ بھی کامل اطمینان سے کرو اور ساری نماز اسی سکون و اطمینان سے ادا کرو۔

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی نماز کفایت نہیں کرتی اور مقبول نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرے۔ رواہ ابو داؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و الدارمی۔ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض پیرا ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نمازی میں چوری کیونکر ہوتی ہے؟ فرمایا کہ نماز کا رکوع و سجود پوری طرح نہ کرے۔

۳۰۔ قبرستان میں نماز پڑھنے کا بیان

قبرستان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کیوں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے قبر ہو تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے قبر کے سامنے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خشوع کے ساتھ نظریں جکائے ہوئے نماز پڑھنے کی حالت میں نظر قبر پر پڑے اگر قبر پیچھے کی جانب ہو یا اوپر ہو یا جہاں نماز پڑھی جا رہی ہو اس کے نیچے ہوتا اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں۔ واضح رہے کہ کراہت اسی صورت میں ہے جبکہ قبرستان میں نماز کے لئے کوئی مخصوص جگہ ایسی مہیا نہ ہو جو نجاست اور گندگی سے پاک ہو اگر ایسا ہے تو نماز مکروہ نہیں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات اس سے مستثنیٰ ہیں وہاں قبر سامنے بھی ہو تب بھی نماز مکروہ نہیں۔

رکعات نماز

فرض کی رکعات دن بھر میں سترہ ہیں لیکن ہر نماز میں فرض کم سے کم دو یا زیادہ سے زیادہ چار ہیں۔ صبح کی نماز کے دو فرج ظہر، عصر اور عشاء کے چار چار اور مغرب کے تین فرض ہیں۔

نماز میں تعین رکعات کے بارے میں محققین کا کہنا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے پانچ وقت کی نمازیں فرض کیں تو نمازوں کی رکعات سوائے مغرب کے ایک جیسی تھیں یعنی ہر نماز دو رکعت کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شروع میں نماز دو رکعت فرض کی گئی پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو چار رکعتیں کر دی گئیں لیکن سفر کی نماز پہلے کی طرح رہی اس سے معلوم ہوا کہ ابتدائے اسلام میں کہ میں ہر نماز دو رکعتوں کی تھی لیکن جب مدینہ طیبہ میں مسلمان آکر آباد ہوئے تو سوائے فجر اور مغرب کے باقی نماز کی رکعتوں میں اضافہ ہو گیا۔

اہل علم کا قیاس ہے کہ نماز میں کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ چار رکعتوں کی مصلحت یہ ہے کہ نماز کی رکعتیں اتنی مختصر نہ ہوں جو کہ پڑھتے وقت دل پر اثر پیدا نہ کر سکے اور نہ اتنی لمبی ہو کہ انسان بوجھ محسوس کر لے اگر نماز کی ایک رکعت ہوتی تو یہ اتنا مختصر وقفہ ہے کہ اس میں دل پوری طرح اللہ کی طرف مائل ہوتے ہوتے وقت ختم ہو جاتا۔ اور چار رکعت سے طویل فرض نماز کی رکعات کمزوری یا بڑھاپے میں ذہن میں دیر لگنے کا خیال پیدا کرتیں اس لئے فرض نماز کی رکعات کی تعداد بڑی مناسب مقرر کی گئی ہیں جنہیں ہر انسان بڑے احسن طریقے سے نبھا سکتا ہے۔

پنجگانہ نماز کی رکعات مندرجہ ذیل ہیں۔

فجر کی نماز میں (چار رکعتیں)	۲ سنت مؤکدہ	۲ فرض
ظہر کی نماز میں (بارہ رکعتیں)	۴ سنت مؤکدہ	۴ فرض
	۲ سنت مؤکدہ	۲ نفل
عصر کی نماز میں (آٹھ رکعتیں)	۴ سنت غیر مؤکدہ	۴ فرض

مغرب کی نماز میں (سات رکعتیں) ۳ فرض ۲ سنت مؤکدہ ۲ نفل
عشاء کی نماز میں (سترہ رکعتیں) ۴ سنت غیر مؤکدہ ۴ فرض ۲ سنت مؤکدہ
۲ نفل ۳ وتر ۲ نفل (درمختار)

۱۔ فرض رکعات کا بیان

ہر نماز کی فرض رکعات وہ ہیں جن کا پڑھنا از حد ضروری ہے ان کی تعداد کے بارے میں فقہاء میں کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ صبح کی نماز کی فرض رکعات دو ہیں۔ ظہر، عصر اور عشاء کے چار چار فرض ہیں اور مغرب کی نماز میں تین فرض ہیں۔ فرض رکعات کی یہ تعداد منشاء ایزدی کے مطابق مقرر ہے اگر کوئی شخص اس تعداد سے کمی یا بیشی کر لے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

۲۔ سنت رکعات کا بیان

سنت وہ فعل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضائے الہی کی خاطر کیا۔ نماز میں اس سے مراد وہ رکعتیں ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرضوں سے پہلے یا بعد میں پڑھا کرتے تھے اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ سنت مؤکدہ

سنت مؤکدہ وہ فعل ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا اور عذر کے بغیر کبھی ترک نہ کیا۔ البتہ بیان جواز کے لئے کبھی ترک بھی فرمایا ہو تو ترک کرنے والے کو کسی قسم کی تنبیہ نہ کی ہو۔ لہذا جو شخص اسے بلا عذر ترک کرے تو وہ مستحق ملامت ہے اگر ترک کی عادت ڈالے تو فاسق اور گنہگار ہے۔

بعض ائمہ نے فرمایا کہ وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور وہ گنہگار ہے اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔ اس کا ترک قریب حرام کے ہے اس کا تارک کہ معاذ اللہ شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری سنت کو ترک کرے گا اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔ سنت مؤکدہ کو ”سنن الہدیٰ“ بھی کہتے ہیں۔

۲۔ سنت غیر مؤکدہ

سنت گیر مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا لیکن بسا اوقات بغیر کسی عذر کے بھی ترک کر دیا۔ اس کے کرنے والا اجر و ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والے پر کوئی وعید یا شرعی گرفت نہیں۔ اس کو سنت زائد اور سنت عادیہ بھی کہا جاتا ہے۔

۳۔ نماز سے قبل یا بعد میں پڑھی جانے والی سنتوں کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دن رات میں بارہ رکعات، فرض رکعات کے علاوہ ادا کرتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنا دیتا ہے یعنی چار رکعت ظہر سے پہلے دو رکعت ظہر کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر فرض سے پہلے یا بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سنتیں پڑھی ہیں جن کا مفصل بیان حسب ذیل ہے۔

۱۔ نماز فجر کی سنتیں

فجر کی نماز میں دو فرضوں سے پہلے دو سنتیں پڑھنا بہت ضروری ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو سنتیں پڑھا کرتے تھے جس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث یہ ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں بہت محافظت اور مداومت کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم شریف)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو رکعت سنت دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔ (صحیح مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی سنتیں ضروری پڑھنی چاہئیں۔ صبح کی سنتوں کے متعلق فقہی مسائل حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱۔ سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور اس کی مشروعیت کا انکار کوئی انکار کرے تو اگر شبہ یا براہ جہل ہو تو خوف کفر سے اور اگر دانستہ بلاشبہ ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی ولہذا یہ سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر، ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے ان کے بعد پھر مغرب کی سنتیں پھر طہر کے بعد کی پھر عشاء کے بعد کی پھر ظہر سے پہلے کی سنتیں اور صحیح یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد ظہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا کہ جو انھیں ترک کرے گا اسے میری شرافعت نہ پہنچے گی۔ (روالمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۔ فجر کی نماز قضا ہوگئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے نہیں علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں۔ (روالمختار)

مسئلہ ۳۔ طلوع فجر سے پہلے سنت فجر جائز نہیں اور طلوع میں شک ہو تب بھی ناجائز اور طلوع کے ساتھ ساتھ شروع کی تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۔ فجر کی سنت قضا ہوگئی اور فرض پڑھ لئے تو اب سنتوں کی قضا نہیں۔ البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔

مسئلہ ۵۔ قبل طلوع آفتاب سنت فجر قضا پڑھنے کے لئے یہ حیلہ کرنا کہ شروع کر کے توڑ دے پھر ادا کرے یہ ناجائز ہے۔ سنت فجر پڑھ لی اور فرض قضا ہو گئے تو قضا پڑھنے میں سنت کا اعادہ نہ کرے۔

مسئلہ ۶۔ فرض تنہا پڑھے جب بھی سنتوں کا ترک جائز نہیں ہے۔ سنت فجر کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ کافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھنا سنت ہے۔

مسئلہ ۷۔ جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں، سوائے سنت فجر کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہوگا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں بلکہ اپنے گھر پڑھے یا بیرون مسجد کوئی جگہ قابل نماز ہو تو وہاں پڑھے اور یہ ممکن نہ ہو تو اگر اندر کے حصہ میں جماعت ہوتی ہو تو باہر کے حصہ میں پڑھے، باہر کے حصہ میں ہو تو اندر اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے۔ اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ برا ہے آج کل اکثر

عوام اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اسی صف میں گھس کر شروع کر دیتے ہیں۔ نہ ناجائز ہے اور اگر ہنوز جماعت شروع نہ ہوئی تو جہاں چاہے سنتیں شروع کر لے خواہ کوئی سنت ہو (غنیۃ الطالبین)

۲۔ ظہر کی سنتیں

نماز ظہر میں فرضوں سے پہلے ۴ سنت اور ۲ سنت بعد میں ہیں اس کے متعلق حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن شقیق سے روایت ہے کہا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفلی نماز کے بارے میں۔ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے تھے حضرت نماز پڑھتے میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پھر نکلتے نماز پڑھاتے لوگوں کو پھر داخل ہوتے نماز پڑھتے دو رکعت اور تھے نماز پڑھتے لوگوں کے ساتھ مغرب کی پھر داخل ہوتے پھر نماز پڑھتے دو رکعتیں۔ پھر نماز پڑھاتے لوگوں کو عشاء کی اور داخل ہوتے میرے گھر میں نماز پڑھتے دو رکعتیں اور تھے نماز پڑھتے رات کو۔

ظہر کی سنتوں کا بڑا درجہ ہے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کے فرضوں سے پہلے چار سنتیں پڑھنے سے انسان کے اعمال بارگاہ رب العزت میں مقبول ہو جاتے ہیں اور اللہ اسے اپنا دوست بنا لیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ إِنَّهَا سَاعَةٌ تَفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَأَحَبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سائب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت سورج ڈھلنے کے بعد پڑھتے تھے ظہر سے پہلے اور فرماتے تحقیق یہ وقت ہے کہ کھولے جاتے ہیں

اس میں دروازے آسمان کے۔ دوست رکھتا ہوں میں یہ کہ چڑھیں میرے اس میں نیک عمل۔ (ترمذی)

ظہر کی سنتوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مقام پر فرمایا ہے کہ ظہر کی سنتیں تہجد کی نماز کے مثل ہیں۔ یعنی جس طرح نماز تہجد بارگاہ رب العزت میں بڑی مقبول ہے ایسے ہی ظہر کی سنتیں بھی اللہ کی بہت پسند ہیں۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِي صَلَاةِ السَّحَرِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يَسْبَحُ اللَّهُ تِلْكَ السَّاعَةُ ثُمَّ قَرَأَ يَتَفَيَّئُوا ظِلُّهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے چار رکعتیں پہلے ظہر کے پیچھے دوپہر کے حساب کی جاتی ہیں ساتھ چار رکعت کے جو نماز تہجد میں پڑھی جائیں نہیں کوئی چیز مگر وہ تسبیح کرتی ہے اللہ کی اس وقت پھر پڑھی یہ آیت ”پھرتے ہیں سوائے ہر چیز کے دائیں طرف اور بائیں طرف سے سجدہ کرتے اللہ کے لیے اور وہ ذلیل ہیں“ (نحل: ۴۸) (جامع ترمذی)۔

۳۔ نماز جمعہ کی سنتیں

نماز جمعہ ظہر کا نعم البدل ہے اور جمعہ کے روز ظہر کی جگہ نماز جمعہ یعنی دو رکعت فرض پر اس لئے زور دیا گیا ہے تاکہ علاقے کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر نماز پڑھنے سے ان میں اجتماعیت پیدا ہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور مروت پیدا ہو۔ تو نماز جمعہ کے بعد چار رکعت سنت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے جس کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيَصِلْ أَرْبَعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي أُخْرَى لَهُ قَالَ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَصِلْ بَعْدَهَا أَرْبَعًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہو تم میں

سے جمعہ کے بعد نماز پڑھنے والا پس چاہئے کہ چار رکعت پڑھے روایت کیا اس کو مسلم نے اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا جس وقت نماز پڑھے ایک تمہارا جمعہ کے بعد چاہئے کہ چار رکعت پڑھے۔

۴۔ نماز عصر کی سنتیں

نماز عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں اگر یہ پڑھی جائیں تو ان کا بہت اجر ہے۔ نہ پڑھنے پر کئی وعید۔ اہل تقویٰ اور صوفیاء ان کی بڑی پابندی کرتے ہیں احادیث میں ان کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيلُ الْقِرَاءَةُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کرے اللہ اس شخص پر جو پڑھے پہلے عصر کے چار رکعت۔ (مسند امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد)
ایک حدیث میں آیا ہے کہ مغرب کے بعد دو رکعتیں گھر میں پڑھنا مستحب ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد والی دو رکعتیں میرے گھر میں ادا فرماتے تھے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے۔ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے، جب امیر المؤمنین مغرب کی نماز کا سلام پھیرتے تھے تو میں کسی کو بعد کی دونوں رکعتیں مسجد کے اندر پڑھتے نہیں دیکھتا تھا۔ سب لوگ جلد سے جلد مسجد کے دروازے کی طرف جاتے، اور اپنے اپنے گھر میں پہنچ کر یہ دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔

۵۔ عشاء کی سنتیں

عشاء سے قبل ۴ سنت پڑھنا سنت غیر مؤکدہ ہے اور فرضوں کے بعد دو سنت مؤکدہ ہے۔ عشاء کے بعد دو سنتوں کے بارے میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ

ثِنْتِي عَشْرَةَ رُكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرُكْعَتَيْنِ وَرُكْعَتَيْنِ قَبْلَ.

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے تو اس کے لئے بہشت میں گھر تیار کیا جاتا ہے، چار رکعت ظہر سے پہلے دو رکعت پیچھے اس کے اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر کی نماز سے پہلے۔

سنتوں کے متعلقہ مسائل

۱۔ جو سنتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ و ظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی یعنی چاروں پڑھ کر چوتھی کے بعد سلام پھیریں یہ نہیں کہ دو دو پر سلام پھیریں اگر کسی نے ایسا کیا تو سنتیں ادا نہ ہوں گی۔
یونہی اگر چار رکعت کی منت مانی اور دو دو کر کے چار پڑھیں تو منت پوری نہ ہوئی بلکہ ضرور ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چاروں پڑھے۔ (در مختار)

۲۔ عشاء و عصر سے پہلے چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے۔ (تنویر الابصار) اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشاء کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہو جائے گا۔ یونہی ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے کہ حدیث میں فرمایا جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار پر محافظت کی، اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام فرمادے گا۔

علامہ سید طحطاوی فرماتے ہیں کہ میرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہوگا اور اس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے اور جو اس پر مطالبات ہیں اللہ تعالیٰ اس کے فریق کو راضی کر دے گا۔
یہ مطلب ہے کہ اسے ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن پر سزا نہ ہو علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اس کے لئے بشارت ہے کہ سعادت پر اس کا خاتمہ ہوگا اور دوزخ میں نہ جائے گا۔

۳۔ ظہر و مغرب و عشاء کے بعد جو مستحب ہے اس میں سنت مؤکدہ داخل ہے۔ مثلاً ظہر کے بعد چار پڑھیں تو مؤکدہ و مستحب دونوں ادا ہو گئیں اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ مؤکدہ و مستحب دونوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرے یعنی چار (۴) رکعت پر سلام پھیرے۔ (فتح القدیر)

۴۔ جو سنت مؤکدہ چار رکعت والی ہے اس کے قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرے۔ اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو سبب حسنک

اور اَعُوذ بھی نہ پڑھے۔

ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل (جن میں عصر و عشاء کی سنتیں بھی شامل ہیں) کے قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَكَ اور اَعُوذ بھی پڑھے بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو سُبْحٰنَكَ اور اَعُوذ کافی ہے منت کی نماز کے بھی قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھے اور تیسری میں ثناء و تعوذ۔ (درمختار)

۵۔ ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنت فوت ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اگر وقت باقی ہے فرض کے بعد پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔ (فتح القدیر)

۶۔ سنت و فرض کے درمیان کلام کرنے سے اصح یہ ہے کہ سنت باطل نہیں ہوتی۔ البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔ یہی حکم ہر اس کام کا ہے جو منافی تحریمہ ہے۔ (تنویر)

۷۔ اگر بیع و شرایا کھانے میں مشغول ہو تو اعادہ کرے۔ ہاں سنت بعدیہ (بعد والی سنت) میں اگر کھانا لایا گیا اور بد مزہ ہو جانے کا اندیشہ ہے تو کھانا کھالے پھر سنت پڑھے مگر وقت جانے کا اندیشہ ہو تو پڑھنے کے بعد کھائے اور بلا عذر سنت بعدیہ کی بھی تاخیر مکروہ ہے اگرچہ ادا ہو جائے گی۔ (درمختار)

۸۔ عشاء کے قبل کی سنتیں جاتی رہیں تو ان کی قضا نہیں پھر بھی اگر بعد میں پڑھے گا تو نفل مستحب ہے۔ وہ سنت مستحبہ جو فوت ہوئی۔ ادا نہ ہوئی۔ (درمختار)

۹۔ جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چاروں پوری کرے۔ (درمختار)

احکام مسجد

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے، اسے اللہ کے ہاں دوسرے مقامات کی نسبت برتری کا شرف حاصل ہے جو عام جگہوں کو حاصل نہیں کیونکہ مسجد کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے۔ اور اس مناسبت سے اللہ کو مسجد عام جگہوں سے زیادہ پسند ہے۔ شرعاً مسجد سے مراد وہ جگہ یا مکان ہے جو نماز باجمعت کے لیے مقرر کر دی جائے، اس لیے مسلمانوں کو معاشرتی زندگی میں مسجد کو مرکزیت اور شعائر اسلام کی حیثیت حاصل ہے۔

اے اللہ کے بندے! تجھے معلوم ہے کہ انسان کی زندگی کا اصل مقصد تو عبادت الہی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میں نے انسانوں اور جنوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور عبادت کی بہترین صورت نماز اور ذکر الہی ہے۔ نماز ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے پھر یہ ایسی عبادت ہے جو روز اول سے چلی آرہی ہے تو اس عبادت کی انجام دہی کے لیے جو اللہ کا گھر سب سے پہلے بنایا گیا وہ ہے خانہ کعبہ، اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہی خانہ کعبہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے، وہ مبارک ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خانہ خدا اللہ کی مقبول ترین مسجد ہے تو جب مساجد اللہ کو محبوب ہیں تو ان کے فضائل اور ان میں آنے جانے کے آداب جاننا بھی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

۱۔ فضائل مسجد

اسلام میں مساجد کو بہت زیادہ عظمت اور احترام حاصل ہے۔ کیونکہ مساجد کو بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر ہونے کی وجہ سے ایسی فضیلت اور برتری حاصل ہے جو دوسرے مقامات کو حاصل نہیں۔ مساجد کے فضائل کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:-

(۱) إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنِ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ۔

ترجمہ: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔ (توبہ: ۱۸)

(۲) یٰبَنِیٓ اٰدَمُ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَکُلُوْا وَشَرَبُوْا وَاٰلَا تُسْرِفُوْنَ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝

ترجمہ: اے آدم کی اولاد اپنی زینت لوجب مسجد میں جاؤ، اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ (اعراف: ۳۱)

(۳) قُلْ اَمْرٌ رَّبِّیْ بِالْقِسْطِ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لِّهِ الدِّیْنَ ط کَمَا بَدَاْکُمْ تَعُوْذُوْنَ ۝

ترجمہ: تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اسکی عبادت کرو، صرف اس کے بندے ہو کر، جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے۔

(اعراف: ۲۹)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مساجد کی تکریم و تعظیم کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔
احادیث میں مساجد کے بیشمار فضائل بیان ہوئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مساجد جنت کے باغ ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کو جنت کے باغوں سے کہا ہے۔ کیونکہ جنت کے باغوں میں سکون، راحت، سکھ چین ہوگا اور اس راحت کے سبب انسان اللہ کا شکر گزار ہوگا تو ایسے ہی انسان اگر سچے دل سے مساجد میں جا کر نماز پڑھے تو وہ سکون حاصل ہوتا ہے جو دولت میں نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَغَوْا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتَعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرے واپس میوہ کھاؤ، عرض کیا گیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم! جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا مساجد، کہا گیا اور میوہ کھانا کیا ہے اے اللہ کے رسول! فرمایا
سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ (جامع ترمذی)

۲۔ مساجد بہترین جگہوں میں سے ہیں

مساجد بہترین جگہ ہیں۔ کیونکہ غلاموں کے لیے بہترین جگہ وہی ہوتی ہے جسے مالک پسند کرے لہذا ہم اپنے مالک کے غلام ہیں اور ہمیں بھی مساجد کو اتنا اچھا اور بہترین جاننا چاہیے جتنا کہ اللہ نے حکم دیا ہے یاد رہے کہ آقا کے نزدیک بہترین جگہ وہی ہوتی ہے جہاں اس کا تذکرہ ہو، لہذا مساجد میں ہر وقت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس لیے مساجد بہترین جگہوں میں سے ہیں۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ إِنَّ حَبْرًا مِّنَ الْيَهُودِ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْبَقَاعِ خَيْرٌ فَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ أَسْكُتْ حَتَّى يَجِيءَ جِبْرِئِيلُ فَسَكَتَ وَجَاءَ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ أَسْأَلُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى ثُمَّ قَالَ جِبْرِئِيلُ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي وَنُوتُ مِنَ اللَّهِ دُنُوًّا مَا دَنُوتُ مِنْهُ قَطُّ قَالَ وَكَيْفَ كَانَ يَا جِبْرِئِيلُ قَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُورٍ فَقَالَ شَرُّ الْبَقَاعِ أَسْوَاقُهَا وَخَيْرُ الْبَقَاعِ مَسَاجِدُهَا. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانٍ فِي صَحِيحِهِ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسی جگہ بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب دینے سے چپ رہے اور اپنے دل میں کہا کہ میں چپ رہوں گا یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام آئے آپ چپ رہے اور جبرائیل علیہ السلام آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اس نے کہا جس سے پوچھا گیا ہے اس کو پوچھنے والے سے زیادہ علم نہیں لیکن میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے سوال کروں گا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ کے اس قدر نزدیک ہو کہ آج تک کبھی اتنا نزدیک نہیں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے جبریل علیہ السلام! کہا میرے اور اس کے درمیان ستر ہزار نور کے پردے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بدترین جگہیں بازار ہیں، اور بہترین جگہیں مسجدیں ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔

۳۔ مساجد اللہ کو بہت محبوب ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مکانوں میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب مساجد ہیں جیسا کہ بندوں میں جو شخص اللہ کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ وہ اس کا محبوب بندہ بن جاتا ہے ویسے ہی وہ جگہ جس جگہ پر اللہ کا بندہ بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتا ہے وہ جگہ بھی اللہ کے نزدیک محبوب بن جاتی ہے، مساجد چونکہ لوگ اللہ کی عبادت اور ذکر کرتے ہیں اس لیے اللہ کو مساجد بہت محبوب ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَيَّ اللَّهُ مَسَاجِدُهَا وَابْغَضُ الْبِلَادِ إِلَيَّ اللَّهُ أَسْوَاقُهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکانوں میں سے سب سے زیادہ محبوب اللہ کی طرف مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ بر مکانوں میں سے اللہ کے نزدیک بازار ہیں (مسلم شریف)

۴۔ مساجد سے لگاؤ کا اجر

مسجد سے لگاؤ اور دلچسپی رکھنا بھی اللہ کے ہاں ایک مقبول فعل ہے یعنی بندوں نے نماز بہر حال مسجد میں پڑھنی ہی ہے لیکن ان میں وہ شخص جو مسجد سے زیادہ محبت اور الفت رکھتا ہو اس کا دل ہر وقت مسجد کے کاموں کی طرف ہو تو ایسا شخص اللہ کو بہت اچھا لگتا ہے اور قیامت کے روز ایسے شخص کو اللہ کی خاص قربت حاصل ہوگی اور یہ قربت اللہ کے سایے کی صورت میں حاصل ہوگی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا ففَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ وَعَتَهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ أَنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات شخص

ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایہ میں رکھے گا کہ اس دن اس کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔ امام عدل کرنے والا اور جوان آدمی کہ اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں خرچ کرے اور وہ شخص کہ اس کا دل مسجد کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ جب اس سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی طرف پھر آسے اور دو شخص کہ محبت رکھتے ہیں اللہ کے لیے اس پر اکٹھے ہوں اور اس پر جدا ہوتے ہوں اور ایک وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کی یاد کرتا ہے پس اس کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں اور ایک وہ آدمی کہ اس کو ایک صاحب حسب و جمال عورت اپنی طرف بلاتی ہے وہ کہتا ہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ آدمی جو اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہے اس کو چھپاتا ہے یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔ (بخاری شریف)

۵۔ دور سے مسجد میں آنے کا ثواب

وہ لوگ جو دور سے چل کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے آتے ہیں، ان کو نزدیک والوں سے زیادہ ثواب ملے گا۔ کیونکہ یہ بھی احترام مسجد میں شامل ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ قَابَعَهُمْ مَمْشًى وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں بڑا، از روئے ثواب کے وہ شخص ہے جو ان میں سے دور کا ہے پس دور کا ہے از روئے چلنے کے اور جو شخص انتظار کرتا ہے نماز کا یہاں تک کہ امام کے ساتھ پڑھتا ہے اس کو زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس شخص کے جو نماز پڑھے اور سو رہے۔ (بخاری شریف)

۶۔ مسجد میں جانے سے مہمانی جنت کا شرف حاصل ہونا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ جو شخص دن کے پہلے حصے میں یا پچھلے حصے میں خلوص دل کے ساتھ مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مہمانی تیار کرتا ہے یعنی مسجد میں جانا گویا ضیافت خانے میں جانا ہے اور اللہ تعالیٰ وہاں آنے والوں کو اپنی عطا سے محروم نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اللہ کریم کی شان کے

خلاف ہے کہ اس کے گھر آنے والے محروم رہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ نَزْلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اول روز یا آخر روز مسجد کی طرف گیا اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی جنت میں تیار کرتا ہے۔ جب بھی صبح جاتا ہے یا پچھلے پہر۔ (بخاری شریف)

۱۔ خدمت مسجد، گواہی ایمان ہے

مسجد کی دیکھ بھال کرنا، اس کی خبر گیری کرنا، اس کی مرمت کروانا اس میں نماز ادا کرنا، اس میں ذکر الہی میں مصروف رہنا انسان کے صاحب ایمان ہونے کی دلیل ہے کیونکہ جس کے ایمان میں جتنی زیادہ استقامت ہوگی وہ ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرے گا جس سے اللہ راضی ہوتا ہے مساجد کی خدمت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، اللہ ہر مسلمان کو مسجد کی خدمت کی توفیق دے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خبر گیری کرتا ہے اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان لایا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

۲۔ آداب مسجد

مسجد چونکہ ایک بابرکت اور با عظمت مقام ہے اس لیے شریعت اسلامیہ نے مسجد کے تقدس اور احترام کو قائم رکھنے کے لیے چند آداب بتائے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

۱۔ مسجد میں داخل اور خارج ہونے کی دعائیں

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلنے وقت مندرجہ ذیل دعائیں پڑھنی چاہئیں
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ
الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي
أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت
ایک تمہارا مسجد میں داخل ہو پس چاہئے کہ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول
دے اور جس وقت نکلے پس چاہئے کہ کہے اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا
ہوں۔ (مسلم)

۲۔ مسجد کو صاف ستھرا رکھنا

مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس لیے مسجد میں بد بودار اشیاء کھا کر نہ جائیں کیونکہ
وہاں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جس سے ناگوار ماحول پیدا ہوتا ہے بلکہ مسجد میں جاتے ہوئے خوشبو لگانی
چاہئے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ
الْمُتَنِينَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسُ.
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بد بودار
درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ فرشتے ایذا پاتے ہیں اس چیز سے
جس سے انسان ایذا پاتے ہیں۔ (بخاری شریف)

۳۔ ہنسی مذاق اور دنیاوی باتوں کی ممانعت

مسجد میں صرف خدا کی عبادت کی جائے لہذا وہاں کوئی لغو بات نہ کی جائے نہ کسی کی برائی بیان کی
جائے اور نہ ہی وہاں دنیا کی باتیں کی جائیں کیونکہ دنیاوی باتوں میں حسد، بغض، غیبت وغیرہ جیسی باتیں

آ جاتی ہیں جو آداب مسجد کے خلاف ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ حَدِيثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي أَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوهُمْ فَلَيْسَ لِلَّهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ، رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت حسن سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا ان کی باتیں مسجدوں میں ہوں گی دنیا کے متعلق۔ ان کے پاس نہ بیٹھو، ان میں اللہ کو کچھ حاجت نہیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

۴۔ مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت

مسجد میں خرید و فروخت نہ کی جائے کیونکہ دنیاوی امور انسان کو یاد الہی اور توجہ سے ہٹاتے ہیں اس لیے مسجد میں کاروبار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ مسجد کے اندر لین دین کرنا، خرید و فروخت کے معاملات کا طے کرنا مکروہ ہے لیکن ہبہ مکروہ نہیں ہے البتہ متکلف کے لیے بحالت مجبوری ایسا کرنا جائز ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تجارت کو اچھا نہیں تصور کیا۔ اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيهِ ضَا لَةً فَقُولُوا لَا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْكَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم دیکھو کسی شخص کو کہ وہ بیچتا ہے یا خریدتا ہے مسجد میں، کہو، اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور اگر تم دیکھو کہ کوئی شخص اپنی گمشدہ چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے، کہو اللہ تجھ پر نہ لوٹائے۔ (ترمذی شریف)

۵۔ شعر گوئی کی ممانعت

مسجد میں دنیاوی قسم کے شعر پڑھنا جس میں محبوب مجازی کے حسن و جمال کا ذکر ہو، سخت منع ہے ایسے ہی مسجد میں گانا وغیرہ بالکل نہ گایا جائے۔ گانا تو ویسے ہی خلاف اسلام ہے تو پھر اسے مسجد میں گانے

سے زیادہ گناہ ہوگا۔ لہذا ریڈیو، ٹی وی وغیرہ مسجد میں رکھنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔ البتہ مسجد میں حمد و ثناء اور نعت خوانی کی اجازت ہے کیونکہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کی تعریف ہوتی ہے۔

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يُسْتَقَادَفِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ وَأَنْ تَقَامَ فِيهِ الْحُدُودُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْأُصُولِ فِيهِ عَنْ حَكِيمٍ وَفِي الْمَصَابِيحِ عَنْ

جَابِرٍ.

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مسجد میں قصاص لیا جائے اور یہ کہ اس میں اشعار پڑھے جائیں اور یہ کہ اس میں حدیں قائم کی جائیں۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور صاحب جامع الاصول نے جامع الاصول میں حکیم سے اور مصابیح میں جابر سے۔

۶۔ مسجد میں بلند آواز کسنے کی ممانعت

مسجد میں خاموشی سے بیٹھا جائے آہستہ بات کی جائے زیادہ وقت ذکر و اذکار میں گزارا جائے۔ مسجد میں کسی مجبوری کے بغیر مباح گفتگو بھی درست نہیں۔ اگر کوئی ضروری بات کرنے کی ضرورت درپیش ہو تو وہ کر لیں اس کے علاوہ مسجد میں بلند آوازے کسنے کی بھی ممانعت ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَاتِنِي بِهِذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَا رَجْعُكُمْ تَرَفَعَانِ أَصَوَاتَكُمْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت سائب رضی اللہ عنہ بن یزید سے روایت ہے۔ میں مسجد میں سویا ہوا تھا، مجھ کو ایک شخص نے کنکری ماری۔ میں نے دیکھا اچانک وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، کہا جان دو شخصوں کو میرے پاس لا۔ میں ان دونوں کو لایا پس کہا تم کن لوگوں میں سے ہو یا فرمایا تم دونوں کہاں کے ہو؟ ان دونوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو

میں تم کو تکلیف دیتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (صحیح بخاری)

۷۔ مسجد میں حلقے بنانا یعنی گروہ بندی کی ممانعت

مساجد میں گروہ بندی کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ ایک دوسرے کے خلاف گروہ بندی، لڑائی جھگڑے کا پیش خیمہ بنتی ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔ مسجد میں جھگڑا بری بات ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپس میں اختلاف نہ کرو، تم سے پہلے لوگ باہم اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے، یہی وجہ ہے کہ مسجد میں حلقہ بندی کر کے بیٹھنا منع ہے۔

عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَ عَنِ الْبَيْعِ وَالْأَشْتِرَاءِ فِيهِ وَأَنَّ يَتَخَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ذریعے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں اشعار پڑھنے یا خرید و فروخت کرنے اور لوگوں کے جمعہ کے دن مسجد میں نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھنے کو منع فرمایا ہے۔

۸۔ مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

مسجد میں تھوکنا مکروہ تحریمی ہے لہذا مسجد کو تھوک اور رینٹ سے پاک رکھنا واجب ہے اگر تھوک یا بلغم مسجد کے فرش دیوار یا چٹائی کے اوپر یا نیچے لگ جائے تو اسے صاف کرنا ضروری ہے لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تھوکنے سے منع کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسجد میں تھوکنا بُرے اعمال میں سے ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النَّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت کے نیک اور بُرے اعمال پیش کئے گئے میں نے نیک اعمال میں پایا ہے کہ ایذا دور کی

جائے راستہ اور میں نے اس کے بُرے اعمال سے پایا تھوک کہ مسجد میں ہو جسے دُفن نہیں کیا جاتا۔

۹۔ پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانے کی ممانعت

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَقَالَ مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ أَكْلِهِمَا فَاْمَيِّتُوهُمَا طَبْخًا.

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں درختوں کے کھانے سے منع کیا ہے یعنی لہسن اور پیاز، اور پیاز اور فرمایا جو شخص ان دونوں کو کھائے ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا اگر تم نے ضروری طور پر ان کو کھانا ہے تو پکا کر کھاؤ۔ (ابوداؤد)

۱۰۔ مسجد میں غسل اور وضو کی ممانعت

مسجد میں غسل یا وضو کرنا درست نہیں۔ مسجد کے ساتھ جو جگہ وضو یا غسل کے لیے بنائی گئی ہو وہاں وضو کرنا چاہیے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسجد کے صحن یا مسجد کے اندر کسی جگہ پر وضو کرنا مکروہ ہے ایک دفعہ میں حرم شریف مکہ میں بیٹھا ہوا تھا، کہ کالے رنگ کا بدو آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک پانی کی بوتل تھی اور وہ حرم شریف کے اندر ہی تہ خانے کے ایک دروازے کے قریب وضو کرنے لگ گیا یہ جہالت کا نتیجہ ہے کہ لوگ مسائل نہیں سیکھتے اور وہ کام مسجد میں کر لیتے ہیں جن کا کرنا جائز نہیں۔

۱۱۔ نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں مسجد کو بند کرنا

مسجد چونکہ خانہ خدا ہے اس لیے اس کا کھلا رہنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ جب نماز کا وقت نہ بھی ہو تو اس وقت بھی مسجد کو بند رکھنا مکروہ ہے۔ اگر سامان کے چلے جانے کا اندیشہ ہو تو مکروہ نہیں۔

۱۲۔ مسجد میں کھانا اور سونا

مسجد میں کھانے پینے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ مسجد میں کھانے پینے سے گند پڑتا ہے اس لیے

بہتر ہے کہ مسجد میں کوئی چیز نہ کھائی جائے بلکہ فقہاء نے مسجد میں کھانے کو مکروہ تنزیہی کہا ہے اور بودار چیز جیسے پیاز وغیرہ کا کھانا تو مکروہ تحریمی ہے ایسے ہی مسجد میں سونا بھی اچھا نہیں لیکن بوقت ضرورت سونے میں کوئی حرج نہیں۔ حالت اعتکاف میں مسجد میں سونے اور کھانے پینے کی اجازت ہے ایسے ہی اگر کوئی مسافر ہو تو اس کے لیے مسجد میں سونا جائز ہے۔ عام لوگوں کے لیے بھی قیلوے کے طور پر دن کے وقت تھوڑا آرام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ ہمیشہ کے لیے مسجد کو ٹھکانا بنالینا جائز نہیں۔

۱۳۔ مسجد میں اپنے لیے جگہ متعین کرنا

مسجد میں کسی جگہ کو اپنے لیے مخصوص کر لینا اور وہاں دوسروں کے بیٹھنے سے ناگواری محسوس کرنا منع ہے۔ کیونکہ مسجد اللہ کا گھر ہے۔ اس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔ بعض لوگ کپڑا رکھ کر دوسروں کے لیے جگہ رکھ لیتے ہیں، ایسا کرنا درست نہیں۔

۱۴۔ مسجد میں سوال کرنا

مساجد میں سوال کرنا حرام ہے البتہ اپنی مرضی سے کسی حقدار کو خیرات یا صدقہ دینا مباح ہے۔

۱۵۔ مسجد میں فخر کرنے کی ممانعت

مساجد میں فخر کرنا منع ہے۔ فخر کرنے سے انسان کی عاقبت پر بہت برا اثر پڑتا ہے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کی باتیں کریں گے۔ اس لیے فخر کرنے سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کریں گے۔ (ابوداؤد، نسائی)

۱۶۔ مسجد کو راستہ بنالینا درست نہیں

بغیر کسی عذر کے مسجد میں سے راستہ بنالینا مکروہ تحریمی ہے اگر کوئی خاص مجبوری ہو تو مسجد میں سے

گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مسجد کے اندر سے گزرنا کثرت سے نہ ہو تو جائز ہے۔

۱۷۔ مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا

مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا جس سے دوسرے نمازی پریشان ہوں یا سونے والوں کی نیند اچاٹ ہو جائے اچھا نہیں۔ عام حالات میں جبکہ کسی دوسرے کی عبادت میں خلل نہ پڑتا ہو تو اونچی آواز سے ذکر کرنا جائز ہے۔ بلکہ بعض اوقات بلند آواز سے عبادت کرنا افضل ہے۔ جس سے ذاکرین کا قلب بیدار ہو۔

۱۸۔ مسجد میں دینی علوم پڑھنا اور پڑھانا

مسجد کے اندر دینی علوم کی تعلیم دینا۔ قرآن پاک پڑھنا یا پڑھانا جائز ہے۔ ایسے ہی وعظ و نصیحت کرنا اور شرعی احکامات کا جاری کرنا درست ہے۔

۱۹۔ درجات مساجد

بعض مساجد کو عام مساجد پر ثواب کے لحاظ سے ترجیح حاصل ہے۔ اور ان مساجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب عام مساجد سے زیادہ ہے۔ ثواب کے لحاظ سے اول نمبر خانہ کعبہ یعنی مسجد حرام، پھر مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ پھر مسجد قبا پھر مسجد عائشہ پھر جامع مسجد پھر محلے کی مسجد، اس کے بعد شارع عام کی مسجد جہاں مؤذن یا امام نہ ہو۔ اور ان مساجد میں حدیث کے مطابق نماز باجماعت ادا کرنے کا حسب ذیل ثواب ملتا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَوةٍ وَصَلَوْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجْمَعُ فِيهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلَوةٍ وَصَلَوْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَوةٍ وَصَلَوْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَوةٍ وَصَلَوْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَوةٍ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی

کی نماز گھر میں ایک نماز ہے اور اس کی نماز اس مسجد میں جس میں جمعہ ہوتا ہے پانچ سو نماز کے برابر ہے اور اس کی نماز مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کی نماز میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ اور اس کی نماز مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۔ تین مسجدوں کی طرف سفر کرنے کا حکم

تین مسجدوں کی طرف سفر کرنا بہت عمدہ ہے کیونکہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر سفر کرنا ہو تو تین مسجدوں کی طرف کرنا چاہیے۔ وہ تین مسجدیں، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی ہیں۔
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَالْمَسْجِدِ هَذَا.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد۔
(صحیح بخاری)

۲۔ خیر سیکھنے کے لیے مسجد نبوی میں آنا

اچھائی سیکھنے یا سکھانے کے لیے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آنے کا بہت اجر ہے بلکہ بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کی مانند قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر کی مسجد ہے اس لیے اس مسجد میں جانا اللہ کے ہاں برادر جہ رکھتا ہے۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هَذَا لَمْ يَأْتِ إِلَّا لِحَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يَعْلَمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذَلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلَى مَتَاعٍ غَيْرِهِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ بِإِسْنَادٍ شُعْبِ الْإِيمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

فرماتے تھے جو شخص میری اس مسجد میں آئے، نہیں آتا مگر کسی خیر کے لیے کہ اس کو سیکھتا ہے یا اس کو سکھائے وہ مجاہد کی مانند ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور کام کے لیے آئے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو غیر کے اسباب کی طرف دیکھتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔

۳۔ ریاض الجنۃ

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حرم شریف کے بعد مسجد نبوی کا مقام ہے۔ عام مساجد سے اس کے بلند مقام ہونے کی وجہ ایک تو اس مسجد کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے کہ اللہ کے رسول کی بنائی ہوئی مسجد ہے۔ اس کے بعد اس کے بلند مقام ہونے کی دوسری وجہ ریاض الجنۃ ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے:-

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمَنْبَرِي عَلَى حَوْضِي.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان (مکڑازمین کا) ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مساجد میں سب سے بڑا رتبہ مسجد حرام کا ہے کیونکہ وہی سب مسجدوں کا قبلہ ہے۔ جو شخص وہاں نماز پڑھتا ہے اسے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے پھر اس کے بعد مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کا درجہ ہے جو شخص وہاں نماز پڑھتا ہے اسے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے پھر اس کے بعد شہر کی جامع مسجد ہے جس میں ایک نماز پر پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

۴۔ تعمیر مسجد کا اجر و مسائل

مسجد وہ ہے جو ایک یا چند آدمی اپنی کوئی مملوکہ زمین یا مکان مسجد کے نام سے اپنی ملک سے جدا کر دیں اور اس کا راستہ شارع عام کی طرف کھول کر مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں۔ جب ایک مرتبہ وہاں اذان اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے تو یہ جگہ مسجد ہو جائے گی۔ اگر

زمین مشترک ہو تو کسی ایک کے وقف کرے اور مسجد بنادینے سے یہ جگہ مسجد نہ ہوگی۔ جب تک تمام شرکاء بالغ ہونے کے بعد برضا و رغبت مسجد بنانے کی اجازت نہ دیں۔

۱۔ تعمیر مسجد جنت میں گھر بنانا ہے

جو شخص رضائے الہی کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنادیتا ہے یعنی رضائے الہی کی خاطر مسجد بنانا جنت میں گھر بنانے کے مترادف ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اللہ کے لیے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بناتا ہے۔ (بخاری شریف)

۲۔ محلوں میں مساجد تعمیر کرنا

خطہ ارضی میں جہاں بھی مسلمان آباد ہوں۔ انھیں چاہیے کہ وہاں عبادت الہی کے لیے مسجد تعمیر کریں، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اپنے محلوں میں مساجد تعمیر کرو اور انھیں پاکیزہ رکھو۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَنَاءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ يُنْظَفَ وَيُطَيَّبَ رَوَاهُ أَبُو ذَاوَدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ پاک کی جائیں اور ان کو خوشبو لگائی جائے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے۔

۳۔ سات جگہیں مسجد نہیں

عموماً جہاں باقاعدہ نماز پڑھی جاتی ہے وہ جگہ مسجد کا درجہ رکھتی ہے لہذا اس جگہ کا پاکیزہ ہونا اور عمدہ

ہونا ضروری ہے اس مناسبت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ ان میں پہلی جگہ نجاست ولی جگہ ہے دوسری جگہ جانوروں کے ذبح کرنے کے جگہ ہے۔ چونکہ یہ جگہ بھی نجاستوں سے آلودہ ہوتی ہے۔ اس لیے اس میں نماز پڑھنا منع ہے، تیسری جگہ قبرستان ہے۔ چوتھی جگہ گزرگاہ ہے پانچویں جگہ حمام ہے۔ چھٹی جگہ اونٹوں کے باندھنے کی جگہ ہے ساتویں جگہ بیت اللہ کی چھت ہے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَرْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَفِي الْحَمَّامِ وَفِي مَعَاظِنِ الْإِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللَّهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں میں نماز پڑھنے سے، نجاست پڑنے کی جگہ میں جانوروں کے ذبح ہونے کی جگہ میں اور مقبروں میں اور چوراہوں میں اور حمام میں اور اونٹوں کے باندھنے کی جگہ میں۔ اور بیت اللہ کی چھت کے اوپر۔ (ترمذی ابن ماجہ)

۴۔ مسجد میں جھاڑو دینے کا ثواب

مساجد میں جھاڑو دینے کا بہت اجر ہے کیونکہ مساجد مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں اس لیے انھیں صاف رکھنا مسلمانوں کا فرض اولین ہے۔ اور اللہ کے ہاں ایسے شخص کے لیے بہت انعام و اکرام ہے جو رضائے الہی کی خاطر مسجد کی صفائی کرتا ہے اس کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:-

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ أَجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقُدَاةِ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرِ ذَنْبًا أَكْبَرَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أَوْتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ ثواب کوڑے اور خاک کا، جس کو آدمی مسجد سے نکالتا ہے۔ اور روبرو کیے مجھ پر میری امت کے گناہ پس نہیں دیکھا میں نے کوئی گناہ بہت بڑا قرآن کی

سورت سے یا آیت سے کہ دیا گیا ہو وہ ایک شخص پھر بھلا دیا اس کو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۵۔ گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم

یوں تو مساجد میں باجماعت نماز پڑھنا ضروری ہے البتہ اگر کوئی شخص مسجد میں نماز نہ پڑھ سکے تو اسے چاہئے کہ گھر میں نماز پڑھ لے اور خاص کر عورتوں کو تو چاہئے کہ وہ گھر میں نماز پڑھیں، گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حسب ذیل ہے:-

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِّنْ صَلَواتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا هَاقِبُورًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کر اور ان کو قبریں نہ بناؤ۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اپنے گھروں میں بھی اپنی نمازوں میں سے کچھ پڑھا کر اور گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ چنانچہ سنت ہے کہ اپنے گھر میں کوئی خاص جگہ نماز کے لیے بنالی جائے۔ اس کو پاک صاف رکھا جائے اور اس میں خوشبو مہکائی جائے۔ حدیث (ابو داؤد و ترمذی) میں اس جگہ کو مسجد کہا گیا ہے اگرچہ عام اجازت نماز نہ ہونے کی وجہ سے وہ جگہ بالکل مسجد کے حکم میں نہیں ہوگی۔ البتہ عورتیں وہاں نماز پڑھنے کے علاوہ اعتکاف کر سکتی ہیں۔ اور مرد (مؤکدہ وغیرہ) سنتیں اور نفلیں پڑھ سکتے ہیں۔ اگر اتفاقاً وہاں نماز کی جماعت کی جائے تو مکان کی طرح جائے امام اور صفیں ملا کر قائم کرنا صحت اقتداء کے لیے شرط ہے۔

جماعت

اہل تقویٰ کو چاہیے کہ وہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کو ہمیشہ ترجیح دیں کیونکہ یہی پیشوائے امت کا طریقہ کار تھا۔ جماعت کا مطلب اکٹھے مل کر نماز پڑھنا ہے جماعت میں ایک شخص امام ہوتا ہے اور باقی مقتدی ہوتے ہیں۔

۱۔ جماعت کے متعلق حکم خداوندی

قرآن و سنت میں نماز باجماعت ادا کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (بقرہ: ۴۳)

اس آیت سے نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید ظاہر ہوتی ہے اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ باجماعت نماز پڑھے۔ نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید کا ذکر قرآن پاک میں ایک اور مقام پر یوں بیان ہوا ہے کہ جہاد میں جبکہ دشمن سے ہر لمحہ خونریز جنگ کا اندیشہ ہوتا ہے اس وقت بھی یہی تاکید کی گئی ہے کہ مجاہدین کو دو حصوں میں تقسیم کر کے نماز باجماعت پڑھی جائے، اس لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا بِسِلْحِهِمْ
فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَاءِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ
وَلْيَأْخُذُوا بِحِذْرِهِمْ وَأَسْلِحَتِهِمْ.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ مجاہدوں کے درمیان ہوں اور جہاد میں انھیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوں تو چاہیے کہ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو اور اسلحہ لیے رہے تو پھر جب وہ سجدہ کر لے تو وہ پیچھے ہٹ جائے اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے، آکر

آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور وہ ہوشیار رہیں اور اپنا اسلحہ لیے رہیں۔ (نساء: ۱۰۲)
قرآن مجید کی اس آیت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز باجماعت کی بہت اہمیت ہے جو کہ میدان جنگ میں بھی معاف نہیں۔

۲۔ فضائل جماعت

اے سالک! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے مطابق نماز باجماعت کے بیشمار فضائل اور ثمرات ہیں لہذا جو کچھ جان بوجھ کر تارک جماعت بنے تو وہ ان ثمرات سے محروم رہے گا۔ فضائل جماعت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں:-

۱۔ ستائیس درجے ثواب

اکیلے نماز پڑھنے کی بجائے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے لہذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ۲۷ درجے زیادہ ثواب ہوتا ہے تاکہ حصول ثواب کی خاطر مسلمان نماز باجماعت کو زیادہ ترجیح دیں۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَوةُ الْفَذِّ سَبْعَ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ افضل ہے (بخاری شریف)

۲۔ چالیس دن باجماعت نماز کا اجر

مسلمانوں میں باجماعت نماز کو فروغ دینے کے لیے ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید کی اور اس کے اثرات یہ بیان کیے کہ دوزخ اور نفاق سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے، مراد اس سے یہ ہے کہ جو شخص چالیس دن تک توجہ سے نماز باجماعت قائم کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی عادت میں جماعت سے نماز پڑھنا داخل ہو جائے گا تاکہ مسلمانوں میں ہمیشہ نماز باجماعت کی عادت رائج ہو جائے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كُتِبَ لَهُ بِرَاءَةٌ تَانِ بِرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبِرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے لیے نماز پڑھی چالیس دن جماعت میں اس طرح کہ پائے تکبیر اولیٰ، لکھی جاتی ہیں اس کے لیے دو خلاصیاں۔ ایک دوزخ کی آگ سے اور دوسری خلاصی نفاق سے۔ (ترمذی)

۳۔ نماز باجماعت کا درجہ قبولیت

جماعت میں شامل ہونا بہت افضل ہے اور احادیث میں مختلف انداز میں اسے قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص اذان سن کر کسی شرعی عذر یعنی بیماری اور خوف کے بغیر مسجد میں نہ آئے تو اس کی نماز درجہ قبولیت کو نہیں پہنچ پاتی۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اکیلے نماز پڑھنے کی بجائے ہمیشہ جماعت کو ترجیح دینی چاہیے۔

۴۔ مسند میں ہوتے ہوئے جماعت میں شامل ہونے کی تاکید

اگر کوئی شخص مسجد میں موجود ہو اور اسی دوران اذان ہو جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَتَوَدَّيْ بِالصَّلَاةِ فَلَا يَخْرُجْ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُصَلِّيَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ جس وقت کہ ہو تم مسجد میں اذان دی جائے نماز کی، نہ نکلے ایک تمہارا یہاں تک کہ نماز پڑھے۔ (مسند احمد)

۵۔ نماز فجر اور عشاء کی جماعت میں شامل ہونے کا اجر

نماز فجر اور عشاء کی جماعت میں شامل ہونے کے لیے خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں وقت لوگوں کے آرام اور سونے کے ہوتے ہیں اور ان اوقات میں نماز باجماعت طبیعت پر گراں معلوم

ہوتی ہے اس لیے ان نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور ان کا اجر بہت زیادہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ جس شخص نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی تو اس نے گویا آدھی رات عبادت کی اور جس نے فجر کی نماز باجماعت سے ادا کی تو اس نے گویا ساری رات عبادت کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيِمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کھڑی کی جائے نماز، کوئی نماز نہیں مگر فرض نماز ہی۔ (صحیح مسلم)

۶۔ ایک سے زائد آدمی کو جماعت سے نماز پڑھنی چاہیے

ایک سے زائد آدمیوں کو نماز باجماعت قائم کرنی چاہیے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب دو آدمی ہوں تو انھیں جماعت قائم کرنی چاہیے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا تَقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدْ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں تین شخص بستی میں اور نہ جنگل میں کہ نہ جماعت کی جائے ان میں نماز مگر تحقیق غالب ہوتا ہے ان پر شیطان۔ پس لازم کر اپنے پر جماعت کو، سوائے اس کے نہیں کہ کھاتا ہے بھیڑ یا اس بکری کو جو ریوڑ سے دور رہے۔ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جب دو آدمی ہوں تو انھیں جماعت ہی سے نماز ادا کرنی چاہیے اور وہ حدیث یہ ہے:-

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِثْنَانِ فَمَا نَوَّكُهُمَا جَمَاعَةً.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو یا دو

سے زیادہ جماعت ہے۔ (ابن ماجہ)

تو ان دونوں حدیثوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب بھی ایک آدمی سے زائد آدمی ہوں تو جماعت سے نماز ادا کرنی چاہیے۔

۷۔ مسلمانوں کا امتیاز یعنی نماز باجماعت

نماز باجماعت مسلمانوں کا امتیازی نشان بھی ہے کہ جب مسلمان اکٹھے ہو کر نماز باجماعت ادا کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہیں تو اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا أَغْضَبَكَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أَمْرِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يَصَلُّونَ جَمِيعًا.

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ابو درداء آئے اور وہ غصے کی حالت میں تھے میں نے کہا، کس چیز نے غصے میں ڈالا آپ کو، کہا اللہ کی قسم نہیں جانتا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کچھ، مگر تحقیق وہ نماز پڑھتے ہیں جماعت سے۔ (بخاری)

۳۔ ترک جماعت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ناراضگی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے حال پر بہت شفقت ہے۔ ہر معاملے میں آپ اپنے صحابہ سے بڑی نرمی اور پیار کا رویہ اختیار کرتے لیکن جماعت چھوڑنے والوں کو آپ نے قطعاً ناپسند کیا ہے۔ بلکہ بعض اوقات آپ نے جماعت میں شامل نہ ہونے والوں سے شدید ناراضگی کا اظہار کیا ہے کیونکہ اس کے قائم نہ ہونے سے اسلام کی اجتماعیت مجروح ہوتی ہے اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جو لوگ جماعت میں آکر شامل نہیں ہوتے، میں ان کے گھروں کو جلا دوں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمْرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبُ ثُمَّ أَمْرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ أَمْرَ رَجُلًا فَيُؤْمَرُ النَّاسَ ثُمَّ أَخَالَفَ إِلَى رَجُلٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمُ

بَيُّوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَا تَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق قصد کیا میں نے یہ کہ حکم کروں لکڑیوں کو جمع کرنے کا، لکڑیاں جمع کی جائیں پھر حکم کروں میں اذان کہنے کا، اذان دی جائے۔ پھر حکم دوں میں ایک شخص کو کہ امامت کرائے لوگوں کی پھر پھر جاؤں میں لوگوں کی طرف۔ ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں کو طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے، جلادوں میں ان پر ان کے گھر۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایک ان کا جانے کہ پائے گا ہڈی گوشت کی موٹی بلکہ دو کھر گائے یا بکری کے اچھے البتہ حاضر ہوں وہ نماز عشاء میں۔ روایت کیا اس کو بخاری نے اور مسلم نے اس کی مانند۔

ذرا مقام غور ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے حد درجے کا پیار ہوتے ہوئے بھی اپنی امت کا یہ فعل پسند نہیں کہ کوئی مسجد کو چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھے۔

منافقانہ روش کی علامت

اسلام کے ابتدائی دور میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ منافقانہ روش اختیار کی اور ان کی یہ روش ان کے جماعت میں حاضر نہ ہونے سے پہچانی جاتی۔ کیونکہ منافقین صبح اور عشاء کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور ان کا یہ فعل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نا پسند تھا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ جماعت میں شامل نہ ہونے سے منافقانہ روش کی پیروی ہوتی ہے لہذا اس سستی کو چھوڑ دیا جائے اور جماعت میں وقت پر پہنچا جائے۔

عَنْ أَبِي بَنْ كَعْبٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ أَشَاهِدُ فُلَانٌ قَالُوا لَا قَالَ أَشَاهِدُ فُلَانٌ قَالُوا لَا قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَوَتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَا تَيَمُّوهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا عَلَى الرُّكْبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَا بُدَّ تَمُوهُ وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ

وَصَلَوْتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَوَتِهِ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ایک دن صبح کی۔ پس جب سلام پھیرا فرمایا کیا فلاں حاضر ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ نہیں، فرمایا کیا فلاں حاضر ہے۔ عرض کی صحابہ نے کہ نہیں۔ فرمایا یہ تحقیق کہ دونوں نمازیں منافقوں پر بہت گراں ہوتی ہیں اگر تم جانتے کیا ثواب ہے ان دونوں کا تو آتے تم اگرچہ گھٹنوں پر، تحقیق پہلی صف فرشتوں کی صف کے مانند ہے۔ اگر جانتے تم کیا ثواب ہے اس کا البتہ جلدی کرتے تم اس میں پہنچنے کے لیے۔ تحقیق ایک آدمی کی نماز ساتھ ایک آدمی کے، زیادہ ثواب رکھتی ہے اکیلے کی نماز سے اور اس کی دو شخصوں کے ساتھ نماز زیادہ ثواب رکھتی ہے ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنے سے اور جس قدر زیادہ ہوں پس وہ زیادہ محبوب ہے اللہ کی طرف۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور نسائی نے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے قصد اجتماع کو ترک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں کیا۔

۴۔ نماز باجماعت کے فائدے

اسلام ایک ایسا دین ہے جس کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی انسانی فائدے کی بات مضمر ہوتی ہے، تمام احکامات خواہ وہ عبادت کے متعلق ہوں یا انسانی معاملات کے آئینہ دار ہوں ان کے ظاہر اور باطن میں بے شمار اسرار و رموز حکمت اور فائدہ ہوگا۔ اسی طرح نماز باجماعت میں بے پناہ حکمت اور انسانی فائدہ ہے، نماز باجماعت کی برکات بے شمار ہیں لہذا اس کے فوائد حسب ذیل ہیں:-

۱۔ جذبہ اطاعت

نماز باجماعت سے جذبہ اطاعت پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ پانچ وقت جب اذان ہوتی ہے تو نمازی اس اذان کی پکار پر ہر قسم کا کام کاج چھوڑ کر مسجد کی طرف آتا ہے، تو نمازی کے اس طرح فوراً نماز کی طرف آنے سے دل میں اطاعت الہی کے جذبہ میں رغبت اور تقویت پیدا ہوتی ہے اور آخر یہی جذبہ انسان میں

اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکامات میں بھی بیداری کا احساس پیدا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ یہی اطاعت انسان کو ایک بلند و بالا اور اچھے اوصاف والا انسان بنا دیتی ہے۔

۲۔ باہمی ہمدردی

اطاعت کے علاوہ انسان کو نماز باجماعت سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ آپس میں باہمی ہمدردی اور تعلقات جنم لیتے ہیں، جماعت میں حاضر ہونے سے ایک دوسرے کی خیر و عافیت اور حالات کا پتہ چل جاتا ہے۔ نماز میں حاضر ہونے والوں میں سے اگر کوئی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا ہو، کوئی معذور، لنگڑا یا اندھا ہو، تو خواہ مخواہ دل میں ہمدردی پیدا ہوگی، کیونکہ نماز باجماعت ہمیں درس دیتی ہے کہ نمازیوں میں جو خوشحال اور صاحب حیثیت ہیں وہ غریبوں اور بے کسوں پر رحم کھائیں۔

۳۔ حصول رحمت کا ذریعہ

نماز باجماعت حصول رحمت کا خصوصی ذریعہ بھی بنتی ہے۔ محلے کی مسجد میں پانچ وقت کی نماز، جامع مسجد میں ہفتہ وار جمعہ کی نماز، سال میں دو دفعہ عید کی نماز، اور حج کرنے والے تمام دنیا کے مسلمانوں کا سالانہ بیت اللہ میں جمع ہونا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے کیونکہ جماعت کے ذریعے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کا باہم مل کر رب العالمین کے حضور عبادت کرنا اور پھر اس کے سامنے حاضر ہو کر دعا رنا، طلب حاجت کرنا، نزول رحمت اور قبولیت دعا کا خاص درجہ رکھتی ہے۔ جماعت میں نیک اور بزرگ لوگوں کی شمولیت اور برکت سے گنہگاروں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔

۴۔ شوق عبادت اور رغبت کا پیدا ہونا

نماز باجماعت کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں میں ایک دوسرے کو نماز پڑھتے دیکھ کر شوق عبادت می تقویت پیدا ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں ہر قسم کے لوگ یعنی اہل علم اور ان پڑھ وغیرہ بھی ہوتے ہیں تو اس طرح جب ہر طرح کے لوگ مل کر عبادت کرتے ہیں تو جو لوگ جانتے ہیں ان کے ذمے یہ بات عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ جاننے والوں کو بتائیں اس طرح ناواقف لوگوں کو واقف لوگوں سے مسائل پوچھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

۵۔ بیداری انسانیت

نماز باجماعت انسان میں جز بہ انسانیت بیدار کرتی ہے کیونکہ انسان کے ظاہر اور باطن کی تعمیر میں بیشمار خوبیاں نماز باجماعت سے پیدا ہوتی ہیں اور سب سے بڑی خوبی جو انسان میں پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ نماز باجماعت انسان کو کامل بندہ بنا دیتی ہے۔

۵۔ جماعت ثانی

مسجد یا کسی اور مقام پر جہاں ایک مرتبہ نماز باجماعت ہو جائے اور وہاں دوسری جماعت قائم کرنے کو جماعت ثانیہ کہا جاتا ہے۔ اگر کچھ لوگ جماعت اول کے ساتھ نماز پڑھنے سے رہ گئے ہوں تو وہ جماعت ثانیہ کے ذریعے نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر فارغ ہو گئے کہ ایک آدمی آیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر اس کے ساتھ نماز پڑھی تھی، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ دوسری جماعت کرنا جائز ہے لیکن قصدًا جماعت اول چھوڑ کر دوسری جماعت قائم کرنا جائز نہیں۔

ایسے ہی اگر کسی شخص نے مسجد میں اکیلے نماز پڑھی لی۔ پھر بعد میں اس کو جماعت مل گئی تو اسے جماعت کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لینی چاہیے تو اس طرح جو اس نے پہلے نماز پڑھی تھی اس سے فرض تو ادا ہو گیا لیکن اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی وہ نفل ہوگی لیکن جماعت کا ثواب بھی مل گیا۔

جماعت ثانی کا جواز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ملتا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلَيَّ هَذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے۔ فرمایا کیا نہیں کوئی شخص کہ صدقہ کرے اس پر اس کے ساتھ نماز پڑھے۔ ایک شخص کھڑا ہوا، نماز پڑھی اس کے ساتھ (ترمذی شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت ثانی کی صورت میں کسی جگہ بھی نماز پڑھنا درست ہے لہذا

شارع عام یا بازار یا اسٹیشن کی مساجد میں جہاں نمازی آتے جاتے رہتے ہیں۔ لیکن جو لوگ بھی آئے وہ نماز پڑھ کر چلے گئے تو وہاں یہی بہتر ہے، جو لوگ آئیں جماعت کے ذریعے اکٹھے نماز پڑھ لیں خواہ ایک نماز کے وقت جتنی بھی جماعتیں ہو جائیں۔ ایسے ہی مسجد محلہ میں اور لوگ آگئے تو وہ جماعت ثانی کے ذریعے نماز ادا کریں۔ جماعت ثانی بغیر اذان کے پہلی جگہ سے ہٹ کر پڑھنی چاہیے یعنی امام کا جماعت اولیٰ کے امام کی جگہ پر کھڑا ہونا درست نہیں۔ بلکہ جماعت ثانی کے امام کو جماعت اولیٰ کے امام والی جگہ سے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیے۔

مسجد کے علاوہ اگر کوئی دکان یا مدرسہ یا کوئی جگہ ہے، وہاں کچھ نمازی جمع ہو گئے تو جماعت سے قبل اذان سنت ہے، اور مسجد کی اذان کو آواز اوہاں تک آ جاتی ہے تو ٹھیک ہے اذان نہ دیں اور اگر اذان کی آواز نہیں آتی تو اس جگہ اذان بھی سنت ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جس مسجد میں امام مقرر ہوا اگر وہاں پہلے جماعت اول ہو جائے تو پھر وہاں اذان و اقامت کے ساتھ دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر اذان کے بغیر محراب سے ہٹ کر جماعت ثانیہ قائم کی جائے درست ہوگی۔

۶۔ جماعت میں شامل نہ ہونے کے شرعی عذرات

اے مسلم! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ کچھ شرعی وجوہات یا عذرات ایسے ہیں۔ اگر ان کی بنا پر نمازی جماعت میں شامل نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں مگر ان کے باوجود بھی اگر جماعت میں شامل ہو جائے تو بہت بہتر ہے اور وہ شرعی عذرات حسب ذیل ہیں:-

۱۔ شدید سردی یا بارش

شدید سردی یا بارش کی صورت میں اگر کوئی شخص جماعت میں شامل نہ ہو سکے تو اس کا یہ عذر ترک جماعت کے لیے مقبول ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص جماعت میں شامل ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةِ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٌ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَدِّينَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ ذَاتِ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز کے لیے ایک رات کو اذان دی کہ اس رات میں سرد ہوا چل رہی تھی پھر کہا خبردار اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ پھر کہا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے موزن کو کہ جس وقت رات سرد ہوتی اور بارش ہوتی کہہ دو خبردار! نماز اپنے گھروں میں پڑھو۔ (بخاری شریف)

اس حدیث پاک کے ضمن میں یہ بات بھی آتی ہے کہ موسم سرما میں اگر سخت سردی ہو جس کے باعث کسی بیماری کے لگ جانے یا بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو یہ جماعت میں شامل نہ ہونے کا قابل قبول شرعی عذر ہے۔ ایسے ہی مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہونا بھی ترک جماعت کے عذرات میں سے ہے۔

۲۔ شدت بھوک

شدت بھوک میں بھی پہلے یہ حکم ہے کہ پہلے کھانا کھالیا جائے، پھر نماز ادا کی جائے لیکن ایسی صورت میں شامل ہونے کو ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دونوں طرح کے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضِعَ عِشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأَقِیْمَتِ الصَّلَاةِ فَأَبْدِءُ وَأَبَا لِعِشَاءٍ وَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوَضِّعُ لَهُ الطَّعَامَ وَتَقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کہ رکھا جائے ایک تمھارے کا کھانا شام کا اور قائم کیا جائے نماز کو شروع کرو کھانا اور نہ جلدی کرو یہاں تک کہ فارغ ہو اس سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے کہ رکھا جاتا واسطے ان کے کھانا اور قائم ہوتی نماز پس نہ آتے نماز کو یہاں تک کہ فارغ ہوتے اس سے اور تحقیق وہ امام کی قرأت کو بھی سنتے۔ (مسلم شریف)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَخِّرُوا الصَّلَاةَ لَطَعَامٍ وَلَا لَغَيْرِهِ. رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ تاخیر کرو نماز کو

واسطے کھانے کے اور نہ اس کے غیر کے لیے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر تاخیر کرنے میں وقت جاتا ہو تو تاخیر جائز نہیں اور اگر وقت فراخ ہو تو اس صورت میں کھالینا درست ہے بشرطیکہ کھانا حاضر ہو۔

۳۔ پیشاب یا پاخانہ کا زور ہونا

گر بیت الخلاء میں جانے کی ضرورت ہو تو نماز سے پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص جماعت میں شامل نہ ہو سکے، تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمْ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ارقم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہتے تھے جس وقت کہ قائم کی جائے نماز اور پائے ایک تمھارا حاجت پاخانہ کی چاہیے کہ ابتدا کرے پاخانہ کے ساتھ۔ (ترمذی شریف)

۷۔ عورتوں کی جماعت میں شمولیت

عورتوں کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ مساجد میں جا کر جماعت میں شامل ہوں بلکہ ان کے لیے مسجد کی بجائے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ پھر اگر عورتیں مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا چاہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انھیں مساجد میں جانے کی اجازت دے دی جائے۔ عورتوں کے مساجد میں جا کر جماعت میں شامل ہونے کے بارے میں احادیث حسب ذیل ہیں:-

۱۔ عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے

عورت چونکہ گھر کی نگہبان ہوتی ہے اس لئے اس کا گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِي مَنْحَدِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا

فِي بَيْتِهَا.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کی نماز اس کے گھر میں پڑھنی افضل ہے۔ گھر کے صحن میں پڑھنے سے۔ اور کوٹھڑی میں بہتر ہے نماز اس کی کھلے مکان سے۔ (سنن ابوداؤد)

۲۔ عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکا جائے

عورتوں کو مسجدوں میں جا کر باجماعت نماز پڑھنے سے نہیں روکنا چاہیے۔ کیونکہ مساجد اللہ کا گھر ہیں اس لیے وہاں عورتوں کو جانے سے منع نہیں کرنا چاہیے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ عورت کے لیے ان کے گھر زیادہ بہتر ہیں۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدِ وَبُيُوتَهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ منع کرو تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے اور ان کے لیے ان کے گھر بہتر ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

اگر کوئی عورت مسجد کے بہانے جا کر کسی برائی میں ملوث ہوتی ہو تو پھر اسے روکنا جائز ہے۔

۳۔ مساجد جانے کی اجازت

عورتوں کو چاہیے کہ مساجد میں جانے کے لیے اجازت سے جائیں۔ بیوی کو خاوند سے اجازت لینی چاہیے اور لڑکیوں کو اپنے والد سے اجازت حاصل کرنی چاہیے۔ مسجد میں حاضر ہونے کے لیے ایک دفعہ ہی اجازت لے لینا کافی ہے لیکن عورتوں کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ ایسی مساجد میں جائیں جہاں پردے کا معقول انتظام ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورت جس وقت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اسے اجازت دے دینی چاہیے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَأَلَتْ امْرَأَةٌ أَحَدَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعَنَّهَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت اجازت مانگے ایک تمھارے کی عورت مسجد کی طرف، نہ منع کرے اس کو۔ (مسلم شریف)

۴۔ عورت کے لیے خوشبو لگا کر مسجد میں جانے کی ممانعت

عورتوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ خوشبو لگا کر مساجد میں جائیں۔ کیونکہ عورتوں کے اس طرح کرنے سے برائی کے جنم لینے کا خطرہ ہوتا ہے لہذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خوشبو لگا کر مساجد میں جانے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَهِدْتَ احْدِ الْكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِبًّا.

حضرت زینب، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے فرمایا جس وقت حاضر ہوا ایک تم میں سے مسجد میں پس نہ لگائے خوشبو۔

(مسلم شریف)

اگر کوئی عورت خوشبو لگا لے تو اسے مسجد میں جانے کے لیے غسل کرنا چاہیے تاکہ خوشبو کا اثر زائل ہو جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ حَبِيبُ ابْنِ الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُقْبَلُ صَلَوةُ امْرَأَةٍ تَطِيبُ لِلْمَسْجِدِ حَتَّى تَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے، نہیں قبول کی جاتی اس عورت کی نماز کہ مسجد میں جانے کے لیے خوشبو لگا دے یہاں تک کہ غسل کرے غسل جنابت کی مانند۔ (سنن ابوداؤد)

۵۔ آداب مساجد کو مد نظر رکھنا

عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ مساجد میں جائیں تو وہاں آداب کو مد نظر رکھیں۔ بعض عورتیں مساجد میں جا کر دنیا داری کی باتیں کرتی ہیں۔ بعض اوقات غیبت کی باتیں بھی ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات مساجد میں جانے کا مقصد ہی نماز کے علاوہ اور رکھ لیا جاتا ہے۔ اس لیے عورتوں کو ایسی

چیزوں سے بچنا چاہیے۔

پھر عورت کے لیے زیب و زیبائش کر کے مسجد میں جانا درست نہیں۔ کیونکہ دیکھنے والے فتنہ آنکھ کے گناہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں اور آنکھ انسان کو زنا کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو اور زیبائش کر کے مسجد میں جانے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةٌ.

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آنکھ ہے زنا کرنے والی ہے تحقیق عورت کہ جس وقت خوشبو لگاتی ہے، پھر گزرتی ہے کسی مجلس سے وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زنا کرنے والی ہے۔ (نسائی شریف)

۸۔ صف بندی

نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے کھڑا ہونے کو صف بندی کہا جاتا ہے۔ جماعت میں صف بندی بہت اہم ہے کیونکہ صف بندی اجتماعی عبادت کی بنیاد ہے اگر صف بندی نہ کی جائے بلکہ جس کا جہاں دل چاہے وہ وہاں کھڑا ہو جائے تو اس طرح نظم قائم نہیں ہوگا اور بغیر نظم و نسق انسان میں ظاہری طور پر وہ نظم پیدا کرتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور یہ ظاہری صف بندی انسان کے باطن پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور انسان حصول روحانیت کے لیے بھی اپنے آپ کو بارگاہ رب العزت میں منظم کرتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ ظاہر، باطن کا عنوان ہے آپس میں مل کر صف بندی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جس طرح مل کر کھڑے ہونے میں انسان کو آپس کا اختلاف دور کر کے کھڑا ہونا چاہیے ایسے ہی دل کو اختلافات دنیا سے خالی کر دو۔ تاکہ خالی دل اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تجلی کے ٹھہراؤ کی جگہ بن جائے۔

۱۔ صفیں سیدھی کرنے کا حکم

صف بندی کرتے وقت نماز میں مل کر کھڑے ہونا چاہیے۔ بلکہ سیدھے اور برابر کھڑے ہونا چاہیے۔ زیادہ صفوں کی صورت میں ایک سمت کھڑے ہونا چاہیے۔ صفیں سیدھی بنائی جائیں اور قطار باندھتے ہوئے ساتھ والے کے قدم کے قریب قدم رکھنا چاہیے اور کندھے کو کندھے کے ساتھ ملانا

چاہئے۔

صف بندی کے وقت امام کو چاہئے کہ اپنے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو سیدھا کرے۔ اس کے بارے میں حدیث یہ ہے:-

(۱) عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوِّيُ صُفُوفَنَا حَتَّى كَانَمَا يَسُوِّيُ بَهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ أَنْ يُكْبَرَ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللَّهِ لَتَسُوْنَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وَجْهِكُمْ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں سیدھی کیا کرتے تھے یہاں تک کہ گویا ان کے ساتھ تیروں کو برابر کرتے یہاں تک کہ دیکھا تحقیق سمجھے ہم ان سے۔ پھر ایک دن آپ کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ تکبیر کہیں، پس دیکھا ایک شخص کو باہر نکلا ہوا ہے اس کا سینہ صف سے۔ پس کہا، اے اللہ کے بندو برابر کرو اپنی صفوں کو یا اختلاف ڈالے گا اللہ درمیان تمہاری ذاتوں کے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفیں بالکل سیدھی ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود شروع شروع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفوں کو نماز شروع کرنے سے پہلے درست کیا کرتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے سیدھی صف بندی کا طریقہ سیکھ لیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود بخود سیدھے کھڑے ہوتے لہذا آج بھی لوگوں کو چاہئے کہ صف بندی کرتے وقت سیدھے اور ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں لیکن پھر بھی امام کو دیکھ لینا چاہئے کہ اگر کوئی سیدھا کھڑا نہ ہو، آگے یا پیچھے ہو تو برابر کھڑا ہونے کے لیے تاکید کر دینی چاہئے۔

ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں سیدھی کرنے کا حکم دیا۔

(۲) عَنْ أَنَسٍ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَأَوْا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نماز کے لیے تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک ہماری جانب کیا اور فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور آپس میں مل کر

کھڑے ہو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری شریف)
حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور حدیث مروی ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صفوں کی درستی نماز کے قیام میں شامل ہے۔

(۳) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفیں سیدھی اور درست کرو۔ کیونکہ صفوں کا درست کرنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔

(بخاری شریف)

۲۔ پہلی صف کی فضیلت

مسجد میں دوسروں کی نسبت ذرا پہلے آنا چاہیے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کی بڑی فضیلت ہے۔

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَلُونِ الصُّفُوفِ الْأُولَى وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان لوگوں پر کہ قریب ہوتے ہیں پہلی صفوں کے اور نہیں کوئی قدم بہت محبوب اللہ کی طرف اس قدم سے کہ چلے اور ملا دے ساتھ اس کے صف کو۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ فرشتوں کی طرح صفیں باندھو

صف بناتے وقت جڑ کر کھڑا ہونا چاہیے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ فرشتوں کی طرح جڑ کر صف بندی کرو۔ کیونکہ فرشتے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَانَا حَلَقًا فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَزِينَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتَمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ.

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے، دیکھا ہم کو بیٹھے ہوئے حلقے بنا کر۔ فرمایا کیا ہے میرے لیے کہ دیکھتا ہوں میں تم کو جماعتیں الگ الگ، پھر نکلے ہم پر، فرمایا کیا نہیں صف باندھتے تم فرشتوں کی صف کی مانند اپنے رب کے نزدیک۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیونکر صف باندھتے ہیں فرشتے اپنے رب کے پاس۔ فرمایا کہ پورا کرتے ہیں پہلی صفوں کو، جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں صف میں۔ (مسلم شریف)

۴۔ امام کے نزدیک اہل علم کو کھڑا ہونا چاہیے

امام کے پیچھے قربت میں ان لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیے جو زیادہ بصیرت اور علم والے ہوں، پھر ان سے قریب اہل عقل اور دانشمند کو کھڑا ہونا چاہیے۔ پھر ان کے بعد عام سوجھ بوجھ رکھنے والوں کو کھڑا ہونا چاہیے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مِنَّا كِبْنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتُخْتَلَفُ قُلُوبُكُمْ لِيَلْبِسَ مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَانْتَمِ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا.

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اپنے ہاتھوں کو ہمارے مونڈھوں پر رکھتے نماز میں اور فرماتے برابر ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو، مختلف ہوں گے تمہارے دل، چاہیے کہ متصل ہوں میرے تم میں سے صاحبان بلوغ کے اور عقل کے پھر وہ لوگ کہ قریب ہوں ان کے پھر وہ لوگ کہ قریب ہیں ان کے۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تم آج کے دن بہت اختلاف کرتے ہو۔ (مسلم شریف)

۵۔ بڑوں کو آگے اور بچوں کو پیچھے کھڑا ہونا چاہیے

امام کے پیچھے بڑوں کی صفیں بنانی چاہئیں۔ مردوں کی صفوں کے بعد پھر بچوں کی صف بنائی جائے۔
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَلْنِي مِنْكُمْ
 أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنَّهْيِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثَلَاثًا وَآيَاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ.
 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 چاہیے کہ میرے نزدیک ہوں تم میں سے صاحب بلوغ اور عقل کے پھر وہ لوگ کہ قریب ہیں ان
 کے تین بار فرمایا۔ اور بچو تم بازاروں کے شور کرنے سے (مسلم شریف)

۶۔ پہلی صف کو پورا کرنے کا حکم

پہلے پہلی صف کو پورا کرنا چاہیے۔ پھر دوسری کو یعنی اگر کوئی کمی ہو پچھلی صف میں رہے۔
 عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ
 الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ.
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پورا کرو پہلی صف
 کو، پھر اس کو جو کہ نزدیک ہے پھر جو کچھ افراد کم ہوں وہ پچھلی میں کھڑے ہوں۔ (سنن ابوداؤد)

۷۔ امام کے دائیں طرف کھڑا ہونے کی فضیلت

مقتدیوں کو امام کے پیچھے اس طرح کھڑے ہونا چاہیے کہ امام درمیان میں رہے۔ امام کے ایک
 طرف زیادہ اور دوسری طرف کم افراد نہیں ہونے چاہئیں۔ امام کے دائیں کھڑے ہونے والوں کی
 فضیلت زیادہ ہے کیونکہ دائیں طرف کھڑے ہونے والوں پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
 يُصَلُّونَ عَلَى مَيِّمٍ مِنَ الصُّفُوفِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ اور
 اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور دائیں طرف والی صفوں کے۔ (سنن ابوداؤد)

۸۔ صفیں برابر کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ

امام کو دیکھنا چاہیے کہ جب صفیں سیدھی اور برابر ہو جائیں تو اس وقت تکبیر تحریمہ کہنی چاہیے۔
عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر کرتے تھے ہماری صفوں کو جس وقت کہ کھڑے ہوتے ہم نماز کے لئے۔ جب برابر ہو چکے ہم تو تکبیر تحریمہ کہتے۔ (سنن ابوداؤد)

۹۔ عورتوں کے لیے کھڑے ہونے کی بہترین جگہ

صفوں میں عورتوں کے کھڑے ہونے کی بہترین جگہ مردوں کے بعد علیحدہ صف ہے۔ اگر عورتوں کے لیے مردوں کے پیچھے علیحدہ باپردہ کھڑا ہونے کا انتظام ہو تو بہت بہتر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أُولَاهَا وَشُرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشُرُّهَا أُولَاهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صف مردوں کی پہلی ہے اور بدترین آخری۔ اور عورتوں کی بہترین صف آخری ہے اور ان کی بدترین پہلی ہے۔

۱۰۔ صف بندی کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے

صف بندی کرتے ہوئے صفوں کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے کیونکہ خالی جگہ چھوڑنے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اگر صفوں میں خالی جگہ چھوڑ دی جائے تو وہاں شیطان گھس آتا ہے۔ مسلمانوں کی صف میں شیطان کا گھسنا اچھی بات نہیں ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَازُوا بِالْأَعْنَاقِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي أَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهُا الْحَذَفُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملی ہوئی رکھو صفیں اپنی اور نزدیکی کرو درمیان صفوں کے اور برابر رکھو گردنیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق میں دیکھتا ہوں شیطان کو داخل ہوتا ہے صف کے شگافوں میں، گویا کہ وہ سیاہ بچہ ہے بکری کا۔ (سنن ابوداؤد)

۹۔ امام اور مقتدیوں کا جماعت میں کھڑے ہونے کا طریقہ

امام اور مقتدیوں کے کھڑے ہونے کا عام طریقہ یہ ہے کہ امام آگے کھڑا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے کھڑے ہوں لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ مقتدی ایک سے زیادہ ہوں۔ مقتدیوں کو امام کے پیچھے درمیان سے کھڑے ہونا شروع کرنا چاہیے بزرگوں کو دائیں جانب اور جوانوں کو بائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ امام کے پیچھے کھڑا ہونے کی دیگر صورتیں حسب ذیل ہیں:-

۱۔ امام اور ایک مقتدی کے کھڑے ہونے کی صورت

جب جماعت میں نماز پڑھنے والے صرف دو آدمی ہوں تو اس صورت میں ایک امام اور دوسرا مقتدی بن جائے۔ مقتدی کو دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے اور امام کو بائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ اس صورت میں اگر کوئی مقتدی امام کے بائیں جانب کھڑا ہو جائے یا بعد میں آکر ایک آدمی کے ساتھ مل کر جماعت کی صورت پیدا کرے لیکن بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو امام کو چاہیے کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے سے اسے دائیں جانب کر لے، ایسا کرنا سنت ہے لیکن ایک مقتدی کا امام کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي فَعَدَلَنِي كَذَلِكَ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رات گزاری میں نے اپنی خالہ میمونہ کے گھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھنے لگے کھڑا ہوا میں بائیں طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑا ہاتھ میرا پیچھے پیٹھ اپنی سے پھیرا مجھ کو اس طرح پیچھے پیٹھ اپنی سے طرف پہلو دائیں کے۔ (بخاری شریف)

۲۔ امام کے ساتھ بعد میں شامل ہونے والے مقتدی

آغاز جماعت میں اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی کھڑا ہو، لیکن بعد میں دوسرا مقتدی بھی آکر جماعت میں ملنا چاہے تو پہلے مقتدی کو پیچھے ہٹ کر امام کے پیچھے ہو جانا چاہیے۔ اور آنے والا مقتدی اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے پھر اگر کوئی اور آجائے تو اسے بھی امام کے پیچھے کھڑا ہو جانا چاہیے۔ اگر پہلا مقتدی نہ ہو تو بعد آنے والے مقتدیوں کو لازم ہے کہ اسے کھینچ کر پیچھے کر لیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَجَنَّتْ حَتَّى قُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَوَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيعًا فَدَفَعَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے میں آیا کہ کھڑا ہوا میں بائیں طرف حضرت کے پکڑا ہاتھ میرا پھیرا مجھ کو یہاں تک کہ کھڑا کیا مجھ کو اپنی دائیں طرف پھر آیا جبار بن صخر، کھڑا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف پکڑے حضرت نے دونوں ہاتھ اکٹھے پھر ہٹایا ہم کو یہاں تک کہ کھڑا کیا ہم کو اپنے پیچھے۔

(مسلم شریف)

۳۔ امام کے آگے بڑھنے کی صورت

اگر بعد میں آنے والے مقتدی امام کے دائیں یا بائیں طرف آکر کھڑے ہو جائیں اور پہلا مقتدی امام کی داہنی طرف ہو تو اب امام کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے تاکہ مقتدی باہم مل کر امام کے پیچھے ہو جائیں۔ اگر مقتدیوں کے لیے پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تو بھی امام کو آگے بڑھنا چاہیے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّا ثَلَاثَةً أَنْ يَتَقَدَّمَ مِنَّا أَحَدُنَا.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ جس وقت ہم تین آدمی ہوں ہم میں سے ایک آدمی بڑھ کر امام بن جائے۔ (ترمذی شریف)

۴۔ عورتوں کو مردوں کے پیچھے علیحدہ کھڑا ہونا چاہئے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَبَنَاتِي فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمِّ سَلِيمٍ خَلْفَنَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اور یتیم نے ہمارے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں۔ (مسلم شریف)

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ وَبِأُمِّهِ أَوْ خَالَتِهِ قَالَ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ساتھ اس کے اور ماں اس کی کے یا کہا خالہ اس کی کے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کھڑا کیا مجھ کو داہنے اپنے اور کھڑا کیا عورت کو پیچھے ہمارے۔ (مسلم شریف)

۵۔ امام کا اونچی جگہ پر کھڑے ہونا درست نہیں

جماعت کے لیے امام کو اونچی جگہ پر کھڑا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس کے متعلق حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:-

عَنْ عَمَّارٍ أَنَّهُ أَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ وَقَامَ عَلَى دُكَّانٍ يُصَلِّيُ وَالنَّاسُ أَسْفَلَ مِنْهُ فَتَقَدَّمَ حَذِيفَةُ فَأَخَذَ عَلَى يَدَيْهِ فَاتَّبَعَهُ عَمَّارٌ حَتَّى أَنْزَلَهُ حَذِيفَةُ فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ لَهُ حَذِيفَةُ أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِي مَقَامٍ أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ فَقَالَ عَمَّارٌ لَذَلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِينَ أَخَذْتَ عَلَى يَدَيَّ.

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ امام ہوئے لوگوں کے مدائن شہر میں اور وہ کھڑے ہوئے چبوترہ پر نماز پڑھانے کے لیے اور مقتدی نیچے تھے ان سے آگے بڑھے حذیفہ کی عمار کے دونوں ہاتھ پکڑے پس متابعت کی حذیفہ کی عمار نے یہاں تک کہ اتارا ان کو حذیفہ نے چبوترہ سے۔ جب عمار فارغ ہوئے اپنی نماز سے، اس کے لیے حذیفہ نے کہا کیا نہیں سنا تو نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جب امام ہو ایک آدمی قوم کا نہ کھڑا ہو اس جگہ کہ بلند ہو، مقتدیوں کی جگہ سے یا اس کی مانند فرمایا۔ عمار نے کہا اسی لیے اتباع کی میں نے تمہاری جس وقت تم نے میرے ہاتھ پکڑے۔ (سنن ابوداؤد)

۶۔ لڑکوں کا جماعت میں کھڑے ہونے کا مقام

لڑکوں یا بچوں کو مقتدیوں کی صفوں کے پیچھے علیحدہ صف میں کھڑا ہونا چاہیے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا تھا یعنی بچے پچھلی صف میں کھڑے ہوتے تھے۔

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغُلَمَانُ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ فَذَكَرَ صَلَاتَهُ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا صَلَاتُهُ قَالَ عَبْدُ الْأَعْلَى لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا قَالَ أُمِّي.

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کہا ابو مالک نے کہ حضرت نے قائم کی نماز اور صف باندھی مردوں کی اور کھڑا کیا پیچھے ان لڑکوں کو۔ پھر نماز پڑھائی ان کو۔ ابو مالک نے آنحضرت کی اسی طرح نماز ہے عبد الاعلیٰ نیکہ! نہیں گمان کرتا میں ابو مالک کو مگر کہ کہا امت میری کی۔ (سنن ابوداؤد)

۱۰۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

نمازی کے آگے سے گزرنے کا بڑا سخت گناہ ہے۔ کیونکہ انسان نماز میں خدا کے حضور میں ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ خدا کی حمد و ثناء کہہ کر خدا سے ہم کلام ہو رہا ہوتا ہے اور خدا اس حالت میں اپنے بندے پر رحمت اور مہربانی کر رہا ہوتا ہے، تو اس حالت میں جب کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزرتا ہے تو اس ہم کلامی میں خلل واقع ہوتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انسان کا خیال خدا سے ہٹ کر گزرنے والے کی طرف چلا جائے اور اس طرح بندے کی توجہ کسی اور طرف چلے جانا اچھا نہیں۔ اس لیے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو منع کیا گیا۔

عَنْ أَبِي جُهَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارِبِينَ يَدِي الْمُصَلِّي مَا ذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ

أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً.

حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو علم ہو کہ اس کا کس قدر گناہ ہے تو اس کے لیے چالیس تک ٹھہرے رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ گزرے۔ ابو نصر نے کہا میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔

(بخاری شریف)

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ اتنا شدید ہے کہ اگر گزرنے والے کو معلوم ہو جائے تو چالیس سال تک ٹھہرنا بھی قبول کر لے۔ ایک اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ:-

وَعَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَا ذَاعَ عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يُخَسَفَ بِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَهْوَنَ عَلَيْهِ.

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا شخص جان لے اس پر کیا گناہ ہے البتہ ہو کہ اسے دھنسا دیا جائے اس سے بہتر کہ اس کے آگے سے گزرے۔ ایک روایت میں ہے۔ اس پر آسان ہے۔ (موطا امام مالک)

اس حدیث میں بھی پہلے والی بات بیان ہوئی ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے کہ آگے سے گزرنے کی سزا زمین میں دھنسائے جانے سے بھی زیادہ ہے تو اسے وہ قبول ہوگی لیکن نمازی کے آگے سے گزرنا منظور نہیں ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آگے سے گزرنے کو بہت ہی برا جانا گیا ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ. هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يَسْلِمْ مَعْنَاهُ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی نماز پڑھے کسی چیز کی طرف کہ اس کو لوگوں سے ڈھانکے، کوئی شخص اس کے آگے سے گزرنے کا ارادہ کرے۔ پس چاہئے کہ باز رکھے اگر نہ مانے اس سے لڑائی کرے، سوائے اس

کے نہیں کہ وہ شیطان ہے۔ یہ لفظ بخاری کے ہیں اور مسلم کے لیے ہے اس کا معنی۔
 جب سترہ نہ ہو یا سترہ ہو لیکن وہ سترہ کے اندر سے گزرتا ہو تو آواز سے سُبْحَانَ اللّٰہ کہہ کر اس کو
 روکنا چاہیے۔ اگرچہ نماز سترہ ہو۔ ہاتھ آنکھ یا سر کے اشارے سے اس کو منع کریں۔ اس حدیث میں بھی
 یہی بتایا گیا ہے کہ گزرنے والے کو روکنے کے کوشش کرنی چاہیے۔
 اگر کوئی شخص بلند جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو تو اگر نیچے سے گزرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہوگا
 تو گزرنے والا گنہگار ہوگا۔ غرض مقام نماز کی بلندی گزرنے والے کے قد سے زیادہ ہو تو نیچے سے گزرنے
 جائز ہے۔

سترہ

سترے کا مطلب ہے آڑ کرنا لہذا جب کوئی نماز پڑھتے ہوئے اپنے سامنے کسی شے کو رکھ لیتا ہے
 تاکہ آگے سے گزرنے والے کی وجہ سے نماز میں خلل واقع نہ ہو تو اس چیز کو سترہ کہا جائے گا۔ سترہ کسی
 شے کو بھی بنایا جاسکتا ہے۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز پڑھتے وقت اپنے
 سامنے کوئی چیز رکھ لی جائے اگر کوئی موجود نہ ہو تو اپنے سامنے اپنا عصا زمین پر کھڑا کر لو، اگر عصا بھی نہ
 ہو تو خط کھینچ لینا چاہیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ
 فَلْيَجْعَلْ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصَاهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ
 عَصَا فَلْيَخُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت
 کوئی تم میں سے نماز پڑھے وہ اپنے چہرے کے سامنے کوئی چیز رکھے پس اگر نہ پائے کوئی چیز کھڑا
 کرے اپنا عصا اگر اس کے پاس عصا بھی نہ ہو پس چاہیے کہ خط کھینچے پھر اس کو جو بھی آگے سے
 گزرے گا ضرر نہ دے گا۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

۱۔ کجاوے کی پچھلی لکڑی کی مانند سترہ کھڑا کرنا

سترہ کس طرح رکھا جائے تو اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اونٹ پر سوار

ہونے کے لیے جو لکڑی کا کجاوا ہوتا ہے جس طرح اس کی پچھلی لکڑی کھڑی ہوتی ہے، اس کی مانند لکڑی کھڑی کرنی چاہیے۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُوْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يَبَالَ مِنْ مَرُورَاءَ ذَلِكَ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمھارا اپنے آگے سترہ کجاوے کی پچھلی لکڑی کی مانند رکھے پس نماز پڑھے۔ پھر پرواہ نہ کرے جو اس کے پرے گزرے۔ (مسلم شریف)

۲۔ شیطان کا نماز کو قطع کرنا

اگر کوئی شخص سترہ کھڑا کرنے کے بغیر نماز پڑھتا ہے تو اس کے آگے سے شیطان گزرتا ہے لہذا اس کے نماز کو قطع کرنے سے بچنے کے لیے سترہ کھڑا کرنا ضروری ہے اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حُثْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ إِلَى سُرَّةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَوَتَهُ.

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی تم میں سے سترہ کی طرف نماز پڑھے۔ اس کے نزدیک کھڑا ہوتا کہ شیطان اس کی نماز کو اس پر قطع نہ کرے۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ سترہ کی صورت میں نمازی کے آگے سے گزرنا

نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے لیکن سترہ کی صورت میں آگے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن سترہ اور نمازی کے درمیان سے نہیں گزرنا چاہیے۔

۴۔ نمازی کے آگے سے جانور کا گزرنا

نمازی کے آگے سے جانور وغیرہ گزرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةِ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلَّى فِي الصَّحْرَاءِ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُرَّةٌ وَحِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالِي بِذَلِكَ . رَوَاهُ أَبُو ذَاوَدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ .

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم ایک جنگل میں تھے۔ آپ کے ساتھ عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے جنگل میں نماز پڑھی۔ آپ کے آگے سترہ نہ تھا اور ہماری گدھی اور کتیا آپ کے آگے کھیتی تھیں۔ آپ نے اس کی پروا نہیں کی۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور روایت کیا نسائی نے اس کی مانند۔

۵۔ امام کے آگے سترہ

امام اگر اپنے سامنے سترہ کھڑا کر لے تو امام کا سترہ سارے مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوگا امام کے آگے سترہ قائم ہو جانے کی صورت میں جماعت کے آگے سے گزر جانے میں کوئی گناہ نہیں۔

امامت

امام سردار یا حاکم کو کہا جاتا ہے لیکن نماز کی جماعت کے سلسلے میں امام اسے کہا جاتا ہے جو نمازیوں کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے۔ امامت بڑی ذمہ داری کا کام ہے اس لیے امام بننے کے لیے انسان کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ کیونکہ کسی شرعی نقص کی بنا پر اگر امام کی نماز نہ ہوئی تو مقتدیوں کی بھی نماز نہ ہوگی کیونکہ امامت عظیم ترین دینی منصب ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مقام ہے اس لیے امام بننے یا کسی کو منتخب کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

۱۔ اوصاف امام

امامت کا زیادہ مستحق وہ شخص ہوتا ہے جو عالم باعمل اور متقی و پرہیزگار ہو۔ امام کے لیے عاقل باغ مسلمان مرد ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ عورت امام نہیں بن سکتی۔ امام کے لیے شرعی مسائل کا جاننا ضروری ہے۔ قرآن مجید کی قرأت کر سکتا ہو خوش خلق اور زیادہ عمر والا ہو تو بہتر ہے۔ جب کسی کو امام بنایا جائے تو پہلے دیکھا جائے کہ کیا وہ امام بننے کے قابل ہے کہ نہیں۔ امام بننے والے کے لیے بھی ضروری ہے کہ امامت اس وقت تک نہ کرے جب تک کہ برضا و رغبت اسے قبول نہ کر لیں۔ اگر مقتدی اس سے بیزاری کا اظہار کریں تو امام بننے سے احتراز کرنا چاہیے۔ اگر کسی شخص کو امامت کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کر لینی چاہیے؛ کیونکہ امامت کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔ حدیث میں امام کے جو اوصاف بیان ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

عَنْ أَبِي سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَاهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمَهُمُ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمَهُمْ هِجْرَةَ فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمَهُمْ سِنًا وَلَا يَوْمَنَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَلَا يَوْمَنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ.

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امامت کرائے قوم کو ان کا زیادہ پڑھتا ہوا اللہ کی کتاب کو اگر ہوں پڑھنے میں برابر امامت کرے زیادہ سنت کو جاننے والا، اگر سنت کے جاننے میں برابر ہوں تو امامت کرے وہ جو ہجرت میں پہلا ہو۔ اگر ہوں ہجرت میں برابر تو امامت کرے بڑا ان کا عمر میں۔ اور نہ امامت کرے کوئی بچہ جگہ حکومت اس کی کے اور اس کی مسند پر اس کے گھر نہ بیٹھے۔ مگر اس کے حکم کے ساتھ۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے اور نہ امامت کرے کوئی کسی کی بچہ گھر اس کے۔

۱۔ عالم اور متقی کو امام بنانا چاہیے

اس حدیث میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ ایسے شخص کو امامت کرنی چاہیے جو دوسروں کی نسبت قرآن کی قرأت اچھی طرح کرتا ہو۔ اگر قرأت میں تمام نمازی برابر ہوں تو پھر ایسے شخص کو امام بننا چاہیے جو سنت کو زیادہ جانتا ہو، یعنی احکام نماز اور مسائل کو زیادہ بہتر جانتا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علم فقہ کا جانتا بھی ضروری ہے اور علم فقہ میں اسی شخص کو مہارت خاصہ ہو سکتی ہے جو قرآن اور حدیث کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اگر علم دین کو سب برابر جانتے ہوں تو پھر اس شخص کو امامت کرنی چاہیے جو ہجرت کرنے والا ہو۔ یعنی دین حق کی تبلیغ اور دعوت کی خاطر جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہجرت کر کے آباد ہو گیا ہو۔ اگر ہجرت میں بھی سب لوگ برابر ہیں یا ایسے لوگ ہیں جن میں سے کسی نے بھی ہجرت نہیں کی تو پھر اس شخص کو امام بنایا جائے جو بزرگ ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنی نیابت یعنی امامت کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ کچھ افراد نے استفسار کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل ہیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھائیں گے لہذا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی نے امامت کے فریضہ کو سنبھالا، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ یہ منصب بڑا اہم ہے لہذا نہایت ہی افضل اور ذمہ دار شخص کو امامت پر فائز کیا جائے۔

۲۔ بہتر شخص کو امام بنانا

امام کو نیک اور دیندار ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ فرمایا ہے کہ تم میں سے اذان اس شخص کو دینی چاہیے جو بہتر ہو اور امامت اسے کروانی چاہیے جو زیادہ قاری ہو، یعنی قرأت اچھی طرح جانتا ہو۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤْذَنَ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَلِيُؤْمَمَّكُمْ قَرَاءُكُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان دیں اچھے تمہارے اور امامت کریں تم میں سے جو خوب پڑھتے ہوں۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ نابینے کو امام بنانا

اگر کسی نابینے شخص میں امامت کے اوصاف جو پہلے بیان کیے گئے ہیں، پائے جائیں تو اسے بھی امام بنایا جاسکتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابن ام مکتوم تیرہ مرتبہ امام بنے حالانکہ وہ نابینا تھے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يَوْمَ النَّاسِ وَهُوَ أَعْمَى.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ مقرر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کریں لوگوں کی اس حال میں کہ وہ اندھے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

۴۔ تین مسلمانوں میں سے زیادہ لائق کو امام بنانا چاہیے

تین شخص جب جماعت کی صورت میں نماز پڑھنے لگیں تو انہیں چاہیے کہ امامت کے لیے اس شخص کو مصلے پر کھڑا کریں جو ان میں زیادہ حقدار ہو اور قرآن کی قرأت جانتا ہو۔ حقدار سے مراد یہ ہے کہ جو ان میں علم اور تقویٰ میں زیادہ ہو۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيُؤْمَمُوا أَحَدُهُمْ وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَاهُمْ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تین آدمی ہوں، ان میں سے ایک امام ہو اور زیادہ لائق امامت کو زیادہ پڑھا ہو ان کے۔

۵۔ امامت کو ایک دوسرے پر ڈالنا

بعض اوقات کسی مقام یا مسجد میں یوں بھی ہوتا ہے کہ مقرر امام کسی وجہ سے امامت پر حاضر نہیں تو نمازی جماعت کے لیے ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ تم امامت کرو لیکن بمشکل ہی کوئی شخص راضی ہوتا ہے جب ایک آدمی جسے لوگ اچھا اور نیک خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں وہ آگے کسی اور کو کہہ دیتا ہے یعنی اپنے اوپر سے امامت کی سعادت کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہ قرب قیامت کی علامت ہے۔ اس کے بارے میں حدیث یہ ہے:-

عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحَرِّ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَافَعَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ.

حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ دفع کریں گے مسجد والے امامت کو نہیں پاویں گے امام کہ ان کو نماز پڑھا دے۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرب قیامت میں لوگ امامت سے گریز کریں گے لیکن یہ کم عقلی ہے۔

۶۔ نابالغ کی امامت

عام حالات میں نابالغ کی امامت درست نہیں۔ کسی بالغ امام کے ہوتے ہوئے نابالغ کی امامت درست نہیں۔ لیکن خاص حالات میں جب بالغ جماعت پڑھانے والا نہ ہو یعنی اسے قرأت نہ آتی ہو اور اس کے مقابلے میں نابالغ کو قرأت اچھی طرح آتی ہو تو اس مجبوری کی حالت میں نابالغ کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن ائمہ نے اسے پسند نہیں کیا۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نابالغ بچے کے امام بننے کا واقعہ حسب ذیل ہے:-

عَنْ عُمَرُو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا بِمَاءٍ مَمْرٍ النَّاسِ يَمُرُّ بِنَا الزُّكَبَانِ نَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هَذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُونَ يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْحَى إِلَيْهِ

كَذَّابُ كُنْتُ أَحْفَظُ ذَلِكَ الْكَلَامَ فَكَأَنَّمَا يُغَرِّى فِي صَدْرِي وَكَانَتْ الْعَرَابُ تَلَوُّهُ
بِاسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُولُونَ اَتْرَكُوهُ وَقَوْمُهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ
فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِاسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِي قُرَيْشٍ بِاسْلَامِهِمْ فَلَمَّا
قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللَّهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوا صَلَاةَ كَذَّابِي حِينَ
كَذَّابُ صَلَاةَ كَذَّابِي حِينَ كَذَّابُ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤْذِنُ أَحَدُكُمْ فَلْيُؤْمِّمْكُمْ
أَكْثَرَكُمْ قُرْآنًا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لَمَّا كُنْتُ أَتَلِّقِي مِنَ الرُّكْبَانِ
فَقَدِّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ
إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصْتُ عَنِّي فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ إِلَّا تَغُطُّونَ عَنَّا سَتَ قَارِئُكُمْ
فَاشْتَرَوْا فَقَطَّعُوا إِلَيَّ قَمِيصًا فَمَا فُرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذَلِكَ الْقَمِيصِ:

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایسی جگہ مقیم تھے جو دریا کے کنارے
تھی اور قافلوں کی گزرگاہ بھی۔ جب وہاں آتے تو ہم قافلے والوں سے حالات حاضر کے بارے
میں معلوم کرتے تھے (سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد) ہم نے ایک مرتبہ قافلہ
والوں سے معلوم کیا کہ جنہوں نے اعلانِ نبوت کیا ہے وہ کون ہیں اور ان کا کیا تعارف ہے؟ تو
قافلہ والوں نے بتایا کہ ان کا (نبی علیہ السلام) خیال یہ ہے کہ ان کو اللہ نے مبعوث فرمایا ہے اور
ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا ہے اور وحی بھیجی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس طرح میں سن
سن کر کلامِ الہی کو یاد کرتا رہتا اور وہ میرے سینے میں چپک جاتا عرب والے اپنے اسلام کے اظہار
کے سلسلہ میں فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ ان (نبی علیہ السلام) کو ان کی قوم قریش
کے لئے چھوڑ دو اگر وہ اپنی قوم قریش پر غالب آجائیں اور مکہ فتح ہو جائے تو وہ نبی صادق
ہیں جب مکہ فتح ہوا تو لوگوں نے اسلام لانے میں جلدی کی۔ میرے والد نے بھی قوم کے بقیہ
افراد پر اسلام لانے میں سبقت کی اور اسلام لانے کے بعد آکر اہل قوم سے کہا خدا کی قسم میں نبی
برحق کے پاس سے آیا ہوں۔ مجھے نبی برحق نے فلاں فلاں وقت اس طرح نماز پڑھنے کی ہدایت
فرمائی۔ اور یہ فرمایا کہ جب نماز کا وقت آئے تو اذان کہو اور ایک ایسا شخص امامت کرے جس کو
قرآن کو زیادہ یاد ہو۔ چونکہ اپنے قبیلے والوں میں مجھے سب سے زیادہ قرآن یاد تھا کیوں کہ میں
باہر سے آنے والے قافلوں سے قرآن سن کر یاد کر لیتا تھا۔ چنانچہ مجھے امام بنایا گیا اس وقت

میری عمر صرف چھ سال تھی جب میں امامت کے لئے کھڑا ہوا تو ایک چادر اوڑھے ہوا تھا جب میں سجدہ میں جاتا تو چادر سمٹ جاتی تھی۔ چنانچہ ایک عورت نے لوگوں سے کہا کہ تم ہماری نظروں سے امام کی شرم گاہ کی پردہ داری کا انتظام نہیں کر سکتے۔ تب لوگوں نے کپڑا خرید کر میرے لئے کرتہ بنایا۔ چنانچہ اس کرتے کے ملنے سے مجھے جو خوشی ہوئی ایسی خوشی کبھی نہ ہوئی تھی۔ (بخاری)

نابالغ کو بضرورت تراویح میں سامع بنایا جاسکتا ہے اور فرض و واجب نماز میں نابالغ کا لقمہ لینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ البتہ بالغ لڑکا جس کے ابھی داڑھی نہ آئی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا درست اور جائز ہے۔

۷۔ فاسق اور فاجر کو امام نہیں بنایا چاہیے

فاسق اور فاجر شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے کیونکہ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ ہاں اگر خدا نخواستہ ایسے لوگوں کے کوئی دوسرا نہ ملے پھر ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیے اسی طرح اگر فاسق فاجر بدعتی امام طاقتور ہوں اور انھیں ہٹانے کی طاقت نہ ہو یا انھیں ہٹانے سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو بھی مقتدیوں کے لیے اکیلے نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا جائز ہے۔

عَنْ أَبِي إِمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَجَاوِزُ صَلَوتَهُمْ أَذْنَهُمُ الْعَبْدُ لَا بَقٍ حَتَّى يَرْجِعَ وَأُمْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَإِمَامٌ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین شخص ہیں کہ ان کی نماز کانوں سے بلند نہیں ہوتی۔ ایک غلام بھاگا ہو مالک اپنے سے یہاں تک کہ پھر آئے، اور دوسری وہ عورت کہ رات گزاری ہو اس حالت میں کہ اس کا خاوند اس سے خفا ہے۔ تیسرا وہ کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس کو مکروہ رکھتے ہوں روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ان میں پہلا وہ شخص ہے جو کسی کا غلام ہو اور بھاگ جائے اور جب تک وہ واپس نہیں آئے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی یا وہ مالک سے آزادی حاصل کر لے۔ اس عورت کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ جو اپنے خاوند کی پروا نہ کرے اور اس

حالت میں رات گزار دے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو جائے۔ اور تیسرے ایسے شخص کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی کہ جو کسی قوم کا امام ہو لیکن لوگ اسے اس کی بری حرکات کی وجہ سے اچھا نہ سمجھتے ہوں۔ امام اکثریت کا نمائندہ ہوتا ہے اس لیے اگر کسی امام سے اکثر لوگ ناخوش اور ناراض ہوں تو اسے امامت نہیں کروانی چاہیے۔ اگر برائے نام مخالفت ہو تو امام کو نماز پڑھاتے رہنا چاہیے لیکن اگر جماعت میں زیادہ تر لوگ امام سے نفرت کریں تو اسے امامت سے علیحدہ کر دینا چاہیے اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَواتُهُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَرَجُلٌ أَتَى الصَّلَاةَ دِبَارًا وَالدِّبَارَ أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوتَهُ وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں کہ نہیں قبول کی جاتی ان کی نماز، ایک وہ شخص کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس سے ناخوش ہوں، دوسرا وہ کہ آئے نماز کو پیچھے۔ اور معنی پیچھے کے یہ ہیں کہ آئے اس نماز کو اس کے وقت کے فوت ہونے کے وقت تیسرا وہ شخص کہ غلام پکڑے آزاد کو۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

اس حدیث سے یہ مسئلہ عیاں ہوتا ہے کہ جس امام سے لوگ ناخوش ہوں اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ مراد یہ ہوئی کہ جس امام کی نماز قبول نہ ہوگی تو اس کے پیچھے اقتداء میں مقتدیوں کی بھی نماز قبول نہ ہوگی۔ اس لیے امام اور مقتدیوں کو دلی طور پر صاف دل رہنے کی اشد ضرورت ہے۔ لہذا اگر کوئی امام یا مقتدیوں سے ناراضگی یا بغض دل میں رکھتا ہو اسے ترک کر کے امامت کرنی چاہیے تاکہ نماز بارگاہ رب العزت میں قبول ہو۔ اس کے بارے میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث یہ ہے:-

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تَرْفَعُ لَهُمْ صَلَواتُهُمْ فَوْقَ رَأْسِهِمْ شَبْرًا رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاحِطٌ وَأَخْوَانٌ مُتَصَارِمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں کہ نہیں بلند ہوتی ان کے لیے ان کی نماز اوپر ان کے سروں سے، ایک بالشت بھی ایک وہ شخص کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس سے ناخوش ہوں اور دوسری وہ عورت کہ رات گزارے اور خاوند اس کا

اس پر خفا ہوا اور تیسرے وہ کہ دو بھائی آپس میں ناخوش ہوں (سنن ابن ماجہ)

۸۔ قابل نفرت شخص کی امامت

ایسے شخص کی امامت مکروہ ہوتی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں یعنی امام ایسی بیماری یعنی جذام، برص، خارش یا دمہ وغیرہ میں مبتلا ہو اور لوگ اس کی بیماری سے نفرت کرتے ہوں تو ایسے شخص کو امامت کرانے سے گریز کرنا چاہیے۔

۹۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر امامت خلاف شرع ہے

اگر کوئی امام دور دراز مقام یا مسجد میں امامت کر رہا ہو اور اس کی امامت کی تصویر اور آواز ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے نشر کی جا رہی ہو تو اس صورت میں اس کی امامت ان لوگوں کے لیے درست نہیں۔ جو دور دراز جگہ پر پروگرام کو دیکھ رہے ہوں یا سن رہے ہوں تو مسئلہ یہ ہوا کہ ایسے امام کی اقتداء میں نماز باجماعت پڑھنا جائز نہیں بلکہ خلاف شرع ہے ایسے ہی اگر کسی امام کی آواز ٹیپ کر کے جماعت کے آگے رکھ لی جائے اور امام کھڑا نہ کیا جائے تو اس طرح بھی نماز نہ ہوگی۔

۲۔ امامت پر اجرت

طاعت و عبادت کے کاموں پر اجارہ کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لیے، امامت کے لیے، قرآن و فقہ کی تعلیم کے لیے، حج کے لیے، یعنی اس لیے اجر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے۔ متقدمین فقہاء کا یہی مسلک تھا مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سستی پیدا ہو گئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین کے بہت سے کاموں میں خلل واقع ہوگا انھوں نے اس کلیہ سے بہت سے امور کا استثناء فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ تعلیم القرآن و فقہ اور اذان و امامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن و فقہ کے پڑھانے والے طلب معاش میں مشغول ہو کر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہوتے جائیں گے، اسی طرح اگر مؤذن و امام کو نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان و جماعت کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور اس شعار اسلامی میں زبردستی کمی واقع ہو جائے گی۔

اسی طرح بعض علماء نے وعظ پر اجارہ کو بھی جائز کہا ہے۔ اس زمانے میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہل علم نہیں ہیں، ادھر ادھر سے کبھی کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ و تقریری کے ذریعے انھیں دین کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر اس اجارہ کو ناجائز کر دیا جائے تو عوام کو جو اس ذریعے سے کچھ باتیں معلوم ہو جاتی ہیں ان کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

یہاں یہ بتادینا بھی ضروری ہے کہ جب اصل مذہب یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے، ایک دینی ضرورت کی بنا پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو جس بندہ خدا سے ہو سکے کہ ان امور کو خالصۃً لوجہ اللہ انجام دے اور اجر اخروی کا مستحق بنے تو اس سے بہتر کیا بات ہے۔ پھر اگر لوگ اس کی خدمت کریں اور ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحق ثواب ہوگا اور اس کو لینا جائز ہوگا کہ یہ اجرت نہیں ہے بلکہ اعانت و امداد ہے۔

۳۔ فرائض امام

امام کے لیے ضروری ہے کہ مقتدیوں کے حال کا خیال رکھے اور مقتدیوں کے ماحول کے مطابق اگر نماز ہلکی پڑھانے کی ضرورت ہو ہلکی پڑھائے۔ اس کے فرائض حسب ذیل ہیں:-

۱۔ صف بندی کرانا

امام کو چاہیے کہ صف بندی کروائے اور صفیں سیدھی کرنے کی تاکید کرے کیونکہ یہ امام کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ جماعت کھڑی ہونے سے قبل مقتدیوں کو صف بندی پر نظر ڈالے۔ اگر صفوں میں سے کوئی جگہ خالی نظر آئے تو اسے پورا کرنے کے لیے مقتدیوں کو تاکید کرے۔ اگر کوئی بچہ پہلی صف میں کھڑا ہو تو اسے سب سے پچھلی صف میں کھڑا ہونے کے لیے کہے۔ جب صفیں بہت زیادہ ہوں، لامحالہ امام ایک نظر میں بہت بڑے مجمع کی صف بندی یکدم درست نہیں کروا سکتا، تو مقتدیوں کو بذات خود ہی چاہیے کہ جماعت کے لیے کھڑے ہوتے ہی خود بخود صفوں کو درست کر لیں۔

۲۔ مقتدیوں کی ضرورت اور معذور یوں کو مد نظر رکھنا

جماعت پڑھاتے ہوئے امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ مقتدیوں کی ضرورت اور معذور یوں کو مد نظر

رکھے۔ قرأت درمیانے درجے کی کرے۔ اگر محسوس کرے کہ اس کی قرأت سے کسی بوڑھے نمازی کو تکلیف ہوگی تو اسے چاہیے کہ قرأت مختصر کرے، رکوع و سجود بھی لمبے نہ کرے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہلکی پڑھانے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَوةً وَلَا أَتَمَّ صَلَوةً مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تَفْتَنَ أُمُّهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں نماز پڑھی میں نے پیچھے کسی امام کے کہ بہت ہلکی ہو اور بہت پوری ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور تحقیق تھے حضرت البتہ سنتے رونا لڑکے کا پس ہلکی کرتے نماز، ڈر اس کے کہ تشویش میں پڑے ماں اس کی۔ (بخاری و مسلم شریف)

۳۔ بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو ہلکا کرنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں کی صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے حد درجہ رحم اور شفقت فرماتے ہوئے اگر نماز کے دوران کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر کر دیتے تاکہ اگر بچے کی ماں جماعت میں شریک ہو تو اسے تکلیف نہ ہو۔ اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا دُخْلُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ إِطْلَاقَهَا فَاسْمَعْ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةٍ وَجِدِ أُمُّهُ مِنْ بُكَائِهِ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق میں داخل ہوتا ہوں نماز میں اور میں ارادہ کرتا ہوں نماز کو لمبا کرنے کا، سنتا ہوں لڑکے کے رونے کی آواز کم کرتا ہوں بیچ نماز اپنی کے بہ سبب اس چیز کے کہ جانتا ہوں میں شدت فکر ماں اس کی سے لڑکے کے رونے کے سبب۔

۴۔ بیماروں کے لیے نماز کو ہلکا کرنے کی تاکید

جماعت کے دوران امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ بیماروں، کمزوروں اور بوڑھوں کا خیال رکھے

کیونکہ جب ک ۲ اولیٰ امام نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ ہلکی پھلکی جماعت کروائے اس لیے کہ مقتدیوں میں مریض بھی ہوتے ہیں، کمزور بھی ہوتے ہیں اور بوڑھے بھی۔ لیکن قرأت کو اتنا مختصر بھی نہ کرے کہ جماعت کی روح ہی قائم نہ رہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ السَّقِيمَ وَالضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت نماز پڑھائے ایک تمھارا لوگوں کو چاہیے کہ ہلکی کرے نماز، تحقیق ان میں بیمار بھی ہیں اور کمزور بھی اور بوڑھے بھی اور جس وقت کہ نماز پڑھے ایک تمھارا اپنے نفس کے لیے چاہیے کہ لمبی کرے جس قدر چاہے۔ (بخاری و مسلم شریف)

۵۔ مکبر مقرر کرنا

امام جب محسوس کرے کہ نمازیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے کہ اس کی آواز مقتدیوں تک نہیں پہنچ پائے گی تو اس سورت میں اسے چاہیے کہ چند آدمیوں کو مکبر مقرر کر دے تاکہ جب وہ امام کی تکبیر سنیں تو تکبیر کہیں۔ تاکہ ان کی آواز پر مقدی آسانی سے رکوع، سجود اور دوسرے ارکان ادا کر سکیں۔

۶۔ بہت طویل قرأت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی کا اظہار

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چلا ہے کہ قرأت کرتے ہوئے امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کا خیال رکھے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ کو ہدایت کی ہے کہ نماز باجماعت میں قرأت اتنی لمبی نہ کرو کہ لوگ اللہ کے دین سے نفرت کرنے لگیں۔ اس کے بار میں آپ کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا تَأْخُرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فَلَانٍ مِمَّا يَطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُنْفَرِّينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّيَ بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَلِكَ الْحَاجَةُ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کہ ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تحقیق میں پیچھے رہ جاتا ہوں نماز صبح کی سے بسبب فلا نے شخص کے کہ لمبی پڑھاتا ہے نماز ہم کو، ہمیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ کہنے میں بہت غصے میں اس دن سے۔ پھر فرمایا تم میں سے بعض نفرت دلانے والے ہیں پس جو تم سے نماز پڑھائے لوگوں کو، چاہئے کہ ہلکی پڑھائے اس لیے کہ ان میں ضعیف اور بوڑھا اور حاجتمند ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم شریف)

۱۔ ائمہ کو اچھی طرح نماز پڑھانے کی تلقین

امام کو چاہئے کہ خلوص نیت سے اچھی نماز پڑھائے کیونکہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور اگر امام اچھی طرح جماعت نہیں کروائے گا، رکوع سجود اور قرأت سنوار کر نہیں کرے گا تو اس پر وبال ہوگا لیکن مقتدیوں کو پورا ثواب ملے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَإِنْ أَخْطَاءُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھائیں گے امام تمہارے لیے، اگر اچھی نماز پڑھائی پس تمہارے فائدے کے لیے اور اگر خطا کی، تمہارے لیے ثواب ہے اور ان پر وبال ہے۔ (بخاری شریف)

۲۔ امام کا اپنا خلیفہ کرنا

اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اگرچہ قعدہ اخیرہ میں ہو تو اس پر لازم ہے کہ فی الفور وضو کرنے کے لیے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ ناک بند کر کے (لوگ نکیر کا گمان کریں) پیچھے ہٹے اور اپنے مقتدیوں میں سے کسی ایسے شخص کو جسے قابل امامت سمجھتا ہو، اشارے سے یا ہاتھ سے محراب کی طرف کھینچ کر اپنی جگہ پر کھڑا کر دے۔ مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے۔ اگر مسبوق کو خلیفہ کر دے تو بھی جائز ہے اور مسبوق کو اشارے سے بتلا دے کہ میرے اوپر اتنی نماز باقی ہے۔

امام خلیفہ کی طرف ایک انگلی سے ایک رکعت بھی رہنے کا اشارہ کرے۔ دو انگلیوں سے دو رکعتیں

رہنے کا اشارہ کرے۔ رکوع کے چھوٹ جانے کے لیے اپنا ہاتھ زانو پر رکھے اور سجدہ کے رہ جانے کے لیے پیشانی پر اور قرأت کے رہ جانے کے لیے منہ پر اور سجدہ تلاوت کے چھوٹ جانے کے لیے پیشانی اور زبان دونوں پر ہاتھ رکھے اور اگر امام کے ذمہ سہو ہو تو اس کے اظہار کے لئے سینے پر ہاتھ رکھے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ ان اشارات کو سمجھتا ہو، ورنہ اس کو خلیفہ نہ بنائے۔

پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت ہو رہی ہو تو اس پر واجب ہے کہ جماعت میں شامل ہو کر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور اپنے خلیفہ کے اتنا قریب کھڑا ہو کہ اقتداء ہو سکے اور اگر خلیفہ نماز پوری ادا کر چکا ہے تو اسے اختیار ہے کہ وضو خانہ کے قریب ہی نماز پوری کرے یا اپنی پہلی جگہ پر آ کر نماز پڑھے۔ اگر وضو خانہ فرش مسجد کے قریب ہی ہو جیسا کہ عام طور پر مسجدوں میں ہوتا ہے تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں، کرے یا نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے لوٹے پھر امام بن جائے۔ اتنی دیر مقتدی اپنی ہیئت پر قبلہ رخ پورے سکوت و سکون کے ساتھ اس کی واپسی کے منتظر رہیں۔ خلیفہ کر دینے کے بعد امام اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے اس لیے اگر اس کی واپسی تک جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو اپنا قائم مقام نہ کرے بلکہ مقتدیوں میں سے کوئی از خود امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کر لے تو بھی درست ہے بشرطیکہ امام ہنوز مسجد کے اندر ہو باہر نہ نکلا ہو۔ اور اگر نماز کہیں مسجد سے باہر ہو رہی ہو تو یہ شرط ہے کہ امام ہنوز صفوں سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اگر ان حدود سے متجاوز ہو چکا ہو تو نماز سب کی فاسد ہو جائے گی اس لیے اب کوئی دوسرا شخص بھی امام نہیں بن سکتا۔ مسبوق کو خلیفہ کیا تو اسے مناسب ہے کہ امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کے لیے کسی مدرک کو آگے کر دے کہ وہ سلام پھیرے۔

۵۔ مسائل امامت

امامت کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین دار الحکومت کی مرکزی مسجد میں امامت کروائے اس کے نائب حاکم یا امام شرع اپنے اپنے علاقوں میں جماعت پڑھائیں اور اگر وہ نہ ہوں تو جس کو حاضرین مل کر امام بنالیں وہ درست ہے اور جہاں اسلامی حکومت کسی کو امام مقرر کر دے تو اس کی امامت بھی درست ہے۔

(۱) جس شخص کے عقائد یا اعمال کفر و شرک کی حد تک پہنچتے ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست

نہیں، جیسے بعض امام اشتراکیت یا اشتمالیت کی طرف مائل ہوتے ہیں بظاہر مسلمان ہی ہوتے ہیں لیکن عقائد اور اعمال کے اعتبار سے وہ غیر مسلموں کی طرف راجع ہوتے ہوں تو ایسے اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچنا چاہئے۔ ایسے ہی منکرین حدیث اہل قرآن اور روافض کے پیچھے نماز درست نہیں۔

(۲) وہ شخص جسے جنون ہو، اس کی امامت درست نہیں لیکن ایسا مجذوب جس پر جذب کا غلبہ زیادہ طاری نہ ہو اور جماعت کے وقت ہوش میں ہو اس کے لیے جماعت کرنا جائز ہے۔

(۳) عورت کی امامت مردوں کے لیے ناجائز ہے۔ اگر عورتیں عورت کی امامت سے نماز پڑھ رہی ہوں اور کوئی شخص یا بالغ لڑکا ان کے پیچھے آکر کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھنے لگے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(۴) فرض پڑھنے والے کی نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے نہ ہوگی۔

(۵) جو پورا ستر ڈھانکے ہوئے ہو اس کی نماز ایسے امام کے پیچھے نہ ہوگی جس کا ستر کھلا ہوگا۔

(۶) پگڑی باندھ کر نماز پڑھنا اور پڑھانا افضل ہے مگر اس کو امامت کے لیے لازمی سمجھنا غلط ہے البتہ جو شخص صرف ٹوپی سے بازار اور مجمع احباب میں جانا برا سمجھتا ہو اس کو بغیر پگڑی کے نماز پڑھنا مکروہ (تزیہی) ہے۔

(۷) بے رضامندی قوم کے کسی کا (امامت کرنا مکروہ تحریمی) ہے۔ البتہ اگر امامت کے اوصاف اس میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہوں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں بلکہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔

(۸) جس شخص سے صحیح حروف نہ ادا ہوتے ہوں مثلاً اس کو ٹ یا ق کوک پڑھتا ہو یا کسی اور حرف میں ایسا ہی فرق ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں۔ اگر پوری نماز میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتداء درست ہو جائے گی۔

(۹) مقرر امام کی موجودگی میں دوسرے کو نماز پڑھنا مناسب نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی کو اجازت دے دے تو پھر درست ہے۔

اگر مقرر امام بروقت موجود نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص امامت کے لئے کھڑا کر دیا جائے تو پھر اسل امام آجائے تو اس وقت یہ شخص ہٹنے یا نہ ہٹنے، دونوں درست ہیں۔

(۱۰) جس امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ (تحریمی) ہے اگر اس کے پیچھے پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی اور جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا لیکن اس قدر ثواب نہ ملے گا جتنا پابند شرع کے پیچھے پڑھنے

سے ملتا، بہر حال لوٹانے کی ضرورت نہیں لیکن اس کے پیچھے پڑھنے سے دوسری مسجد میں پابند شرع امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے کہ بلا کراہت نماز ہوگی اور ثواب بھی زیادہ ملے گا اگرچہ پہلی مسجد میں بھی بکراہت نماز ہو جائے گی۔

۱۔ امامت کے لیے نا اہل حضرات

جو شخص امامت کے اہل نہیں وہ یہ ہیں:-

مفلوج (فانج زدہ) مجذوم (کوڑھی) مبروص (برص والا) جس کا برص ظاہر اور نمایاں ہو۔ امرؤ (بے ریش) ایک ہاتھ والا جس کا شانہ سے ہاتھ پیدائشی نہ ہو۔ وہ نابینا جو نجاستوں سے بچنے کا اہتمام نہ رکھتا ہو۔ جاہل گنوار۔ سفیہ یعنی وہ بیوقوف جو معاملات میں عقل و تمیز نہیں رکھتا اور شریعت کے موافق لین دین نہیں کر سکتا۔ ولد الزنا یعنی حرامی۔ معذور اپنے جیسے معذور کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے تو تلا ہٹلا یا وہ شخص جس کو سلسل البول کا عارضہ ہو تو وہ ایسے ہی مقتدیوں کی امامت کر سکتا ہے۔ سلسل البول والا نکسیر والے کا امام نہیں ہو سکتا۔

۶۔ نماز میں لقمہ دینا

طریقہ اس کا یہ ہے کہ اگر امام قرأت میں غلطی کرے تو لقمہ دینے کی نیت سے مقتدی وہ آیت پڑھ دے اور اگر کسی اور رکن میں غلطی کرے تو حسب موقع لفظ سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہہ دے۔ بہتر سبحان اللہ ہے۔ مسئلہ ۱۔ اگر امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ رکوع کر دے۔ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے اور مقتدیوں کو چاہیے کہ جب تک ضرورت شدید پیش نہ آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ نیز امام کے رکتے ہی فوراً لقمہ دینا مکروہ (تزیہی) ہے۔

مسئلہ ۲۔ اگر مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں۔

مسئلہ ۳۔ مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لے لے گا تو اس کی نماز بھی، اور اگر مقتدی کو قرآن مجید میں دیکھ کر یا دوسرے سے سن کر خود بھی یاد آ گیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴۔ اگر خارج نماز یا داخل نماز امام کے سوا کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لے لے یا لقمہ کی وجہ سے اس کو یاد آ جائے اور لقمہ کو اس کی یاد میں دخل ہو جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ اگر خود بخود یاد آ جاوے، خواہ اس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے یا پیچھے تو اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔

مسئلہ ۵۔ اگر امام درمیانی قعدہ کرنا بھول جائے تو مقتدی اس کی اقتداء کرتے ہوئے اشارہ بیٹھنے کا کریں جب کہ وہ آدھے سے کم کھڑا ہو۔ یعنی ٹانگیں سیدھی نہ ہوئی ہوں اور جب آدھا یا آدھے سے زیادہ کھڑا ہو جائے تو پھر قعدہ کے لیے نہ بیٹھائیں، نیز مقتدیوں کا بیٹھے رہنا اور امام کا کھڑا ہو جانا درست نہیں کہ مقتدیوں کا امام کو اپنی اقتداء کے لیے مجبور کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے احتیاط کی جائے۔ اور کھڑے ہو کر لوٹ آنے پر اور بغیر لوٹے، سجدہ سہودوں صورتوں میں واجب ہے۔

مسئلہ ۶۔ اگر قعدہ اخیرہ میں ایسا ہو جائے تو مقتدی امام کے سیدھا کھڑے ہونے پر بھی لقمہ دے سکتے ہیں۔ اگر امام نہ بیٹھے تو پھر مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں۔

مسئلہ ۷۔ اگر امام نے تین یا چار رکعت والی نماز میں بھولے سے دوسری پر سلام پھیر دیا اور مقتدی نے (غلطی سمجھتے ہوئے) سلام نہ پھیرا، پھر امام لقمہ ملنے پر یاد آنے پر کھڑا ہوگا اور یہ مقتدی بھی کھڑا ہو گیا تو اس مقتدی کی نماز میں کوئی نقصان نہیں آئے گا۔

مسئلہ ۸۔ اگر مقتدی نے یہ سمجھ کر کہ امام پانچویں رکعت کو کھڑا ہوتا ہے۔ لقمہ دیا اور حقیقت میں وہ چوتھی ہی تھی مقتدی کی نماز میں کوئی خرابی نہیں آئی۔

مسئلہ ۹۔ مقتدی کو لقمہ دیتے وقت امام کو جو خاموش رہنا پڑتا ہے اس سے سجدہ سہولازم نہیں آتا اور نہ ہی نماز فاسد ہوتی ہے۔ لیکن لقمہ لینے میں اگر ایک رکن کی مقدار سے زیادہ دیر تک خاموش رہے تو مکروہ (تزیہی) ہے۔

احکام اقتداء

جماعت میں جو شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے اسے مقتدی کہا جاتا ہے امام اور مقتدی دونوں کی نماز کا ایک سا ہونا ضروری ہے۔ اگر امام فرض نماز ادا کر رہا ہے تو مقتدی کا بھی فرض نماز ادا کرنا ضروری ہے امام اگر نفل پڑھے اور مقتدی فرض، یا امام ادا نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی قضا کی نیت کرے تو اقتداء درست نہ ہوگی اور ایسی صورت میں مقتدی کی نماز نفل ہو جائے گی۔ البتہ امام اگر فرض کی نیت سے نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی نفل کی نیت سے اقتداء کرے تو نماز درست ہوگی، مسائل اقتداء حسب ذیل ہیں۔

مسائل اقتداء

۱۔ امام کی پیروی کرنے کا حکم

نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے مقتدی کو امام کی پیروی کرنی چاہیے اس کے بارے میں احادیث یہ

ہیں:-

عَنْ عَلِيٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَى أَحَدُكُمْ الصَّلَاةَ وَالْإِمَامُ عَلَى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ.

حضرت علی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت آئے ایک تمہارا نماز کو اور امام ایک حالت پر ہو تو چاہیے کہ جس طرح امام کرتا ہے اسی طرح کرے۔ (جامع ترمذی)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ الْبُخَارِيَّ

لَمْ يَذْكُرْ وَإِذَا قَالَ وَالَا الضَّالِّينَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پہل کرو امام پر۔ جب تکبیر کہے، تکبیر کہو اور جب کہے ولا الضالین، کہو آمین اور جب رکوع کرے رکوع کرو اور جب کہے سمع اللہ لمن حمدہ، کہو یا الہی اے رب ہمارے! تیرے لیے ہے سب تعریف۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔ مگر بخاری نے نہیں ذکر کیا۔ وَإِذَا قَالَ وَالَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ۔

۲۔ اقتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل

صحابہ کرام نماز باجماعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح پیروی کرتے تھے اور ان کا طرز عمل یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے کھڑے ہوتے اور جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو سجدہ کے لیے نہ جھکاتے اس وقت تک صحابہ بھی نہ جھکاتے، مراد یہ ہے کہ حضور سے پہلے آپ کوئی حرکت نہ کرتے

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ كُنَّا نَصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَسَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ يَحْنُ أَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز پڑھتے تھے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ جب کہتے سنا اللہ نے واسطے اس شخص کے کہ حمد کی اس کی، نہ جھکاتا کوئی ہم میں سے پیٹھ اپنی یہاں تک کہ رکھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی زمین پر۔ (بخاری شریف)

۳۔ امام سے سبقت کرنے کی ممانعت

جماعت میں امام سے کسی عمل میں بھی سبقت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ یعنی امام تو ابھی رکوع میں نہ گیا ہو، آپ رکوع میں چلے جائیں تو ایسے طرز عمل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ

وَنَحْنُ سَجُودٌ فَاسْجُدْ وَلَا تَعْدُوهُ شَيْئًا وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ.
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم نماز کی طرف آؤ اور ہم سجدے میں ہوں پس سجدہ کرو اور نہ حساب میں رکھو اس کو کچھ اور جس نے پایا رکوع امام کے ساتھ، تحقیق پالی اس نے رکعت نماز کی۔ (سنن ابوداؤد)

۲۔ مقتدیوں کی قسمیں

جماعت میں جو حضرات امام کے پیچھے نماز ادا کرے ہیں ان کی چار قسمیں ہیں
(۱) مُدْرِكٌ :- یہ وہ مقتدی ہوتا ہے جو ابتداء سے امام کے ساتھ جماعت میں نماز شروع کرتا ہے اور آکر تک پوری نماز امام کے ساتھ ادا کرتا ہے۔
(۲) مُسْبُوقٌ :- مسبوق اس مقتدی کو کہتے ہیں جو امام کے ساتھ جماعت میں اس وقت شامل ہوا ہو جب ایک رکعت یا کئی رکعتیں ہو گئی ہوں۔
(۳) لَا حَقَّ :- اس مقتدی کو کہا جاتا ہے جو امام کے ساتھ شریک جماعت تو ہو جائے لیکن شریک جماعت ہونے کے بعد اس کی کل رکعتیں یا بعض رکعتیں کسی عذر کی بنا پر جاتی رہیں۔ جیسے نماز پڑھتے پڑھتے سو گیا یا کسی اور وجہ سے رکعتیں فوت ہو جائیں۔
(۴) مُسْبُوقٌ لَا حَقَّ :- اس مقتدی کو کہا جاتا ہے جو ایک یا کئی رکعتیں ہو جانے کے بعد جماعت میں شریک ہوا ہو اور پھر کسی وجہ سے ایک یا دو رکعتیں جاتی رہی ہوں۔ مثلاً دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا، پھر تیسری یا چوتھی رکعت میں اس کو وضو ٹوٹ گیا۔
ان چاروں قسموں کے مقتدیوں کے جماعت میں شامل ہونے کے مسائل مختلف ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ مُدْرِكٌ کی نماز

مدرک کی نماز کا وہی طریقہ ہے جو عام طریقہ سے امام کے پیچھے نماز پڑھی جاتی ہے۔ مدرک کے لیے نماز میں امام کے احکامات کا پابند ہونا ضروری ہے۔ جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی تو مدرک کو بھی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لینے چاہئیں۔ پھر جب امام رکوع اور سجود میں جائے تو اسے بھی رکوع اور سجود کرنا

چاہئے یعنی مدرک کے لیے نماز میں اول سے آخر تک اطاعت امام ضروری ہے۔

۲۔ لاحق کی نماز

لاحق سو جانے کے بعد بیدار ہونے پر یا وضو ٹوٹ جانے کے بعد وضو کر کے آنے پر، یا لوگوں کی کثرت کی وجہ سے سجدہ وغیرہ نہ کر سکنے پر اس رکن میں جس میں اس کا امام موجود ہے، اپنی ترتیب نماز چھوڑ کر نہ مل جائے بلکہ پہلے اپنی چھوٹی ہوئی نماز امام کا ساتھ چھوڑ کر اسی طرح ادا کرے جس طرح امام ادا کر گیا ہے مثلاً یہ پہلی رکعت کے سجدہ میں سو گیا اور اس کے جاگنے اور وضو سے فارغ ہونے تک امام دوسری رکعت کے قعدہ میں جا پہنچا تو اب لاحق وہ سجدہ ادا کر کے تمام ارکان بالترتیب اسی طرح ادا کرے جیسے امام کے ساتھ پڑھتا ہے۔ یعنی قیام میں قرأت نہ کرے، ضروری قرأت کی مقدار خاموش کھڑا رہے اور قومہ میں تسبیح نہ کہے، تحمید کہے، اگرچہ اس کا امام آگے بڑھتا جائے۔ جب چھوٹی ہوئی نماز پوری کر لے تو امام کے ساتھ ہو کر باقی نماز پوری کرے۔ اور اگر امام فارغ ہو چکا ہے تو باقی نماز بھی اسی طرح پوری کر لے جیسے امام کے پیچھے پڑھتا ہے۔ اس حالت میں اگر اسے کوئی سہو ہو جائے تو سجدہ سہو بھی نہ کرے۔ کیونکہ اس وقت بھی وہ مقتدی ہے اور مقتدی کے سہو پر سجدہ سہو نہیں آتا۔

۳۔ مسبوق کی نماز

مسئلہ ۱۔ اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں اسی نماز کی جماعت ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو یا تین رکعت والا ہے تو دوسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے وہ نماز توڑ دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو نماز توڑ دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دوسری رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو نماز توڑ دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے فجر، عصر اور مغرب میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو (کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی) اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں نماز توڑنا ہو، کھڑے کھڑے دونوں طرف سلام پھیر دے۔ بعض لوگ امام کے رکوع میں چلے جانے پر رکعت کے حاصل کرنے میں بڑی بے احتیاطی کرتے

ہیں کہ دوڑتے ہوئے آئے (جماعت میں شامل ہونے کے لیے دوڑنا منع ہے) جلدی جلدی نیت کی اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کے بغیر ہاتھ باندھے رکوع میں چلے گئے۔ بعض دفعہ اس پہلی بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے وقت طرح سیدھے بھی کھڑے نہیں ہوتے کہ اسی تکبیر سے رکوع میں چلے جاتے ہیں، جس سے تکبیر تحریمہ بھی باقاعدہ ادا نہیں ہوتی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اس مقام پر مندرجہ ذیل چار چیزیں ضروری ہیں۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی (جیسا کہ قصداً چھوٹ جاتی ہے) تو نماز نہیں ہوگی، پھر رکوع مل جانے سے کیا فائدہ؟

جماعت کی نماز شروع ہو جانے کے بعد شامل ہونے والا مقتدی پہلے نماز کی ا۔ نیت کرے (خواہ دل میں کہہ لے کہ میں یہ نماز امام کے پیچھے پڑھتا ہوں پھر ۲۔ اطمینان کے ساتھ ۳۔ تکبیر تحریمہ ۴۔ کھڑے ہو کر کہہ کے قاعدہ کے موافق ہاتھ باندھ لے۔ پھر اگر امام رکوع میں ہو تو دوسری دفعہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اگر رکوع مل جائے یعنی امام کے پیچھے ایک دفعہ بھی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہہ لیا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہنے کا موقع نہیں ملا بلکہ امام کے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے سے پہلے رکوع میں شامل ہو گیا تو یہ رکعت ہوگئی ورنہ نہیں۔

غرض کہ ہاتھ باندھنے کے بعد اگر امام قیام میں نہ ہو تو جس حالت میں ہو دوسری دفعہ اللہ اکبر کہہ کر اسی حالت میں چلا جائے۔ اگر پہلی رکعت نہ ملی ہو اور سبق ہو گیا ہو تو (امام کے ساتھ) قعدہ اخیرہ میں صرف التحیات پڑھے۔ اور جب امام پہلا سلام پھیرے تو یہ سلام نہ پھیرے بلکہ اس کے دوسرا سلام شروع کرنے پر اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جائے اور (پہلی رکعت کی) ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے پھر قاعدہ کے موافق رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ کے بعد سلام پھیر دے۔ اگر دور کعتیں رہ گئی ہوں اور تین رکعت والی نماز ہو تو پہلے بیان کی ہوئی صورت سے ایک رکعت پڑھ کے قعدہ کرے۔ اس میں صرف التحیات پڑھ کے کھڑا ہو جائے تو دوسری رکعت میں تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکعت پوری کرے۔ اور قعدہ کر کے سلام پھیرے اور اگر چار رکعت والی نماز ہو اور دور کعتیں رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت اسی طرح پڑھ کے دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے اور رکعت پوری کر کے قعدہ کے بعد سلام پھیرے۔ اور اگر تین رکعت رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت میں ثناء وغیرہ تمام چیزیں پڑھ کے قعدہ کرے اور اس میں صرف التحیات پڑھ کے کھڑا ہو جائے اور تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ کے رکعت پوری کرے۔ پھر آخری رکعت میں کھڑا ہو کے صرف تسمیہ اور فاتحہ پڑھے اور رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ میں سلام پھیر

۱۔

مسئلہ ۲:- اگر ایک مسجد میں جماعت نہ ملے تو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں تلاش کے لیے جائے۔ اور وہاں نہ ملے تو یہ بھی مستحب ہے کہ واپس آ کر اپنے گھر والوں کو جمع کر کے جماعت سے نماز پڑھے۔
مسئلہ ۳:- امام کے ساتھ ایک آدمی مل کر نماز پڑھے تو بھی جماعت کا ثواب مل جاتا ہے خواہ وہ سمجھدار نا بالغ ہی ہو۔

مسئلہ ۴:- جو شخص فرض نماز پڑھ چکا ہو، پھر اگر جماعت پائے تو اسے نفل کی نیت سے ظہر اور عشاء کی جماعت میں شرکت کر لینا درست ہے اور فجر، عصر اور مغرب میں نہیں۔

مسئلہ ۵:- تنہا عورت کو نا محرم مرد کے پیچھے جبکہ مرد کی کوئی محرم عورت (بیوی یا بہن وغیرہ) یا سمجھدار بچہ اس کے ساتھ نہ ہو (مقدار صف فاصلہ پر اور پردہ حائل کر کے بھی) نماز پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ ۶:- امام کے پہلا سلام شروع کرنے (اور امام پر سجدہ سہو واجب ہو تو اس کی ادائیگی کے بعد دائیں طرف سلام پھیرنے) یعنی لفظ السلام کہنے سے پہلے پہلے جماعت میں شرکت کی جاسکتی ہے اس کے بعد اقتداء صحیح نہیں۔

مسئلہ ۷:- نیز نماز سے نکلنے کے لیے لفظ السلام کہنا واجب ہے اور علیکم ورحمۃ اللہ منت ہے اس لیے (اخیر نماز میں) پہلے سلام کے لفظ السلام تک ہر نمازی کا با وضو رہنا ضروری ہے۔ اس کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۸:- رکعت چلی جانے کے خوف سے دائیں بائیں یا آگے پیچھے کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے جماعت میں شامل ہو جانا جائز ہے۔ لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ (تزیہی) ہے۔ اس لیے جب دائیں یا بائیں طرف جگہ خالی ہو (خواہ وہاں تک صف بچھی ہوئی ہو یا نہ بچھی ہو) اسے پر کرتے ہوئے دونوں طرف مقتدی برابر ہوتے چلے جانے چاہئیں۔

مسئلہ ۹:- قرأت نماز میں (منفرد یا) امام سے ایک دو آیت بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو لازم نہیں۔ اگر کر لیا تو بھی نماز ہو گئی، مسبوق کی بھی۔

مسئلہ ۱۰:- نیز جبکہ سجدہ سہو واجب نہ ہو اور کسی وہم پر کرے یا ترک سنت ہی پر کر لے (جس میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا) تو مکروہ (تزیہی) ہے نماز ہو جاتی ہے، مسبوق کی بھی لیکن نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۱:- بعض مبتدی یا ناواقف نمازی جماعت کی ایک دور کعتیں ہو چکنے کے بعد شامل ہونے پر پہلے

فوت شدہ رکعت پڑھنے لگتے ہیں، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ امام کے پیچھے نیت باندھتے ہی امام کی پیروی لازم ہو جاتی ہے۔ پھر اخیر میں اپنی باقی نماز پوری کر لے۔

مسئلہ ۱۲:- مسبوق کو جو رکعت نہ ملے اس میں شریک ہو جانے پر اس کے لیے اس رکعت کے سجدے فرض ورکن نہیں بلکہ متابعت امام کی بنا پر واجب ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۳:- اگر کوئی شخص درمیانی قعدہ میں شریک جماعت ہوا اور اس کو قعدہ کا ذرا سا ہی حصہ ملا، وہ التحیات پڑھ رہا تھا کہ امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو بعض کے نزدیک نماز مکروہ (تحریمی) ہوتی ہے۔

مسئلہ ۱۴:- اور اگر قعدہ اخیرہ میں شریک جماعت ہوا اور اس کی التحیات پوری نہ ہوئی تھی کہ امام نے سلام پھیر دیا تب بھی یہی حکم ہے کہ پوری التحیات پڑھ کے اٹھے۔

مسئلہ ۱۵:- اگر مقتدی پیچھے رہ جانے یا (درمیانی) قعدہ کا ذرا سا حصہ ملنے کی وجہ سے التحیات پوری کرنے لگا اور امام قیام میں آکر رکوع میں جانے والا ہو گیا تو مقتدی فوراً التحیات چھوڑ کے قیام میں شریک ہو جائے اور امام کی اقتداء میں رکوع میں جائے۔

مسئلہ ۱۶:- البتہ رمضان شریف کی نماز وتر میں اگر مقتدی کی دعاء قنوت پوری نہ ہوئی ہو کہ امام قنوت ہے رکوع میں چلا جائے تو مقتدی مختصر دعاء قنوت پڑھ کے رکوع میں شامل ہو جائے۔ کیونکہ پوری دعاء قنوت پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷:- اور اگر دعاء قنوت بالکل نہیں پڑھی تھی کہ امام رکوع میں چلا گیا تو اگر مقتدی کو رکوع فوت ہو جانے کا گمان ہو تو دعاء قنوت نہ پڑھے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے اور قنوت چھوڑ دے۔ اس کی وہ رکعت ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۸:- اور اگر مقتدی التحیات پڑھ رہا تھا یا (رمضان میں) دعاء قنوت پوری کر رہا تھا کہ امام قیام سے رکوع میں یا دوسری صورت میں رکوع سے قومہ میں چلا گیا اور مقتدی (باوجود جلد جلد پڑھنے کے) شریک نہ ہو سکا تو وہ پہلی صورت میں تنہا (بلا قرأت) قیام کر کے رکوع میں، اور دوسری صورت (وتر رمضان) میں تنہا (بلا تسبیح) رکوع کر کے قومہ میں امام کے ساتھ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۹:- اور اگر اس طرح نہ ملا اور بعد میں بھی شامل نہ ہوا تو رکن میں شرکت چھوٹ جانے کی وجہ سے اقتداء ٹوٹ گئی۔ اب نئے سرے سے وہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲۰۔ اگر امام سجدہ سہو کرے تو مسبوق کو سجدہ سہو کا سلام نہ پھیرنا چاہیے (اس لیے کہ اس وقت اس کی نماز کا درمیان ہے) صرف سجدہ ہی سجدہ کرنا ضروری ہے۔ سو اگر سہو اسلام میں بھی شریک ہو گیا تو (حالت اقتداء کی وجہ سے سجدہ سہو واجب نہیں) نماز ہو جائے گی۔ اور اگر قصداً (سلام میں) شرکت کی تو اپنی نماز کو لوٹائے۔ اور پہلے سے شرکت کرتا رہا ہے تو ایسی نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۲۱۔ اگر کسی امام کے پیچھے ایک بھی رکعت نہ ملی ہو، صرف شریک جماعت ہو گیا ہو تو وہ امام کے دوسری طرف سلام پھیرنے پر کھڑا ہو جائے اور سب رکعتوں کو اکیلے نمازی کی طرح ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۔ اگر مسبوق، امام کے دائیں طرف سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو گیا اور امام نے سجدہ سہو کیا تو مسبوق لوٹ آئے اور (بغیر سلام پھیرے) امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے۔ پھر جب امام (دوسرا) بائیں طرف سلام پھیرنے لگے تب اپنی باقی نماز پوری کرے۔

مسئلہ ۲۳۔ اگر مسبوق بھولے سے امام سے پہلے یا امام کے بالکل ساتھ سلام پھیرے دے تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور امام کے بعد بھول کر ایک طرف سلام پھیر دے تو اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ اور اگر قصداً سلام پھیر دیا یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی سلام پھیرنا چاہیے تو نماز فاسد ہوگئی۔ دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۴۔ اگر مسبوق بھولے سے امام کے قعدہ اخیرہ میں دونوں طرف سلام پھیر دے تو بھی یاد آنے پر فوراً کھڑا ہو جائے اور باقی نماز پوری کر کے اخیر میں سجدہ سہو کرے اور اگر سلام پھیر دینے کے بعد کوئی بات ایسی ہوگئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے مثلاً بول پڑا تو اب نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۵۔ اگر امام (آخری مثلاً) چوتھی رکعت پر بیٹھ کر پانچویں کے لیے کھڑا ہو جائے تو مسبوق اس کی پیروی نہ کرے۔ اگر پیروی کرے گا تو کھڑے ہوتے ہی (صرف) اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے وہ خاموش بیٹھ کر انتظار کرے۔ اگر امام لوٹ آئے تو مسبوق اس کے ساتھ سجدہ سہو کر کے سلام پر کھڑا ہو جائے اور اگر امام نہ لوٹے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لے تو مسبوق اپنی نماز پوری کر لے لیکن بعد میں جبکہ مسبوق نے ابھی ایک رکعت نہ پڑھی ہو۔ امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جائے گی اور اگر مسبوق نے کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھ لی ہو، اس کے بعد امام کی نماز فاسد ہو جائے یا نقل ہو جائے تو مسبوق کی نماز پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ یا امام پانچویں رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر لے تو بھی مسبوق کی (اور سب کی) نماز درست ہو جائے گی۔

اور اگر امام قعدہ اخیرہ کیے بغیر زائد رکعت میں کھڑا ہو گیا تو بھی مسبوق انتظار کرے۔ اگر امام

پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے لوٹ آئے تو مسبوق سجدہ سہو کے بعد آخری سلام پر کھڑا ہو جائے اور اپنی نماز پوری کر لے لیکن (اس صورت میں) اگر امام نہ لوٹا اور اس نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا (خواہ مسبوق نے اس کا اتباع کیا یا نہ کیا) تو اس کے پیچھے پڑھنے والے مسبوق اور دوسرے سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو کر نفل ہو جائے گی، سب وہ نماز دوبارہ پڑھیں۔

اور دونوں صورتوں میں اگر مسبوق بغیر امام کے انتظار کیے اپنی نماز پوری کرنا شروع کر دے تو مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے اگر امام پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے لوٹ آئے اور مسبوق ابھی فارغ نہیں ہوا ہے تو اب امام کے ساتھ ہو جائے اور سجدہ سہو کے بعد امام کے آخری سالم پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کے اپنی نماز پوری کرے اور اگر امام کے ساتھ شامل نہ ہوا تو اپنی نماز کے آخر میں اسے سجدہ سہو کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۲۶:- اگر امام قعدہ اخیرہ میں سجدہ سہو کرنے لگا اور مسبوق التحیات میں پیچھے رہ گیا تو التحیات پوری کر کے بغیر سلام پھیرے سجدہ سہو میں شریک ہو۔ اور اس صورت میں اگر اس سے ایک سجدہ چھوٹ جائے تو وہ اسے امام کے بعد فوراً تنہا کر کے تشهد میں شریک ہو جائے۔ اس کے بعد میں سجدہ سہو کرنے کو یہی کہا جائے گا کہ امام کے ساتھ کیا ہے۔

مسئلہ ۲۷:- اگر مسبوق نے امام کی اقتداء امام کے دوسرے سجدہ سہو میں یا بعد سجدہ سہو کے کی تو اسے ہر دو صورتوں میں سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۲۸:- البتہ اگر مسبوق اپنی باقی نماز میں کوئی سہو ہو جائے تو اخیر کے قعدہ میں سجدہ سہو کرے۔
مسئلہ ۲۹:- جہری نماز (مثل فجر، جمعہ، عیدین وغیرہ) کے مسبوق کو اختیار ہے کہ وہ اپنی باقی رکعت کی قرأت میں جہر کرے یا نہ کرے۔ لیکن جہر معمولی کافی ہے تاکہ دوسروں کو نماز وغیرہ میں خلل نہ پڑے۔

۴۔ مسبوق لاحق کی نماز

جو شخص کچھ رکعتیں ہونے کے بعد شریک جماعت ہوا ہے اور شرکت کے بعد اس کی کوئی اور رکعت بھی رہ جائے اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو شرکت کے بعد چھوٹ گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے لیکن ان کے ادا کرنے میں اپنے تئیں ایسا سمجھے جیسا کہ وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو یعنی

قرأت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے اس کے بعد اگر جماعت ختم نہ ہوئی ہو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز تنہا پڑھ لے اس کے بعد اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شریک ہو اس کے بعد فوراً ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا وہ وضو کرنے گیا تو اتنے میں جماعت ختم ہو گئی اب اس کو چاہئے کہ پہلے ان تین رکعتوں کو ادا کرے جو جماعت میں شریک ہونے کے بعد رہ گئیں۔ ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرأت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں التحیات بیٹھے اس لئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے۔ اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے کیوں کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے کیونکہ یہ امام کی چوتھی رکعت اس میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک جماعت ہونے سے پہلے تھی۔ اور اس میں بھی قعدہ کرے کیوں کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے۔ اور اس رکعت میں اس کو قرأت بھی کرنی ہوگی اس لئے کہ وہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے۔ اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مقتدی مقیم نے مسافر امام کے پیچھے ایک رکعت پائی تو اب وہ باقی تین رکعتیں کس طرح ادا کرے گا۔ اگر مقتدی امام مسافر کے ساتھ قعدہ میں آکر شریک ہو تو اب وہ اپنی چار رکعت کس طرح پڑھے۔

یاد رہے کہ ایسا شخص مسبوق لاحق ہے۔ اگر اس نے مسافر امام کے ساتھ ایک رکعت پائی تو امام مسافر کے سلام کے بعد اٹھ کر پہلے ایک رکعت خالی پڑھے۔ پھر بیٹھ جائے، تشہد کے بعد اٹھ کر پھر ایک رکعت خالی پڑھے۔ پھر چوتھی رکعت بھری پڑھے۔ پھر بیڑھ کر تشہد وغیرہ پڑھنے کے بعد سلام پھیرے اور اگر قعدہ میں شریک ہو تو پہلے دو رکعتیں خالی پڑھے۔ پھر دو رکعتیں بھری پڑھے۔

نماز وتر

عشاء کی نماز کے بعد تین رکعت نماز وتر ہے، اسے وتر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کی رکعتیں طاق ہیں۔ نماز وتر واجب ہے لیکن اس کے پڑھنے کی تاکید فرضوں جیسی ہے۔ اگر کسی وجہ سے وتر رو جائیں تو ان کی قضا واجب ہے اس کے متعلق احکام و مسائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ وتر پڑھنے کی تاکید

وتر پڑھنے کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کی ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جو وتر چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس لیے وتر کو بلا وجہ چھوڑنا گناہ ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤد)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَتَرٍ يُحِبُّ الْوُتْرَ فَأَوْنِزُوا أَهْلَ الْقُرْآنِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ وتر ہے، وتر کو دوست رکھتا ہے۔ اے اہل قرآن! وتر پڑھو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

۲۔ وتر پڑھنے کا وقت

وتر کا وقت بعد نماز عشاء سے صبح صادق تک ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لے

جائیں۔ نبی پاک بھی وتر رات کے پہلے حصے میں پڑھتے اور کبھی رات کے پچھلے حصے میں۔ وہ لوگ جو رات کو نماز تہجد پڑھتے ہوں، انھیں چاہیے کہ وہ تہجد کے ساتھ وتر پڑھیں۔

عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ أَمْ فِي آخِرِهِ قَالَتْ رَبَّمَا اغْتَسَلَ فِي آخِرِهِ قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يُؤْتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ أَمْ فِي آخِرِهِ قَالَتْ رَبَّمَا أُوْتِرَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرَبَّمَا أُوْتِرَ فِي آخِرِهِ قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَخْفَتُ قَالَتْ رَبَّمَا جَهَرَ بِهِ وَرَبَّمَا خَفَتُ قُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا مجھ کو خبر دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل پہلی رات کر لیا کرتے تھے یا آخر رات؟ کہا کہ کبھی پہلی رات غسل کر لیتے اور کبھی آخر رات۔ میں نے کہا اللہ اکبر! سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے امر دین میں وسعت کر دی۔ میں نے کہا آپ اول شب وتر پڑھتے تھے یا آخر شب؟ کہا کبھی اول شب وتر پڑھ لیتے اور کبھی آخر شب۔ میں نے کہا اللہ اکبر! سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے امر دین میں وسعت کر دی۔ میں نے کہا، آپ قرأت جہر کے ساتھ پڑھتے تھے یا آہستہ؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کبھی پکار کر پڑھتے، کبھی آہستہ۔ میں نے کہا اللہ اکبر! سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے امر دین میں وسعت کر دی۔ (ابن ماجہ)

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حَذَافَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوُتْرُ جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ.

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے اور فرمایا تحقیق اللہ نے امداد کی ہے تمہاری ایک نماز سے، جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس کا وقت عشاء کی نماز سے لے کے طلوع فجر تک مقرر کیا ہے (ابوداؤد، ترمذی)

۳۔ وتر کی رکعتیں

وتر کی تین رکعت واجب ہیں۔ اس تعداد کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ

ہے:-
عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِيْهِنَّ بِتِسْعِ سُوْرٍ مِنَ الْمَفْصَلِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلَاثِ سُوْرٍ الْخَرُّهُنَّ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے، ان میں مفصل کی نو سورتیں پڑھتے۔ ہر رکعت میں تین سورتیں پڑھتے، آخر ان کی قل هو اللہ احد ہوتی۔

(ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ وتر تین رکعت ہیں اور نماز مغرب کی طرح اس میں بھی دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھتے ہیں اور التحیات، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں، نماز وتر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ تیسری رکعت میں سورۃ الحمد اور دوسری سورت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت آہستہ دل میں پڑھیں۔ پھر رکوع میں جائیں اور باقی نماز حسب معمول پوری کریں۔

اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے اور قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں، اسی طرح کرے۔ اور اگر قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدہ سہو کرے۔

۴۔ وتر آخر شب میں پڑھنا افضل ہے

گورات کے پہلے حصے میں بعد نماز عشاء وتر پڑھنا جائز ہے لیکن رات کے پچھلے حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی قول ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنَ الْخَرِّ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ الْخَرَّ فَلْيُوتِرْ الْخَرَّ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ الْخَرِّ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ.

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ڈرے کہ رات کے

آخر میں اٹھ نہیں سکے گا وہ اول شب وتر پڑھ لے اور جو امید رکھے کہ آخر رات اٹھ سکے گا، وہ آخر رات وتر پڑھے۔ کیونکہ آخری رات کی نماز حاضر کی گئی ہے اور یہ افضل ہے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جسے آخر شب میں جاگنے پر اعتماد ہو، تو بہتر یہ ہے کہ پچھلی رات میں وتر پڑھے ورنہ بعد عشاء پڑھ لے۔

اول شب میں وتر پڑھ کر سورہا پھر پچھلے کو جاگا تو دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں اور نوافل جتنے چاہے پڑھے۔

۵۔ وتروں کی مسنون قرأت

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور دوسری میں قل یا ایہا الکفرون اور تیسری میں قل هو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھا کرتے تھے۔ رواہ الترمذی وابوداؤد۔ اس حدیث کو نسائی نے عبد الرحمن بن ابی خزاعی سے اور امام احمد نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور عاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، لیکن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھنا مذکور نہیں۔ شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ احناف نے آخری روایت پر عمل کیا تیسری رکعت میں صرف قل هو اللہ احد پڑھتے ہیں۔

چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیسری رکعت میں قل هو اللہ احد ہی پڑھتے تھے۔ آپ کبھی وتر میں قصار مفصل کی نو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے جن کی قرأت مفصل کی نو سورتیں ہوتی تھیں۔ ہر رکعت میں تین سورتیں ہوتیں جن میں آخری قل هو اللہ احد ہوتی تھی، رواہ الترمذی۔

شیخ عبدالحق لکھتے ہیں کہ بعض روایتوں میں اس اجمال کی تفصیل اس طرح آئی ہے کہ آپ پہلی رکعت میں انا انزلنا، اذ ازلزلت الارض، اور الہکم التکاثر اور دوسری میں عصر، نصر اور کوثر اور تیسری رکعت میں کافرون اور تبت یدا ابی اور قل هو اللہ احد پڑھتے تھے۔

۶۔ وتروں کی قضا پڑھنا

وتر کی نماز قضا ہوگئی تو قضا پڑھنی واجب ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ ہو گیا ہو، قصداً قضا کی ہو یا بھولے سے قضا ہوگئی ہو اور جب قضا پڑھے تو اس میں قنوت بھی پڑھے۔ البتہ قضا میں تکبیر قنوت کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے جبکہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو کہ لوگ اس کی تقصیر پر مطلع ہوں گے۔

۷۔ وتروں کی جماعت

وتر رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے۔ اس کے علاوہ وتر کی جماعت نہیں وتر اکیلے پڑھنا درست ہے۔

۸۔ دعائے قنوت

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا واجب یعنی ضروری ہے، یہ اس وقت پڑھی جاتی ہے جب قعدہ کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سورت فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہیں اور ہاتھ باندھ لیتے ہیں، اس وقت یہ دعا جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْثُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُشْنِيْ عَلَیْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُحْلِعُ وَنَتْرِكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَآلِیْكَ نُسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَحْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تیرے اوپر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ کر دیتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے، اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف کوشش کرتے ہیں اور ہم حاضری دیتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

مسئلہ ۱:- جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اسے چاہیے کہ وتر کی نماز کے لیے اسے جلد از جلد یاد کر لے۔ اگر کوئی شخص مندرجہ بالا دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ یہ دعا پڑھ لے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یا تین بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا کہے۔

مسئلہ ۲:- اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھی اور رکوع نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر گنہگار ہوگا اور اگر صرف الحمد پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے اور سورت و قنوت پڑھے، پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ یونہی اگر بھول گیا اور سورت پڑھ لی تھی تو لوٹے اور فاتحہ و سورت و قنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے

مسئلہ ۳:- دعائے قنوت آہستہ پڑھے، امام ہو یا منفرد یا مقتدی، ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔

مسئلہ ۴:- امام کو رکوع میں یاد آیا کہ دعائے قنوت نہیں پڑھی تو قیام کی طرف عود نہ کرے پھر بھی اگر کھڑا ہو گیا اور دعا پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہ چاہیے اور اگر اعادہ کر لیا اور مقتدیوں نے پہلے رکوع میں امام کا ساتھ نہ دیا اور دوسرا امام کے ساتھ کیا، پہلا رکوع امام کے ساتھ کیا دوسرا نہ کیا، دونوں حال میں ان کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ ۵:- قنوت وتر میں مقتدی امام کی متابعت کرے اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے اور اگر امام نے بے قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کر دے ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے اور اس خاص دعا کی حاجت نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے بلکہ مطلقاً کوئی دعا جسے قنوت کہہ سکیں، پڑھ لے۔

مسئلہ ۶:- اگر شک ہو کہ یہ رکعت پہلی ہے یا دوسری یا تیسری تو اس میں بھی قنوت پڑھے اور قعدہ کرے پھر اور دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں قنوت بھی پڑھے اور قعدہ کرے، یونہی دوسری اور تیسری ہونے میں سک واقع ہو تو دونوں میں قنوت پڑھے۔

مسئلہ ۷:- بھول کر پہلی یا دوسری میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے، یہی رائج ہے۔

مسئلہ ۸:- مسبوق امام کے ساتھ پڑھے، بعد میں نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد میں جو پڑھے گا اس میں دعائے قنوت نہ پڑھے۔

نماز جمعہ

۱۔ یوم جمعہ کی فضیلت و اہمیت

جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام دنوں سے افضل اور بڑا مبارک ہے کیونکہ اس دن میں کچھ ایسی خصوصی خوبیاں ہیں جو عام ایام میں نہیں اور ابھی خوبیوں کے جمع ہونے کی وجہ سے اس دن کو جمعہ کہا جاتا ہے اور یہ دن مسلمانوں کی عبادت کے لیے خاص ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جمعہ کے بارے میں مندرجہ ذیل حدیث ہے:-

۱۔ دنوں کا سردار دن

عَنْ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا ضُحًى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللَّهُ فِيهِ الْإِنْسَانَ وَاهْبَطَ اللَّهُ فِيهِ الْإِنْسَانَ إِلَى الْأَرْضِ وَفِيهِ تَوَقَّى اللَّهُ الْإِنْسَانَ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أُعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلِكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رِيحٍ وَلَا جَبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا هُوَ مُشْفِقٌ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى أَحْمَدُ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرْنَا عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَا ذَا فِيهِ مِنَ الْخَيْرِ قَالَ فِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ وَسَاقِ إِلَى الْخَيْرِ الْحَدِيثِ.

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمندر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید قربان اور عید الفطر سے

بھی بڑا ہے، اس میں پانچ باتیں ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین کی طرف اتارا اور اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فوت کیا اور اس میں ایک ساعت ہے کوئی بندہ اس میں کچھ نہیں مانگتا مگر وہ اس کو دے دیتا ہے جب تک حرام کا سوال نہ کرے اور اس میں قیامت قائم ہوگی، کوئی مقرب فرشتہ نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں نہ وہ نہ پہاڑ نہ دریا مگر وہ جمعہ سے ڈرتے ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا احمد نے سعد بن معاذ سے، کہ انصار کا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، کہا کہ ہم کو جمعہ کے متعلق خبر دو اس میں کس قدر بھلائی ہے۔ کہا اس میں پانچ چیزیں ہیں۔ اور ساری حدیث بیان کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن کی فضیلت مندرجہ بالا امور کی بنا پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس دن میں سرانجام دیئے۔ یہ دن دارصل مسلمانوں کے آپس میں اجتماع کا دن ہے۔ اس روز مسلمان اپنے علاقے میں کسی ایک مرکزی مقام پر جمع ہوتے ہیں اور ایک عظیم جماعت بنا کر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کو مسلمانوں کی عید کا دن قرار دیا ہے کیونکہ اس دن سب خواص و عام چھوٹے بڑے شہر کے رہنے والوں کو نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم ہے تاکہ اللہ کے دین کی سر بلندی ظاہر ہو۔

اسلام سے پہلے چونکہ یہودیت اور عیسائیت کا غلبہ تھا اور ان کے ہاں ہفتہ اور اتوار کا دن مخصوص تھا وہ اس روز کام کاج سے فارغ رہتے اور خاص عادت کرتے، لہذا ان کے دنوں کو چھوڑ کر اسلام میں جمعہ کو اہم عبادت کا دن قرار دیا گیا، تاکہ ملت اسلامیہ ان دونوں ملتوں سے ممتاز ہو۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا میں ہماری آمد کا زمانہ سب سے بعد میں ہے لیکن قیامت کے روز ہم سب سے آگے جنت میں جانے والے ہونگے یہود و نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں بعد میں کتاب دی گئی اور ان سب پر تعظیم جمعہ فرض کی گئی لیکن ان لوگوں نے اس میں اختلاف کیا اور خدا نے ہمیں اس پر قائم رہنے کی توفیق بخشی، یہود کل کے دن یعنی ہفتہ کی تعظیم کرتے ہیں اور نصاریٰ پرسوں یعنی اتوار کے دن کی تعظیم کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ مسلمانوں کے لیے مخصوص دن ہے۔

۲۔ مسجدوں کے دروازوں پر ملائکہ کے تشریف لانے کا دن

شیخ ابونصر نے اپنے والد اور دیگر اسناد سے بیان کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جمعہ کا

دن ہوتا ہے تو شیاطین جھنڈے لے کر نکلتے ہیں اور لوگوں کو بازاروں کی طرف لے جاتے ہیں اور ملائکہ مسجدوں کے دروازوں پر اتر کر آنے والوں کے نام حسب مراتب آمد لکھتے ہیں، اول، اس کے بعد دوم، دوم کے بعد سوم، اور اسی طرح بالترتیب یہاں تک کہ امام برآمد ہوتا ہے جو شخص امام سے قریب ہو کر خاموشی کے ساتھ خطبہ سنتا ہے اور اس اثناء میں کوئی لغوبات نہیں کرتا اس کا اجر ایک حصہ ہوتا ہے اور جو امام کے قریب رہ کر کوئی لغوبات کرتا ہے اور خاموش رہ کر خطبہ نہیں سنتا اس پر دوہرا گناہ ہوتا ہے اور جو امام سے دور رہ کر لغوبات کرتا ہے اور خاموشی سے خبیہ نہیں سنتا اس پر بڑا گناہ ہوتا ہے۔ یہاں تک خاموش رہنے کی تاکید ہے کہ اگر ایک شخص نے خطبہ کے دوران دوسرے شخص سے کہا خاموش! تو اس نے بھی لغوبات کی اور اس کا جمعہ نہیں ہوا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا میں نے تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے امام کے خطبہ کے دوران اگر تو نے اپنے ساتھی سے کہا خاموش رہ، تو تو نے لغوبات کی۔ عمرو ابن شعیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کے دادا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جمعہ کے روز مسجدوں کے دروازوں پر ملائکہ کھڑے ہوتے ہیں اور وہ آنے والے لوگوں کو کہتے رہتے ہیں کہ فلاں شخص کس وجہ سے نہیں آیا اور فلاں شخص کیوں نہیں آیا؟ الہی اگر وہ بیمار ہے تو اس کو شفا دے اور اگر وہ راستہ بھول گیا ہو تو اس کو راستہ بتا دے، اگر وہ مسافر ہے تو اس کی مدد فرما۔“

۳۔ خیر کثیر کا دن

شیخ ابونصر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام سفید پر ہاتھ میں لیے ہوئے تشریف لائے۔ اس پر میں ایک سیاہ نقطہ تھا! میں نے دریافت کیا ہاتھ میں کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ جمعہ سید الايام ہے۔ ہم ملاء اعلیٰ (عالم ملکوت) میں اس کو یوم المزید کہتے ہیں، میں نے کہا یوم المزید کہنے کی کیا وجہ ہے جبریل علیہ السلام نے کہا ”جنت میں اللہ تعالیٰ نے ایک وادی بنائی ہے جس کو خوشبو سفید مشک سے زیادہ ہے۔ جب قیامت کا جمعہ آئے گا (وہ جمعہ جس روز قیامت پیا ہوگی) تو اس وادی میں اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوگا، اس کی کرتی کے ارد گرد نور کے منبر ہوں

گے جن پر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے، ان منابر کے پاس سونے کی جڑواں کرسیاں ہوں گی ان کرسیوں پر شہداء و صدیقین بیٹھیں گے۔ پھر اہل غرفہ آئیں گے اور وہ وادی بھر جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تم سے تو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا یعنی تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اپنی عزت کے مقام پر تم کو جگہ دی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اب تم مجھ سے اپنی مراد طلب کرو، اس وقت سب کے سب عرض کریں گے، الہی! ہم تیری خوشنودی کے طالب ہیں، اس وقت ارشاد ہوگا کہ میری خوشنودی ہی نے تو تم کو اس گھر میں اتارا ہے۔ میری عطا کی ہوئی عزت تم کو حاصل ہوئی پھر فرمائے گا مجھ سے مانگو، سب لوگ وہی جواب دیں گے پھر ارشاد ہوگا کہ مجھ سے مانگو، آخر کار بندے اپنی اپنی مرادیں مانگیں گے یہاں تک کہ ہر بندے کی آرزو اور مرادیں ختم ہو جائیں گی، اس وقت ہر ایک کہے گا۔ ”ہمارے لیے ہمارا رب کافی ہے۔“ اس وقت نماز جمعہ سے واپسی کی مقدار کے مطابق (یعنی جتنا وقت نماز جمعہ سے واپسی میں بندہ کا صرف ہوا تھا اس کے بقدر) وہ چیزیں ان کی نظروں کے سامنے لائی جائیں گی جواب تک نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا ہوگا نہ کسی کے دل میں اس کا تصور آیا ہوگا۔ یہ سب غرفہ والے اپنے غرفوں کی جانب واپس ہو جائیں گے۔ ہر غرفہ (بالا خانہ) سفید موتی، سرخ یا قوت اور سبز زمر کا ہوگا، نہ اس میں کوئی نقص ہوگا اور نہ کسی قسم کی ٹوٹ پھوٹ ہوگی۔ ان بالا خانوں کے اندر نہریں بہتی ہوں گی درخت اور سبزے کی بہتات ہوگی، درخت پھلوں سے لدے ہوں گے ان کی بیویوں کے رہنے کے لیے مخصوص جگہیں ہوگی، خدمتگار، خدمت کے لیے ہوں گے، اس وقت وہ (یہ انعامات دیکھ کر) کسی چیز کے اتنے ضرور تمند نہیں ہوں گے جتنے جمعہ کے دن کے لیے اس لیے کہ اللہ کے فضل و کرم سے اس میں اضافہ ہوگا۔

۴۔ جمعہ کے دن جبریل علیہ السلام کعبہ میں اپنا جھنڈا نصب کرتے ہیں

شیخ ابونصر نے بالا سناد اصبح ابن بنانہ سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جمعہ کا دن ہوتا ہے تو جبریل امین علیہ السلام صبح دم کعبہ (مسجد حرام) میں اپنا جھنڈا نصب کر دیتے ہیں اسی طرح دوسرے فرشتے بھی ان مساجد کے دروازوں پر جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اپنے جھنڈے اور علم نصب کر دیتے ہیں، پھر چاندی کے کاغذ پر سونے کے قلم سے جمعہ کی نماز کے لیے آنے والوں کے نام بالترتیب (آمد) لکھتے جاتے ہیں۔ جب ترتیب وار آنے والوں

کی تعداد ستر ہو جاتی ہے تو یہ کاغذتہ کر دیے جاتے ہیں۔ جمعہ میں بالترتیب آنے والے یہ ستر آدمی ان ستر آدمیوں کی طرح ہوتے ہیں جن کا انتخاب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کیا تھا اور یہ سب کے سب نبی تھے۔ اس کے بعد فرشتے صفوں میں آکر نمازیوں کو دیکھتے ہیں جب کسی نمازی کو نہیں پاتے ہیں تو آپس میں پوچھتے ہیں کہ فلاں نمازی کہاں ہے، اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ جمعہ کا پابند تھا۔

۵۔ جمعہ کے روز مستجاب دعا کا وقت

جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس وقت بندہ، اللہ سے جو مانگے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا کرتا ہے اور اس ساعت میں بندہ جو دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لیتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کونسی ساعت ہے تو اس کے بارے میں مختلف مندرجہ ذیل روایات بیان کی جاتی ہیں۔ اس ساعت کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ گھڑی اس وقت شروع ہوتی ہے جب امام خطبے کے لیے منبر پر بیٹھ جاتا ہے اور اس کے نماز پڑھنے تک رہتی ہے۔

عَنْ أَبِي بَرِيْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ أَبِي سَمِعْتُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تَقْضَى الصَّلَاةُ.

حضرت ابو بریدہ بن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، میں نے اپنے باپ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی گھڑی کی شان میں فرماتے سنا کہ وہ گھڑی امام کے بیٹھنے سے اس کے نماز پوری کرنے تک کے وقت میں ہے۔ (مسلم)

اس کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ یہ ساعت دن کی آخری گھڑی ہے اور اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ فَلَقِيتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَةِ وَحَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثَنِي أَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُهْبِطَ وَفِيهِ تَبَّ عَلَيْهِ وَفِيهِ مَاتَ رَفِيْهِ تَقُومُ

السَّاعَةُ وَمَا دَابَّةُ إِلَّا وَهِيَ مُصِیْحَةٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِینِ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجَنُّ وَالْإِنْسُ وَفِیْهِ سَاعَةٌ لَا یَصَادِفُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَهُوَ یُصَلِّی یَسْأَلُ اللّٰهَ شَیْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ كَعْبٌ ذَلِكَ فِی كُلِّ سَنَةٍ یَوْمَ فَقُلْتُ بَلْ فِی كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو هُرَیْرَةَ لَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِی مَعَ كَعْبٍ الْآ حَبَّارٍ وَمَا حَدَّثْتُهُ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ قُلْتُ لَهُ قَالَ كَعْبٌ ذَلِكَ فِی كُلِّ سَنَةٍ یَوْمَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ فَقُلْتُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَةَ فَقَالَ بَلْ هِیَ فِی كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ عَلِمْتُ آيَةَ سَاعَةٍ هِیَ قَالَ أَبُو هُرَیْرَةَ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِی بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَیَّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ هِیَ الْآخِرُ سَاعَةٍ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ أَبُو هُرَیْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُونُ الْآخِرُ سَاعَةٍ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَصَادِفُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَهُوَ یُصَلِّی فِیْهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ أَلَمْ یَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مُجْلِسًا یَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِی صَلَاةٍ حَتَّى یُصَلِّی قَالَ أَبُو هُرَیْرَةَ فَقُلْتُ بَلِی قَالَ فَهُوَ ذَلِكَ. رَوَاهُ مَالِكٌ أَبُو ذَاوَدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَرَوَى أَحْمَدُ إِلَى قَوْلِهِ صَدَقَ كَعْبٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، میں طور کی طرف گیا تو کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ملا۔ اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ انھوں نے مجھے تورات کی باتیں سنائیں اور میں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں۔ جو حدیثیں میں نے ان کو سنائیں ان میں یہ بھی تھا کہ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی میں زمین پر اتارے گئے اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی میں انھوں نے وفات پائی، اسی میں قیامت قائم ہوگی، ایسا کوئی جانور نہیں جو جمعہ کے دن آفتاب نکلنے تک قیامت کا ڈرتے ہوئے منتظر نہ ہو سوائے جن وانس کے۔ اور اسی میں ایک ایسی ساعت ہے جسے کوئی مسلمان نماز پڑھتے ہوئے نہیں پاتا کہ اللہ سے کچھ مانگے مگر

اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ بولے یہ ہر سال میں ایک بار ہے میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں، تو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھی لی تو بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور انھیں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھنے اور جو کچھ میں نے ان سے جمعہ کے بارے میں گفتگو کی سنائی۔ میں نے کہا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بولے یہ ہر سال میں ایک دن ہے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے غلط کہا۔ تب میں نے ان سے کہا پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھی تو فرمایا بلکہ وہ ہر جمعہ میں ہے۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سچ کہا پھر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ کوئی ساعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا وہ مجھے بتا دیجیے اور بخل نہ فرمائیے، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ وہ جمعہ کی آخری ساعت کیسے ہو سکتی ہے، جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بندہ اسے نماز پڑھتے ہوئے پائے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کسی جگہ نماز کے انتظار میں بیٹھے وہ نماز پڑھنے تک نماز ہی میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا ہاں، فرمایا وہ یہی ہے۔ (موطا امام مالک، ابوداؤد، ترمذی نسائی) اور احمد نے صدق کعب تک روایت کی۔

۶۔ عطاءے رزق کا خصوصی دن

ایک اور روایت میں محمد بن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مومن اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا کرے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ساعت بہت مختصر ہوتی ہے۔ بعض بزرگان ملت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بندوں کے اس مقررہ رزق کے علاوہ ایک رزق کا فضل اور ہے، جس سوائے اس شخص کے جو جمعرات کی شام یا جمعہ کے دن سوال کرے کسی اور کو کچھ نہیں دیا جاتا۔

۷۔ جمعہ کے روز غروب آفتاب قبولیت دعا کی ساعت ہے

شیخ ابونصر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے بالا سند روایت کی ہے کہ مرجانہ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ ٹھیک اس وقت اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرماتا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ کونسی ساعت ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نصف سورج غروب کی طرف جھک جاتا ہے۔

مرجانہ کا بیان ہے کہ (اس ارشاد والا کے پیش نظر) جب جمعہ کا دن ہوتا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے غلام زید کو حکم دیتی تھیں کہ وہ ایک بلند مقام پر چڑھ کر یہ دیکھتا رہے اور جب نصف سورج غروب کی طرف جھک جائے تو ان کو آگاہ کر دے۔ چنانچہ زید ایسا ہی کیا کرتا تھا، جس وقت زید آپ کو خبر کرتا آپ فوراً اٹھ کر مسجد میں تشریف لے جاتیں اور جب سورج غروب ہو جاتا تو نماز ادا فرماتیں۔

کثیر بن عبد اللہ نے اپنے والد کا اور انھوں نے اپنے دادا کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت بندہ اللہ سے جو کچھ مانگتا ہے، اللہ اس کا سوال ضرور پورا کر دیتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کونسی گھڑی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقامت صلوٰۃ سے ختم نماز تک۔ کثیر بن عبد اللہ نے کہا کہ جمعہ سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد جمعہ کی نماز ہے۔

۸۔ جمعہ کے دن کی خصوصی دعا

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بلا سند بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ دعا رسول اللہ پر نازل ہوئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کی (مقررہ) ساعت میں مشرق سے مغرب تک کسی چیز کے لیے بھی اگر دعا کی جائے گی تو ضرور قبول ہوگی وہ دعا یہ ہے:-

سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

اے عظیم بخشنے والے، اے احسان کرنے والے اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے، اے

صاحب جلال و اکرام! تو پاک ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

صفوان بن سلیم کا قول ہے کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جمعہ کے روز امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت جو شخص
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کہتا ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خود سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد
فرما رہے تھے کہ رمضان میں دوسرے دنوں پر جمعہ کو ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی باقی دنوں پر رمضان کو
فضیلت ہے۔

۲۔ نماز جمعہ کا حکم

جمعہ کے دن نماز جمعہ فرض عین ہے۔ قیام نماز میں اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کی فرضیت کا
منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ نماز جمعہ دراصل نماز ظہر کے قائم مقام ہے جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے
محض سستی اور لا پرواہی کی بناء پر جمعہ قائم نہ کرے وہ گنہگار ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں جمعہ پڑھنے کے
بارے میں سختی سے تاکید کی گئی ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ
وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن اذان دی جائے (تم کو پکارا جائے) تو نماز کی طرف جلدی چلو
، اور خرید و فروخت کو ترک کر دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (جمعہ: آیت ۹)
یعنی اے ایمان والو! اے وہ لوگو جنہوں نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اس کے واحد و یکتا
ہونے کی تصدیق کی جب جمعہ کے دن اذان کے ذریعہ تم کو نماز کے لیے بلایا جائے تو نماز جمعہ کے لیے
جلد چلو اور اذان کے بعد خرید و فروخت بند کر دو اگر تم سچ جانتے ہو تو کمائی اور تجارت سے نماز تمہارے
لیے بہتر ہے۔

اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر تین باتوں سے رفا خر کیا اولاً وہ کہتے
تھے کہ ہم اللہ کے دوست اور اس کے محبوب ہیں، تم نہیں ہو۔ ثانیاً ہماری تو کتاب ہے، تمہاری کوئی کتاب
نہیں،، ثالثاً ہمارے لیے یوم السبت (ہفتہ کا دن) خاص ہے اور تمہارے لیے کوئی دن خاص نہیں ہے اللہ

تعالیٰ نے اس آیت میں یہودیوں کی تکذیب فرمادی اور ان کے دعووں کو رد کر دیا اور اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اے یہودیو! اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو تو تم موت کی تمنا کرو (کہ موت کے بعد تم کو اپنی سعادت اور نجات کا یقین ہونا چاہیے۔ (جمعہ: ۶))

اور ان کے دوسرے دعویٰ کی تردید اس طرح فرمائی:-

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ. (جمعہ: ۲)

اللہ ہی نے ان اُمی لوگوں میں ایک عظیم الشان پیغمبر ان ہی میں سے مبعوث فرمایا۔

اور یہودیوں کی جن کو صاحب کتاب ہونے پر ناز تھا اس طرح مذمت فرمائی:-

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا.

جن لوگوں پر تورات لادی گئی ان کی حالت ایسی ہے جیسے گدھا بڑے بڑے دفتر اٹھائے ہوئے یعنی بے عمل۔ (جمعہ: ۵)

اور ان کے تیسرے دعوے یوم سبت پر تفاخر کی تردید میں فرمادیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. (جمعہ: ۹)

اور اس کے بعد ارشاد فرمایا:-

وَاذَارَ أَوْ اتِّجَارَةً أَوْ لَهْوًا أَنْ نَفُضُّوا إِلَيْهَا. (جمعہ: ۱۱)

اگر ان کو تجارت یا کوئی کھیل کی بات نظر آ جاتی ہے تو اس کی طرف بڑھ جاتے ہیں پھیل جاتے ہیں۔

صورت واقعہ یہ ہوئی کہ مدینہ کو کوئی قافلہ تجارت کا آتا تو لوگ تالیاں اور نقارے بجا کر اس کا استقبال کرتے اور لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کے لیے مسجد سے نکل گئے، صرف ۱۲ مرد اور ایک خاتون مسجد میں رہ گئیں، اس کے بعد ایک قافلہ اور آیا جب بھی یہی صرت ہوئی کہ سب لوگ سوائے ۱۲ مرد اور ایک خاتون کے مسجد سے باہر آ گئے، اس کے بعد وحیہ بن حلیفہ کلبی اسلام لانے سے قبل شام سے کچھ سامان تجارت لے کر مدینہ منورہ آیا، اس کے پاس طرح طرح کا سامان تجارت تھا، اس کے استقبال کے لیے

مدینہ منورہ والے تالیاں بجاتے اور نقارہ پیٹتے باہر نکلے، اتفاقاً مدینہ منورہ میں اس کی آمد جمعہ کے دن ایسے وقت ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے، لوگ اس کی آمد کا غوغا سن کر خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو مسجد میں کیتے آدمی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا بارہ مرد اور ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ بھی نہ ہوتے تو ان سب کی ہلاکت کے لیے پتھروں پر نشان لگا دیے جاتے آسمان سے پتھر برستے اور جس پتھر پر جس کا نام ہوتا وہی پتھر اس فرد کو ہلاک کرتا یعنی سب کے سب پتھروں سے ہلاک کر دیے جاتے اس آیت میں نقارہ بجانے اور تالیاں پیٹنے کو ”لہو“ سے تعبیر فرمایا ہے اور ”تجارۃ“ سے وہی تجارتی مال مراد ہے جو وحیہ لے کر آیا تھا، جو لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے تھے ان میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے۔

آیات جمعہ کی تفسیر یہ ہے کہ حکم دیا گیا ہے کہ جمعہ کی طرف آؤ جب تمہیں آواز دی جائے۔ اس سے مراد جمعہ کی اذان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں طریقہ کار یہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ کے لیے تشریف لاتے تو اذان دے دی جاتی اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اترتے تو جمعہ کی نماز کے لیے اقامت کہی جاتی اور پھر نماز پڑھی جاتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایسا ہی عمل رہا لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آبادی میں اضافہ ہو گیا نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی۔ آبادی کے بڑھنے سے مکانات بھی مسجد نبوی سے دور ہو گئے تو آپ نے لوگوں کی سہولت کے لیے جمعہ کے لیے ایک اذان کا اضافہ کر دیا اور یہ اذان جمعہ سے کافی دیر پہلے دی جاتی تھی تاکہ لوگ اذان سن کر جمعہ کی تیاری کریں۔ پھر جب حضرت عثمان منبر پر خطبے کے لیے بیٹھتے، تو دوسری اذان دی جاتی اور جب خطبہ ختم کر کے منبر سے اترتے تو نماز جمعہ کی اقامت کہی جاتی اور نماز پڑھائی جاتی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور کے بعد آپ کے فعل کو سنت صحابہ سمجھ کر اپنالیا گیا۔ چنانچہ عبد صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام امت کا اسی پر عمل ہو رہا ہے کہ جمعہ کے لیے دو اذانیں دی جاتی ہیں، پھر آیت جمعہ میں فرمایا گیا ہے کہ ذکر کی طرف دوڑو، اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کی طرف خلوص دل اور محبت سے آؤ۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ دوڑتے ہوئے نماز کی طرف آؤ۔ کیونکہ نماز کے لیے دوڑتے ہوئے آنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، لہذا نماز کے لیے بڑے سکون اور

وقار کے ساتھ آنا چاہئے۔

پھر اسی آیت میں حکم ہے کہ جمعہ کی اذان سن کر خرید و فروخت بند کر دو، اس سے مراد یہ ہے کہ نماز جمعہ کے وقت ہر قسم کا کاروبار بند کر دینا چاہئے۔ اگرچہ آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ بیع یعنی فروخت بند کر دو لیکن اس سے مراد خرید و فروخت ہے یعنی دکانیں ہی بند کر دی جائیں، نہ کوئی خریدار آئے اور نہ ہی کوئی بیچنے والا ہو۔

جو شخص کھیل کود اور تجارت میں مشغولیت کے باعث جمعہ کی نماز سے بے پورا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پروا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے ابوالجہر خمری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے حقیر معمولی بات سمجھ کر تین جمعہ ترک کر دیے اللہ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔ شیخ ابونصر نے بالا سناد روایت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ سے توبہ کر لو اور رکاوٹ پیدا ہونے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں عجلت کرو، اور ذکر الہی کی کثرت سے تمہارے اور خدا کے درمیان جو رشتہ ہے اس کو جوڑو چھپا کر اور کھلم کھلا خیرات کرو، تم کو اجر بھی ملے گا اور تمہاری تعریف بھی کی جائے گی، تمہارا رزق بھی زیادہ ہوگا۔ جان لو کہ اللہ جمعہ کی نماز تم پر اس مہینہ میں اس جگہ، اس سال اب قیامت تک کے لیے قطعی فرض کر دی ہے جس شخص کو موقع ملے وہ ضرور پڑھے۔ میری حیات میں یا میرے بعد جو شخص انکار کرے یا معمولی بات سمجھ کر جمعہ کی نماز کو ایسی حالت میں ترک کرے کہ اس کے لیے کوئی خلیفہ یا نائب خلیفہ موجود ہو کوواہ و ہامام عدال ہو یا فاسق تو اللہ اس کی پریشانی دور نہ فرمائے اور نہ اس کے کام میں برکت دے۔

۳۔ فضائل نماز جمعہ

نماز جمعہ کی فضیلت بہت زیادہ ہے بلکہ مؤمنین کے لیے خاص تحفہ ہے۔ نماز جمعہ سے نمازی کو بہت سے دینی اور دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں، جنہیں فضائل جمعہ کہا جاتا ہے اور ان فضائل سے انسان میں وہ خواص پیدا ہوتے ہیں جن کا شریعت مطہرہ تقاضا کرتی ہے۔ احادیث کی رو سے جمعہ کے حسب ذیل فضائل ہیں:-

۱۔ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

جمعہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے لہذا جو شخص نماز جمعہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایک جمعہ سے نلے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیتا ہے اس طرح جمعہ پڑھنا ہماری مغفرت اور نجات کا ذریعہ ہے اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلَّى مَا قَدَّرَ لَهُ ثُمَّ انْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّيَ مَعَهُ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَفُضِّلَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو غسل کرے پھر جمعہ کو آئے پھر جو مقدار میں ہو نماز پڑھے، پھر خاموش بیٹھے حتیٰ کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے پھر اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان اور تین دن زیادہ کے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

۲۔ عذاب قبر سے نجات

جمعہ کا دن ایسا بابرکت دن ہے کہ جو شخص اس روز فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کی سختیوں سے بچا دیتا ہے کیونکہ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو دنیا سے رخصت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جمعہ کی بدولت قبر کی سختیوں سے بچا لیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوتا ہے مگر اللہ اسے فتنہ قبر سے بچا لیتا ہے۔ (ترمذی شریف)

قبر کی سختیاں بہت شدید ہیں، سختی کی ایک صورت قبر کا مردے کو بھینچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عذاب قبر سے بچائے۔

۳۔ حصول جنت

جو شخص باقاعدگی سے جمعہ ادا کرتا ہے تو اللہ اس پر بے حد مہربان اور خوش ہوتا ہے اور آخرت میں اسے جنت میں داخل کیا جائے گا کیونکہ نماز جمعہ بار بار لوٹ کر آتی ہے۔ اس طرح نماز جمعہ انسان میں پانچوں وقت کی نماز کی بھی عادت پیدا کرتی ہے۔ اور جو شخص صحیح نمازی بن جاتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں پانچ امور سرانجام دے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں داخل ہونا لکھ لیتا ہے۔ ان پانچ چیزوں میں پہلی چیز مریض کی عیادت ہے، دوسری جنازے میں حاضری، تیسری روزہ رکھنا، چوتھی نماز جمعہ کا پابندی سے پڑھنا اور پانچویں غلام آزاد کرنا ہے۔ (بہار شریعت)

۴۔ نماز جمعہ کا اجر

جعف بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چاندی کی تختیاں اور سونے کے قلم لے کر ان لوگوں کے نام لکھتے ہیں جو جمعہ کی رات یا دن میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ شیخ ابونصر نے اپنے والد کے حوالہ سے ابوالزہیر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے البتہ بیمار، مسافر، عورت، بچہ اور غلام اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

۵۔ مسلمانوں کے لیے فوقیت کا دن

جمعہ کے دن کی وجہ سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مذاہب کے پیروکاروں پر فوقیت دی ہے۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگرچہ ہم دنیا میں تمام امتوں کے بعد آئے ہیں، لیکن قیامت کے دن ہم جمعہ کی وجہ سے سب سے آگے ہوں گے کیونکہ انھوں نے یوم جمعہ کو وہ اہمیت نہیں دی جو مسلمانوں نے دی ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْأَخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بَيِّدَ أُنْهُمُ أَوْ تَوَالِ الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْ تَيْنَهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ

هَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ يَعْنِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَذَا اَنَا اللَّهُ لَهُ
وَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
(زمانہ اور پیدائش کے لحاظ سے) ہم سب سے پیچھے ہیں۔ مگر قیامت کے روز سب سے آگے
ہوں گے ماسوائے اس کے کہ انھیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ لوگ
اس میں ہمارے تابع ہیں پھر یہ یعنی جمعہ کا دن ان کا دن بھی تھا جو ان پر فرض کیا گیا تھا وہ اس میں
اختلاف کر بیٹھے۔ ہمیں اللہ نے اس کی ہدایت دیدی اس میں لوگ ہمارے تابع ہیں یہودی کل
میں اور عیسائی پرسوں میں (صحیح بخاری)

۶۔ جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ تسمیہ

جمعہ کا لفظ جمع سے اخذ کروہ ہے کیونکہ اس دن تمام مخلوق کی پیدائش اور تکمیل کی گئی اور اس طرح مخلوق
کے اجتماع سے اس کا نام جمعہ پڑ گیا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس لفظ کا ماخوذ لفظ اجتماع وے ہے اسی روز
حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرے کے لیے اجزاء کو جمع کیا گیا اور پھر اسی دن ان کی تکمیل ہوئی اس لیے
اس کو جمعہ کہا جاتا ہے۔ اس دن کو جمعہ کہنے کی ایک وجہ مناسبت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس دن بڑے
بڑے کام اکٹھے ہوئے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا، آپ کا زمین پر اترنا اور قیامت کا قائم ہونا
کیونکہ حدیث پاک میں ایسے ہی بیان ہوا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشْيءُ سَمِيَّ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ قَالَ لِأَنَّ فِيهَا طُبِعَتْ طِينَةُ أَبِيكَ آدَمَ وَفِيهَا الصَّعْقَةُ وَالْبَعْثَةُ وَفِيهَا
الْبُطْشَةُ وَفِي الْآخِرِ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ مِنْهَا سَاعَةٌ مَنْ دَعَا لِلَّهِ فِيهَا اسْتُجِيبَ لَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
گیا کہ کس وجہ سے اس دن کا نام جمعہ رکھا گیا، فرمایا اس لیے کہ اس میں تمہارے والد حضرت آدم
علیہ السلام کی مٹی جمع کی گئی۔ اسی میں بے ہوشی اور اٹھنا ہے، اسی میں پکڑ ہے اور اسی کی آخری تین
گھنٹیوں میں ایسی گھڑی ہے جو اس میں اللہ سے دعا مانگے اس کی دعا قبول ہو۔ (مسند امام احمد)

۴۔ ترک جمعہ پر وعیدیں

جان بوجھ کر نماز جمعہ چھوڑنا بہت برا ہے۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بالکل ناپسند کیا ہے بلکہ احادیث میں جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں بھی بیان ہوئی ہیں کیونکہ جمعہ چھوڑ کر ایک طرف تو اللہ کا مجرم بنتا ہے کیونکہ فرض کو بلا عذر ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے، دوسری طرف اس کے ترک سے انسان کو وہ فوائد، اور فیوض و برکات حاصل نہیں ہوتے جو جمعہ پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں تو اس طرح ترک جمعہ دین و دنیا کے لیے خسارہ ہی خسارہ ہے، لہذا ہر شخص کو چاہیے کہ وہ از حد کوشش تک نماز جمعہ میں شامل ہو۔ ترک جمعہ کے انجام کے بارے میں احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دل پر مہر لگنا

جو شخص سستی اور کوتاہی کی وجہ سے جمعہ چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور اسے نیکی کی توفیق حاصل ہوتی۔

عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمِيرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ
ثَلَاثَ جُمُعَاتٍ تَهَاوَنًا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ.

حضرت ابو الجعد ضمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین جمعے سستی سے چھوڑ دے، اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ترک جمعہ اللہ کی نظر میں نہایت ہی ناپسندیدہ فعل ہے لہذا کسی صورت میں جمعہ ترک نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ علامت منافقت

ترک جمعہ علامت منافقت بھی ہے کیونکہ جو شخص اسلام پر ایمان لاتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ احکامات الہیہ پر عمل بھی کرے لہذا کسی ضرورت کے بغیر جمعہ ترک کر دینا علامت منافقت ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ

ضُرُورَةٌ كُتِبَ مُنَافِقًا فِي كِتَابٍ لَا يُمَحَّى وَلَا يُبَدَّلُ وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ ثَلَاثًا.
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بلا ضرورت اور مجبوری جمعہ ترک کر دے وہ ایسی کتاب میں منافقوں کے اندر لکھا جاتا ہے جو نہ مٹائی جاسکتی ہے نہ اس میں کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور بعض روایات میں تین واقع ہوا۔ (شافعی)

۳۔ ترک جمعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ناراضگی

لوگوں کو جمعہ میں شامل نہ ہونا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل پسند نہیں کیونکہ جمعہ میں شامل نہ ہونے سے مسلمانوں کی ظاہر امرکزیت کمزور ہوتی نظر آتی ہے۔ اس لیے ایک مرتبہ آپ نے جمعہ میں شامل نہ ہونے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جو لوگ جمعہ کی نماز کے وقت اپنے گھروں میں رہ جاتے ہیں، میں ان کے گھروں میں جاؤں اور انھیں جلا دوں۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَّ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَحْرِقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بِيوتهم.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کسی شخص کو حکم دوں۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں پر جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔ (مسلم)

۴۔ ترک جمعہ پر صدقہ کرنا

اگر بلا وجہ کوئی آدمی جمعہ چھوڑ دے تو اسے چاہیے کہ اللہ کے حضور توبہ کرے اور توبہ سے قبل ایک دینار صدقہ کرے تاکہ اس کے ترک جمعہ کی تلافی ہو اور دل میں احساس پیدا ہو۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عَذْرٍ فَلْيَصَدَّقْ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جس نے جمعہ بغیر عذر کے ترک کیا، تو اسے چاہیے کہ وہ ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر ایک دینار نہ ملے، تو نصف دینار صدقہ کرے۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

۵۔ شرائط نماز جمعہ

نماز جمعہ کی وہی شرطیں ہیں جو نماز ظہر کی ہیں اس کے علاوہ مزید شرائط کی دو قسمیں ہیں، شرائط وجوب اور شرائط صحت، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

۶۔ شرائط وجوب

نماز جمعہ واجب ہونے کے لیے شریعت اسلامیہ میں چند شرائط مقرر کی گئی ہیں اگر یہ شرائط نہ پائی جائیں تو جمعہ واجب نہ ہوگا۔ یہ وہ شرائط ہیں جن کا نماز کے لیے پایا جانا ضروری ہے اور ان شرائط کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں:-

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا عَلَى أَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَوْ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيضٍ. رَوَاهُ أَبُو وَادٍ وَفِي شَرْحِ السُّنَنِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيحِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي وَرَّائِلٍ.

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ حق اور واجب ہے ہر مسلمان پر جماعت میں۔ مگر چار شخصوں پر واجب نہیں۔ ۱۔ غلام مملوک پر، ۲۔ عورت، ۳۔ بچے اور ۴۔ مریض پر۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور شرح السنۃ میں مصابیح کے لفظوں کے ساتھ بنو وائل کے ایک شخص سے روایت ہے۔ (مشکوٰۃ)

عَنْ جَابِرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يَوْمًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَّيْهِ الْجُمُعَةُ إِلَّا مَرِيضٌ أَوْ مُسَافِرٌ أَوْ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَمْلُوكٌ فَمَنْ اسْتَغْنَى بِلَهْوٍ أَوْ تِجَارَةٍ اسْتَغْنَى اللَّهُ عَنْهُ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ. رَوَاهُ الدَّرَقُطَنِيُّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اور دن آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ جمعہ کے دن اس پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ مگر مریض، یا مسافر یا عورت یا بچہ یا غلام۔ جو شخص کھیلنے یا تجارت میں بے پرواہ ہو، اللہ اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور

- اللہ تعالیٰ بے پروا تعریف کیا گیا ہے۔ روایت کیا اس کو دارقطنی نے (مشکوٰۃ شریف)
- ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ نماز جمعہ واجب ہونے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:-
- ۱۔ مسافر پر جمعہ واجب نہیں، مقیم پر واجب ہے۔ اگر مسافر پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔
 - ۲۔ مریض پر بھی جمعہ واجب نہیں، تندرست اور صحیح سلامت آدمی پر جمعہ واجب ہے ایسا بوڑھا آدمی جو چلنے پھرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر بھی جمعہ واجب نہیں۔ ایسے ہی ایسا بیمار دار جو کسی بیمار کی تیمارداری میں اس حد تک مصروف ہو کہ اس کے بغیر تیمارداری نہ ہو سکے تو اس پر بھی جمعہ واجب نہیں۔
 - ۳۔ غلام پر جمعہ واجب نہیں، آزاد پر واجب ہے البتہ مزعور پر جمعہ واجب ہے۔
 - ۴۔ جمعہ مردوں پر واجب ہے عورتوں پر واجب نہیں البتہ اگر عورتیں جمعہ پڑھ لیں تو درست ہے۔
 - ۵۔ نابالغ پر جمعہ واجب نہیں، بالغ پر واجب ہے۔
 - ۶۔ مجنون یا بے شعور جمعہ واجب نہیں، عاقل پر جمعہ واجب ہے۔
 - ۷۔ اندھے پر جمعہ واجب نہیں اگرچہ جامع مسجد تک اس کو لے جانے والا میسر ہو البتہ ایک آنکھ والے پر جمعہ واجب ہے۔
 - ۸۔ جو شخص چلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر جمعہ واجب نہیں۔ اگر کوئی لنگڑا جامع مسجد تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو تو اس پر جمعہ واجب ہے۔
 - ۹۔ مجبوس نہ ہونا۔
 - ۱۰۔ پولیس یا چوروں وغیرہ کا خوف نہ ہونا۔
 - ۱۱۔ سخت بارش، کیچڑ اور برف باری اور اس قسم کے دوسرے عذرات کا فقدان۔ اور جس شخص کی ذات میں فرضیت جمعہ کی یہ شرطیں کل یا بعض مفقود ہوں، اگر وہ ازراہ عزیمت جمعہ پڑھ لے حالانکہ وہ مکلف یعنی عاقل، بالغ ہو تو اس کا جمعہ ہو جائے گا اور ظہر کی فرضیت اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی اور جمعہ سب عذر والوں کے حق میں ظہر سے افضل ہے۔

۵۔ شرائط صحت جمعہ

نماز جمعہ صحیح ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو عام نماز کے لیے ہیں ان کے علاوہ مندرجہ ذیل چھ شرائط کا بھی پورا ہونا ضروری ہے:-

۱۔ مصر جامع

فقہ حنوی میں شرائط صحت جمعہ میں پہلی شرط مصر جامع یعنی شہر کا ہونا ہے اور اس کی وجہ دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی جاتی ہے:-

لا جمعة ولا تشریق ولا صلوة فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینة عظيمة.

نماز جمعہ، نماز تشریق، نماز عید فطر اور عید الاضحی، مصر جامع یا عظیم شہر کے علاوہ نہیں۔

اس روایت کی روشنی میں احناف کا موقف ہے کہ وجوب جمعہ کے لیے شہر کا ہونا ضروری ہے۔ شہر کی تعریف میں فقہاء کے متعدد قول ہیں لیکن امام حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو۔ اور اس کے متعلقہ دیہات ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو، شہر کے اس پاس کی جگہ کو فنائے مصر کہا جاتا ہے۔ ایسی جگہوں میں بھی نماز جمعہ کا قیام جائز ہے، لہذا ایسا گاؤں جو بالکل چھوٹا ہو جس میں چند گھر ہوں وہاں جمعہ جائز نہیں۔ کیونکہ چھوٹے گاؤں میں الگ الگ نماز جمعہ ادا کرنے سے مندرجہ بالا شرط پوری نہیں ہوتی لیکن بڑا گاؤں جس کی آبادی ارد گرد کے چھوٹے گاؤں سے زیادہ ہو، وہاں جمعہ قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں اور چھوٹے گاؤں والوں کو وہاں جمعہ ادا کرنا چاہیے۔

۲۔ خطبہ

نماز جمعہ کے لیے خطبہ ضروری ہے اور خطبہ کے لیے شرط یہ ہے کہ نماز سے پہلے ہو اور وقت میں ہو۔ اگر خطبہ نماز جمعہ کا وقت ہونے سے بہت پہلے یا وقت ختم ہونے پر پڑھا تو خطبہ نہ ہوگا۔ خطبے کا جماعت کے سامنے پڑھا جانا ضروری ہے۔

۳۔ وقت ظہر

نماز جمعہ کا وہی وقت ہے جو ظہر کا وقت ہے لہذا ظہر کے وقت سے پہلے نماز جمعہ درست نہیں اور ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد بھی نماز جمعہ درست نہیں، اگر نماز جمعہ پڑھنے کے دوران ظہر کا وقت جاتا رہے تو نماز جمعہ ادا نہ ہوگی۔ اگر مقتدی کو نماز جمعہ میں اونگھ آجائے اور اسی دوران امام سلام پھیر لے، اگر وقت

باقی ہے تو جمعہ پورا کر لے ورنہ ظہر کی قضا پڑھنی چاہیے البتہ جمع کی قضا نہیں۔
 عَنْ أَنَسٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ
 الشَّمْسُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ پڑھتے جس وقت
 سورج ڈھلتا۔ (صحیح بخاری)

۴۔ جماعت

صحب جمعہ کے لیے جماعت ضروری ہے، نماز جمعہ کی جماعت کے لیے کم سے کم تین عاقل بالغ، مقیم
 آدمیوں کا ہونا ضروری ہے یعنی کوئی تین افراد کا خطبہ شروع ہونے سے اختتام نماز تک موجود ہونا ضروری
 ہے اگر جماعت میں تین غلام یا مسافر یا صرف عورتیں یا بچے ہوں تو جماعت درست نہ ہوگی۔
 خطبہ کے وقت جو حضرات موجود ہوں اگر وہ کسی وجہ سے چلے جائیں، اور ان کی جگہ اگر دوسرے تین
 آدمی آجائیں تو امام کو ان کے ساتن ہیں جمعہ پڑھ لینا چاہیے۔

کیونکہ جمعہ کی جماعت کے لیے انھی لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ ان کی
 جگہ دوسرے لوگوں کے آنے سے بھی جمعہ ہو جائے گا۔

جماعت کے لیے جب امام نے اللہ اکبر کہا تو اس وقت مقتدی با وضو تھے۔ مگر انھوں نے ابھی نیت
 نہ باندھی تھی کہ سب بے وضو ہو گئے اور دوسرے لوگ آ گئے اور وہ وضو کرنے چلے گئے تو اس طرح
 مقتدیوں کے آنے سے نمعہ ہو جائے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جمعہ ہر مرد مسلمان پر
 جماعت کے ساتھ واجب ہے۔ (سنن دارقطنی)

۵۔ اذن عام

اذن عام سے مراد عام اجازت ہے یعنی جمعہ ایسی جگہ پر پڑھا جائے جہاں ہر ایک کو آنے اور نماز
 پڑھنے کی اجازت ہو اس جگہ کا دروازہ کھلا ہو، جس کا دل چاہے آئے، کوئی روک ٹوک نہ ہو، اگر ایسے مقام
 یا مسجد میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا دروازہ بند کر کے نماز پڑھی
 جائے تاکہ کوئی دوسرا وہاں نہ آئے تو نماز جمعہ درست نہ ہوگی۔ اگر حاکم وقت یا کوئی رئیس اپنی رہائش گاہ
 کی مسجد میں نماز جمعہ کا اہتمام کرے لیکن وہاں عام آدمی کو نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہو یعنی دروازہ پر

دربانوں کو بٹھا دے تاکہ لوگوں کو آنے نہ دیں تو اس صورت میں نماز جمعہ نہ ہوگی ایسے ہی اگر کارخانہ یا دفاتر جہاں کہ جمعہ کا اہتمام ہو لیکن عام لوگوں کو اندر آنے کی اجازت نہ ہو تو اس صورت میں بھی نماز جمعہ نہ ہوگی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے نماز جمعہ ہمیشہ ایسی جگہ پر قائم کی جہاں ہر مسلمان کو آنے کی عام اجازت ہوتی لہذا نماز جمعہ کے لیے اذن عام ضروری ہے۔

۶۔ نماز جمعہ کے لیے مسلمان حکمران

قیام جمعہ کے لیے مسلمان حکمران کا ہونا بہتر ہے مگر یہ شرط اولیت ہے۔ شرط صحت نہیں۔ مسلمان حاکم وقت کو خود جمعہ قائم کرنا چاہیے، بہتر تو یہ ہے کہ وہ ملک کے دارالحکومت کی جامع مسجد میں خود جمعہ پڑھائے اور اس کے نمائندے دوسرے شہروں میں جمعہ قائم کریں یا کروائیں۔ وہ ممالک جہاں غیر مسلم برسر اقتدار ہوں تو وہاں اس شرط کا اطلاق نہیں۔ بلکہ اس صورت میں وہاں کے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ مل جل کر باہمی رضامندی سے نماز جمعہ پڑھیں۔

۶۔ مسائل خطبہ

نماز جمعہ سے پہلے خطبہ پڑھنا ضروری ہے کیونکہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خطبہ کے بغیر کبھی نماز جمعہ نہیں پڑھی لہذا نماز جمعہ کے لیے خطبہ ضروری ہے اور خطبہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ خطبہ وقت میں ہو، نماز سے پہلے ہو اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی خطیب کے علاوہ تین مرد ضرور ہوں اور خطبہ اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں۔ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پہلے خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھایا تنہا پڑھایا عورتوں اور بچوں کے سامنے پڑھا تو ان صورتوں میں نماز جمعہ نہ ہوگی۔ اس کے برعکس اگر خطبہ بہروں، سونے والوں یا مسافروں یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل اور بالغ ہیں تو خطبہ ہو جائے گا۔ خطبہ کے متعلق مسائل حسب ذیل ہیں:-

۱۔ خطبہ میں مسنون مضمون

خطبہ ذکر الہی ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دینے

سے فرض ادا ہو جائے گا مگر اتنے پر اکتفا کرنا اچھا نہیں۔

خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا، اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں، الحمد سے شروع کرنا، اللہ عزوجل کی ثناء کرنا، اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا، دوسرے میں حمد و ثناء و شہادت و درود کا اعادہ کرنا، دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دعا کرنا۔ دونوں خطبے ہلکے ہونا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلَوَتُهُ قَصْدًا أَوْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے تھے، ان کے درمیان بیٹھتے قرآن پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے آپ کی نماز بھی اوسط درجہ کی تھی اور خطبہ بھی اوسط درجہ کا تھا۔ (مسلم)

۲۔ خطبے کے دوران مسنون امور

جمعہ میں یہ چیزیں سنت ہیں۔ خطیب کا پاک ہونا، کھڑا ہونا، خطبے سے پہلے، خطیب کا بیٹھنا، خطیب کا منبر پر ہونا اور سامعین کی طرف منہ، اور قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو حاضرین کا امام کی طرف متوجہ ہونا۔

۳۔ دو خطبے

سنت یہ ہے خطبے دو پڑھے جائیں جو بہت زیادہ بڑے نہ ہوں کیونکہ اس کے بارے میں حدیث رسولؐ یہ ہے:-

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقُصْرَ خُطْبَتِهِ مِثْنَةٌ مِّنْ فَقْهِهِ فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَأَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ وَإِنَّ مِّنَ الْبَيَانِ سِحْرًا.

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے

تھے، آدمی کا نماز لمبی پڑھنا اور خطبہ مختصر کرنا اس کی دانائی کی علامت ہے۔ پس نماز کو راز کرو، اور خطبہ کوتاہ کرو تحقیق بعض بیان سحر ہے۔ (مسلم)

۴۔ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا مستحب ہے

دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیات پڑھنے کے بیٹھنا مستحب ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُطُّ خُطْبَتَيْنِ كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمَنْبَرَ حَتَّى يَفْرُغَ أَرَاهُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخُطُّ ثُمَّ يَجْلِسُ وَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخُطُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھے تھے۔ جس وقت منبر پر چڑھتے بیٹھ جاتے، یہاں تک کہ فارغ ہوتا۔ میرا خیال ہے کہ مؤذن، پھر کھڑے ہوتے پس خطبہ پڑھتے پھر بیٹھتے اور کلام نہ کرتے، پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے۔

(ابوداؤد)

ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح طحاوی سے نقل کیا ہے کہ خطبوں کے درمیان جلسہ میں قرآن پڑھنا اولیٰ ہے، بوجہ روایت ابن حبان کے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس جلسہ میں کتاب اللہ پڑھتے تھے اور بعض نے کہا کہ سورۃ اخلاص کا پڑھنا اولیٰ ہے۔ اور طحاوی نے کہا کہ اس جلسہ میں کوئی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوئی، اور شرح ہدایہ میں شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ خطیب کو دو خطبوں کے درمیان اتنا بیٹھنا چاہیے کہ اس کے تمام اعضاء قرار پا جائیں۔

دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین و عمین مکرین حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو۔ بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں:-

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ.

حمد ہے اللہ کے لیے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے طلب کرتے ہیں، اس سے مغفرت چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں اور ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے

نفسوں کی برائی سے اور اپنے اعمال کی بدی سے، جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں۔ اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔

۵۔ دوران خطبہ دوزانو ہو کر بیٹھنا چاہیے

نمازیوں کے لیے ضروری ہے کہ دوران خطبہ دوزانو ہو کر بیٹھیں جیسا کہ نماز میں بیٹھا جاتا ہے اور نہ ہی دوران خطبہ کوئی بات کرنی چاہیے بلکہ خطبہ توجہ سے سننا چاہیے۔
مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور دائیں بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے اور امام سے قریب ہونا افضل ہے۔ مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے۔ البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں کیا اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے۔ اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔

۶۔ غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا خلاف سنت ہے

عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا درست نہیں بلکہ ایسا کرنا خلاف سنت ہے اور عربی کے ساتھ کسی دوسری زبان میں خطبہ ملا کر پڑھنا بھی اچھا نہیں البتہ عربی کے ساتھ خطبے کا ترجمہ کر کے حاضرین کو سمجھا دینے میں کوئی حرج نہیں۔

۷۔ اثنائے خطبہ کلام کرنا ممنوع ہے

خطبہ میں آیت نہ پڑھنا، یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا، یا اثنائے خطبہ کلام کرنا مکروہ ہے البتہ اگر اس خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔

۸۔ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا مسنون ہے

خطبہ منبر پر کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں اس لیے اب بھی ایسا ہی منبر بنانا مسنون ہے، آپ تیسری سیڑھی پر کھڑے ہوتے تھے۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں بوجہ ادب کے اس کے نیچے دوسرے پر کھڑے ہونے لگے پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بلحاظ ادب و احترام سب سے نچلا درجہ اختیار کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ

عنہ بھی سب سے نچلی سیڑھی پر کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن ان کے بعد پھر یہی دستور ہو گیا کہ خطیب اوپر کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے اور یہی اولیٰ ہے اور اگر کوئی نیچے کی سیڑھی پر کھڑا ہو جائے تو بھی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ وہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل ہے۔

۹۔ امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد نماز و کلام کی ممانعت

خطبہ کے دوران بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے گفتگو خواہ دنیاوی ہو یا دینی ہو۔ امام کے قریب ہوا دور ہو سب کی ممانعت ہے دوران خطبہ میں ادب کا ایک عام اصول یہ ہے کہ جو امور نماز میں مکروہ تحریمی ہیں وہ خطبہ کے دوران بھی حرام ہیں پس دوران خطبہ کھانا پینا، نماز پڑھنا، بلند آواز سے ذکر و تسبیح، سلام کا جواب دینا مکروہ و ممنوع ہے۔ ایسے ہی دوران خطبہ کوئی بھی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے خطبے کی سماعت میں خلل پڑتا ہو کیونکہ یہ مکروہ تحریمی ہے بلکہ حاضرین کے لیے ضروری ہے کہ خطبہ چپ چاپ بیٹھ کر سنیں۔

خطبہ میں دور اور نزدیک کا حکم یکساں ہے۔ کوئی بری بات دیکھ کر ہاتھ یا سر کے اشارے سے روکنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ زبان سے منع کرنا حرام ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے خطبہ پڑھنے کی حالت میں کلام کرے وہ اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو شخص بولنے والے سے کہے کہ چپ ہو۔ اس کو بھی جمعہ کا ثواب نہیں ملتا۔

اور خطبے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر دل میں آہستہ درود پڑھیں خطبہ سننے کے وقت نہ چھینکنے والے کا جواب دیں اور نہ سلام کرنے والے کا۔

اس وقت اشارے سے سلام کرنا یا اشارے سے اس کا جواب دینا بھی ممنوع ہے۔ طحاوی نے کہا کہ اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہنا چاہے تو اس قدر آہستہ کہے کہ دوسرا نہ سن سکے۔ درمختار میں ہے کہ خطبہ جمعہ کی طرح دوسرے خطبوں مثل خطبہ نکاح، خطبہ عید اور خطبہ ختم قرآن کا سننا بھی قول معتمد کے بموجب واجب ہے۔ دوران خطبہ کسی کو شرعی احکام بتانا اور نیکی کی تلقین کرنا بھی منع ہے۔

۱۰۔ دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنے کی ممانعت

دوران خطبہ گوٹھ مار کر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ اس طرح بیٹھنا چاہیے جس طرح نماز میں تشہد کے

دوران بیٹھا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔
 عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
 وَالْإِمَامُ يَخُطُّ.

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جس
 وقت امام خطبہ دے رہا ہو، گوٹھ مارے سے منع کیا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۱۱۔ خطبہ اور نماز کے درمیان وقفہ ڈالنے کی ممانعت

خطبہ ختم کرتے ہی جماعت کروانا سنت ہے کیونکہ خطبے اور نماز جمعہ کے درمیان کسی دنیاوی کام میں
 مشغول ہو جانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر یہ وقفہ طویل ہو جائے یعنی خطیب کسی کام میں مشغول ہو جائے تو
 خطبہ دوبارہ پڑھنا ضروری ہے البتہ وضو کی جرورت کے پس نظر دوبارہ خطبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

۱۲۔ سر پر سیاہ پگڑی رکھنا

امام کا دوران خطبہ سر پر سیاہ پگڑی رکھنا سنت ہے۔
 عَنْ عُمَرَو بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ
 سَوْدَاءٌ قَدْ ارْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.
 حضرت عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور آپ
 کے سر مبارک پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی اس کے دونوں سرے آپ کے کندھوں کے درمیان
 چھوڑے تھے یہ دن جمعہ کا تھا۔ (صحیح مسلم)

۷۔ آداب جمعہ

آداب ہماری زندگی کا نہایت ہی اہم حصہ ہیں اور خصوصاً دین اسلام نے ہر شعبے میں مختلف امور کو
 سرانجام دینے کے لیے آداب مقرر فرمائے ہیں، ایسے ہی جمعہ پڑھنے اور جمعہ کی تیاری کے لیے چند
 آداب ہیں جنہیں ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں:-

۱۔ استقبال جمعہ

نماز جمعہ کے لیے وقت سے پہلے ہی تیاری کرنی چاہیے اپنے لباس کو پاکیزہ کر لینا چاہیے اگر لباس سفید ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ حجامت بنوانے والی ہو تو وہ بنوائیں، ناخن تراشیں۔ صاف ستھرے کپڑے پہننے چاہئیں، خوشبو لگانی چاہیے، تیل لگانا چاہیے۔ القصہ پاکیزگی کے لیے ہر وہ کام کرنا چاہیے جو نماز میں شامل ہونے کے لیے مسنون اور ضروری ہے۔ اس کے متعلق حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ حدیث حسب ذیل ہے:-

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَدْهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْتَهُ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ الثَّانِيْنِ ثُمَّ يَصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يَنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں غسل کرتا کوئی آدمی جمعہ کے دن اور پاکیزگی حاصل کرتا جس قدر اس کو پاک ہونے کی استطاعت ہے اور تیل لگاتا اپنے تیل سے یا نہیں ملتا خوشبو اپنے گھر کی خوشبو سے، پھر نکلتا ہے پس وہ دو شخصوں کے درمیان فرق نہیں کرتا، پھر نماز پڑھتا ہے جو اس کے لیے مقدر کی گئی ہے، پھر جس وقت امام خطبہ دے، چپ رہتا ہے۔ مگر اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں جن کو وہ اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

۲۔ جمعہ کے دن غسل کرنا

جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے کیونکہ اللہ کے حضور حاضر ہونے کے لیے اپنے جسم کو میل کچیل سے پاک صاف کرنا بہت بہتر ہے چونکہ اللہ پاک صاف ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جب اس کے بندے اس کے حضور آئیں تو بھی پاک صاف ہوں، دراصل ظاہری پاکیزگی، باطنی پاکیزگی کی آئینہ دار ہے، لہذا جب انسان جمعہ کے روز غسل کرے تو دل میں یہ نیت رکھے، اے اللہ! جس طرح میں نے اپنے جسم پر پانی بہا کر گندگی کو صاف کرنے لگا ہوں تو میرے دل سے آلودگیوں کو دور کر دے۔ اور میرے باطن کو نور سے

معمور کر دے، یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے روز غسل کرو۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِيَمَسَّ أَحَدُهُمْ مِنْ طَيِّبِ أَهْلِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَأَلْمَاءُ طَيِّبٌ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں پر لازم ہے کہ جمعہ کے دن غسل کریں اور ان کا ایک اپنے اہل کی خوشبو سے لگائے اگر خوشبو نہ ہو تو پانی اس کے لیے خوشبو ہے (احمد، ترمذی)

۳۔ گردن پھلانگنے کی ممانعت

جمعہ کے روز مسجد میں اگر کوئی شخص دیر سے جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جہاں اسے جگہ ملے بیٹھ جائے اور جو لوگ پہلے بیٹھے ہوئے ہوں ان کے اوپر سے پھلانگ کر آگے جانے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن پھلانگنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جَسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ.

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن جو شخص لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہے وہ جہنم کی طرف پل بنائے گا۔ (ترمذی شریف)

بعض لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ بعد میں آکر صفوں کو چیرتے ہوئے صف اول میں آکر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح دوسروں کو بے چین کرتے ہیں تو ایسا کرنے والوں کو چاہیے کہ اگر وہ صف اول میں جگہ کے امیدوار ہوں تو وہ دوسروں سے پہلے آجائیں لیکن اس سے یہ مطلب بھی لینا چاہیے کہ اگر پہلی صفوں میں جگہ ہو تو اسے پورا کیا جائے خواہ پیچھے سے جانا پڑے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو نماز کے بعد اس سے پوچھا کہ تم نے جمعہ کی نماز کیوں نہیں پڑھی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے بالکل پاس ہی تھا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ تم لوگوں کی گردنیں پھلانگ رہے تھے۔ گویا جو ایسا کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے نماز نہ پڑھی ہو۔

۴۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت

نماز جمعہ اس ادب کی طرف خاص توجہ رکھنی چاہیے کہ جو شخص نماز پڑھ رہا ہو اس کے آگے سے نہ گزرا جائے کیونکہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جن مساجد میں جمعہ کا اجتماع بڑا ہوتا ہے تو وہاں نماز جمعہ کی دو رکعت پڑھنے کے بعد جب لوگ سنن اور نوافل پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو کچھ لوگ نمازیوں کے آگے سے گزرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیے بلکہ کچھ دیر انتظار کر لینا چاہیے جب دوسرے لوگ فارغ ہو جائیں تو پھر گزرنے چاہیے۔

اہل تقویٰ اور اہل روحانیت کا یہی شیوہ ہے وہ کسی نمازی کے آگے سے بالکل نہیں گزرتے بلکہ وہ کسی دیوار یا ستون کی آڑ میں بیٹھتے ہیں تاکہ دوسرا بھی ان کے آگے سے نہ گزرے اور نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يُخَالِفُ إِلَى مَقْعَدِهِ فَيَقْعُدُ فِيهِ وَلَكِنْ يَقُولُ افْسَحُوا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو جمعہ کے دن اٹھا کر اس کی جگہ کا قصد نہ کرے اور اس میں نہ بیٹھے لیکن کہے، جگہ کو کشادہ کرو۔ (صحیح مسلم)

۵۔ مسجد میں جلدی جانا

نماز جمعہ کے لیے مسجد میں اول وقت میں جانا بڑا افضل ہے کیونکہ اللہ کے ہاں اس کا بڑا درجہ ہے کیونکہ جو شخص نیکی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے تو اللہ اس پر بہت مہربان ہوتا ہے۔ بزرگان دین کا اس سلسلے میں یہ طرز عمل تھا کہ وہ مسجد میں جمعہ کے روز اول وقت میں جاتے۔ پہلے تحیۃ المسجد اور دو رکعت نفل تحیۃ الوضوء ادا کرتے۔ اس کے بعد خاموشی سے ذکر و اوارد میں مشغول ہوتے۔ اذان اول پر سنتیں ادا کرتے، پھر غور سے خطبہ سماعت فرماتے، اس کے بعد نماز جمعہ ادا کرتے۔

بہتر یہ ہے گھریار کے کام کاج سے فارغ ہو کر پہلی اذان پر مسجد میں پہنچ جانا چاہیے۔ بہر کیف پہلی ساعت میں مسجد میں جانے کا بہت ثواب ہے۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَلَا وَّلَ وَمِثْلَ الْمُهَاجِرِ كَمِثْلِ الَّذِي يَهْدِي بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِي يَهْدِي بَقْرَةً ثُمَّ كَبِشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَّأَ صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت جمعہ کا دن ہوتا فرشتے مسجد کے دروازے پر کھٹے ہویتے ہیں، وہ اول آنے والوں کو لکھتے ہیں، اول وقت آنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جو اونٹ قربانی کے لیے بھیجتا ہے پھر جو اس کے بعد آتا ہے جیسے گائے قربانی کے لیے بھیجتا ہے پھر جو اس کے بعد آئے جیسے دنبہ، جو اس کے آئے جیسے پھر اُنڈا صدقہ کرتا ہے جب امام نکلتا ہے وہ اپنے دفتر لیٹتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

(بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں پہلے جانے کا بہت اجر ہے۔ مومن پر لازم ہے کہ جو نہی جمعہ کے دن کسی مسجد میں اذان گوش زد ہو، فی الفور اسی پہلی اذان پر اپنے تمام کاروبار اور ہر قسم کی مصروفیتوں سے دستبردار ہو کر مسجد کو چہ دے، درمختار میں ہے کہ صحیح ترقول میں پہلی اذان کے ہونے پر بیع یعنی کاروبار کو ترک کرنا اور مسجد کی طرف جھپٹنا واجب ہے اگر نہ ملتے چلتے خرید و فروخت کرتا ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بعض بزرگ زیادہ اہتمام کی غرض سے شب جمعہ ہی مسجد میں جا ٹھہرتے تھے۔ قرن اول میں صبح کے وقت اور نماز فجر کے بعد سڑکیں اور گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں۔ کیونکہ نمازی بہت سویرے جامع مسجد کا رخ کرتے تھے۔ اور جمعہ کے دن بھی روز عید کی طرح غیر معمولی اثر دو حام ہوتا تھا، پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو صلحاء نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی ہے۔ یہ لکھ کر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ رقم فرما ہیں کہ مسلمانوں کو اس پات پر کیوں شرم نہیں آتی کہ یہود و نصاریٰ اپنی عبادت کے دن اپنے معبدوں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے خرید و فروخت کے لیے بازاروں میں پہنچ جانے کے عادی ہیں۔ پس طالبان حق کو پیش دستی سے کام لینا چاہیے۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں مسجد نبوی میں بعض لوگوں نے عادت اختیار کی ہے کہ سویرے آکر مصلی بچھا دیتے ہیں اور جگہ روک کر چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کیونکہ بچھا جانے

کی بجائے بیٹھ کر ذکر و فکر میں مشغول رہیں تو بہتر ہے۔ یونہی پہلے سے جگہ روک لینا مناسب نہیں۔

۶۔ جمعہ کے روز درود شریف پڑھنا

جمعہ کے بابرکت دن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیے۔ کیونکہ اس دن درود بھیجنے کا بہت ثواب ہے کیونکہ جمعہ کا دن بہت افضل ہے اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن قیامت آتے گی یعنی جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے اہم کام ہیں ان کے لیے جمعہ کا دن وقف ہے اس لیے اس روز نماز فجر کے بعد جتنا بھی کوئی شخص درود پڑھ سکے پڑھنا چاہیے۔

اہل تقویٰ اور صوفیاء کا عموماً معمول ہوتا ہے کہ وہ روزانہ بعد نماز جز مقررہ تعداد میں درود شریف پڑھتے ہیں لیکن جمعہ کے روز خاص کر اللہ کے بندے درود شریف پڑھتے ہیں کیونکہ یہ وہ وظیفہ ہے جسے اللہ خود بھی کرتا ہے اس کے بارے میں روایات حسب ذیل ہیں:-

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبُضُ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثَرُوا عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ قَالَ يَقُولُونَ بَلَيْتَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس میں آدم پیدا کیے گئے، اس میں قبض کیے گئے اسی میں صور پھونکنا ہوگا اور اسی میں نفخہ ہے اس دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے جبکہ آپ کی ہڈیاں پرانی ہو چکی ہوں گی۔ صحابہ اُرمّت سے مراد بلیت لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو جھانا حرام کر دیا ہے۔

(ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ، دارمی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو۔ کیونکہ اس روز اعمال کا ثواب دگنا کر دیا جاتا ہے اور میرے لیے اللہ سے

درجہ وسیلہ کی دعا مانگا کرو۔ کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ درجہ وسیلہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں یہ ایک ایسا مقام ہے جو صرف ایک نبی کو عطا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ میں ہی وہ نبی ہوں جسے وہ مقام عطا ہوگا۔

حضرت عبدالعزیز حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھڑا تھا کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو ۸۰ بار مجھ پر درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی ۸۰ برس کے گناہ معاف کر دیگا یہ سن کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کیسے پڑھا جائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں پڑھو:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
اور انگلیوں پر تعداد شمار کرو۔

جمعہ کے روز درود شریف پڑھنے کے بارے میں ایک روایت ہے، جو حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔ کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن میرے سامنے لایا جاتا ہے۔ پس جو زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا وہ قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔

ایسے ہی بزرگان دین کا کہنا ہے کہ جمعہ کے روز ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا بہت اچھا ہے لہذا گن کر پڑھنا بہتر ہے۔ اسی طرح ہزار بار تسبیح پڑھنا بھی مستحب ہے۔ تسبیح کے چار کلمات یہ ہیں:-
سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

۷۔ جمعہ کا افضل ترین ذکر

جمعہ کے تمام اوقات میں افضل ترین ذکر یہ ہے:-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اس کے بعد دوسر بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ سو بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ سو مرتبہ (یہ درود شریف) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، اس

کے بعد سو مرتبہ استغفر اللہ الحي القيوم واسأله التوبة، پھر سو مرتبہ ماشاء اللہ لا قوة الا بالله

روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام روزانہ بارہ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ بعض تابعین روزانہ تیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے ان میں سے ہر ایک اپنی نماز اور اپنی تسبیح سے واقف تھا یعنی پابند تھا۔ تم اس بات سے ڈرو کہ کہیں تم محروم رہنے والوں میں شامل نہ ہو جاؤ، اگر تم اللہ کو یاد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا ذکر بھی نہیں ہوگا۔ پہلے مؤمن خدا کو یاد کرتا ہے پھر اس کا ذکر اور اس کی یاد بارگاہ الہی میں ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:-

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ (بقرہ: ۱۵۲)

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

۸۔ جمعہ کے دن کی مسنون قرأتیں

شیخ ابونصر نے بالاسناد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ حم السجدۃ اور سورہ ہل اتی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں مغرب کی نماز کے سلسلہ میں آیا ہے کہ آپ سورۃ قل یا ایہا الکافرون اور قل هو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز میں سورۃ الجمعۃ اور المنافقون کی قرأت فرماتے تھے۔ روایت ہے کہ جمعہ کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہی دو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب جمعہ میں جس نے سورۃ یس اور حم الدخان پڑھی تو جب وہ صبح کو اٹھتا ہے تو اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے (اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) روایت یہ کہ جس نے جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھی وہ اس شخص کے برابر ہو گیا جس نے دس ہزار دینار خیرات کئے، شب جمعہ اور روز جمعہ میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھنا مستحب ہے کہ چار رکعتوں میں یہ چار سورتیں پڑھے:- سورۃ انعام، سورۃ کہف، سورۃ طہ، سورۃ ملک۔ اگر تمام سورتوں کو اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا تو جتنا اچھی طرح پڑھ سکتا ہے تو اتنا ہی پڑھے کیونکہ کہا گیا ہے کہ ختم قرآن بقدر علم قرآن ہے یعنی اگر کسی کو قرآن پورا اچھی طرح یاد نہ ہو تو جتنا یاد ہو اس کا اتنا ہی پڑھنا ختم قرآن ہوگا۔ اگر کسی کو پورا قرآن یاد ہے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ

جمعہ کے دن پورا قرآن ختم کرے۔ اگر دن میں مکمل نہ ہو سکے تو رات میں بھی پڑھے اور ختم کرے۔ اگر فجر یا مغرب کی دو رکعتوں میں آخری حصہ کو ختم کیا جائے تو اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر دس بیس رکعتوں میں ہزار مرتبہ (سورہ اخلاص) پڑھے گا تو یہ بھی فضیلت میں ختم قرآن سے زیادہ ہوگا۔

۹۔ جمعہ کے لیے الگ لباس بنوا کر رکھنا

جمعہ کے آداب میں سے ایک احتیاط یہ بھی ہے کہ جمعہ کے لیے ایک علیحدہ صاف ستھرا لباس بنوا کر رکھ لیا جائے جو عام کاروبار کے ایام میں استعمال نہ کیا جائے بلکہ صرف نماز جمعہ کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّلَامِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبَيْنِ مِهْنَتِهِ.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کے لیے کیا قباحت ہے کہ وہ دو کپڑے بنا لے جمعہ کے دن کے لیے اپنے کاروبار کرے کپڑوں کے علاوہ۔ (ابن ماجہ)

۱۰۔ پیدل جا کر نماز جمعہ پڑھنے کا ثواب

نماز جمعہ کے لیے پیدل جانا زیادہ بہتر ہے لیکن اگر مسجد زیادہ دور ہو تو سواری پر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ کے لیے پیدل جانے کو ترجیح دی ہے۔

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَرَ وَابْتَكَرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ وَذَنَى مِنَ الْإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا.

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ نہلائے جمعہ کے دن اور نہلائے اور صبح سویرے جائے اور اول بھی خطبہ پائے اور پیادہ جائے سورا نہ ہو، امام کے نزدیک ہو اور کٹبہ سنے اور لغو کام نہ کرے اس کو ہر قدم کے بدلہ میں ایک سال کے روزوں کے رکھنے اور قیام کرنے کا ثواب ہوگا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۸۔ مسائل نماز جمعہ

نماز جمعہ کی فرض رکعتیں دو ہیں جو امام کے ساتھ خطبے کے بعد پڑھی جاتی ہیں اس کے علاوہ چار رکعت سنت قبل از جماعت اور چار سنت بعد از جماعت پھر دو سنت اور دو نفل پڑھنے چاہئیں اس طرح نماز جمعہ کی کل ۱۴ رکعت ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ نماز جمعہ کے متعلق متفرق مسائل حسب ذیل ہیں:-

۱۔ نماز جمعہ کی ایک رکعت پانا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص نے امام کے ساتھ نماز جمعہ کی ایک رکعت پالی اس نے گویا نماز پالی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کی ایک رکعت امام کے ساتھ پالیتا ہے، پس اس نے نماز پالی۔ (بخاری شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو شخص دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شامل جماعت ہوا ہو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے دوسری پوری کر لینی چاہیے

۲۔ نماز جمعہ میں امام کے بیٹھنے پر جماعت میں شامل ہونا

جو شخص سلام پھیرنے سے پہلے جب امام بیٹھا ہو، شریک جماعت ہو، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جمعہ کی دو رکعتیں پوری کر لے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرَى وَمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ فَلْيَصِلْ أَرْبَعًا أَوْ قَالَ الظُّهْرَ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے پس چاہیے کہ اس کے ساتھ ایک اور ملا لے اور جس کی دونوں رکعتیں رہ جائیں

وہ چار رکعت پڑھے یا فرمایا ظہر پڑھے۔ (سنن دارقطنی)

اس حدیث کے متعلق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص جمعہ کی جماعت کے کسی حصہ میں بھی شریک ہو گیا اس نے جمعہ پالیا۔ اگرچہ سجدہ سہو میں پہنچا ہو۔ اسے باقی نماز کو بطور جمعہ کے پورا کرنا چاہیئے۔

۳۔ نماز جمعہ کے بعد کھانا کھانا اور قیلولہ کرنا سنت ہے

جمعہ پڑھنے کے بعد کھانا تناول کرنا بہتر ہے اور اس کے بعد ہی آرام کرنا چاہیئے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم قیلولہ کرتے تھے اور نہ اول روز کا کھانا کھاتے تھے مگر جمعہ پڑھنے کے بعد۔ (بخاری شریف)

۴۔ عورتوں کی نماز جمعہ

جمعہ میں عورتوں کا شامل ہونا ضروری نہیں، کیونکہ جمعہ صرف مردوں پر واجب ہے عورتوں پر نہیں لہذا اگر کوئی عورت ظہر کی بجائے جمعہ کے لیے مسجد میں جانا چاہے جائز ہے۔ اپنے گھر میں نماز ظہر پڑھ لینا بہتر ہے، تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ عورتیں گھر میں نماز ظہر ادا کر لیں۔ مگر ایسی عورتیں جو عمر رسیدہ ہوں اگر وہ مسجد میں جا کر نماز جمعہ کا اہتمام کریں تو ان کے لیے درست ہے۔ البتہ اگر کسی عورت کے مسجد میں جانے سے کوئی برائی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی عورت کو نماز جمعہ میں نہیں آنا چاہیئے تاکہ فتنہ پیدا نہ ہو۔ عورتوں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جب وہ نماز کے لیے جائیں تو خوشبو لگا کر نہ جائیں اور نہ ہی بناؤ سنگار کر کے جائیں۔

۵۔ جمعہ کی نماز کا متعدد مقامات پر ہونا

جن مقامات پر نماز جمعہ درست ہے وہاں اس کے متعدد مقامات پر ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

۶۔ میدان میں نماز جمعہ

میدان میں نماز جمعہ درست ہے کیونکہ صحت جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں بلکہ میدان میں بھی نماز جمعہ

جائز ہے لیکن اگر گھر کے قریب مسجد ہو اور وہاں نماز جمعہ ہوتی ہو تو مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنا افضل ہے اگرچہ شہروں میں ہر جگہ مساجد ہیں لیکن اگر کوئی ایسا پارک یا باغ یا سیرگاہ یا تفریح گاہ، سکول یا کالج کا ہوٹل ہو جہاں نماز جمعہ کا مستقل اہتمام نہ ہو وہاں اگر لوگ جمع شدہ ہوں اور وہ مل کر نماز جمعہ کی جماعت قائم کر لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی اگر کہیں خاص دعوت کا اہتمام کیا گیا ہو اور درمیان میں نماز جمعہ کا وقت آجائے اور قریب مسجد نہ ہو تو وہاں چند آدمیوں کا مل کر نماز جمعہ پڑھ لینا درست ہے بشرطیکہ جمعہ کی دوسری شرائط پوری ہوتی ہوں۔

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بحرین سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور دریافت کیا کہ کیا ہم بحرین میں نماز جمعہ قائم کر لیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں جواب دیا تھا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو نماز جمعہ پڑھو۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خصوصی حالات کے پیش نظر اگر کسی مقام پر یا میدان میں نماز جمعہ کا اہتمام کرنا پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۷۔ جمعہ کے دن سفر پر روانہ ہونا

جمعہ کے دن پہلی اذان ہونے کے بعد نماز جمعہ پڑھنے سے پہلے سفر پر روانہ ہونا جائز نہیں اور نماز جمعہ پڑھنے کے بعد سفر اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے البتہ ناگزیر صورت میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں یعنی کوئی عزیز فوت ہو گیا اور وہاں جانا بہت ضروری ہو۔ جان و مال کا کسی صورت میں خدشہ ہو تو اس صورت میں زوال کے بعد سفر کرنا جائز ہے۔

۸۔ مسافر پر جمعہ واجب نہیں

جمہور علماء کا یہ مسلک ہے کہ مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں (ابوداؤد) مسافر اگر جمعہ پڑھ لے تو اسے ثواب ہے اگر جمعہ کی نماز نہ پڑھے تو پھر ظہر کی نماز ضرور پڑھنی چاہیے۔

۹۔ بڑی جماعت میں سجدہ سہونہ کیا جائے

اگر جمعہ کی جماعت بہت بڑی ہو اور امام کو سہو ہو جائے تو سجدہ سہو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ زیادہ ہجوم

ہونے کی وجہ سے گڑبڑ مچ جائے گی اور اگر زیادہ ہجوم نہ ہو تو سجدہ سہواً اگر ضروری ہو جائے تو ضرور کرنا چاہیے۔

۱۰۔ معذور کے لیے نماز جمعہ پڑھنے کا مسئلہ

اگر غیر معذور شہر میں نماز جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ظہر ہوگی مگر گنہگار ہوگا پھر اگر جمعہ کی نماز پڑھ لے تو پہلی نماز نفل ہو جائے گی اور جمعہ درست ہو جائے گا، شہر میں جہاں جمعہ درست ہے معذور کو نماز جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور جماعت سے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ جمعہ کی نماز جبکہ شہر میں متفرق اوقات میں ہوتی ہو تو معذور کے لیے مستحب ہے کہ جب آخری نماز ختم ہو جائے تب نماز ظہر پڑھے۔

۱۱۔ نماز اور خطبے میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

خطبے اور نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا درست ہے اگر کسی وقت دوران نماز اسپیکر میں فنی خرابی ہو جائے تو مکبروں کو تکبیر کہنی چاہیے تاکہ نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

عیدین

عید مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے جس کے معنی لوٹ کر بار بار آنے کے ہیں چونکہ یہ خوشی کا دن ہر سال لوٹ لوٹ کر آتا رہتا ہے اس لیے اسے عید کہا جاتا ہے۔

عیدیں سال میں دو ہوتی ہیں یعنی عید الفطر اور عید الفطر لضحیٰ، انھیں عیدین کہا جاتا ہے عید کے روز مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسکی وجہ تسمیہ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ کے لوگ خوشی کے دن منایا کرتے تھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیسے دن ہیں؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ قدیم زمانے سے ہم لوگ ان دنوں میں خوشی مناتے چلے آتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دنوں سے بہتر دو دن مقرر فرمائے ہیں۔ تم ان میں خوشی منایا کرو، ان میں ایک دن عید الفطر ہے اور دوسرا عید الفطر لضحیٰ ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَقَالَ مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوا أَكُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَبَدَ لَكُمْ اللَّهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور ان کے دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں، انھوں نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہم ان دو دنوں میں کھیلا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں کے بدلہ میں تمہیں دو دن بہتر عطا فرمائے ہیں، عید قربان کا اور عید فطر کا۔ (ابوداؤد)

۱۔ عید الفطر

یہ عید شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ مسرت کا دن ہے مگر دراصل اس خوشی کا اظہار ہے جو انسان اطاعت خداوندی میں پورا اترنے کے بعد محسوس کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ماہ صیام کے روزے فرض فرمائے ہیں، جو قعرے مشقت طلب کام ہے پھر روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ بندہ فرض نمازیں پڑھتا ہے۔ رات کو تراویح کی صورت میں قیام اللیل کرتا ہے، صدقہ خیرات کی کوشش کرتا ہے کیونکہ بندہ ہر طرح سے اپنے رب کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس طرح جب انسان پورا ماہ روزے رکھ لیتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور اس خوشی کا اظہار عید الفطر کی صورت میں ہے۔ اسے عید الفطر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس دن سے پہلے غریبوں کی خوشی میں شامل ہونے کے لیے جو صدقہ و خیرات دی جاتی ہے وہ فطرانہ کہلاتا ہے لہذا اس نسبت سے اسے عید الفطر کہا جاتا ہے چونکہ اس دن اظہار مسرت کے لیے یہ خیرات کی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ خوشی کا دن عید الفطر کے نام سے منسوب ہے۔ عید کی خوشی اسلام میں عام خوشیوں کی نسبت منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ عام طور پر انسان اس وقت خوشی محسوس کرتا ہے جب اس کی کوئی دلی خواہش پوری ہوتی ہے یا اسے کوئی جسمانی راحت حاصل ہوتی ہے یا لذت نفس میں مبتلا ہو کر عارضی نفسانی خوشی ملتی ہے گویا دنیاوی خوشی کا تعلق حصول دنیا کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔

جبکہ عید کی خوشی میں دنیاوی خوشی کے ساتھ ہی روحانی خوشی کا راز بھی مضمر ہے چونکہ اسلام میں عید منانے کا جو طریقہ پایا جاتا ہے اس میں خوشی کا تعلق بھی خدا اور بندے کے درمیان پایا جاتا ہے۔ کیونکہ انسان ماہ رمضان کے بعد عید کے روز نماز عید میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو اس کی روح حقیقی معنوں میں ایک مسرت محسوس کرتی ہے۔ نماز کے بعد جب انسان ایک دوسرے سے گلے ملتا ہے اس وقت انسان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مل کر جو مسرت حاصل کرتا ہے وہ ناقابل بیان ہوتی ہے کہ اس وقت دل میں ایسے جذبات پیدا ہوتے ہیں، جو واقعی معراج انسانیت کا حصہ ہیں۔

۲۔ عید الضحیٰ

عید کے دوسرے تہوار کو عید الضحیٰ کہا جاتا ہے یہ تہوار ذی الحجہ کی دس تاریخ کو ہوتا ہے۔ مسلمانوں

کے لیے یہ بھی ایک خوشی کا دن ہے اور اس روز ضحیٰ کے وقت یعنی اچھی طرح سورج طلوع ہو جانے پر دو رکعت عید کی نماز پڑھی جاتی ہے اسی نسبت سے اسے عید الضحیٰ کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا اس تہوار سے ایک تاریخی واقعہ وابستہ ہے جو اس کی اصل یادگار ہے۔ یہ یادگار واقعہ دراصل وہ عظیم قربانی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اللہ کے حضور پیش کی تھی، وہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا جس میں اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا تھا کہ اپنی محبوب ترین چیز اللہ کی راہ میں قربان کرو چنانچہ مسلسل تین دن تک آپ کو یہی خواب آتا رہا۔ چنانچہ آپ نے اپنی عزیز ترین چیز اپنے بیٹے کو خیال کرتے ہوئے اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا ارادہ کیا۔ اور آپ نے اس خواب کے بارے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو باخبر کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ابا جان! آپ کو جو حکم ربی ہوا ہے اسے جلدی پورا کرو، آپ مجھے ضرور صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام منی کے مقام پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لیے لے گئے۔ جب آپ نے اپنے بیٹے کو زمین پر لٹا کر تیز چھری سے ذبح کرنے لگے تو چھری نے امر ربی سے گلانا کاٹا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے ابراہیم! بے شک تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، پھر آپ نے اللہ کے حکم کے مطابق دینے کی قربانی کی۔ عید الضحیٰ کے موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت کو دہرایا جاتا ہے اور اس روز مسلمان جانور کی قربانی کرتے ہیں۔

عید الضحیٰ کے موقع پر اگرچہ مسلمان جانور ذبح کرتے ہیں لیکن قربانی کی اس بے مثال تاریخ کی یاد گار منا کر مسلمان اپنے عمل سے یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ مسلمان کا جو کچھ بھی ہے وہ اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

احکامات عید الفطر و عید الضحیٰ

عید الفطر، رمضان المبارک ختم ہونے کے بعد پہلی شوال کو منائی جاتی ہے۔ اور عید الضحیٰ دسویں ذی الحجہ کو ہوتی ہے۔ ان دنوں کے شرعی احکامات حسب ذیل ہیں:-

۱۔ عیدین کے دن دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے

عیدین کے دن دو رکعت نماز عید پڑھنا واجب ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید النضحی کے دن عید گاہ کی طرف جاتے، سب سے پہلے نماز پڑھتے، پھر آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے، لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے تو انھیں وعظ و نصیحت کرتے اس سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز ان لوگوں پر واجب ہے جن پر جمعہ فرض ہے لہذا بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گناہ ہے۔

۲۔ نماز عیدین بغیر اذان اور اقامت کے ہے

عیدین کی نماز سے پہلے اذان نہیں اور نہ ہی جماعت کھڑی ہونے سے قبل اقامت ہے۔ مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی۔ ایسے ہی بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کی نماز دو رکعت پڑھی اور نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کچھ پڑھا۔

۳۔ خطبہ عیدین

عیدین کا خطبہ سنت ہے جبکہ نماز جمعہ کا خطبہ فرض ہے نماز جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہے لیکن عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہے کیونکہ مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عیدین کی نماز پہلے پڑھتے اور بعد میں خطبہ پڑھا کرتے تھے مگر عیدین کا خطبہ سننا واجب ہے۔

۴۔ عیدین پڑھنے کا وقت

عیدین پڑھنے کا وقت سورج اچھی طرح روشن ہونے سے شروع ہوتا ہے اور قبل از زوال تک ہے لیکن افضل وقت ایک یا دو نیزہ سورج بلند ہونے پر ہے۔ اس وقت عید پڑھ لیں تو بہت بہتر ہے۔ کیونکہ

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اشراق کے وقت عید الفطر کی نماز پڑھنے سے فارغ ہو جاتے ایسے ہی حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عید الفطر کی نماز دو نیزہ آفتاب بلند ہونے پر پڑھاتے اور عید الفطر کی نماز ایک نیزہ سورج بلند ہونے پر پڑھاتے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سورج اچھی طرح روشن ہونے پر عیدین کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے لیکن عید الفطر کی نماز میں جلدی اور عید الفطر میں ذرا دیر کرنا افضل اور سنت ہے۔

۵۔ غسل اور اچھا لباس پہننا

عید کے دن غسل کرنا، ناخن تراشنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور صاف ستھرا پاکیزہ لباس پہننا سنت ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن یعنی عید کے دن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے خوشی کا دن بنایا ہے۔ لہذا اس دن خوب غسل کر لیا کرو اور اگر خوشبو ہو تو وہ بھی لگالیا کرو اور مسواک کر لیا کرو اس سے معلوم ہوا کہ عید کے دن جسم کی طہارت قائم کرنا اور پاکیزہ لباس پہننا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاں تک ہو سکتا عید کے دن اچھے سے اچھا لباس پہننے کی کوشش کرتے۔

۶۔ صدقہ فطر ادا کرنا

عید الفطر کی نماز پڑھنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا ضروری اور واجب ہے اس کا ادا کرنا اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ غریب لوگ بھی عید کی خوشی میں شامل ہو سکیں۔

بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں اور جو کا ایک صاع صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر غلام، آزاد، مرد و عورت، چھوٹے بڑے پر فرض قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ نماز عید کی طرف جانے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کرے اس کا صدقہ مقبول ہوگا اور جو شخص نماز کے بعد ادا کرے گا وہ خیراتوں میں ایک خیرات ہوگی۔ ایک اور روایت ہے کہ گندم کا نصف صاع صدقہ فطر میں دیا جائے

۷۔ عید الفطر ادا کرنے سے پہلے میٹھی چیز کھانا سنت ہے

عید کے دن نماز عید ادا کرنے سے قبل میٹھی چیز کھانا سنت ہے۔ بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک عید گاہ کی طرف نہ جاتے جب تک آپ کھجوریں نہ کھا لیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عید کے دن کھجوریں یا کوئی میٹھی چیز کھانا سنت ہے لہذا دودھ سوپوں کا کھانا بھی اسی سنت میں شمار ہوتا ہے۔ ایسے ہی عید الفطر کے دن نماز کے بعد آ کر اپنی قربانی کا گوشت کھانا سنت ہے۔

۸۔ پیدل راستہ بدل کر جانا آنا سنت ہے

عید گاہ کو پیدل جانا سنت ہے اور ایسے ہی جس راستے سے جائے اس راستے سے نہ آئے بلکہ راستہ بدل کر آنا سنت ہے کیونکہ بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن مخالف راہ اختیار کرتے یعنی جس راستے جاتے تو واپسی پر بدل کر آتے۔

۹۔ عید کے دن اظہار خوشی

عید کے دن اظہار خوشی کی اجازت ہے۔ اس کا ثبوت مسلم کی اس حدیث سے ملتا ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منیٰ میں دو بچیوں کے پاس سے گزرے وہ دف بجار ہی تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ کونوں انصار کے وہ اشعار گارہی تھی جو یوم بعاث سے تعلق رکھتے تھے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! انھیں چھوڑ دے کہ یہ عید کے دن ہیں اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! ہر قوم کے لیے عید ہوتی ہے، اور یہ ہمارا عید کا دن ہے۔ اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ وہ خوشی جس کی شریعت اجازت دیتی ہے، عید کے روز اس کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔ لہذا چند دوستوں کا عید کے موقع پر مل کر سیر و تفریح کر لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن یاد رہے کہ احکام خداوندی کے خلاف والی سیر و تفریح اسلام میں منع ہے۔

۱۰۔ نماز عید میں عورتوں کی شمولیت

عورتوں کا نماز عید میں شامل ہونا درست ہے لیکن عید گاہ میں ان کے لیے اگر الگ باپردہ انتظام ہو تو

۲۔ نماز عید پڑھنے کا طریقہ اور مسائل

نماز عید کے لیے صف بندی کے بعد پہلے اس طرح نیت کریں کی نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی مع چھ زائد تکبیروں کے، اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ پھر تکبیر تحریمہ کے لیے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر باندھ لیں اور ثناء یعنی سبحانک اللہم الخ پڑھیں۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلی چوتھی تکبیر کے بعد امام آہستہ سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد للہ الخ اور کوئی سورہ پڑھیں اور رکوع وسجود کریں۔ پھر جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں، پہلے امام الحمد للہ الخ اور کوئی سورہ پڑھے۔ پھر رین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں اور چوتھی بار بلا ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کریں۔

نماز کے بعد امام منبر پر کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے اور ان کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ خطبہ پوری توجہ سے سننا چاہیے۔ عید کے خطبوں کے بعد دعا مانگیں۔ چونکہ امام پنجگانہ نمازوں کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے۔ اس لیے اس پر قیاس کر کے دعا مانگنا ضروری ہے خطیب عیدین کے خطبہ کا آغاز تکبیر یعنی اللہ اکبر سے کرے؛ پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اور دوسرے میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ خطیب پر لازم ہے کہ خطبے میں اس روز کے مناسب احکام یعنی صدقہ فطریا تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بیان کرے۔ نماز عید پڑھنے کے مفصل مسائل حسب ذیل ہیں۔

- ۱۔ اگر کوئی عید کی نماز میں پہلی رکعت میں تکبیروں کے بعد شریک ہو تو نیت باندھنے کے فوراً بعد (بغیر ثناء پڑھے) ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں شریک ہو اہو تو اگر گمان غالب ہو کہ تکبیروں کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے، بعد اس کے رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیریں کہہ لے اور اگر پوری تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔
- ۲۔ اگر کسی کی عید کی نماز میں پہلی رکعت چلی جائے تو جب وہ کھڑا ہو کر اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے

قرأت کر لے یعنی پہلے ثناء، پھر تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد دوسری رکعت کے بعد تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر بھولے سے یا بے علمی سے زائد تکبیریں قرأت سے پہلے ادا کر لے تو بھی اس کی نماز ہو جائے گئی مگر مکروہ تنزیہی ہوگی۔

۳۔ البتہ اگر دونوں رکعتیں جاتی رہیں، یعنی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد شامل ہوا تو وہ تکبیرات کو ان کے موقع پر (مقتدی کی طرح) ادا کرے۔

۴۔ اگر امام دوسری رکعت میں تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ حالت رکوع میں تکبیریں کہہ لے، قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت ہجوم کے سجدہ سہونہ کرے، نماز ہو جائے گی۔

۵۔ جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہیں اس دن اور کوئی نماز نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز عید سے پہلے بھی اور پیچھے بھی، ہاں بعد نماز کے گھر میں آکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور نماز عید سے پہلے گھر پر بھی مکروہ ہے۔

۶۔ اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملے تو وہ شخص تنہا نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لیے کہ عید کی نماز میں جماعت شرط ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عید کی نماز میں شریک ہوا لیکن کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے البتہ اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پھر پڑھ سکتا ہے۔

۷۔ اگر وقت گزر جانے کے بعد معلوم ہو کہ عید کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو گئی تھی تو بھی قضا نہیں، اس کے بجائے استغفار کریں۔

۸۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے عید الفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی جاسکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن پڑھی جاسکتی ہے اور ایسے ہی عید الاضحیٰ کی نماز تیسرے دن یعنی ۱۲۔ ذی الحجہ تک مقررہ وقت پر پڑھی جاسکتی ہے۔

۹۔ عید گاہ میں جہاں عید کی نماز پڑھی جا رہی ہو وہاں کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ نہ ہی عید کی نماز سے قبل اور نہ ہی بعد میں کوئی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

۱۰۔ جس شخص کو عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی جماعت نہ مل سکے تو وہ ان نمازوں کو قضا کر کے نہ پڑھے۔ کیونکہ عیدین کی قضا نہیں ہے۔

۱۱۔ اگر کسی عذر کی بنا پر نماز عید نہ پڑھی گئی مثلاً بارش ہو رہی تھی یا ہلا عید نہ دیکھا گیا اور دوسرے دن زوال کے بعد معلوم ہوا کہ گزشتہ شب چاند نکلا تھا تو چاہیے کہ سب لوگ روزہ افطار کر دیں اور اگلے دن نماز عید پڑھ لیں۔ عید الاضحیٰ کی نماز میں بلا عذر بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز بالکراہت ہو جائے گی۔ لیکن عید الفطر کی نماز بلا عذر تاخیر کرنے سے نہ ہوگی۔

۱۲۔ نماز عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنا جیسا کہ مسلمانوں میں رائج ہے بہت اچھی چیز ہے کیونکہ اس میں اظہار مسرت اور خلوص ہے۔

۱۳۔ عید الاضحیٰ کے تمام احکام عید الفطر کی طرح ہیں صرف چند باتوں میں فرق ہے عید الاضحیٰ سے قبل کچھ نہ کھائے پیئے اگر کھالیا تو کوئی کراہت نہیں۔

۱۴۔ عید الاضحیٰ پر قربانی کرنے ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن تراشے۔

۳۔ تکبیرات تشریق

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو یوم عرفہ کہتے ہیں، دسویں کو یوم النحر اور گیارہویں بارہویں اور تیرہویں کو ایام تشریق کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:-

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اس کے سو کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اور حمد و ثناء اللہ ہی کے لیے ہے۔

۱۔ مسئلہ:- تکبیرات تشریق ۹ ذی الحجہ کو فجر کی نماز سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ کو نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھنی چاہئیں اور یہ ۲۳۔ اوقات کی نمازیں بنتی ہیں ان کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنا واجب ہے۔

۲۔ مسئلہ:- تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً پڑھنی چاہیے اور اگر نماز کے بعد کوئی ایسا فعل کیا جو نماز کے منافی ہو۔ یعنی اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصد وضو توڑ دیا۔ یا قہقہہ لگایا، یا کلام کیا، اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہوگئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو تکبیر پڑھ لے۔

۳۔ مسئلہ:- تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اقتداء اس کی کی، اگرچہ

عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا ہو اور اگر اس کی اقتداء نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔

۴۔ مسئلہ: نفل پڑھنے والے نے فرض پڑھنے والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی اس مقتدی پر بھی واجب ہے۔ اگرچہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔

۵۔ مسئلہ: غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے اور عورتوں پر واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھی ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت کی تو عورت پر بھی واجب ہے۔ مگر آہستہ کہے۔ یونہی جن لوگوں نے برہنہ نماز پڑھی ان پر بھی واجب نہیں، اگرچہ جماعت کریں کہ ان کی جماعت، جماعت مستحبہ نہیں۔

۶۔ مسئلہ: نفل و سنت و وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔

۷۔ مسئلہ: مسبوق و لاحق پر تکبیر واجب ہے مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں اور امام کے ساتھ کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوئی اور نماز ختم کرنے کے بعد تکبیر کا اعادہ بھی نہیں۔

۸۔ مسئلہ: اور دنوں میں نماز قضا ہو گئی تھی تو ایام تشریق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں یونہی ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں، یونہی سال گذشتہ کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اس سال کے ایام تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں۔ ہاں اگر اسی سال کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انہی دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔

۹۔ مسئلہ: منفرد پر تکبیر واجب نہیں مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

۱۰۔ مسئلہ: امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی ہو۔

نماز مسافر

سفر کرنے والے کو مسافر کہا جاتا ہے اور سفر میں اللہ تعالیٰ نے سہولت دی ہے کہ مسافر نماز میں قصر کرے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنَّكُمْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا.

ترجمہ: اور جب تم زمین پر سفر کرو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم نمازوں میں قصر کرو۔ بشرطیکہ تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے۔ (النساء: ۱۰۱)

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ سفر میں نماز میں قصر کرنا ضروری ہے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس آیت سے قصر کا حکم کافروں کے خوف کی صورت میں ہے۔ لہذا اس کے بارے میں حضرت یعلیٰ بن امیہ کا کہنا ہے کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے خوف کی صورت میں نماز قصر کی اجازت دی ہے لیکن اب تو امن ہے۔ لہذا امن کی صورت میں قصر نہیں ہونی چاہیے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر تعجب ہوا تو میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور مندرجہ بالا احکام کے بارے میں دریافت کیا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک صدقہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تصدق کیا ہے، لہذا اس کو صدقہ قبول کرو۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں نماز قصر پڑھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین منشاء کے مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سفر میں نماز قصر واجب ہے، نماز قصر کے سلسلے میں شرعاً مندرجہ ذیل احکامات ہیں، جن کے بارے میں اب تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ نماز قصر کا حکم

مسافر کے لیے نماز میں قصر یعنی کمی یا تخفیف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعت فرض نماز کو صرف دو ہی رکعت میں پڑھا جائے یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں جن میں فرض کی چار رکعتیں ہیں ان میں دو رکعت پڑھی جائیں، سفر میں فرض نمازوں کو قصر کر کے پڑھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا لہذا ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نماز سفر میں قصر کرنی چاہیے، اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں:-

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہجرت سے پہلے ہر نماز کی دو رکعتیں فرض تھیں اور ہجرت کے بعد مسافر کے لیے وہی برقرار رہیں، اس کے بارے میں حدیث یہ ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتَرَكْتُ صَلَاةَ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْأُولَى قَالَ الزُّهْرِيُّ قُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تَتِمُّ قَالَ تَأَوَّلْتُ كَمَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نماز دو رکعتیں فرض کی گئیں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو چار رکعتیں فرض کی گئیں اور سفر میں پہلی صورت پر نماز چھوڑ دی گئی زہری نے کہا میں نے عروہ سے کہا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں پوری نماز کیوں پڑھتی تھیں، کہا اس نے تاویل کر لی تھی جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے تاویل کر لی۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہجرت سے پہلے ہر نماز کی صرف دو رکعتیں فرض تھیں لیکن ہجرت کے بعد چار کر دی گئیں۔ مگر حالت سفر میں وہی دو رکعتیں برقرار رہیں۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت

صلوۃ قصر کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی سفر میں دو رکعت پڑھنے کی روایت مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر سفر پر جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو

رکعتیں پڑھاتے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قِيلَ لَهُ أَقُمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف جاتے تھے آپ دو دو رکعتیں پڑھاتے تھے، یہاں تک کہ ہم مدینہ کو واپس ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم مکہ میں کتنے روز ٹھہرے تھے؟ فرمایا ہم مکہ میں دس دن ٹھہرے تھے۔ (بخاری شریف)

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول

ایسے ہی سفر میں قصر کرنے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے ذریعے حضرت میں چار رکعت نماز فرض کی اور سفر میں دو رکعت، اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں صلوٰۃ قصر ضروری ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ حدیث حسب ذیل ہے:-

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شہر میں چار رکعت نماز فرض کی اور سفر میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی۔ (مسلم شریف)

۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں نماز کے لیے دو رکعتیں مقرر کیں اور وہی پوری ہیں اور سفر میں وتر پڑھ لینا سنت ہے یعنی ان کا ترک کرن بھی درست نہیں۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةُ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ وَالْوُتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی نماز دو رکعتیں مقرر کیں، اور وہ پوری ہیں ناقص نہیں اور وتر سفر میں سنت ہیں۔ (سنن ابن ماجہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر واجب ہے اور یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سفر میں ہر چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتیں بالاتفاق فرض ہیں اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رعایت دی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

۲۔ فاصلہ سفر

شریعت اسلامیہ کی رو سے سفر کی مسافت کم از کم تین دن کا راستہ ہے اس سے کم فاصلہ سفر نہیں۔ جس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ مکہ والو! چار برید فاصلے سے کم میں قصر نہ کرو۔ یہ فاصلہ مکہ مکرمہ سے عسفان کا ہے بعض ائمہ نے چار برید کو ۲۸ میل یعنی ۷۷ کلومیٹر کے برابر قرار دیا ہے اور بعض نے چار برید کو ۳۸/۵ میل یعنی ۹۲ کلومیٹر بتایا ہے۔ لہذا شریعت میں وہ مسافر ہے جو تین دن کی راہ کا عازم سفر ہو اور تین دن کی مسافت کی تصدیق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشمار احادیث سے ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت تین دن کی مسافت کا سفر بغیر قریبی رشتہ دار کے نہ کرے، نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لیے تین دن تین راتیں مقرر فرمائی ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات، ایسے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن تین رات تک مسح کی اجازت دی ہے اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات کی، جبکہ وضو کر کے موزے پہنے ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کتنی مسافت پر نماز کی قصر ہو سکتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے مقام سویدا دیکھا ہے میں نے جواب دیا کہ دیکھا تو نہیں سنا ہے۔ فرمایا وہ یہاں سے تین رات کی مسافت پر ہے پس جب ہم وہاں جائیں تو

قصر کر سکتے ہیں۔

پس ان روایات سے معلوم ہوا کہ نماز قصر کے لیے سفر کے فاصلے کی حد تین دن رات ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ ان دنوں میں اگر کوئی مسافر صبح کو چلے تو وہ دوپہر کو اپنی ایک منزل پر پہنچ جائے تو اس تین منزل سے فاصلہ سفر معتبر ہے۔ جو تقریباً ۹۲ کلومیٹر بنتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو مسافر اتنا فاصلہ طے کرنے کی نیت سے سفر اختیار کرے گا وہ مسافر کہلائے گا۔

۳۔ مدت قصر

نماز قصر کی مدت ۵ اداں ہے۔ جب تک مسافر سفر میں رہے اور کسی شہر یا کسی مقام پر کم از کم ۵ اداں ٹھہرنے کی نیت نہ ہو تو اس وقت تک اسے نماز قصر پڑھنی چاہیے اور جب کسی جگہ ۵ اداں ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اس نیت کے بعد پوری نماز ہی پڑھنی چاہیے۔ نماز قصر اس وقت ختم ہوگی جب پندرہ دن کی نیت کی جائے گی۔ اگر ۵ اداں کی نیت نہیں کی اور پندرہ دن سے زائد ٹھہرنا پڑا تب بھی نماز قصر ہی پڑھنی چاہیے اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک قول ہے کہ ایک دفعہ وہ آذر بایجان کے علاقے میں ۶ مہینے رہے اور اس عرصے میں بس آج کل چلنے کا ارادہ کر رہے لیکن روانہ نہ ہو سکے اور اس عرصے میں نماز قصر پڑھتے رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ۵ اداں ٹھہرنے کی نیت نہ کی جائے گی، نماز قصر پڑھی جائے گی۔

بعض روایات میں ۹ اداں کا بھی ذکر ہوا ہے اور بعض میں ۵ اداں کا، اور پندرہ دن والی روایات زیادہ قوی ہیں، لہذا اس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے لیکن اگر کوئی ۹ اداں والی روایات پر عمل کرے تو وہ بھی خلاف سنت نہیں۔

۴۔ مسائل صلوٰۃ قصر

سفر میں نماز قصر پڑھنے کے متعلق ضروری مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ آبادی سے باہر نکل کر قصر شروع کرنا

مسافر جب اپنی بستی سے باہر نکل جائے تو اس وقت قصر کرنے لگے اور جب اپنی بستی میں واپس

آجائے تو تب قصر چھوڑ دے اور پوری نماز پڑھنے لگے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب ہم مدینہ کی آبادی سے باہر نکل جاتے، تو قصر کرنے لگتے اور واپسی تک قصر ہی کرتے رہتے یہاں تک کہ گھر پہنچ جاتے۔

۲۔ نیت قصر

جب کوئی قصر نماز پڑھنے لگے تو نیت کرے کہ دو رکعت نماز فلاں قصر کیونکہ نیت کرتے وقت قصر کا لفظ استعمال کرنا ضروری ہے۔

۳۔ نمازوں کی دوبارہ قصر پڑھنا

اگر کوئی بے علمی میں سفر کے دوران پوری نماز پڑھتا رہا تو جب اسے قصر کا علم ہو جائے تو ان نمازوں کی دوبارہ قصر کر کے پڑھنا ضروری ہے اگر اس نے سفر کے دوران مقیم امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ پوری نمازیں پڑھی ہوں تو تب بھی درست ہوں گی، پھر انھیں قصر کر کے پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

۴۔ بھول کر چار رکعت پڑھنا

اگر بھول کر دو رکعت کی بجائے چار رکعتیں پڑھ رہا ہو تو اگر دوسری رکعت میں یاد آیا اور تشہد پڑھ چکا ہو تو آخر میں سلام پھیر لے تو اس کی نماز قصر ہو جائے گی۔ اگر چوتھی رکعت میں یاد آئے تو چار رکعتیں پوری کرتے ہوئے آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ تو دو رکعتیں فرض ہو جائیں گی اور دو نفل ہو جائیں گی۔

۵۔ خانہ بدوش کی نماز

خانہ بدوش اس شخص کو کہا جاتا ہے جو ایک جگہ مقیم ہو کر نہیں رہتا۔ آج یہاں اور چند روز بعد کہیں اور یہ لوگ عموماً جنگلوں میں خیمے لگا کر رہتے ہیں اگر خانہ بدوش جس جگہ قیام پذیر ہو، وہاں سے کوچ کر کے دوسری جگہ پر جائے اور وہ جگہ تین دن کی مسافت کے حکم میں آتی ہو اور وہاں پندرہ دن سے زائد قیام کرنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ مسافر ہوگا اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے۔ اگر ایک جگہ سے خیمہ اٹھایا اور تھوڑے فاصلے پر جا کر پھر قیام کر لیا تو وہ خانہ بدوش مسافر کے حکم میں نہیں آتا اسے چاہیے کہ پوری نماز

پڑھے۔

۶۔ سیاح کی نماز قصر

سیاح وہ ہوتا ہے جو پھر کر اللہ کی زمین کی سیر کرتا ہے ایسا شخص ہمیشہ سفر میں رہتا ہے اور اس کا سفر عموماً اپنے اصلی مقام سے تین منزل سے زائد کا سفر ہوتا ہے اور اس نے ملک ملک اور شہر شہر پھرنا ہوتا ہے اس لیے اسے ہر مقام پر قصر کرنی چاہیئے اور اگر کہیں اس نے پندرہ دن سے زائد رہنے کی نیت کر لی تو پھر اسے پوری نماز پڑھنا پڑے گی۔

۷۔ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی صورت

سفر کے دوران اگر کئی مقامات پر ٹھہرنے کی نیت ہو، کہیں پانچ دن کہیں دس دن، کہیں بارہ دن لیکن کسی مقام پر بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں تو پورے سفر میں قصر کرنا ضروری ہے۔

۸۔ مسافر کی قضا نمازیں

سفر کے دوران جو نمازیں قضا ہو جائیں، گھر پہنچنے کے بعد اس کی قضا دو رکعت ہی پڑھی جائیں۔ یعنی قصر کی قضا کرے تو قصر پڑھے اور اگر حالت اقامت میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور پھر فوراً سفر اختیار کر لیا جائے تو سفر کے دوران چار رکعت ہی قضا پڑھے کیونکہ اقامت کی قضا نماز کی سفر میں قصر نہیں ہوتی۔

۹۔ سفر میں مقیم امام کے پیچھے پوری نماز پڑھنا

سفر میں مسافر اکیلے چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھے گا اگر کسی مقیم امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ پڑھے تو امام کی پیروی لازم ہے۔ جتنی رکعتیں امام پڑھے اتنی رکعت ہی مسافر پڑھے۔ کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما امام کے ساتھ چار رکعت اور تنہا دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۔ مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدیوں کی نماز

اگر مسافر امام ہو اور مقتدی مقیم ہوں تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ چار رکعت پڑھیں اور مسافر امام جب

اپنی دو رکعت پوری کر کے سلام پھیرے تو مقتدیوں کو کہہ دے کہ تم اپنی نماز پوری کر لو میں مسافر ہوں۔
مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو جائے اور اپنی بقایا رکعتیں پوری کر لے۔ کیونکہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ کار تھا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُ
مَعَهُ الْفَتْحَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِي عَشَرَ لَيْلًا لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْبَلَدِ
صَلُّوا أَرْبَعًا فَإِنَّا سَفَرٌ.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میت میں جہاد کیا
ہے اور فتح مکہ کے دن میں حاضر تھا۔ آپ مکہ میں اٹھارہ راتیں رہے۔ نہیں پڑھتے تھے مگر دو
رکعت۔ فرماتے اے شہر والو تم چار رکعت پوری کر لو ہم مسافر ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

۱۱۔ مسافر امام کے پیچھے مقیم اور مسافر مقتدیوں کی نماز

مسافر امام کے پیچھے اگر مسافر اور مقیم دونوں قسم کے مقتدی ہوں تو مسافر مقتدی امام کی پیروی میں دو
رکعت پر سلام پھیر دیں اور مقیم مقتدی کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھیں۔ مسافر امام اپنے قعدہ میں التحیات
، درود اور دعا پڑھ کے سلام پھیر دے اور مقیم مقتدی صرف التحیات پڑھ کے خاموش رہے اور امام کے
بائیں طرف سلام شروع کرنے پر کھڑا ہو جائے۔

۱۲۔ مقیم مقتدی کی صورت میں نماز پوری کرنے کا طریقہ

مسافر امام جب طہر، عصر یا عشاء کی نماز میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیے کہ
اپنی نماز اٹھ کر لاحق کی طرح پوری کر لے یعنی باقی دو رکعتوں کے قیام میں قرأت نہ کرے۔ فاتحہ کی مقدار
خاموش کھڑا رہے، رکوع کے بعد صرف تحمید کہہ کر قومہ کرے اور باقی تمام چیزیں حسب قاعدہ پڑھ کے
نماز پوری کر لے۔ اگر مقیم مقتدی، مسافر امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں شریک
ہو اور اسے ایک رکعت ملی ہو تو وہ مسبوق لاحق کی طرح باقی نماز کو اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں
قرأت نہ کرے فاتحہ کی مقدار خاموش کھڑا رہے۔ پھر رکوع، سجود کر کے بیٹھ جائے۔ التحیات پڑھ کے کھڑا
ہو اور اس دوسری رکعت میں بھی قرأت نہ کرے، خاموش کھڑا رہے۔ پھر تیسری رکعت میں جو پہلی فوت

شدہ ہے، ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت سب پڑھ کے نماز تمام کرے۔ اور اگر مقیم مقتدی، مسافر امام کی اقتداء قعدہ میں کرے تو اپنی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت نہ کرے کیونکہ ان میں حکماً مقتدی ہے مگر مثل لاحق کے ہے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس طرح قرأت کرے کہ پہلی رکعت میں ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے اور دوسری رکعت میں تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے۔ کیونکہ ان میں مسبوق ہے۔ مسافر امام کے مقتدی کو لاحقی رکعت میں کوئی سہو ہو جائے تو سجدہ سہو بھی نہ کرے اور مسبوقی رکعت میں سہو ہو جائے تو اخیر میں سجدہ سہو کرے۔

۱۳۔ مسافر امام کا قصد اچار رکعت پڑھنا

اگر مسافر امام قصد اقصیٰ نماز کی چاروں رکعت پڑھ دے تو کسی کی نماز درست نہ ہوگی اور سہو پڑھے تو سجدہ یہ سہو سے امام کی اور مسافر مقتدی کی نماز درست ہو جائے گی لیکن مقیم مقتدیوں کی نماز پھر بھی نہیں ہوگی وہ دوبارہ پڑھیں۔ مقیم مقتدی، امام کی اقتداء ختم ہو جانے کے بعد اپنی نماز الگ الگ پوری کریں ایک ساتھ نہیں۔

۱۴۔ مسافر امام کی اقتداء میں مقیم مسبوق کی نماز

اگر مسافر امام کے پیچھے مقیم مسبوق نمازی، مقیم امام کے کے مسبوق کی طرح قیام میں قرأت کر دے یعنی لاحقی رکعت میں الحمد اور سورت پڑھ دے اور مسبوقی رکعت میں خاموش رہے یا الحمد پڑھ دے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے ایسے ہی اگر مسافر مقتدی، مقیم امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں مسبوق ہو جائے، اور اسے جماعت کا خواہ کسی قدر حصہ ملے تو وہ اپنی باقی نماز مثل مقیم کے پوری کرے۔

۱۵۔ مسافر کی نماز ظہر

اگر کئی آدمی سفر میں ہوں اور جمعہ نہ پڑھ سکتے ہوں تو وہ اپنی نماز الگ الگ نہ پڑھیں بلکہ انھیں نماز ظہر جماعت کر کے پڑھنی چاہیے۔

۵۔ تبدیلی وطن کی صورت میں صلوٰۃ قصر

صلوٰۃ قصر کے سلسلے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ مسافر کا اصلی مقام کونسا ہے اور جہاں اس نے جانا ہے

اس مقام کی شرعاً حیثیت ہے تو اس کے لیے عرض یہ ہے کہ وطن دو قسم کا ہے۔ وطن اصلی، وطن اقامت وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے۔ یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی ہو۔ وطن اقامت وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔ وطن کے متعلق مسائل حسب ذیل ہیں:-

۱۔ ایک شخص کی دو یا تین بیویاں الگ الگ شہروں میں رہتی ہیں تو وہ سب شہر اس کے وطن اصلی ہیں ان میں سے جس شہر میں جائے گا وہاں مقیم ہوگا، پوری نماز پڑھے۔ پس وطن اصلی تب باطل ہوتا ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ وطن اختیار کر لے خواہ ان جگہوں میں تین دن کی مسافر کا فاصلہ ہو یا نہ ہو۔ نیز وطن اصلی سفر کرنے سے یا دوسری جگہ وطن اقامت بنانے سے باطل نہیں ہوتا البتہ وطن اقامت وہاں سے سفر کرنے سے باطل ہو جاتا ہے۔

۲۔ ایک شخص بالغ ہے اور اپنی پیدائش کی جگہ میں رہتا ہے اور اس کے ماں باپ دوسری جگہ کسی اور مقام پر رہتے ہیں اور اس کے بیوی بچے نہیں ہیں تو وہ جگہ اس کا وطن نہیں جب تک وہاں ہمیشہ رہنے کا ارادہ نہ کر لے۔ مثلاً طالب علم بعض اوقات اپنے اصلی گھر سے دور کسی شہر کے مدرسے میں پڑھنے کے لیے رہائش اختیار کر لیتے ہیں تو وہ مدرسہ ان کا اصلی وطن نہ ہوگا۔ وطن اقامت میں اگر کوئی طالب علم پندرہ دن سے زیادہ رہے تو پوری نماز ادا کرنی چاہئے۔

۳۔ ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہے اب اگر وہ اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ وطن بنا لے اور اپنے پہلے وطن سے کوئی تعلق نہ رکھے تو دوسری جگہ اس کا اصلی وطن بن جائے گا اور جب پہلی جگہ جائے تو وہاں نماز قصر پڑھے۔ اگر پہلی جگہ بچے موجود ہوں تو دونوں جگہ اصلی وطن ہیں خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔

۴۔ وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کر دیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی دونوں کے درمیان مسافت ہو یا نہ ہو اسی طرح وطن اقامت وطن اصلی و سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔

۵۔ اگر اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا اور پہلی جگہ مکان و اسباب وغیرہ باقی ہیں تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔

۶۔ دو چار دن رستہ میں کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ باتیں ایسی ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا۔ روز یہ نیت

ہوتی ہے کہ آج جاؤں کل جاؤں۔ اسی طرح پندرہ دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گا چاہے جتنے دن اسی طرح گزر جائیں۔
۷۔ اگر کوئی شخص ملزم کی گرفتاری یا کسی اور کام کے لیے نکلے مگر یہ معلوم نہ ہو کہ ملزم کہاں گرفتار ہو گیا کام کس جگہ بنے گا تو یہ شخص گمان غالب پر عمل کرے۔ اگر کم از کم تین منزل پر ملزم کے ملنے یا کام بننے کا یقین ہے تو نماز قصر پڑھے اور اگر یہ یقین نہیں ہے تو چاہے ساری دنیا میں پھر آئے تب بھی مقیم ہی کے حکم میں ہے ہر جگہ پوری نماز پڑھنا پڑے گی۔

۸۔ وطن اقامت کے لیے یہ ضرور نہیں کہ تین دن کے سفر کے بعد وہاں اقامت کی ہو بلکہ مدت سفر طے کرنے سے پیشتر اقامت کر لی تو وطن اقامت ہو گیا۔

۹۔ بالغ کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں، نہ اس کے اہل وہاں ہوں تو وہ جگہ اس کے لیے وطن نہیں۔ ایسے ہی مسافر جب وطن اصلی میں پہنچ گیا، سفر ختم ہو گیا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔

۱۰۔ کوئی شخص دو مقام میں ٹھہرنے کی نیت کرے اور ان دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہے کہ ایک مقام کی (بغیر لاؤڈ اسپیکر کی) اذان کی آواز دوسرے مقام تک نہیں جاسکتی۔ وہ مثلاً دس روز ایک جگہ رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز دوسری جگہ، تو اس صورت میں وہ مسافر ہوگا اور اگر رات کو ایک مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں، تو جس جگہ رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے، وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی اور اگر ایک مقام دوسرے مقام سے اس قدر قریب ہے کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جاسکتی ہے تو وہ دونوں مقام ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں مجموعی پندرہ روز ٹھہرنے کے ارادہ سے مقیم ہو جائے گا۔

۶۔ عورت کی نماز قصر

عورت کے لیے بھی نماز سفر میں قصر کا وہی حکم ہے جو مردوں کے لیے ہے اگر عورت تین منزل یا اس سے زائد سفر کی مسافر ہو تو اسے نماز قصر پڑھنی چاہیے عورت کو چاہیے کہ وہ سفر میں اپنے خاوند کے ساتھ جائے البتہ خاوند ساتھ نہ ہونے کی صورت میں مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یعنی باپ، بھائی یا بیٹا وغیرہ ساتھ ہو جائے اچھا ہے۔ بغیر محرم کے عورت کے لیے سفر کرنا درست نہیں۔ بہر کیف غیر محرم کے ساتھ سفر

کرنا جائز نہیں۔ اگر مجبوراً عورت کو اکیلے سفر کرنا پڑے تو عورت سواری کے ساتھ مل کر سفر کرے۔ عورت کی نماز قصر کے مسائل حسب ذیل ہیں:-

۱۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ ہے۔ راستے میں جتنا وہ ٹھہرے گا اتنا ہی اسے ٹھہرنا پڑے گا۔ خاوند کے بغیر زیادہ نہیں ٹھہر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے۔ اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہو تو اس صورت میں عورت مسافر نہ ہوگی چاہے ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے۔ اور اگر مرد کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت مسافر ہوگی اور اسے قصر نماز ادا کرنی چاہیئے۔

۲۔ عورت کا ارادہ چار منزل تک سفر کرنے کا تھا لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گزریں تو وہ مسافر نہیں، نہادھو کر پوری چار کعتیں پڑھے البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ جگہ اگر تین منزل ہو تو وہ مسافر ہے اور اسے مسافر کی طرح قصر نماز پڑھنی چاہیئے۔

۳۔ عورت شادی کے بعد اگر سسرال جائے اور وہیں رہنے لگے تو وہ اس کا اصلی وطن بن گیا اور اب میکا اس کے لیے وطن اص؛ لی نہ رہا۔ یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہو گیا۔ نماز پوری پڑھے۔

۷۔ نماز سفر میں سنت اور نفل پڑھنا

مسافر کو سفر کی حالت میں فرض نماز قصر کرنی چاہیئے یعنی چار رکعت فرض کی جگہ دو رکعت فرض پڑھنے چاہیئیں۔ فرض کے علاوہ تمام نفل اور سنتیں پوری پڑھنی چاہئیں کیونکہ ان میں قصر نہیں۔ اس لیے نوافل اور سنتیں پڑھنا ہی بہتر ہے۔ نوافل اور سنت کو چھوڑ دینا بہتر نہیں۔ کیونکہ ان کے چھوڑنے سے ثواب میں کمی ہوگی البتہ سخت تھکن یا کسی اور وجہ سے کبھی چھوٹ جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں کہ انھوں نے بعض اوقات سنت اور نوافل نہیں پڑھے اور اکثر اوقات پڑھے بھی ہیں اور وہ روایات حسب ذیل ہیں:-

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وطن اور سفر میں نمازیں پڑھیں۔ اس میں نے آپ کے ساتھ وطن میں ظہر کی چار رکعت پڑھیں اس کے بعد دو رکعت سنت، اور آپ کے ساتھ سفر میں ظہر کی دو رکعت پڑھیں اس کے بعد دو رکعت سنت

عصر کی دو رکعت اور اس کے بعد کچھ نہ پڑھا اور مغرب وطن اور سفر میں برابر تین رکعتیں۔ وتروں میں بھی وطن اور سفر میں کمی نہ کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد دو رکعت سنت پڑھیں۔

ابوداؤد میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سفر کیے۔ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے آفتاب ڈھلنے کے بعد ظہر کے دو نفل چھوڑے ہوں۔

ابوداؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے اور نفل پڑھنا چاہتے تو آپ اونٹنی کعبہ کی طرف کر دیتے۔ پھر تکبیر کہہ کر نفل پڑھتے۔

مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے، جدھر بھی اس کا منہ ہوتا آپ اشارے سے نماز پڑھتے۔ تہجد کی نماز اور وتر بھی سواری پر پڑھ لیتے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں فرض نماز کے بعد سنت اور نوافل پڑھ لینا درست ہے۔ اس کے برعکس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یہ بھی ہے جو مسلم اور بخاری میں حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ معظمہ کے راستہ میں تھا تو آپ نے ہمیں نماز ظہر دو رکعت پڑھائی۔ پھر آپ اپنی منزل پر تشریف لائے اور بیٹھ گئے تو کچھ لوگوں کو کھڑا ہوا دیکھا، فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نفل پڑھ رہے ہیں؟، آپ نے فرمایا کہ اگر میں نفل پڑھتا تو پوری نماز پڑھتا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا، تو آپ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں سنت اور نوافل پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ اس زمانے میں سفر بہت سخت ہوتا تھا اس لیے اکثر سفروں میں فرض قصر نماز ادا کرنے پر اکتفا کیا گیا۔ لیکن اب اس وقت کے سفر اور موجودہ سفر کی سہولتوں میں بہت فرق ہے اس لیے سنت اور نوافل پڑھ لینا ہی بہتر ہے چھوڑنے میں حرج تو نہیں لیکن اپنی ہی عاقبت میں ثواب میں کمی کا نقصان ہے۔

اس لیے اہل تقویٰ اور صوفیاء کا یہی مسلک رہا ہے کہ انھوں نے سفر میں فرج کی قصر نماز پڑھنے کے بعد سنت اور نوافل پڑھنے کو ترجیح دی ہے، ہر سفر میں نماز فجر اور مغرب کی سنتیں اور عشاء میں وتر بالکل نہیں

چھوڑنے چاہئیں۔

۸۔ مختلف نوعیت کے مسافروں کی نماز

قدیم زمانے کی نسبت سفر کی نوعیت کئی لحاظ سے بدل چکی ہے، اب لوگ گھوڑوں اور اونٹوں کی بجائے ریل، ہوائی جہاز، بحری جہاز اور کشتیوں وغیرہ میں سفر کرتے ہیں، لہذا ہر قسم کے مسافر کی نماز قصر کا مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ ریل کے سفر میں نماز

چلتی ریل گاڑی یا کشتی پر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ریل گاڑی جب کسی پلیٹ فارم پر رکے اور کچھ دیر اس کے کھڑا ہونے کی امید ہو تو پلیٹ فارم پر ہی نماز پڑھ لی جائے۔ اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر چلتی ریل گاڑی میں نماز پڑھ لینا درست ہے تاکہ نماز کا وقت نہ نکل جائے۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے لیے جگہ نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لینی چاہیے۔ دوران نماز اگر ریل گاڑی گھوم جانے سے نماز کی منہ قبلہ کی طرف سے ہٹ جائے تو فوراً قبلہ کی طرف پھر جانا چاہیے۔ بسا اوقات ریل گاڑی میں اگر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا جائے تو گاڑی کی چھت سر سے ٹکراتی ہے اور آمنے سامنے کی سیٹوں کے درمیان فاصلہ بھی بہت ہوتا ہے کہ گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور بحالت قیام ریل سے اتر کر نماز ادا کرنے میں کوئی خدشہ ہوتا کہ گاڑی چل جائے گی تو ان تمام صورتوں میں نماز پڑھنے کے لیے گاڑی سے اترنے کی ضرورت نہیں بلکہ گاڑی ہی میں بیٹھ کر نماز ادا کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ ہوائی جہاز پر نماز

ہوائی جہاز میں اگر مسافر کو یقین ہو کہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے ہوائی جہاز منزل مقصود پر پہنچ جائے گا اور زمین پر اتر کر نماز مل جائے گی تو زمین پر اتر کر نماز پڑھنی چاہیے اس کے برعکس اگر ہوائی جہاز کا سفر لمبا ہو اور نماز کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ہوائی جہاز پر نماز پڑھ لینی چاہیے لیکن زمین پر اترنے کے بعد اس نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے کیونکہ علماء کا کہنا ہے کہ ہوائی جہاز پر نماز درست نہیں۔ اس کی وجہ دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہوائی جہاز چونکہ فضا میں اڑتا ہے اور نماز کے لیے مستقر علی

الارض یعنی چیز کا زمین پر ہونا ضروری ہے۔

۳۔ بحری جہاز میں نماز

بحری جہاز چونکہ سطح سمندر پر چلتا ہے اور بحری جہاز بواسطہ پانی زمین پر ہی ہوتا ہے اس لیے بحری جہاز کے مسافروں کے لیے جہاز میں نماز پڑھ لینا درست ہے۔

۴۔ کشتی پر نماز

کشتی بھی مثل بحری جہاز ہے اس لیے کشتی کے مسافر کو کشتی پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگر کشتی سمندر میں لمبے سفر پر ہو تو کشتی کے مسافر اور کشتی بان کے لیے نماز میں قصر کرنا درست ہے۔

۵۔ سواری پر نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہو اور کوئی آدمی ساتھ نہیں اور نہ ہی کوئی چیز باندھنے کے لیے ہو۔ اور اترنے میں گھوڑے کے بھاگ جانے کا خوف ہو یا رات ہو جانے سے جان کا اندیشہ ہو تو گھوڑا اٹھرا کر، ورنہ چلتے ہوئے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے فرض نماز پڑھ لینا درست ہے۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ گھوڑے کے چلے جانے کا غالب گمان ہو اور اگر ویسے ہی شک ہو تو گھوڑے پر نماز نہ پڑھے بلکہ زمین پر اتر کر شروع کرے، پھر اگر گھوڑا بھاگنے کو ہو تو نماز توڑ کر اس کو پکڑ لے۔ مجبوری کی حالت میں اونٹ کے کجاوے میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اترنا اور قافلہ کے ساتھ رہنا سب سہل ہو تو کجاوے میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ غرض کہ اگر جاندار سواری سے اترنے میں جان یا مال کا قوی اندیشہ ہو یا دشمن کا مقابلہ ہو تو بغیر اترے اس پر نماز درست ہے ورنہ نہیں۔ اور جب ایسی حالت میں سواری پر نماز پڑھے تو پھر اس نماز کا لوٹنا واجب نہیں۔

قضا نماز کی ادائیگی

فرض نماز جو اپنے وقت مقررہ پر ادا نہ کی جاسکے اور وقت گزرنے کے بعد پڑھی جائے تو اسے قضا پڑھنا کہا جائے گا اور اگر وقت کے اندر ہی نماز پڑھی جائے تو اسے ادا نماز کہا جائے گا۔ مثلاً فجر کی نماز اگر فجر ہی کے وقت میں پڑھی جائے تو ادا کہلائے گی اگر اس کا اصلی وقت گزر جانے کے بعد ادا کیا جائے تو قضا یا فوت شدہ کہلائے گی مطلب یہ ہوا اگر فجر کی نماز کو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھا جاتے تو وہ قضا نماز پڑھی جائے گی۔

مسائل قضا نماز

۱۔ نماز قضا کرنے کا گناہ

بلا شرعی عذر نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے لہذا ایسے مسلمان پر فرض ہے کہ وہ سچے دل سے توبہ کرے اور قضا پڑھے۔ کیونکہ توبہ سے تاخیر کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ قبول توبہ کے لیے ضروری ہے کہ پچھلی قضا نمازیں پوری کرے اور آئندہ قضا نہ کرنے کا عہد کرے اور پھر نماز کو نماز کے وقت ہی میں ادا کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ نماز کی حفاظت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کی حفاظت کرے تو قبر اور قیامت کے دن نماز اس کے لیے نور ایمان ہوگی اور نجات کا ذریعہ بنے گی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہیں کرتا، نہ اس کے لیے نور ایمان ہوگا بلکہ قیامت کے روز تو وہ قارون فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ بے نمازیوں کا انجام اچھا نہیں۔

۲۔ نماز کو قضا کرنے کا شرعی عذر

ہر ایسا کام جس سے جانی نقصان کا خطرہ ہو یا شدید مالی نقصان ہو جانے کا اندیشہ ہو، جس کا بعد میں

پورا کرنا مشکل ہو تو اس صورت میں اگر نماز قضا ہو جائے تو اس کی قضا ضرور پڑھنی چاہیے۔ ایسے ہی دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لیے کافی عذر ہے۔ مسافر کو چور یا ڈاکو کا اندیشہ ہو تو اس وجہ سے بھی وقتی طور پر نماز قضا کر سکتا ہے۔

۳۔ فرض نماز کی قضا

فرض نماز کی قضا فرض ہے، واجب کی قضا واجب ہے جیسے وتر کی قضا واجب ہے۔ منت چونکہ واجب ہوتی ہے اس لیے منت مانی ہوئی نماز کی قضا بھی واجب ہے۔ ایسے ہی نفل نماز شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کسی وجہ سے نفل نماز فاسد ہو جائے یا شروع کر دینے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑنی پڑے تو اس کی قضا واجب ہے۔

۴۔ فجر کی سنتوں کی قضا

فجر کی سنتیں بہت اہم ہیں۔ اگر کسی وجہ سے انکی قضا ہو جائے تو زوال سے پہلے ان کی قضا پڑھ لی جائے۔ اور زوال کے بعد قضا پڑھنے کی صورت میں صرف فرض کی قضا پڑھی جائے۔

۵۔ سنت مؤکدہ اور نوافل کی قضا

سنت مؤکدہ اور نوافل کی قضا نہیں ہے۔ اگر کوئی پڑھ بھی لے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

۶۔ سوتے یا بھولے میں قضا ہونا

سوتے ہوئے یا بھول کر اگر کوئی نماز قضا ہو گئی تو اس کی قضا پڑھنا فرض ہے۔ البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں۔ لہذا جاگنے پر یا یاد آنے پر نماز پڑھ لے کیونکہ تاخیر مکروہ ہے۔

۷۔ اکیلے کی قضا نماز کی ادائیگی

اگر اکیلے آدمی کی نماز قضا ہو گئی ہو تو اسے خاموشی سے گھر پر قضا نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ اگر چاہے تو مسجد میں بھی قضا پڑھ لے۔ لیکن لوگوں میں اس کا ذکر نہ کرے کیونکہ چرچا کرے سے اچھا تاثر قائم نہیں۔

ہوتا۔ ویسے بھی اپنی غفلت یا مجبوری دوسروں پر اظہار کرنا اچھا خیال نہیں کیا جاتا۔

۸۔ قضا نماز کی جماعت

اگر کسی وقت چند لوگوں کی نماز قضا ہو جائے مثلاً اجتماعی سفر کے دوران وقت پر نماز ادا کرنے کا موقع نہ مل سکا ہو یا خدا نخواستہ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو یا سونے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل گیا ہو تو ان سب صورتوں میں جب لوگوں کی نماز قضا ہو گئی ہو تو انھیں مل کر جماعت سے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ اگر فجر مغرب یا عشاء کی نماز پڑھیں تو امام قرأت بلند آواز سے کرے اور اگر ظہر یا عصر کی قضا پڑھی جائے تو قرأت آہستہ آواز سے کی جائے۔

۹۔ قضا نماز پڑھنے کا وقت

قضا نماز پڑھنے کا یوئی وقت مقرر نہیں جب یاد آئے اور موقع ملے تو فوراً پڑھ لینی چاہیے۔ لیکن ممنوع اور مکروہ وقت میں قضا نماز نہ پڑھے جیسے زوال یا سورج کے طلوع اور غروب کے وقت کوئی نماز نہیں پڑھی جاتی۔

۱۰۔ قضا نماز کی نیت

قضا نماز کی نیت کرتے ہوئے اس نماز کا نام لینا ضروری ہے جس دن یا وقت کی نماز قضا ہوئی ہو اور نیت میں کہے کہ فلاں وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔

۱۱۔ نماز فجر قضا پڑھنے کا طریقہ

اگر نماز فجر پڑھتے ہوئے سورج نکل آئے تو نماز نہ ہوئی تو پھر اچھی طرح سورج طلوع ہونے کا انتظار کرے۔ جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز فجر قضا پڑھے۔

۱۲۔ نماز عصر

نماز عصر پڑھتے وقت سورج غروب نہیں ہوا تھا لیکن پڑھنے کے دوران سورج ڈوب گیا تو نماز مکمل

کرے، نماز ادا ہو جائے گی۔ البتہ سورج ڈوبنے پر پڑھنا شروع کی تو نماز نہ ہوگی بلکہ بعد میں عصر کی قضا نماز ادا کرنی چاہیے۔

۱۳۔ کئی نمازوں کی قضا

اگر کسی شخص کی کئی نمازیں قضا ہو گئی ہوں تو ان کی قضا میں دیر نہ کی جائے بلکہ جہاں تک ہو سکے، جلدی پڑھ لے، اگر پڑھ سکتا ہو تو ایک ہی وقت میں ساری نمازیں پڑھ لے، یہ ضروری نہیں کہ ہر نماز کی قضا اس کے وقت پر ہی پڑھے۔ یعنی عصر کی قضا عصر پر پڑھے اور ظہر کی قضا ظہر کے وقت میں پڑھے بلکہ جب موقع ملے ایک وقت میں جب قضا نمازیں پڑھنے کی ہمت ہو پڑھ کر تعداد پوری کر لے۔

۱۴۔ کئی مہینوں کی قضا پڑھنے کا طریقہ

اگر کسی شخص کی کئی مہینوں کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں تو اس کو چاہیے کہ وہ قضا شدہ نمازوں کا اندازہ کرے اور پھر قضا نمازیں پڑھنا شروع کر دے۔ اور اس صورت میں قضا نماز کی نیت میں نماز کا نام یعنی فجر یا ظہر یا عصر وغیرہ لینا ضروری ہے۔

۱۵۔ نماز جمعہ کی قضا نہیں

جمعہ کی نماز کی قضا نہیں لہذا جب جمعہ رہ جاتے تو اس کی جگہ ظہر کی نماز پڑھے۔ اگر کسی کی بہت سی جمعہ کی نمازیں رہ گئی ہوں تو ان کی جگہ اتنی ظہر کی نمازیں پڑھے۔

۱۶۔ عیدین کی بھی قضا نہیں

جس طرح نماز جمعہ کی قضا نہیں ایسے ہی اگر کسی شخص کی عید کی نماز رہ جائے تو اس کی بھی قضا نہیں اور نہ ہی وقت کے اندر تنہا عید کی نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ نماز عید کے لیے جماعت شرط ہے۔

۱۷۔ وقت کی تنگی میں ادا نماز پہلے پڑھنا

وقت کی تنگی کی صورت میں پہلے ادا نماز پڑھنی چاہیے پھر قضا نماز پڑھنی چاہیے۔ اگر پہلے قضا پڑھے تو

ادانماز کا وقت نکل جائے گا اور وہ بھی قضا ہو جائے گی۔ اس لیے پہلے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

۲۔ صاحب ترتیب کی نماز

صاحب ترتیب کی قضا نماز کے حکم میں ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صاحب ترتیب کون ہے؟ تو بالغ ہونے کے بعد جس شخص کی نماز قضا نہ ہوئی ہو یا زندگی میں پہلی بار چند نمازیں قضا ہوئی ہوں یا پہلے اگر قضا ہوئی تو قضا پڑھ لی تو اب اس کے ذمے صرف چند نمازوں کی قضا ہے تو ایسے شخص کو صاحب ترتیب کہا جاتا ہے۔ صاحب ترتیب کے لیے قضا نمازوں کے پڑھنے کے مسائل حسب ذیل ہیں:-

۱۔ پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض دور میں ترتیب ضروری ہے۔ کہ پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء پھر وتر پڑھے خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا بعض قضا۔ مثلاً ظہر کی قضا ہوگئی تو فرض ہے کہ اس پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہو گیا تو اسے پڑھ کر فجر پڑھے۔ اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا فجر کی پڑھ لی تو ناجائز ہے (فتاویٰ عالمگیری)

۲۔ ترتیب کے لیے مطلق وقت کا اعتبار ہے۔ مستحب وقت ہونے کی ضرورت نہیں۔ تو جس کی عصر کی نماز قضا ہوگئی اور آفتاب زرد ہونے سے پہلے ظہر سے فارغ نہیں ہو سکتا۔ مگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے دونوں پڑھ سکتا ہے تو پہلے ظہر پڑھ لے پھر عصر پڑھے۔ (درمختار)

۳۔ جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی تو پہلے اس قضا کو پڑھ لے تب کوئی ادا نماز پڑھے۔ اگر بغیر قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی۔ قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے۔ ہاں اگر قضا پڑھنی یاد نہیں رہی بالکل بھول گیا اور دوران نماز میں بھی یاد نہیں آیا تو ادا درست ہوگئی۔ اب جب یاد آوے تو فقط قضا پڑھ لے، ادا کو نہ دہرائے۔ (فتاویٰ عالمگیری) اسی طرح وقت بہت تنگ ہو جانے کی وجہ سے اگر پہلے ادا پڑھ لی پھر قضا نماز پڑھی تب بھی ادا کو نہ دہرائے (شرح البدایہ)

۴۔ اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقہ سے پڑھے تو دونوں نمازوں کی گنجائش نہیں۔ تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بقدر جواز جہاں تک اختصار کر سکتا ہے کرے (فتاویٰ عالمگیری)

۵۔ اگر دو تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی

قضا نہیں ہے تو جب تک ان پانچوں نمازوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک اور نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ ابھی صاحب ترتیب ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے پہلے چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے، پھر اس کے بعد والی، پھر اس کے بعد والی، بغیر اس ترتیب کے درست نہ ہوگی (ہدایہ) اور اگت ان پانچ کے علاوہ ایک اور نماز قضا کر دی اور چھ نمازیں ذمہ ہو گئیں تو اب وہ صاحب ترتیب نہیں رہا۔ (درمختار)

۶۔ اگر صاحب ترتیب کی ایک نماز قضا ہوئی اور اس نے بغیر اس کے ادا کیے اگلی نمازیں پڑھنا شروع کر دیں تو اس طرح اس کی اگلی چار نمازیں غیر مستقل رہیں گی البتہ پانچویں نماز پڑھنے پر پانچوں ہو جائیں گی اور صرف وہی ایک نماز اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ ایسا شخص اگر پانچوں نماز سے پہلے اور قضا سمیت چھٹی نماز سے پہلے اپنی پہلی قضا نماز کو ادا کر لے تو درمیان میں پڑھی ہوئی نمازیں نفل ہو جائیں گی، انھیں پھر سے ترتیب وار پڑھے۔ (درمختار)

۷۔ فجر کی نماز قضا ہو گئی اور یاد ہوتے ہوئے ظہر کی پڑھ لی، پھر فجر کی پڑھی تو ظہر کی نہ ہوئی۔ عصر پڑھتے وقت ظہر کی یاد ہوتے اپنے گمان میں ظہر کو جائز سمجھا تھا تو عصر کی ہو گئی۔ غرض یہ ہے کہ فرضیت ترتیب سے جو ناواقف ہے اس کا حکم بھولنے والے کی مثل ہے کہ اس کی نماز ہو جائے گی۔ (درمختار)

۸۔ غیر صاحب ترتیب کو جس کی چھ یا چھ سے زیادہ نمازیں قضا ہو جائیں، بغیر ان کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنا جائز ہے اور جب اپنی ان نمازوں کو پڑھے تو جو نماز سب سے پہلے قضا ہوئی ہے پہلے اسی کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے، سب طرح جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے۔ البتہ یہ تعین کرنا ضروری ہے کہ یہ فلاں وقت کی پہلی نماز ہے یا دوسری یا تیسری یا آخری۔

۹۔ اپنے کو اگر با وضو گمان کر کے ظہر پڑھی، پھر وضو کر کے عصر پڑھی پھر معلوم ہوا کہ ظہر میں وضو نہ تھا تو عصر کی ہو گئی۔ صرف ظہر قضا کر کے پڑھے (فتاویٰ عالمگیری)

۱۰۔ کئی مہینے یا کئی برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہو گئی تھیں۔ اور اب تک ان کی قضا نہیں پڑھی لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتا رہا، کبھی قضا نہیں ہونے پائی، کچھ عرصہ کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس صورت میں بھی بغیر اس کی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنا درست اور ترتیب واجب نہیں کیونکہ یہ شخص صاحب ترتیب نہیں ہے۔

۱۱۔ اگر وقت کی تنگی کے سبب ترتیب ساقز ہوگئی اور وقتی نماز پڑھ رہا تھا، کہ اثنائے نماز میں وقت ختم ہو گیا تو ترتیب عود نہ کرے یعنی وقتی نماز ہوگئی۔ مگر فجر و جمعہ میں کہ وقت نکل جانے سے یہ خود ہی نہیں ہوتیں۔

قضا نماز زیادہ نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی، پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہوگئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو وقتیہ بھی نہ ہوگی۔

۱۲۔ جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہوگئی۔ اگر فجر پڑھ کر جمعہ میں شریک ہو سکتا ہے تو تو فرض ہے کہ پہلے فجر پڑھے اگرچہ خطبہ ہوتا ہو اور اگر جمعہ نہ ملے گا مگر ظہر کا وقت باقی رہے گا جب بھی فجر پڑھ کر ظہر پڑھے اور اگر ایسا ہے کہ فجر پڑھنے میں جمعہ جاتا رہے گا اور جمعہ کے ساتھ وقت بھی ختم ہو جائے گا تو جمعہ پڑھ لے پھر فجر پڑھ لے اس صورت میں ترتیب ساقط ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۳۔ قضاے عمری

قضاے عمری کا مطلب ہے کہ جس شخص کی عمر بھی کی نمازیں قضا ہو گئیں ہوں وہ بقیہ عمر میں قضا نماز میں پوری کرے۔ جسے قضاے عمری کہا جاتا ہے لیکن عام لوگوں میں قضا عمری کا ایک عام غلط مفہوم پایا جاتا ہے کہ جمعہ الوداع کے دن چار رکعت نماز قضا عمری پڑھنے سے عمر بھر کی نمازوں کی قضا ادا ہو جاتی ہے لیکن یہ درست نہیں بلکہ قضاے عمری کی نمازیں پوری کرنے کے طریقے حسب ذیل ہیں:-

۱۔ اگر کسی شخص کی عمر کا کچھ حصہ نماز سے غفلت میں گزر جائے اور عمر کے اس حصے میں اس نے نمازیں بالکل نہ پڑھی ہوں یا پڑھی بھی تو کبھی کبھار کوئی نماز پڑھ لی تو اللہ تعالیٰ جب اسے توفیق دے تو اسے پہلی فرصت میں چاہیے کہ اپنی عمر کی قضا نمازوں کو پورا کرے، ان قضا شدہ نمازوں کا حساب لگائے اور انھیں مسلسل پڑھنا شروع کر دے اور اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کی (مثلاً) فجر کی پہلی یا دوسری) نماز پڑھتا ہوں۔ بغیر اس طرح نیت کیے قضا صحیح نہیں ہوتی۔ (درمختار)

۲۔ اگر کسی کو دن، تاریخ، مہینہ یا سال کی تعداد نہ ہو تو اندازہ کرے، جو تعداد زیادہ سے زیادہ اندازہ میں آئے اس کو اختیار کرے اور ہر نماز کے لیے یوں نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلے قضا پڑھتا ہوں یا ظہر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی قضا پڑھتا ہوں۔ اسی طرح عصر وغیرہ کے لیے نیت کرتا رہے یہاں تک کہ دل گواہی دے دے کہ سب نمازیں پوری ہو گئیں

(درمختار)

۳۔ قضا نماز پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اس لیے دوسری میں اوقات ممنوعہ کو چھوڑ کر جس وقت فرصت ہو وضو کر کے حسب قاعدہ ایک دن رات کی بیس رکعتیں پڑھ لیا کرے اور اپنی نمازوں کا حساب رکھے۔

تیسری صورت یہ بھی جائز ہے کہ ایک ایک وقت کی پوری پوری اکٹھی نمازیں پڑھ لے۔ مثلاً پہلے فجر کی ساری، پھر ظہر کی پھر عصر کی پھر مغرب کی پھر عشاء کی (درمختار)

۴۔ ایک صورت یہ ہے کہ بچگانہ ہر نماز سے پہلے یا بعد میں ایک ایک وقت دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی۔ یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔ ایک نماز کی صورت میں سال بھر میں سابقہ ایک سال کی نماز ادا ہوگی۔

۵۔ کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنی واجب ہے۔ توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں۔ البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہو گیا۔ اب ان کی قضا نہ پڑھے گا تو پھر گنہگار ہوگا۔ (درمختار)

مرنے والے کی قضا نمازوں کا فدیہ

ایک مسلمان، اگر اس کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور آخری وقت میں ان کی قضا ادا کیے بغیر وہ دنیا سے کوچ کر جائے تو ایسے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے لواحقین کو مرتے وقت نمازوں کی جگہ فدیہ دینے کی وصیت کر جائے اور ایسی وصیت کرنا واجب ہے۔ ایسے فدیے کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ ایک تہائی مال سے فدیہ دینا

جب کوئی مرنے والا قضا نمازوں کے بدلے میں فدیہ کی وصیت کر جائے تو اس کے مال میں سے کفن دفن اور قرض وغیرہ اگر ہو تو ادا کر کے بقایا مال سے ایک تہائی رقم کو فدیہ کے طور پر مستحقین میں بانٹ دینی چاہئے۔ وصیت کی صورت میں مرنے والے کے مال کا اختیار رکھنے والے پر فدیہ واجب ہے ہو جاتا ہے اگر فدیہ نہ دے گا تو گنہگار ہوگا۔

۲۔ مقدار فدیہ

ہر فرض نماز اور وتر کے عوض نصف صاع گہوں فی نماز کے حساب سے فدیہ ادا کریں۔ اس طرح پانچ فرض اور ایک واجب وتر ملا کر چھ نمازوں کا فدیہ دس ۰ اکلو گرام یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت فدیے میں ادا کی جاسکتی ہے۔ ہر نماز کے فدیے کی مقدار صدقہ فطر کے برابر ہے۔

۳۔ فدیہ مرنے کے بعد ہے

اگر کوئی مرنے والا بحالت زندگی اپنی نمازوں کا فدیہ دے تو وہ جائز نہیں کیونکہ کمزوری، ضعیفی یا بیماری کی حالت میں نماز پڑھنے کا ہی حکم ہے خواہ اشارے سے نماز پڑھنی پڑے۔

۴۔ فدیہ کے بدلے میں قرآن مجید دینا

فدیے کے بدلے میں قرآن مجید خرید کر دینا جائز نہیں کیونکہ بعض لوگ ایسا کر دیتے ہیں کہ فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دے دیتے ہیں، اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا۔

۵۔ میت کی وصیت کے مطابق ورثاء کا نماز پڑھنا درست نہیں

اگر مرنے والے کی وصیت کے مطابق ورثاء اس کی طرف سے قضا نمازیں پڑھیں تو وہ درست نہ ہوگا۔ کیونکہ نماز دوسرے کے ادا کرنے سے ادا نہیں ہوتی۔

۶۔ نقد فدیہ دینا

فدیے کے سلسلے میں یہ ورثاء کو اختیار ہے کہ وہ گہوں وغیرہ تقسیم کریں یا نقد دیں۔ اگر کسی دینی مدرسے کے طلباء کو دینی کتابیں خرید کر دینا چاہیں تو بھی درست ہے۔ ایسی کتابیں طلباء کی ملکیت میں دینا ضروری ہیں۔

نماز بیمار

نماز کی اہمیت اس امر سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ عبادت اسلام میں اتنی اہم ہے کہ بیماری کی حالت میں بھی معاف نہیں اور ہر صورت میں نماز قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اگر کھڑے ہونے کی ہمت اور طاقت ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے اور اگر بیماری میں شدت مرض اور تکلیف کے باعث کھڑے ہوئے کی بھی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیے۔ بہر کیف کسی صورت میں بھی نماز نہیں چھوڑنی چاہیے۔

۱۔ حکم قرآن

قرآن مجید میں کروٹ کے بل لیٹ کر نماز پڑھ لینے کا حکم قرآن پاک کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔
 الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ
 وہی لوگ اچھے ہیں جو اللہ کو کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور کروٹ کے بل لیٹ کر یاد کرتے ہیں۔

(آل عمران: ۱۹۱)

اگرچہ اس آیت کا صریحاً اشارہ ذکر الہی کی طرف ہے لیکن اس طرف بھی اشارہ ہے کہ لیٹ کر بھی یاد الہی کی جاسکتی ہے اور یاد رہے کہ یاد الہی کا سب سے عمدہ ذریعہ نماز ہے۔

۲۔ حکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری میں بیمار کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی فرمان ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی ہمت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھو۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ

لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ.
حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر نہ ہو سکے بیٹھ کر نماز پڑھ۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے پس اپنی کروٹ پر
نماز پڑھ (بخاری شریف)

۳۔ لیٹ کر نماز پڑھنے کا طریقہ

لیٹ کر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ لیٹتے وقت شمال کی جانب سر رکھے اور پاؤں جنوب کی جانب
کرے۔ لیٹتے ہوئے داہنی کروٹ پر لیٹ جائے، منہ قبلہ کی طرف کر کے تکبیر تحریمہ کے بعد دونوں
ہاتھوں کو سینے پر رکھ لے، رکوع کے وقت سر کو تھوڑا سا جھکائے ایسے ہی پھر سجدہ میں اشارہ سے تسبیح پڑھے
اسی طرح دو چار رکعت والی نماز کو مکمل کر کے سلام پھیر دے اگر مندرجہ طریقہ سے نہ لیٹ سکتا ہو، تو جس
طرح لیٹا ہو ویسے ہی اشارے سے نماز ادا کرے۔

بیماری کی نماز کے مسائل

۱۔ بیٹھ کر نماز پڑھنا

جو شخص بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا کھڑے ہونے سے بیماری
بڑھنے کا خطرہ ہو یا کھڑے ہو کر سر چکرا کر گر جانے کا خطرہ ہو یا درد شدید ہو جو ناقابل برداشت ہو تو ان
سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ پھر اگر رکوع سجود کر سکتا ہو تو بیٹھ کر رکوع سجود کرنا چاہیے۔

۲۔ رکوع اور سجود کی جگہ اشارہ کرنا

اگر رکوع اور سجود کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو رکوع اور سجود کو اشارہ سے ادا کرے سجدے کے لیے
رکوع کے اشارہ سے ذرا زیادہ جھکے لیکن سجدہ کی جگہ پر تکیہ وغیرہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سجدہ کی جگہ تکیہ رکھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے تکیہ پھینک دیا اور
فرمایا کہ زمین پر سجدہ کرو اور طاقت نہ ہو تو اشارے سے نماز پڑھو۔

۳۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کی اجازت

اگر مریض میں بیٹھنے کی ہمت نہ ہو تو گاؤتکیہ یا کسی اور چیز وغیرہ کی ٹیک لگا کر بیٹھ سکتا ہے۔ اگر اپنے آپ بیٹھ نہ سکتا ہو تو کوئی دوسرا بیٹھا سکتا ہے۔ بیٹھنے میں کسی خاص طریقے سے ضروری نہیں۔ جس طرح آسانی ہو اسی طرح بیٹھ سکتا ہے اگر ممکن ہو تو مسنون طریقے سے بیٹھے جس طرح قعدہ میں بیٹھا جاتا ہے۔

۴۔ اشارے کا طریقہ کار

رکوع اور سجدے کے لیے جب اشارہ کرے تو آنکھ کا اشارہ کافی نہیں بلکہ سر سے اشارہ کرنا چاہیے۔ رکوع میں تھوڑا سر جھکانا چاہیے اور سجدہ کے اشارے میں زیادہ سر جھکانا چاہیے۔

۵۔ رکوع اور سجدہ کا دیگر طریقہ

اگر کوئی شخص کھڑا ہو سکتا ہو مگر رکوع سجدہ نہیں کر سکتا تو بھی بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ اگر کھڑا ہو کر پڑھے اور رکوع کے لئے اشارہ کرے یا رکوع پر قادر ہو تو رکوع کرے مگر پھر بیٹھ کر سجدہ کے لیے اشارہ کرے۔

۶۔ پیشانی پر زخم کی صورت

اگر پیشانی پر زخم ہے کہ سجدہ کے لیے ماتھا زمین پر نہیں لگایا جاسکتا تو ناک پر سجدہ کرے ایسا نہ کیا بلکہ اشارہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔

۷۔ تھوڑی نماز بیٹھ کر اور تھوڑی کھڑے ہو کر پڑھنا

بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا پھر نماز ہی میں اچھا ہو گیا تو اسی نماز کو کھڑا ہو کر پورا کرے۔ کیونکہ بیٹھنے کا جو عذر تھا وہ ختم ہو جانے پر کھڑا ہونا بہتر ہے۔

۸۔ بیہوشی سے ہوش میں آنے پر نماز پڑھنا

ایک شخص روزانہ بیہوش ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اس کو ہوش بھی آ جاتا ہے۔ تو اگر افاقہ کسی وقت مقررہ پر ہوتا ہے تو نمازوں کی قضا واجب ہے اور اگر وقت مقرر نہیں تو قضا نہیں ہے۔

۹۔ مسلسل بے ہوشی کی صورت میں قضا نماز پڑھنا واجب نہیں

اسی طرح اچھا خاصا آدمی بے ہوش ہو جائے تو اگر بے ہوشی ایک دن رات یا اس سے کم ہوئی تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن ایک رات سے زیادہ ہو گئی ہو قضا پڑھنا واجب نہیں۔

۱۰۔ اشارے کی زاققت نہ ہونے کی صورت میں نماز

اگر سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے۔ پھر اگر ایک دن رات سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہو گئی اور اس کی قضا بھی واجب نہیں ہے اور اگر ایک دن رات کے اندر پھر اشارہ سے پڑھنے کی طاقت آگئی تو اشارہ ہی سے چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا بھی پڑھے۔

۱۱۔ حد سے زیادہ کمزوری میں نماز

اگر کسی مریض کی مرض کی وجہ سے حد درجہ کی کمزوری ہو جائے کہ اس میں اشاروں سے بھی نماز پڑھنے کی سکت نہ ہو تو پھر اس وقت نماز نہ پڑھے۔ صحت مند ہونے پر اس کی قضا پوری کرے۔ اور اگر یہی کیفیت پانچ نمازوں سے زیادہ ہو جائے تو پھر ان نمازوں کی قضا واجب نہیں بلکہ ایسی نمازیں معاف ہیں۔

۱۲۔ نماز کے دوران مرض کا حملہ

اگر کسی شخص پر نماز کے دوران مرض کا حملہ ہو جائے اور وہ کھڑا ہونے سے معذور ہو جائے۔ جیسے درد گردہ کا یکدم شروع ہو جانا تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اور بیٹھنے سے بھی معذور ہو جاتے تو لیٹ کر پڑھے، رکوع اور سجود کرنے کے قابل نہ رہا ہو تو اشاروں سے رکوع سجود کرے۔ الغرض یہ کہ یکدم مرض کے حملہ کی صورت میں باقی نماز جیسے بھی پوری کر سکتا ہو کر لے۔

۱۳۔ مرض کی حالت میں قضا نماز

اگر کسی شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے اور پھر وہ بیمار پڑ گیا تو اسے قضا نماز ادا کرنے کے لیے صحت یابی کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ بیماری کے دوران ہی اگر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر جس طرح بھی ہو قضا نماز

ادا کر لینی چاہیے۔

۱۴۔ طبیب کے حکم کی پاسداری

بعض امراض ایسے ہوتے ہیں، کہ طبیب مریض کو ہدایت کر دیتا ہے کہ فلاں وقت تک تم نے ہلنا نہیں اور چت لیٹے رہنا ہے تو اس صورت میں طبیب کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے لیٹے ہوئے اشارے سے نماز پڑھ لینا جائز ہے جیسے آنکھ بنوانے کے بعد دو تین دن مریض کو چت لیٹنا پڑتا ہے۔

۱۵۔ بیماری کی حالت میں نماز کا قضا ہونا

بیماری کی حالت میں اگر کوئی نماز قضا ہو جائے تو تندرست ہونے پر اسے تندرستوں کی طرح نماز ادا کرنی چاہیے، اب وہ قضا نماز بیماروں کی طرح ادا نہیں کر سکتا جیسا کہ بیماری میں بیٹھ کر یا اشارے سے ادا کی جاتی ہے۔

۱۶۔ روزہ رکھنے میں جسمانی کمزوری

بعض کمزور لوگوں کو روزہ رکھنے سے وقتی کمزوری ہو جاتی ہے اگر یہ صورت ہو کہ روزہ رکھے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور اگر روزہ نہ رکھے تو اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی سکت ہے تو اس صورت میں روزہ ضرور رکھنا چاہیے اور نماز بیٹھ کر پڑھ لینی چاہیے۔

۱۷۔ مجبوری کی حالت میں نجس بستر پر نماز پڑھنا

اگر کسی بیمار آدمی کا بستر وغیرہ نجس ہو اور دوسرے بستر کا مہیا ہونا ناممکن ہو۔ یا بیماری کی وجہ سے بار بار بستر نجس ہو جائے تو پھر نجس بستر پر ہی نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ بیمار دار اگر مریض کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کریں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ انھیں مریض کی خدمت کا آخرت میں بے حد اجر ملے گا۔

صلوۃ الخوف

مسلمان کی زندگی ایک نہایت ہی اہم پہلو جہاد ہے اور نماز کی اتنی اہمیت ہے کہ جہاد کی صورت میں بھی معاف نہیں بلکہ شرعاً یہی حکم ہے کہ میدان جنگ میں لڑائی کی صورت میں بھی نماز پڑھی جائے۔ صلوۃ خوف کوئی علیحدہ نماز نہیں، بلکہ پانچوں نمازوں میں سے جو بھی میدان کارزار میں جنگ کی صورت میں پڑھی جائے گی وہ صلوۃ الخوف کہلائے گی۔ نماز خوف کے بارے میں شرعی احکامات حسب ذیل ہیں:-

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز خوف کے بارے میں فرمایا کہ جب دشمن کا خوف ہو تو فوج کو گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ان دونوں میں سے ایک گروہ پہلے نماز پڑھے جب وہ پڑھ لے تو پھر دوسرا گروہ نماز پڑھے:-

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلِيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَالتَّائِبُ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلِيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَذَٰلِ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًىٰ مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ۝

اور جب آپ ان میں موجود ہوں تو آپ ان کو نماز پڑھائیں تو ان کے دو گروہ کر دیجیے۔ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو اور وہ اپنے ہتھیار لئے ہو جب یہ سجدے میں جائیں تو دوسرا گروہ تمہارے پیچھے حفاظت کے لیے کھڑا رہے اب دوسرا گروہ آئے جس نے تمہارے پیچھے نماز نہیں پڑھی، وہ آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں۔ کافر

تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم ذرا اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو وہ ایک بار زور سے حملہ کر دیں اور اگر بارش یا بیماری کی تکلیف ہو تو ہتھیار اتار دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں مگر دشمن سے ہوشیار ہو بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے جب تم خوف کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے اللہ کی یاد میں لگے رہو۔ پھر جب اطمینان ہو جائے تو نماز کو حسب دستور قائم کرو کیونکہ نماز مسلمانوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔

(نساء-۱۰۲:۱۰۳)

جہاد میں جنگ کی کئی صورتیں ہوتی ہیں:-

ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ میدان جہاد میں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈال کر بیٹھی ہیں لیکن جنگ نہیں ہو رہی بلکہ دونوں کسی موقع کی تلاش میں ہوں کہ موقع ملنے پر حملہ کر دیا جائے اس صورت میں جنگ کا خطرہ تو ہوتا ہے لیکن حملہ نہیں ہو رہا ہوتا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہو کفر و اسلام کے درمیان شدید جنگ ہو رہی ہو بلکہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ پورے زور سے لڑ رہے ہوں مجاہد اپنے مورچوں پر ڈٹے مقابلہ کر رہے ہوں۔

جنگ کی تیسری صورت یہ ہے کہ مسلمان اپنے خیموں یعنی مورچوں میں ہوں۔ یا سوار یوں پر ہوں اور سوار یوں سے اترنے کی مہلت نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں صورتحال کے مطابق نماز ادا کرنا صلوٰۃ الخوف ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صلوٰۃ الخوف کے مندرجہ ذیل واقعات پیش آئے:-

نجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز خوف پڑھانے کا واقعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تھے کہ نماز کا وقت آگیا تو آپ نے اس موقع پر نماز خوف پڑھائی۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اس کی صورت حسب ذیل ہے:-

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ قَصًا فَنَالَهُمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَأَقْبَلْتُ طَائِفَةً عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي

لَمْ تُصَلِّ فَجَاءَ وَافَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رُكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رُكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَرَوَى نَافِعٌ نَحْوَهُ وَذَاذَ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلُّوا رَجُلًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا قَالَ نَافِعٌ لَا أَرَى بَنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔ نجد کی طرف ہم نے دشمن کا مقابلہ کیا اور ان کے سامنے صف بندھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہم کو نماز پڑھاتے تھے ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی اور ایک جماعت دشمن کی طرف متوجہ ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ تھے ایک رکوع کیا اور دو سجدے کیے پھر وہ اس جماعت کی طرف پھرے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی، وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک رکوع کیا اور دو سجدے، پھر آپ نے سلام پھیرا ان میں سے ہر ایک نے ایک رکوع اور دو سجدے کیے اور نافع نے اس کی مانند روایت کی ہے اور زیادہ بیان کیا کہ اگر خوف زیادہ ہو نماز پڑھیں پیادہ، اپنے قدموں پر کھڑے یا سوار منہ قبلے کی طرف ہوں یا نہ ہوں۔ نافع نے کہا میں نہیں گمان کرتا مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (صحیح بخاری)

نماز خوف پڑھانے کی وجہ تسمیہ

نماز خوف کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں تھے کہ مشرکین نے منصوبہ بنایا کہ مسلمان جب نماز میں ہوں تو اس وقت ان پر حملہ کیا جائے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انھوں نے صلوٰۃ خوف پڑھنے کا طریقہ بتلایا۔ ترمذی کی روایت یہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمَشْرُكُونَ لَهُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ صَلَوةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ بَاءِ هِمٍّ وَابْنَاءِ هِمٍّ وَهِيَ الْعَصْرُ فَاجْمَعُوا أَمْرَكُمْ فَتَمِيلُوا عَلَيْهِمْ مِيلَةً وَاحِدَةً وَأَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْرُهُ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ وَتَقُومَ طَائِفَةٌ
 أُخْرَى وَرَأَاهُمْ وَلِيًّا خَذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلَحَتْهُمْ فَكُونُوا لَهُمْ رَكْعَةً وَلِرَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحنان اور عسفان کے
 درمیان اترے۔ مشرکوں نے کہا مسلمانوں کی یہ نماز ہے وہ ان کو ان کے باپوں اور بیٹوں سے
 زیادہ محبوب ہے اور وہ عصر کی نماز ہے۔ پس اپنے امر کا قصد کرو اور ان پر بیک وقت حملہ کر دو
 اور بے شک جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو حکم دیا کہ اپنے صحابہ کو
 دو حصوں میں تقسیم کریں ایک جماعت کو نماز پڑھا دیں اور دوسری جماعت ان کے پیچھے کھڑی
 رہے اور چاہئے کہ پکڑیں اپنا بچاؤ اور ہتھیار اپنے۔ پس ان کی ایک ایک رکعت ہوگی اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعت ہوں گی۔ (نسائی شریف)

اس حدیث کے مطابق حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز خوف ان
 چار شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

۱۔ ایک یہ کہ مد مقابل دشمن سے جنگ کرنا جائز ہو۔

۲۔ دشمن سمت قبلہ کے سوا اور کسی سمت ہو۔

۳۔ دشمن کے حملہ کر دینے کا خوف ہو۔

۴۔ لشکر میں اتنے آدمی ہوں کہ انھیں متفرق کیا جاسکے۔ یعنی کم سے کم چھ۔ ان آدمیوں کو دو گروہوں
 میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دشمن کے مقابل رکھا جائے اور دوسرے گروہ کو امام ایک رکعت پڑھائے جب
 امام پہلی رکعت سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے لیے اٹھے تو اقتدا کرنے والا گروہ دشمن کے مقابل میں
 چلا جائے اور امام سے جدائی کی نیت پر نماز تمام کر کے سلام پھیر دے اور اب دوسرا گروہ ان کی جگہ لے
 لے اور تکبیر تحریمہ کے ساتھ امام کے پیچھے ایک رکعت نماز پڑھے۔ پھر امام بیٹھ جائے (کہ یہ اس کی
 دوسری رکعت ہوگئی) اور مقتدی کھڑے ہو کر اپنی فوت شدہ رکعت پوری کر کے بیٹھ جائیں، اب امام کے
 ساتھ سب سلام پھیریں۔ دوسری رکعت میں امام کو قرأت اتنی طویل کرنی چاہئے کہ پہلا گروہ دوسری
 رکعت پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا گروہ آ کر تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اس دوسرے
 گروہ کے لیے امام تشہد کو فدا تامل طویل کر دے کہ یہ گروہ اپنی دوسری رکعت پوری کر کے امام کو تشہد میں

پالے اور امام کے ساتھ سلام پھیر سکے۔ اسی طرح اس دوسرے گروہ کو امام کے ساتھ سلام پھیرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی جس طرح پہلے گروہ کو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنے کی فضیلت حاصل ہو چکی تھی۔

نماز خوف اس صورت میں جائز ہے جب دشمن سر پر چٹھا ہو۔ اگر دشمن دور ہو تو اس صورت میں نماز خوف نہ ہوگی۔ پہلے دور کی لڑائیوں کے خوف کی صورت اور نوعیت کی تھی۔ لیکن وہ نوعیت بالکل بدل گئی ہے۔ سرحدوں کے اوپر توپوں کے گولے، گنوں کے فائر اور ٹینکوں کے حملے کا دور ہے تو اس صورت میں جب کہ گولہ باری ہو رہی ہو اور سپاہی مورچہ بندی کر کے بیٹھے ہوں۔ اگر باہر نکلیں گولہ باری کا خوف ہو تو اس صورت میں مورچوں ہی میں نماز ادا کی جائے۔ اگر ایک مورچے میں ایک سے زائد افراد ہیں تو وہ جماعت کی صورت میں نماز پڑھ لیں۔

ٹینکوں یا موٹر گاڑیوں پر سوار ہونے کی صورت میں اگر خوف بہت زیادہ ہو تو ساری سے نہ اتریں، تو سواری پر ہی تنہا تنہا اشارے سے جس طرف بھی منہ کر سکیں کر کے نماز پڑھ لیں۔ اور یہ نماز اس وقت جائز ہے جبکہ دشمن کا حملہ ہو اور تعاقب زوردار ہو۔ اگر گھسان کی لڑائی جاری ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے نماز ادا کریں جماعت بنا کر، منفرد طور پر، پیدل یا سواری پر جیسے بھی ممکن ہو خواہ رخ کعبہ کی طرف ہو یا پشت ہو، اشارہ سے ادا کرے یا بغیر اشارہ کے۔ نماز شروع کرتے وقت کعبہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے یا نہیں اس سلسلہ میں دو اقوال منقول ہیں۔ جب امن ہو جائے یا دشمن کو شکست ہو جائے تو کچھلی نماز ادا کر لیں۔ سواریوں سے اتر آئیں اور کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھیں۔ ہاں اگر حالت سکون میں نماز شروع کی تھی پھر جنگ نے شدت اختیار کر لی اور پہلی سی خوف کی حالت ہو گئی تو سواریوں پر سوار ہو جائیں اور صلوٰۃ خوف پوری کریں خواہ اس وقت شمشیر زنی کی ضرورت ہو یا نیزہ بازی کی یا (دشمن کے دباؤ سے) پیچھے ہٹنے کا موقع ہو۔

صلوٰۃ خوف دشمن سے ڈرنے والے کے لیے ہے۔ خواہ وہ دشمن انسان ہو، یا سیلاب ہو یا کوئی درندہ ہو۔ اسی طرح اگر دشمن پر حملہ کرنا چاہتا ہے یا دشمن کو عنقریب شکست ہونے والی ہے اور یہ خطرہ ہے کہ نماز میں مشغول ہو جانے سے دشمن زد سے نکل جائے گا ہر صورت میں صلوٰۃ خوف پڑھی جائے گی۔

نماز کسوف و خسوف

سورج گرہن کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے نماز کسوف کہا جاتا ہے۔ سورج گرہن مذہبی نقطہ نگاہ سے اچھی علامت نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ اہل زمین پر گرہن کے نتائج اچھے مرتب نہیں ہوتے اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے موقع پر دو رکعت نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے۔ سورج گرہن کے وقت دو رکعت نفل باجماعت پڑھنی چاہیے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب سورج گرہن لگا تو آپ نے دو رکعت نماز نفل پڑھائی۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَعَا يَحْشِي أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَآتَى الْمَسْجِدَ نَصَلِي بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ هَذِهِ الْآيَةُ الَّتِي يُرْسِلُ اللَّهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنْ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَافْزِعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ.

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سورج گہنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم گہرائے ہوئے کھڑے ہوئے ڈرتے تھے کہ قیامت نہ آجائے۔ مسجد میں آئے نماز پڑھائی بڑے لمبے قیام، رکوع اور سجود والی۔ میں نے ایسی نماز پڑھتے کبھی آپ کو نہیں دیکھا اور فرمایا یہ نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھیجتا ہے۔ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جس وقت تم ان میں سے کوئی چیز دیکھو تو اس کے ذکر اور دعا اور استغفار کی طرف پناہ ڈھونڈو۔ (بخاری شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سورج گرہن کے وقت دو رکعت نماز باجماعت پڑھنا سنت ہے۔ یہ نماز مسجد میں باجماعت پڑھی جائے لیکن اس نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں، لیکن لوگوں کو جمع کرنے کے لیے اصلوٰۃ جامعۃ پکارا جائے۔ اگر سورج گرہن مکروہ وقت پر ہو تو نماز نہ پڑھیں بلکہ دعا اور

ذکر میں مشغول ہو جائیں۔

اس نماز میں لمبی سورتیں پڑھنی چاہیئے ایسے ہی رکوع اور سجود میں لمبے کرنے چاہیئے کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے۔ نماز کے بعد امام کو دعا مانگنی چاہیئے۔ اور جماعت میں شامل شدہ حضرات کو آمین کہنا چاہیئے۔ اس نماز کو لمبا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گرہن کا سارا پورا ہو جائے۔ اگر گرہن کے دوران کسی فرض نماز کا وقت آجائے تو گرہن کی نماز کو جلد پورا کر لینا چاہیئے گا کہ فرض نماز اپنے وقت میں ادا کی جاسکے۔ چاند گرہن کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے خسوف کہا جاتا ہے۔ خسوف کی نماز تنہا پڑھنی چاہیئے اس میں جماعت کرن مسنون نہیں۔ اس میں ہر شخص اپنے طور پر دو رکعت پڑھے۔ پھر دعا تسبیح اور ذکر کرنا چاہیئے۔ گرہن کے وقت فقیروں اور محتاجوں کو صدقہ و خیرات دینے کا اہتمام کیا جائے تو بہت اچھا ہے۔ ایک مرتبہ آپ کے زمانے میں سورج گرہن لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اکٹھا کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، انھیں نہ تو کسی کی موت سے اور نہ کسی کے پیدا ہونے سے گرہن لگتا ہے جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی اس جگہ میں کچھ لیا ہے، پھر دیکھا آپ پیچھے ہٹے۔ فرمایا کہ میں نے جنت ملاحظہ کی تو اس سے خوشہ لینا چاہا اگر لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے اور میں نے آگ دیکھی تو آج کی گھبراہٹ والا منظر کبھی نہ دیکھا۔ میں نے دوزخ میں عورتوں کی تعداد زیادہ دیکھی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیوں؟ فرمایا ان کے کفر کی وجہ سے۔ عرض کیا گیا۔ وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی کرتی ہیں۔ اگر تم ان سے زمانہ پھر تک نیکی کرو، پھر تمھاری طرف سے کچھ ذرا سی بات دیکھ لیں تو کہتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرہن کے وقت خوف خدا پیدا ہونا چاہیئے اور اللہ کے حضور استغفار اور گوبہ کرنی چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی دو رکعت نفل نماز پڑھنی چاہیئے۔

نماز استسقاء

استسقاء مطلب کا پانی کرنا ہے لیکن شریعت اسلامیہ میں قحط سالی کی صورت میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر باران رحمت طلب کرنے کو نماز استسقاء کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ انسان اپنے برے اعمال کی بنا پر اللہ کی ناراضگی مول لے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے برے لوگوں کو تنبیہ کے لئے قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کا اثر نیک لوگوں کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”

وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝

کہ جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کے کیے کے باعث ہے۔ لیکن وہ بہت سی تکالیف کو معاف کر دیتا ہے۔“ (الشوریٰ: ۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ خشک سالی برے لوگوں کے اپنے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے تو ایسی حالت میں کثرت سے استغفار کی ضرورت ہے اور شریعت میں یہ استغفار نماز استسقاء کی صورت میں ہے۔

۱۔ نماز استسقاء کے وقت مستحب اعمال

ائمہ کے نزدیک نماز استسقاء سنت ہے لیکن حنفی فقہ میں اسے مستحب قرار دیا گیا ہے۔ یہ نماز عید کی نماز کی طرح ادا کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے تمام احکام و احوال نماز عید کی طرح ہیں۔ اس نماز کے لیے مستحب یہ ہے کہ نماز کے لیے پاک صاف ہو کر جائیں یعنی پہلے غسل کر لیں کیونکہ یہ عاجزی، مسکینی اور طلب حاجت کا وقت ہوتا ہے اس لیے اس موقع پر معمولی لباس پہننا چاہیے بلکہ پرانے کپڑے پہن کر بڑے خشوع اور خضوع کے ساتھ بیکسوں کیسی صورت بنا کر مسکینی اور شکستہ حالی کی صورت میں نماز کے لیے جانا مستحب ہے۔ اس نماز میں بوڑھے، بچے، مرد اور مصیبت زدہ لوگوں کو شریک ہونا چاہیے۔ ظلم، گناہ اور حقوق العباد کے اتلاف سے سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے۔ جن لوگوں نے دوسروں کے حقوق ادا

کرنے ہوں ان کے حقوق ادا کر دینے چاہئیں۔ زکوٰۃ دینے والی ہو تو وہ بھی ادا کرنا بہتر ہے۔ خیرات زیادہ کرنی چاہیئے۔ اگر روزہ رکھ سکتے ہوں تو روزے رکھیں بلکہ از سر نو توبہ کر لینی چاہیئے اور مرتے دم تک توبہ پر قائم رہنے کی کوشش کریں۔ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کریں۔ زاہدوں، نیکو کاروں، عالموں، بزرگوں اور دینداروں کا وسیلہ اختیار کریں۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ استسقاء کی نماز کے لیے جب باہر میدان میں آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رخ ہو کر اس طرح دعا مانگی۔ ”یا الہی! یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا ہیں۔ ہم ان کو وسیلہ میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے طفیل میں تو ہم کو سیراب فرما!“ راوی کا بیان ہے کہ لوگ وہاں سے گھروں کو لوٹنے نہ پائے تھے کہ بارش سے جل تھل بھر گئے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بارش نہ ہونا اور مینہ بند ہو جانا، اولاد آدم کی نحوست کا بدلہ اور ان کی سزا ہے۔ اسی لیے روایت میں آیا ہے کہ ”جب کافر کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو منکر نکیر آ کر اس سے رب، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کے متعلق سوال کرتے ہیں اور جب اس سے جواب بن نہیں پڑتا تو گرز سے اس کو مارتے ہیں اس کی ضرب سے وہ چیختا ہے۔ اس کی چیخ کو جن و انس کے سوا باقی تمام مخلوق سنتی ہے اور لعنت بھیجتی ہے حتیٰ کہ وہ بکری بھی اس پر لعنت بھیجتی ہے۔ جو قصاب کی چھری کے نیچے ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہم پر اس منحوس کے باعث بارش بند ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنُونَ

ان لوگوں پر اللہ اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ (البقرہ: ۱۵۹)

اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ آدمی جب بگڑ جاتا ہے تو اس کا بگاڑ ہر جاندار تک اثر انداز ہوتا ہے اور اگر درست ہوتا ہے تو اس کی درستی کا اثر ہو چیز تک پہنچ جاتا ہے، انسان کا بگاڑ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے ہوتا ہے، اور اس کی درستی اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کے باعث ہوتی ہے۔

۲۔ نماز ادا کرنے کا طریقہ

نماز استسقاء کھلے میدان میں ادا کی جائے۔ اگر شہر میں بالکل جگہ نہ ہو تو پھر مسجد میں بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ اس کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو عیدین کا ہے البتہ اس میں زائد تکبیریں نہ کہی جائیں بلکہ صرف اتنی تکبیریں ہوں جتنی عام نماز میں مطلوب ہوتی ہیں نماز خلیفہ وقت کو پڑھانی چاہیئے اگر وہ نہ پڑھائے تو

امام کو پڑھانی چاہیے۔ یہ نماز بغیر اذان اور اقامت کے جماعت کے ساتھ ہے۔ اس نماز میں حسب قاعدہ امام کو بلند آواز سے قرأت کرنی چاہیے۔

۳۔ نماز کے بعد خطبہ

نماز مکمل کرنے کے بعد امام کعبہ دو خطبے پڑھنے چاہئیں۔ جس طرح عید کے موقع پر پڑھے جاتے ہیں۔ خطبہ کا آغاز عید کے خطبے کی طرح تکبیر سے کرنا چاہیے اور دور و دُشرف کثرت سے پڑھنا چاہیے اور خطبہ میں قرآن پاک کی ایسی آیات پڑھنا زیادہ بہتر ہے جن میں استغفار کی ترغیب ہو۔ خطبہ دیتے وقت امام کو زمین پر کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر ہاتھ میں عصا وغیرہ ہو تو اچھا ہے۔

۴۔ چادر پلٹنا

خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد امام کو چاہیے کہ چادر کو الٹ دے یعنی دائیں کانڈھے والا حصہ بائیں کانڈھے پر اور بائیں کانڈھے والا پر اور بائیں کانڈھے والا دائیں کانڈھے پر ڈال دے۔ بالائی کنارہ نیچے اور نیچے والا کنارہ اوپر کرے۔ بعض حضرات نے چادر پھیرنے کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ جب امام خطبے سے فارغ ہو تو اس کے کندھے پر ایک چادر ہونی چاہیے۔ اسے چاہیے کہ دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جا کر داہنے ہاتھ کے ساتھ بائیں جانب کے نیچے کا کونہ پکڑے اور بائیں ہاتھ سے داہنی طرف کے نیچے کا کونہ پکڑے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیٹھ کے پیچھے اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھ گھما کر چادر کے دونوں نچلے کونے کندھوں کے اوپر لے آئے تاکہ نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے اور اوپر کا نیچے۔ دائیں جانب بائیں طرف ہو جائے اور بائیں جانب دائیں طرف ہو جائے اندر کی جانب باہر ہو جائے اور باہر والی اندر کی جانب ہو جائے۔ چادر پھیرنے کے بارے میں ابوداؤد کی بیان کردہ حدیث یہ ہے:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلِّي فَاسْتَسْقَى وَحَوْلَ رِجْلَيْهِ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَجَعَلَ عِطَافُهُ الْأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ وَجَعَلَ عِطَافُهُ الْأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللَّهَ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف نکلے پس بارش طلب کی۔ اپنی چادر پھیری جس وقت قبلہ کی طرف منہ کی اس کا دایاں کونہ بائیں

کندھے پر رکھا اور بایاں کو نہ دائیں کندھے پر رکھا۔ آپ پر سیاہ رنگ کی چادر تھی آپ نے اس کو نیچے سے پکڑنا چاہا کہ اس کو اوپر اٹھادیں، جب آپ پر بھاری ہو گئی اپنے کندھوں پر اس کو الٹ دیا پھر اللہ سے دعا کی۔ (ابوداؤد)

۵۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

خطبہ اور چادر پلٹنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کریں اللہ کے حضور روئیں گڑ گڑائیں اور استغفار کریں اور پھر اللہ سے بارانِ رحمت طلب کریں۔ انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی اگر ایک دفعہ نماز استسقاء پڑھنے سے بارش نہ ہو تو تین دن تک ایسا ہی کرنا چاہیے اور ان تینوں دنوں میں روزہ رکھنا بھی بڑا افضل ہے۔ دعا مانگتے وقت ہاتھوں کو خوب اونچا کرنا چاہیے۔ حسب ذیل دعا پڑھنا زیادہ بہتر ہے:-

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غِيَاً مُّغِيَاً مُّريْنَا غَلَامًا مُّجَلَّلًا (يَا مُجَلَّلًا) عَامًا طَبَقًا سَحِيًّا دَائِمًا
اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغِيَاً وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ اَللّٰهُمَّ سَقِيَا رَحْمَةً لَا سَقِيَا عَذَابًا وَ
لَا مَحَقًّا وَلَا بَلَاءًا لَا هَدَمَ وَلَا غَرَقَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ بِالْبَلَادِ وَالْعِبَادِ وَالْخَلْقِ مِنَ الْاَزْدَادِ
وَالْبَلَاءِ وَالْجُهْدِ وَالضَّنْكِ مَا لَا تَكْوِيْ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ وَاْدِرْ لَنَا
الضَّرْعَ وَاَسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ. اَللّٰهُمَّ اَرْفَعْ
عَنَّا الْجُهْدَ وَالْجُوعَ وَالْعُرَى وَكُشِفْ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَكْشِفُهُ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا
نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا فَارْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَمَرْتَنَا
بِدُعَائِكَ وَوَعَدْتَنَا اِجَابَتَكَ فَقَدْ دَعَوْنَا كَمَا اَمَرْتَنَا فَاسْتَجِبْ لَنَا كَمَا وَعَدْتَنَا.

اے الہی! ہمارے لیے پانی بھیج جو مصیبت سے نجات دے۔ اس کا نتیجہ اور انجام اچھا ہو، خوشگوار ہو وہ سیراب کرنے والا اور زمین میں اثر کرنے والا ہو۔ عام طور پر جاری ہونے والا اور کثرت سے جاری ہونے والا ہو۔ الہی ہمارے پاس پانی بھیج۔ ہمیں پانی سے ناامید ہونے والے لوگوں میں سے نہ بنا۔ الہی! ایسا پانی ہم کو عطا نہ فرما جو عذاب ہو، نہ ہو پانی جو ہماری کھیتوں کو بہا لے جانے والا ہو۔ اور نہ وہ مصیبت میں ڈالے نہ ہمارے گھروں کو گرائے نہ انھیں غرق کرے اے اللہ! شہروں میں اور تیرے بندوں میں بڑی افسردگی اور بھوک پھیلی ہوئی ہے۔ بہت تنگی اور مصیبت در

پیش ہے ان باتوں کا گلہ تجھ ہی سے ہے اور ہم تیرے سوا کسی کے پاس گلہ نہیں کرتے۔ الہی! ہماری کھیتی کو سرسبز کر دے اور ہمارے جانوروں کا دودھ بڑھادے اور ہم پر آسمان کی برکتیں نازل فرما اور زمین کی برکتوں سے ہماری فصلیں اگادے جو لہلہاتی اور نرم نظر آتی ہوں۔ الہی! ہم کو بھوک پیاس کی مشقت اور سختی سے محفوظ رکھ۔ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو ہم کو اس مشقت سے بچائے، الہی! ہم تیری ہی بخشش چاہتے ہیں اس لیے کہ تو ہی بخشنے والا ہے۔ الہی! ہم پر برسنے والا بار بھیج اے اللہ تو نے اپنے حضور میں ہم کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور تو نے دعا قبول کرنے کا ہم سے وعدہ کیا ہے اس لیے تیرے ارشاد کے مطابق ہم نے تجھ سے دعا کی ہے پس اب تو اپنے وعدہ کے مطابق اس کو قبول فرما۔

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز استسقاء

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح نماز استسقاء پڑھی اس کے بارے میں ابوداؤد کی روایت حسب ذیل ہے:-

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ شَكَا النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُحُوطَ الْمَطَرِ فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمُصَلَّى وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فِيهِ قَالَتُ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَدَأَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ شَكُوتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِيخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَانِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللَّهُ أَنْ تَدْعُوهُ وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُمْ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَتْرِكِ الرَّفْعَ حَتَّى بَدَأَ بَيَاضُ أَبْطِئِهِ ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَقَلَّبَ أَوْحَولَ رِداءَهُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَأَنشَأَ اللَّهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللَّهِ فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتَّى سَأَلَتْ السُّيُوفُ فَلَمْ رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَاِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مینہ کے رک جانے کی شکایت کی آپ نے منبر کا حکم دیا پس رکھا گیا و اسے آپ کی عید گاہ میں اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا کہ اس میں نکلیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے جس وقت سورج کا کنارہ ظاہر ہوا پس منبر پر بیٹھے تکبیر کہی اور اللہ کی حمد کہی پھر فرمایا تم نے اپنے شہروں میں قحط کی شکایت کی ہے اور مینہ کے وقت مقررہ سے دیر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اس کو پکارو اور تم سے وعدہ کیا ہے کہ تمہاری دعا قبول کرے گا پھر فرمایا سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو عالموں کا پروردگار ہے۔ بخشنے والا مہربان ہے جزا کے دن کا مالک ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے اے اللہ! تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو بے پروا ہے اور ہم فقیر ہیں ہم پر مینہ برسا اور اس چیز کو جو تو اتارے قوت اور ایک مدت تک فائدہ پہنچنے کا سبب بنا پھر اپنے ہاتھ بلند کیے اور نہ چھوڑے ہاتھ اٹھانا یہاں تا کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوئی، پھر لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ پھیری اور ایٹھ کی یا پھیری چادر اپنی اور آپ اٹھانے والے تھے اپنے ہاتھوں کو پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اترے دور کعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ نے ایک ابر ظاہر کیا پھر گر جا اور چمکا، پھر اللہ کے حکم سے مینہ برسا یا۔ آپ اپنی مسجد تک نہ پہنچے تھے کہ نالے خبے۔ جب لوگوں کو سائے کی طرف جلدی کرتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے پس فرمایا میں گواہی دیتا ہوں بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (ابوداؤد)

نماز تراویح

تراویح، ترویج کی جمع ہے جس کا مطلب آرام کرنا ہے۔ چونکہ نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی سی استراحت کی جاتی ہے جس میں تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے اسے نماز تراویح کہا جاتا ہے صحیح بخاری میں حضرت لیث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ رمضان المبارک کی راتوں میں صلوٰۃ باجماعت کا نام تراویح اس لیے رکھا گیا کہ جب لوگوں نے ابتدا میں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا شروع کی وہ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر آرام کرتے کہ آدمی اتنی دیر میں چار رکعتیں آسانی سے پڑھ سکے۔

۱۔ نماز تراویح کی جماعت کا آغاز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین رات نماز تراویح پڑھی لیکن بعد میں فرضیت کے ڈر سے چھوڑ دی۔ اس کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی درج شدہ کتاب ابوداؤد نسائی حدیث حسب ذیل ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَاشِئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ نَقْلُتْنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسْبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا حَتَّى بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّلَاثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسُ فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السَّحُورُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام نہ کیا۔ مہینے سے کچھ بھی۔ جس وقت سات

راتیں باقی رہ گئیں آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا۔ یہاں تک کہ ایک تہائی رات چلی گئی۔ جب چھ راتیں باقی رہ گئیں آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا۔ جب پانچ راتیں باقی رہ گئیں ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ آدھی رات چلی گئی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کاش کہ آپ اس رات کا قیام زیادہ کرتے آپ نے فرمایا آدمی جس وقت امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ فارغ ہوتا ہے اس کے لیے رات کا قیام گنا جاتا ہے۔ جب چار راتیں باقی رہ گئیں آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ کیا یہاں تک کہ جس وقت تہائی رات باقی رہ گئی۔ جب تین راتیں باقی رہ گئیں آپ نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور اپنی عورتوں کو اور لوگوں کو۔ اور ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت ہو جائے گی میں نے کہا فلاح کیا ہے؟ کہا سحر کا کھانا۔ پھر مہینہ کے بقیہ دنوں میں قیام نہیں کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ فرضیت کے خوف کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مازنہ میں پورا رمضان قیام اللیل باجماعت نہیں ہوا بلکہ چند روز ہوا جس کی ذکر اوپر کیا گیا ہے اور یہ صورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال تک رہی اور ۲۱ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کا امر فرمایا۔ اس روز سے لے کر ملت اسلامیہ میں قیام اللیل باجماعت نے فروغ پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بقیہ خلافت راشدہ کے دور میں اس مسلک پر عمل ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ رمضان المبارک میں باجماعت نماز تراویح یعنی قیام اللیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل ہے اور صحابہ کے طرز عمل کو بھی اپنانا ہمارے لیے ضروری ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَوَتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاحِدٍ لَكَانَ أَثْمَلُ ثُمَّ عَزَمَ فَجَعَلَهُمْ عَلَى أَبِي بَنْ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَوَةِ قَارِيَّتِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ وَالَّتِي تَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي تَقُومُونَ يُرِيدُ الْآخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ.

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا پس ناگہاں لوگ متفرق تھے ایک آدمی اکیلا نماز پڑھتا

تھا، ایک آدمی نماز پڑھتا تھا اور اس کے ساتھ ایک قوم نماز پڑھتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو بہتر ہوگا۔ پھر اس کا پختہ ارادہ کیا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر ان کو جمع کر دیا، کہا عبدالرحمن نے، پھر ایک دوسری رات میں اس کے ساتھ نکلا۔ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اچھی عادت ہے اور وہ نماز جس سے تم سو رہتے ہو اور غفلت کرتے ہو اس نماز سے بہتر ہے کہ قیام کرتے ہو جس کا ارادہ کرتے تھے آخر رات کا اور لوگ اول رات قیام کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

۲۔ نماز تراویح کی ۲۰ رکعت

نماز تراویح کی بیس رکعت پڑھنا سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آپ کے بعد صحابہ کا بھی یہی طرز عمل تھا یعنی بیس رکعت سنت صحابہ بھی ہے۔ ایسے ہی بیشتر تابعین، تبع تابعین اور صوفیاء نے بیس رکعتیں ہی پڑھی ہیں۔ اس کے بارے میں روایات حسب ذیل ہیں:-

۱۔ عَنْ بَنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔ (سنن بیہقی ج ۲)

۲۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نَقُومُ فِي عَهْدِ عُمَرَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرُ. حضرت سائب رضی اللہ عنہ بن یزید سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے (سنن بیہقی)

۳۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً.

حضرت یزید رضی اللہ عنہ بن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان میں ۲۳ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک)

۴۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ أَنَّ عَلِيًّا دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي النَّاسَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانَ عَلَى يَوْتَرِهِمْ.

حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا، پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھاؤ۔ (بیہقی)

۵۔ عَنْ أَبِي بَنْ كَعْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ أَنْ يُصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ. قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَصُومُونَ النَّهَارَ وَلَا يُحْسِنُونَ أَنْ يَقْرَأُوا وَأَقْلَوْ قُرْآنَاتٍ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ وَلَكِنَّهُ حَسَنٌ فَصَلَّى بِهِمْ عِشْرِينَ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں فرمایا کہ وہ لوگوں کو رمضان شریف میں رات کی نماز پڑھایا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور قرأت قرآن بخوبی ادا نہیں کر سکتے۔ کیا اچھا ہے کہ آپ ان پر قرأت کر دیا کریں انھوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! یہ ایسی چیز ہے جو پہلے نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں لیکن یہ کام اچھا ہے پس حضرت ابی بن کعب نے لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائی (کنز العمال)

ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیس رکعت نماز تراویح پڑھی ہے۔ لہذا اس عمل پر عمل کرتے ہوئے ہر مسلمان کو بیس رکعت پڑھنی چاہیئے۔

۳۔ مسائل نماز تراویح

۱۔ نماز تراویح کا وقت

نماز تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے فرض پڑھنے کے بعد سے شروع ہو کر طلوع فجر تک ہے۔ نماز تراویح سے پہلے پڑھنا جائز ہے لیکن نماز تراویح کے بعد مستحب ہے بلکہ تراویح کے بعد وتر باجماعت پڑھنا بہت بہتر ہے۔

۲۔ نماز تراویح

تراویح کی جماعت مردوں کے لیے سنت کفایہ ہے۔ جب تراویح جماعت کے ساتھ پڑھیں تو

دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں اگر اکیلے پڑھیں تو چار رکعت کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ہر دو رکعت پر نیت کرنی چاہیے اگر ایک ساتھ بیسویں رکعت کی نیت کر لی جائے تو بھی نیت ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے عشاء کے فرض اور سنتیں پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو۔ اور اگر اس دوران میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو چکیں تو ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے۔

۳۔ چار رکعت کے بعد تسبیح پڑھنا

ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا مستحب ہے اس بیٹھنے کے دوران نماز کو اختیار حاصل ہے کہ وہ چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا درود شریف پڑھے یا یہ تسبیح پڑھے مگر تسبیح پڑھنا بہتر ہے:-

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعُظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ
وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ سُبْحَانَ
قُدُّوسٍ رَبِّنا وَرَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ ط اللَّهُمَّ اجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيرُ يَا مُجِيرُ
مُجِيرٌ...

پاک ذات ہے اللہ کی جو ملک اور بادشاہت والا ہے۔ پاک ذات ہے اللہ کی جو عزت والا عظمت والا، اور ہیبت والا اور قدرت والا ہے اور بڑائی والا اور دبدبہ والا ہے۔ پاک ذات ہے اللہ کی جو بادشاہ ہے۔ زندہ رہنے والا ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے۔ اے اللہ، بچا ہم کو دوزخ کی آگ سے، اے بچانے والے، اے پناہ دینے والے، اے نجات دینے والے۔

۴۔ تراویح میں ایک قرآن مجید پڑھنا سنت ہے

رمضان المبارک کی نماز تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ البتہ دو یا تین بار ختم کرنا افضل ہے۔ اگر ایک قرآن پاک ختم کرنا ہو تو بہتر ہی ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو۔ لیکن تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھنی چاہئیں۔ قرآن پاک کی قرأت میں بہت جلدی کرنا اچھا نہیں بلکہ مناسب ترتیل سے قرآن پڑھا جائے تو اچھا ہے۔ اگر کسی وجہ سے تراویح میں قرآن پڑھنے کے لیے حافظ قرآن نہ ملے تو پھر سورتوں کے ذریعے تراویح پڑھنا یا پڑھانا جائز ہے جو بھی سورتیں یاد ہوں پڑھ

لیں۔

۵۔ نماز تراویح اکیلے پڑھنا

اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں مگر جو شخص مقتداء ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہوا لیکن وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۶۔ قرأت قرآن میں آیت کے چھوٹ جانے کا مسئلہ

نماز تراویح سے پہلے عشاء کے فرض پڑھنے ضروری ہیں جس نے عشاء کی فرض نماز نہ پڑھی ہو وہ نہ تراویح پڑھ سکتا ہے نہ وتر، جب تک کہ فرض نماز نہ ادا کرے۔

۷۔ فرض تنہا پڑھنے کی وجہ سے وتر بھی اکیلے پڑھنے چاہئیں

جس نے عشاء کی فرض نماز تنہا پڑھی ہو اور تراویح جماعت سے وہ وتر بھی تنہا پڑھے۔ وتر کو جماعت سے وہی پڑھے گا جس نے عشاء کے فرض کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہوگا۔

۸۔ تراویح کی رکعتوں میں اضافے کا کمی کی صورت میں ازالہ

اگر دو رکعت تراویح کی نیت کی اور دوسری رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیئے اور اگر سجدہ کر لیا تو ایک رکعت اور ملا کے چار کر لے دو رکعت تراویح ہو جائیں گی اور دو نفل۔ دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کرے اور زائد رکعتوں میں پڑھا ہو قرآن معتبر ہوگا۔ اور اگر دوسری رکعت کے بعد التحیات پڑھ کے (قصد آیا سہوا) تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا اور چار رکعت پڑھ لیں تو بلا سجدہ سہو چاروں رکعت تراویح شمار ہو جائیں گی۔ اگر کسی نے دو کے بجائے چار رکعت تراویح کی نیت کی پھر درمیان میں قعدہ کرنا بھول گیا اور آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو اس کی دو رکعت تراویح ہوں گی۔ دو اور پڑھے اور قرآن کا اعادہ نہ کرے۔

۹۔ دوبار نماز تراویح کی جماعت نہیں

لوگوں نے تراویح پڑھ لی، اب دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو تنہا تنہا پڑھ سکتے ہیں، جماعت کی اجازت نہیں۔ افضل یہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھیں اور دو کے پیچھے پڑھنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پورے ترویج پر امام بدلیں مثلاً آٹھ ایک کے پیچھے اور بارہ دوسرے کے پیچھے۔ نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی۔ یہی صحیح ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۱۰۔ تراویح اور وتر پڑھانے والا امام

رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشاء اور تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔ یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشاء اور وتر پڑھائے، دوسرا تراویح جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء اور وتر کی امامت کرتے تھے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی (فتاویٰ عالمگیری)

۱۱۔ جماعت تراویح میں شریک ہونے کی شرط

اگر سب لوگوں نے عشاء کی جماعت ترک کر دی تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھیں ہاں عشاء جماعت سے ہوئی اور بعض کو جماعت نہ ملی، تو یہ جماعت تراویح میں شریک ہوں۔ اگر عشاء جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر عشاء تنہا پڑھ لی۔ اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔ (درمختار)

۱۲۔ تراویح پڑھتے وقت بغیر عذر کے بیٹھے رہنا درست نہیں

عشاء کی سنتوں کا سلام نہ پھیرا اس میں تراویح ملا کر شروع کی تو تراویح نہیں ہوئی۔ مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے۔ جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مشابہت ہے۔ اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے:-

وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَى .

اور منافق جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے جی سے۔ (النساء: ۱۴۲)

۱۳۔ عشاء کی نماز میں غلطی کا ازالہ

اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو، اور بعد پڑھ چکنے کے (ادا وقت) معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز میں کچھ غلطی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اسے عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح بھی دوبارہ پڑھنی چاہئیں اور وتر بھی۔

۱۴۔ وتر کی تیسری رکعت میں شامل ہونے والے کے لیے ضروری مسئلہ

اگر کوئی مسبوق وتر کی نماز میں تیسری رکعت کے رکوع میں شامل ہوا تو وہ اپنی نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھے کیونکہ رکوع کی حالت میں شریک ہونے سے جب پوری رکعت کا پانے والا ہو چکا تو قنوت کا پانے والا بھی ہو گیا۔ اس لیے اب قنوت ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔

نفل نمازیں

اللہ کو اپنے بندوں کا سجدہ بہت پسند ہے۔ اس لیے اس کے محبوب بندوں نے سجدہ کی راہ اختیار کی سجدہ کی بہترین صورت فرض نمازیں ہیں اس کے اختیار میں رکھا گیا ہے۔ دن رات میں جتنے چاہے نوافل پڑھے۔ لیکن دن رات میں کچھ نوافل نمازیں ایسی ہیں جن کا درجہ فرضوں کے بعد عام نوافل سے قدرے زیادہ ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے میں جس قدر مسرت اور فرحت ہوتی اس قدر کسی اور کام میں نہ ہوتی یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

۱۔ نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا

نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب بہت جلد حاصل ہوتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میرے کسی دوست سے عداوت کرے تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کروں گا اور میرا بندہ وہی ہے جو فرائض کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور پھر نوافل کے ذریعے حاصل شدہ قرب برقرار رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر پناہ مانگے تو پناہ دوں گا اس سے معلوم ہوا کہ نوافل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب ملتا ہے اور اولیائے کاملین کے خواہ میں سے ہے۔ لہذا میرے دوست! اگر تو اللہ کی راہ چاہتا ہے تو نوافل میں کثرت کر۔

۲۔ نوافل پر اللہ کا راضی ہونا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے کسی عمل پر اتنا مہربان نہیں ہوتا جتنا نوافل کی دو رکعتوں پر جنہیں بندہ پڑھتا ہے۔ بیشک نیکی بندے کے سر پر چھڑکی جاتی ہے جب تک وہ ۔

نماز میں مشغول رہتا ہے اور خدا کا بندہ خدا سے نزدیکی حاصل کرنے کے لیے جس قدر قرآن سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کسی چیز سے نہیں اٹھاتا۔

۳۔ نفل نماز میں آہستہ اور بلندہ آواز سے قرأت

جونوافل دن کے وقت پڑھے جاتے ہیں ان میں آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہیئے اور جونوافل رات کے وقت تنہائی میں پڑھے جائیں ان میں اختیار ہے کہ چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے پڑھے۔

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا وَيَخْفِضُ طَوْرًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو نماز پڑھنا مختلف تھا کبھی بلند کبھی پست۔ (ابوداؤد)

۲۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَدْرٍ مَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدار اس چیز کے کہ سنتا اس کو وہ شخص کہ ہوتا صحن میں اور حجرے میں آنحضرت ہوتے۔ (ابوداؤد)

۴۔ نوافل میں رکعت کی اکٹھی نیت

دن کے وقت نوافل پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت کرے اور چاہے چار چار رکعت کی۔ دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ (تجزیہ) ہے اور رات کو اکٹھی چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعات کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے۔ البتہ آٹھ رکعات سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ (تجزیہ) ہے۔ (شرح البدایہ)

۵۔ نماز نفل ٹوٹنے کی صورت میں قضا

اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو

رکعت کی قضا پڑھے۔ اور اگر دو رکعت پڑھ چکا تھا پھر تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دو رکعت پر بیٹھ کر اس نے التحیات پڑھی ہے تو دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔ (شرح البدایہ)

۶۔ چار رکعت نوافل پڑھنے کا طریقہ

اگر چار رکعت نفل کی نیت باندھے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے اس وقت اختیار ہے کہ التحیات کے بعد درود اور دعا بھی پڑھے پھر بغیر سلام پھیرے اٹھ کھڑا ہو، پھر تیسری رکعت پر سبحانک اللہم پڑھے اور چاہے التحیات پڑھ کے کھڑا ہو کر تیسری رکعت بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اسی طرح رات کو چھ اور آٹھ رکعتیں اکٹھی پڑھنے میں التحیات کے بعد درود اور دعا اور تیسری، پانچویں اور ساتویں رکعت کے شروع میں ثناء اور تعوذ بھی پڑھنے کا اختیار ہے۔

۷۔ بیٹھ کر نوافل پڑھنا

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لیے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔ البتہ اگر کسی عذر سے بیٹھ کر پڑھے تو پھر پورا ثواب ملے گا۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں ہاتھ ویسے ہی ناف کے نیچے باندھے جائیں گے۔ نگاہ گود میں رکھے اور رکوع میں آنکھوں کے مقابل۔ رکوع میں پیچھے سے پیٹھ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ کمر کو جھکائے اور سر گھٹنوں کے مقابل رہے، پھر کمر سیدھی کر کے قومہ کرے اور سجدہ وغیرہ کو حسب قاعدہ ادا کرے۔

اگر نفل نماز کر بیٹھ کر شروع کیا پھر بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑا ہو گیا تو یہ درست ہے۔ اسی طرح اگر نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی۔ پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گیا تو یہ بھی درست ہے۔

۸۔ نوافل کی نیت کر کے نوافل کو پورا کرنا واجب ہے

نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اور اگر (بلا عذر) توڑ دے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنی پڑے گی۔ لیکن نفل نماز کی ہر دو رکعت

الگ ہیں۔ اگر چار یا چھ کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہے۔ سب رکعتیں واجب نہیں ہیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

۱۔ تحیۃ الوضوء

اہل تقویٰ کا شیوہ ہے کہ وہ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں جسے تحیۃ الوضوء کہا جاتا ہے اس کی بہت فضیلت ہے۔ جو شخص خلوص دل سے تحیۃ الوضوء پڑھے اسے اللہ جنت میں داخل کرے گا اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوئَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان جو وضو کرے پس اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے متوجہ ہو ان دونوں پر اپنے دل کے ساتھ اور اپنے چہرہ کے ساتھ مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

تحیۃ الوضوء کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَلَالٍ عِنْدَ صَلَوةِ الْفَجْرِ يَا بَلَالُ حَدِّثْنِي بَارِجِي عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَقَّ نَعْلِكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرَجِي عِنْدِي إِنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الظُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أَصَلِّيَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز کے وقت فرمایا۔ اے بلال رضی اللہ عنہ! مجھے اپنا ایک ایسا عمل بتلا جس کی تو بہت امید رکھتا ہو جس کو تو نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے۔ تحقیق میں نے تیری جوتیوں کی آواز جنت میں اپنے آگے آگے سنی ہے، کہا میں نے کوئی عمل نہیں کیا جس کی مجھ کو زیادہ امید ہو لیکن میں رات اور

دن میں کبھی وضو نہیں کرتا مگر اس وضو سے نماز پڑھتا ہوں جو میرے لیے مقدر کی گئی ہے کہ میں پڑھوں۔ (صحیح بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وضو سے فارغ ہوتے ہی دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے لیکن یہ نوافل مکروہ اوقات میں نہ پڑھے جائیں۔ ایسے ہی غسل کے بعد بھی ان رکعتوں کا پڑھ لینا سنت ہے کیونکہ غسل کے ساتھ وضو بھی ہو جاتا ہے۔ اس نماز میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔ ان نوافل سے قربت حاصل ہوتی ہے۔ تقویٰ میں مزید توفیق میسر آتی ہے، لہذا اہل تقویٰ کو ایسی باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

۲۔ تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہونے پر اللہ کے حضور جو نوافل مسجد میں بیٹھنے یا داخل ہونے پر شکرانے کے طور پر پڑھے جاتے ہیں انھیں تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعت پڑھے اور وہ حدیث یہ ہے:-

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكُعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمھارا مسجد میں داخل ہو، چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھے اس سے پہلے کہ اس میں بیٹھے۔

(بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تحیۃ المسجد دراصل تعظیم مسجد کا احساس دلانے کے لیے ہے کہ انسان جب اللہ کے گھر میں داخل ہو تو اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے لہذا جو شخص مسجد میں آئے تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے لے اگر مسجد میں آتے ہی تحیۃ المسجد نہ پڑھی بلکہ کوئی فرض نماز یا سنت پڑھی جائے تو وہی نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی۔

بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھے لے اور اگر پڑھنے کے بغیر ہی بیٹھ گیا تو نماز ساقط نہ ہوگی بلکہ جب یاد آئے اس وقت پڑھے لے۔

اگر ایک دن میں کئی بار ایک ہی مسجد میں داخل ہو تو ایک ہی بار تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے۔

اگر کوئی ایسے وقت مسجد میں آیا کہ اس وقت نفل پڑھنا مکروہ ہے مثلاً طلوع فجر یا بعد نماز عصر، یا تنگ وقت ہو یا بے وضو ہو تو سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ پڑھ لے۔ ایسے ہی غروب آفتاب کے فوراً بعد یعنی نماز مغرب سے پہلے کوئی نفل نماز نہیں ہوتی۔

۳۔ نماز تہجد

نماز تہجد اللہ والوں کی محبوب نماز ہے۔ کیونکہ اس نماز کے روحانی اسرار بہت ہیں لہذا جو شخص اللہ کے خاص فضل اور رحمت کا طالب ہو تو وہ اس نماز کو لازماً پڑھے۔ یہ نماز رات کے پچھلے پہر میں پڑھی جاتی ہے پانچوں وقت کی فرض نماز کے بعد نماز تہجد سب سے افضل ہے۔ یہ نماز شروع اسلام میں فرض تھی۔ لیکن بعد میں اس کی فرضیت ختم ہو گئی لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ نماز پڑھتے رہے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝

اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھیں کیونکہ یہ آپ کے لیے زیادہ فائدہ مند ہے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز کرے۔ (بنی اسرائیل: ۷۹)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَبَالًا سَحَارَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ (الذاریات ۱۷: ۱۸)

وہ رات کے تھوڑے حصہ میں سوتے ہیں اور صبح دم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں

ایک اور آیت میں اس طرح آیا ہے:-

تَتَجَاوَىٰ جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا

ان کے پہلورات کو بستروں سے دور رہتے ہیں اور وہ اپنے رب سے خوف اور امید کے زیر اثر دعا کرتے ہیں۔ (السجدہ: ۱۶)

ایک اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

أَمِنْ هُوَ فَإِنَّ أَنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا أَوْ قَائِمًا يَحْذَرُ إِلَّا خِوَرَةً وَيَرْجُو أَرْحَمَ رَبِّهِ

بھلا جو شخص رات کے اوقات میں سجدہ و قیام کی حالت میں عبادت کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔ (الزمر: ۹)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:-

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝

اور وہ لوگ (نیک بندے) ہیں جو راتوں کو اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں۔ (الفرقان: ۶۴)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد کی بڑی فضیلت ہے بلکہ یہ اہل روحانیت کی نماز ہے اور ان کے لیے بہت ضروری ہے اور اس نماز میں راز و لایت چھپا ہے اور جو اس نماز کو اپنالیتا ہے وہ دین و دنیا سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ احادیث میں بھی نماز تہجد کے بے شمار فضائل بیان ہوئے، جو مندرجہ ذیل ہیں:-

فرضوں کے بعد افضل نماز

فرض نمازوں کے بعد اگر کوئی نماز افضل ہے تو وہ نماز تہجد ہے۔ مسند امام احمد میں اس کے افضل ہونے کے بارے میں یہ روایت ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَفْرُوضَةِ صَلَاةٌ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے فرضوں کے بعد افضل نماز درمیان رات کی نماز ہے۔ (مسند امام احمد)

نماز تہجد اللہ سے قربت کا ذریعہ ہے

نماز تہجد اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کرنے کا خاص ذریعہ ہے۔ کیونکہ رات کی تنہائی میں جبکہ عام لوگ خوابِ استراحت کے مزے لوٹ رہے ہوتے ہیں جب کوئی اللہ کو پکارتا ہے اور اس کے حضور گریہ زار ہوتا ہے تو اللہ اسے اپنا دوست بنا لیتا ہے اور اس وقت بندہ جو کچھ اس سے مانگتا ہے، پاتا ہے۔ اس کے متعلق امام ترمذی کی بیان کردہ روایت یہ ہے:-

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَابُّ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلْسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے قیام کو لازم پکڑو وہ اچھا طریقہ ہے تم سے پہلے لوگوں کا اور تمھارے رب کی طرف نزدیکی ہے گناہوں کے دور ہونے کا سبب ہے اور گناہوں سے باز رکھنے والا ہے۔

مقام حضوری کا حصول

اہل روحانیت کو نماز تہجد پڑھنے سے مقام حضوری بھی حاصل ہو جاتا ہے یعنی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا آنا جانا ہو جاتا ہے بلکہ نماز پڑھتے پڑھتے ایک مقام وہ آ جاتا ہے کہ اہل روحانیت نماز تہجد ہی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا کرتے ہیں کیونکہ اس نماز میں رات کے وقت کچھ مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ اس لیے اس کا اجر بہت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود اس نماز میں اتنی مشقت برداشت کرتے کہ آپ کے پاؤں میں ورم آ جاتا۔

عَنِ الْمَغِيرَةِ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْنَعُ هَذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذُنُوبِكَ وَمَا تَأْخُرُ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا.

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک سو ج گئے آپ کو کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں فرمایا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا محبوب ترین نبی اور معصوم ہونے کے باوجود رات کے وقت قیام اللیل کی اتنی ضرورت نہ تھی لیکن آپ جو کچھ کرتے وہ رضائے الہی اور شکر گزاری کے لیے کرتے اور یہی وجہ ہے کہ جس بندے سے اللہ راضی ہو جاتا ہے دنیا اس کے تابع ہو جاتی ہے۔

بارگاہ رب العزت میں قبولیت کی ساعت

نماز تہجد دراصل قبولیت بارگاہ رب العزت کا وقت ہے اس وقت جو اللہ سے مانگا جائے ملتا ہے اور جو شخص نماز تہجد پابندی سے قائم کر لیتا ہے اسے اللہ دین و آخرت سے بھر دیتا ہے۔ اس کے بارے میں

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَفِّقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے رات میں ایک گھڑی ہے اس کو کوئی مسلمان نہیں پاتا کہ اللہ سے اس میں بھلائی کا سوال کرے دنیا اور آخرت کے امر سے مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا فرما دیتا ہے اور یہ ہر شب میں ہے۔ (مسلم)

نماز تہجد پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا اظہار مسرت

جو لوگ رات کو وقت کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر خوش ہوتا ہے اور ان سے راضی ہوتا ہے اس کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَيْهِمُ الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي الصَّلَاةِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہنستا ہے۔ ایک وہ آدمی جو رات کو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور وہ لوگ جو قتال کے لیے صف باندھیں اور نماز کے لیے صف باندھیں۔ (شرح السنۃ)

قیامت کے روز نماز تہجد کا اجر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کو اکٹھا فرمائے گا تو ایک منادی پکارے گا۔ ”وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے اور وہ اپنے رب کو خوف و امید کے تحت پکارتے تھے۔“ یہ ندا سن کر سب لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر ان کی تعداد کم ہوگی پھر دوبارہ منادی پکارے گا ”وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کو مال تجارت، خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی۔“ (ان مشاغل کے باوجود وہ یاد الہی سے غافل نہیں ہوتے

تھے) یہ لوگ کھرے ہو جائیں گے مگر یہ بھی تھوڑے ہوں گے۔ پھر منادی پکار کر کہے گا۔ ”جو رنج و غم میں اللہ کی ثناء کرتے تھے۔“ یہ لوگ کھرے ہو جائیں گے مگر یہ بھی کم ہوں گے، پھر ان کے باقی لوگوں کا حساب کتاب ہوگا۔

رحمت خداوندی کا خاص وقت

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اس وقت دنیاوی آسمان کی طرف اللہ عز و جل نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کو قبول کروں! کون ہے جو مجھ سے طالب مغفرت ہو اور میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو مجھ سے رزق مانگے اور میں اس کو رزق عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے دکھ درد دور کرنے کی استدعا کرے اور میں اس کا دکھ دور کروں؟ یہ کیفیت طلوع فجر تک رہتی ہے۔

شیخ ابونصر نے اپنے والد کی اسناد سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”ہر رات آخری تہائی میں اللہ تعالیٰ دنیاوی آسمان کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کون مغفرت کا طلبگار ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کو سائل ہے کہ میں اس کا سوال پورا کروں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی بنا پر آخری رات کی نماز کو مستحب کہتے تھے۔

نماز تہجد پڑھنے کا طریق کار

نماز تہجد کے لیے رات کے پچھلے پہر بیدار ہونا چاہیے کیونکہ یہ نماز رات کے کچھ حصے میں سونے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ تہجد کا مسنون وقت یہی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد آدمی سو جائے اور پھر نصف رات کے بعد بیدار ہو کر نماز تہجد پڑھے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ کار تھا کہ آپ کبھی نصف رات کے کچھ دیر بعد یا کبھی رات کے پچھلے پہر اٹھتے۔ اٹھ کر اللہ کی تعریف بیان کرتے۔ مسواک کرتے، پھر وضو کرتے اور بعد نماز تہجد میں مشغول ہو جاتے۔ لہذا ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ بعض اللہ کے بندے پوری رات بیداری میں گزرتے ہیں تو ایسے حضرات کو چاہیے کہ نصف شب

کے بعد جب دل چاہے تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ اس نماز کی بڑی توجہ سے پڑھنا چاہیے۔ نماز کے لیے جب اللہ کے حضور کھڑے ہوں تو پوری توجہ اللہ کی طرف ہونی چاہیے اور اپنے دل و دماغ کو ماسوائے اللہ کے خالی کر لینا چاہیے کیونکہ بزرگان دین نے ہمیشہ یہ نماز حضوری قلب سے پڑھی۔

نماز تہجد میں سورتوں کی تلاوت، روحانی کیفیات کے نزول کے مطابق کرنی چاہیے اگر دل مائل بعجز و نیاز ہو تو قرأت لمبی پڑھنی چاہیے اور اگر طبیعت، تھکاوٹ یا بیماری کی وجہ سے لمبی قرأت کا بوجھ برداشت نہ کر سکتی ہو تو حسب ذیل معمول درمیانی سورتوں کی قرأت کر کے نماز مکمل کر لینی چاہیے۔

نماز تہجد میں سجدہ معمول سے ذرا لمبا کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ کیونکہ نماز تہجد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدے کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ آپ اس نماز میں سجدہ اتنا دراز کرتے کہ تم لوگ آپ کے سر مبارک اٹھانے سے پہلے سچاس آیتیں پڑھ سکتے۔ آپ کا معمول تھا کہ ہلکی دو رکعت سے نماز شروع کرتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ پہلی عورکت میں لمبی قرأت نہ کرتے۔ پھر جوں جوں رکعات کی تعداد بڑھتی آپ بھی لمبی کرتے جاتے۔ کیونکہ صحابی رسول حضرت خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے، ایک مرتبہ انھوں نے کہا کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات نماز یعنی تہجد دیکھوں گا کہ آپ کیسے پڑھتے ہیں تو انھوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان پہلی دو سے ہلکی تھیں۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے ہلکی تھیں، مراد یہ ہے کہ شروع میں قرأت لمبی نہ پڑھتے، درمیان قرأت بہت لمبی پڑھتے پھر آہستہ آہستہ لمبی قرأت کی نسبت ہلکا کرتے جاتے، لہذا جن لوگوں کو لمبی قرأت یاد نہ ہو تو جتنی پڑھ سکتے ہوں پڑھ لیں۔

نماز تہجد بیٹھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ جب صحت کمزور یا بڑھا پا ہو جس کی وجہ سے انسان زیادہ دیر کھڑا نہ ہو سکے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کی وجہ سے گراں بدن ہو گئے تو تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔

نماز تہجد میں سورتیں پڑھنے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جو شخص رات کی نماز میں دس آیات پڑھتا ہے وہ غفلوں میں نہیں لکھا جاتا اور جو شخص سو آیات کے ساتھ نماز تہجد پڑھتا ہے وہ اطاعت گزاروں میں لکھا جاتا ہے اور جو نماز تہجد میں ایک ہزار آیات پڑھتا ہے اس کا نام عظیم ثواب حاصل کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

نماز تہجد میں چاہیں تو اونچی آواز سے قرأت کریں یا چاہیں تو پست آواز سے پڑھیں کیونکہ یہ تو موقع محل کے مطابق ہے اگر خلوت ہو تو ہلکی، اونچی آواز سے پڑھنا بڑا فرحت اندوز ہوتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز تہجد میں کبھی اونچی آواز سے قرأت کیا کرتے تھے اور کبھی پست آواز میں پڑھتے۔ مگر حضرت ابن عباس کا کہنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اتنی بلند آواز سے قرأت فرماتے کہ صحن میں بیٹھا ہوا آدمی آپ کی آواز سن لیتا تھا جب کہ آپ مکان کے اندر پڑھ رہے ہوتے۔

نماز تہجد کے بعد سے نماز فجر تک آرام کر لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نماز تہجد پڑھ کر تھوڑا سا سو جانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ معمول تھا۔ لیکن یہ وقت کے مطابق ہوتا تھا۔ اگر نماز تہجد ادا کرنے کے بعد نماز فجر میں وقت کم ہوتا تو آپ نہ سوتے۔ اگر وقت زیادہ ہوتا تو آپ آرام کر لیتے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ ایک مرتبہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو گئے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے مسواک کی۔ وضو کیا اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ ان دونوں رکعتوں میں قیام سجود لمبا کیا۔ پھر بستر پر تشریف اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔

نماز تہجد کی رکعتیں بارہ تک ہیں کیونکہ مختلف اوقات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سے لے کر بارہ رکعت تک پڑھی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے دو رکعت نماز تہجد پڑھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک نے چار رکعت نماز تہجد ادا کی۔ ایسے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایم مرتبہ دریافت کیا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ نے مختلف اوقات میں سات، نو، گیارہ رکعت پڑھی ہیں جن میں تین وتر ہوتے تھے۔ ایسے ہی حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ نے تیرہ رکعت پڑھیں جن میں تین وتر تھے۔

تو ان بیانات سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲ سے لے کر بارہ رکعت تک پڑھی ہیں لہذا نماز تہجد کی فضیلت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ معمول اختیار کرنا چاہیے کہ نماز تہجد روزانہ پڑھے خواہ تھوڑی رکعت ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن اس میں پھر ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔ بعض لوگ اس نماز کو بڑے زور سے شروع کرتے ہیں لیکن چند روز پڑھنے کے بعد ترک کر دیتے ہیں تو ایسا کرنا اچھا نہیں کیونکہ شروع کر کے چھوڑ دینا بری بات ہے۔

جو شخص رات کے پچھلے پہر میں نماز تہجد پڑھنا شروع کر دے کہ اتنے میں صبح کی اذان ہو جائے یا کسی

اور طرح معلوم ہو جائے کہ صبح صادق ہو گئی ہے تو وہ اپنی شروع کی ہوئی نماز کو پورا کر لے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص رات کو نماز تہجد کی نیت کر کے سو جاتا ہے تو پھر اگر اسے جاگ نہ آئے اور نماز تہجد نہ پڑھے سکے تو بھی اسے نیت کا ثواب مل جائے گا۔

یعر بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ رات کے وقت میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر گیا تو ان کو نماز پڑھتے پایا۔ وہ سورۃ اذالسماء انفطرت کی تلاوت کر رہے تھے جب وہ اس آیت پر پہنچے یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم (اے انسان! تجھے کس بات نے اپنے رب کریم سے مغرور کر کے منحرف کر دیا ہے؟) تو اس کو پڑھ کر ٹھہر گئے اور بار بار اس کی تکرار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ساری رات گزر گئی۔ (میں واپس آ گیا اور) پھر میں طلوع فجر کے وقت ان کے یہاں گیا وہ اس وقت بھی اس آیت کریمہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ صبح ہو رہی ہے تو نماز ختم کر دی اور اس کے بعد کہا ”الہی! تیرے علم نے اور میری جہالت نے مجھے دلیر کر دیا تھا“ اس کے بعد لوٹ آیا اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

نماز تہجد کے بارے میں معمولات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نماز تہجد کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں لیکن آٹھ رکعت کی تعداد احادیث میں زیادہ منقول ہے۔ اس لیے اس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے معمولات کے بارے میں روایات مندرجہ ذیل ہیں:-

نوافل میں مسنون قرأت

نبی پاک تہجد کے وقت لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ یعنی سورہ آل عمران، نساء، مائدہ اور انعام جیسی لمبی سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسنون قرأت کے بارے میں ابوداؤد کی حدیث حسب ذیل ہے:-

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْكَبَرِيَاءِ وَالْعُظْمَاءِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهِ فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثُمَّ

رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِّنْ رُّكُوعِهِ ثُمَّ يَقُولُ لِرَبِّي الْحَمْدُ ثُمَّ
سَجَدَ فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهِ فَكَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى
ثُمَّ وَقَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَكَانَ يَقْعُدُ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِّنْ سُجُودِهِ
وَكَانَ يَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِي فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَرَأَ فِيهِنَّ الْبَقْرَةَ وَالْإِسْرَاءَ وَالنِّسَاءَ
وَالْمَائِدَةَ أَوْ الْأَنْعَامَ شَكَّ شُعْبَةَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کورات کو نماز پڑھتے
تھے فرماتے اللہ اکبر تین بار اور کہتے صاحب ملک کا اور غلبہ کا اور بڑائی کا اور بزرگی کا۔ پھر سبحانک
اللہم پڑھتے، پھر پڑھتے سورہ بقرہ پھر رکوع کیا، پھر تھا ان کے رکوع کا اندازہ ان کے قیام کا۔ پس
کہتے اپنے رکوع میں، پاک ہے میرا رب بڑا۔ پھر سر اٹھایا اپنا رکوع سے پھر تھا کھڑا رہنا ان کا
رکوع کے قریب، کہتے میرے رب ہی کے لیے سب تعریف ہے۔ پھر سجدہ کیا، سجدہ کی مقدار تھی
ان کے قریب قومہ ان کے، پس تھے کہتے سجدے اپنے میں پاک ہے میرا رب بلند پھراٹھایا اپنا سر
سجدہ سے اور تھے بیٹھتے دونوں سجدوں کے درمیان اپنے سجدے کے قریب اور تھے کہتے اے
میرے رب بخش میرے لیے۔ پس پڑھیں بارہ رکعتیں۔ ان میں پڑھا بقرہ اور آل عمران اور نساء
اور مائدہ یا انعام، شعبہ نے شک کیا جو حدیث کا راوی ہے۔ (ابوداؤد)

پچاس آیات جتنا لمبا سجدہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھا
کرتے تھے۔ اور ان میں سجدہ بہت طویل کرتے بلکہ سجدہ اتنا طویل ہوتا کہ ایک شخص اتنے وقت میں
پچاس آیات تلاوت کر سکتا ہے۔ اس کے بارے میں مسلم کی روایت یہ ہے:-

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرَغَ مِنْ
صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ أَحَدَى عَشْرَةَ رَكَعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ
مِنْ ذَلِكَ قَدْرًا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَدِّنُ
مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى
شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَدِّنُ لِلْإِقَامَةِ فَيُخْرِجُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے نماز پڑھتے درمیان اس کے فارغ ہوں نماز عشاء سے فجر تک گیارہ رکعتیں۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور وتر کرتے ایک رکعت کے ساتھ۔ پھر کرتے سجدہ اس رکعت میں اس قدر کہ پڑھے ایک شخص پچاس آیتیں اس سے پہلے کہ اٹھاتے اپنا سر مبارک جب مؤذن چپ ہوتا فجر کی اذان سے اور فجر ظاہر ہوتی آپ کے لیے کھڑے ہوتے پڑھتے دو رکعتیں ہلکی، پھر لیٹتے اپنی داہنی کروٹ پر یہاں تک کہ آتا اذان دینے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تکبیر کے لیے۔ نکلتے آپ نماز کے لیے۔ (بخاری و مسلم)

نماز تہجد کی رکعتوں کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں نماز تہجد کی رکعتیں مختلف پڑھی ہیں اس کے بارے میں حضرت عائشہ کی روایت یہ ہے ان رکعتوں میں وتر بھی شامل تھے۔

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاحِدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى رَكْعَتِي الْفَجْرِ.

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں۔ کہا کبھی سات، کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعتیں فجر کی سنت کے سوا۔ (بخاری)

نماز تہجد پڑھنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا معمول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ بعض اوقات نماز تہجد پڑھنے کے بعد سو جاتے اور پھر بیدار ہو کر فجر کی نماز ادا کرتے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَدَأْتُ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ أَوْبَعُضَهُ قَعْدًا فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَا إِلَهَ إِلَّا وَحْدَى حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ

قَامَ إِلَى الْقُرْبَةِ فَأُطْلِقَ شِقَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْتَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضوءًا حَسَنًا بَيْنَ
الْوُضُوءَيْنِ لَمْ يَكْثُرْ وَأَوْقَدَ أَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ وَتَوَضَّأْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ
فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَمَامَتْ صَلَوَتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةِ رُكْعَةٍ ثُمَّ اضْطَجَعَ
فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَأَذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ
فِي دُعَائِهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي
يَمِينِي نُورًا وَفِي يَسَارِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا وَزَارَ بَعْضُهُمْ وَفِي
لِسَانِي نُورًا وَذَكَرَ وَعَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشْرِي. وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا
وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا وَأَعْظِمْ لِي نُورًا وَفِي آخِرِ الْمُسْلِمِ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِي نُورًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رات گزاری اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ
عنہا کے پاس ایک رات، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے پس باتیں کیں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کے ساتھ تھوڑی دیر پھر سو رہے۔ جب رات کا آخر ٹلٹ رہ گیا یا کچھ
اس میں اٹھ بیٹھے پس دیکھا آسمان کی طرف، یہ آیت پڑھی۔ تحقیق بیچ پیدا کرے آسمانوں اور
زمین کے اور رات اور دن کے اختلاف میں البتہ نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے یہاں تک کہ ختم
کیا سورۃ کو۔ پھر مشک کی طرف کھڑے ہوئے اس کا بند کھولا۔ پھر پیالہ میں پانی ڈالا۔ پھر وضو کیا
اچھا درمیان دو وضوؤں کے نہ زیادہ کیا پانی کے استعمال کو اور تحقیق پہنچایا پانی پھر کھڑے ہوئے
نماز پڑھی اور کھڑا ہوا میں اور وضو کیا میں نے، پھر کھڑا ہوا میں حضرت کے بائیں طرف پس پکڑا
میرا کان۔ پھر پھیرا مجھ کو دائیں طرف اپنے پوری ہوئی نماز حضرت کی تیرہ رکعت پھر لیٹ رہے
اور سوئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے تھے اور حضرت جس وقت کہ سوتے خراٹے لیتے آگاہ کیا
حضرت کو بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے نماز پڑھائی اور نہ وضو کیا اور تھے بیچ دعا آپ کی کے
یہ الفاظ یا الہی کر میرے دل میں نور اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور اور میرے
عائنے نور اور میرے بائیں نور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے
پیچھے نور اور کر میرے لیے نور۔ بعض راویوں نے زیادہ کیا۔ پیدا کر میری زبان میں نور۔ اور ذکر کیا
بعض نے کر پٹھے میرے میں، گوشت میرے میں اور میرے خون میں اور میرے بالوں میں اور
میرے چمڑے میں نور (مسلم و بخاری) ان دونوں کی ایک روایت میں ہے میری جان میں نور اور

بڑا کر میرے لیے نور۔ امام مسلم کی ایک روایت میں یا الہی دے مجھ کو نور۔

ہلکی دور کعتوں سے نماز تہجد شروع کرنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد پڑھنا شروع کرتے تو پہلی رکعتیں ہلکی پڑھتے یعنی پہلی رکعتوں میں قرأت مختصر پڑھتے۔ اس کے متعلق مسلم کی روایت میں ہے:-

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے رات کو تا کہ نماز پڑھیں یعنی تہجد کی شروع کرتے اپنی نماز کو دور کعتوں ہلکی کے ساتھ۔ (مسلم)

تہجد کے وقت کی دعائیں

احادیث کی رو سے تہجد کے وقت مندرجہ ذیل دعائیں پڑھنا مستحب ہیں:-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانِي بَعْدَ مَا أَمَاتَنِي وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

تعریف ہے اس اللہ کے لیے جس نے مارنے کے بعد مجھے زندہ کیا اور مخلوق کا حشر اسی کی طرف ہے۔

اس کے بعد سورہ آل عمران کی دس آیات پڑھے اور مسواک کرے، مسواک کے بعد وضو کر کے یہ

دعا پڑھے:-

سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَسْأَلُكَ التَّوْبَةَ فَاعْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ. وَاجْعَلْنِي صَبُورًا شُكُورًا وَاجْعَلْنِي مِمَّنْ يَذْكُرُكَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَيُسَبِّحُكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا.

الہی! تو پاک ہے اور تو ہی حمد کے لائق ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں تو مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ الہی! تو مجھے توبہ کرنے والوں میں کر دے اور پاکوں میں

شامل فرمادے اور مجھے صبر کرنے والا اور شکر کرنے والا بنادے اور ان لوگوں میں شامل فرمادے جو تجھے بہت یاد کرنے والے ہیں اور صبح و شام تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔

اس کے بعد آسمان کی طرف سراٹھا کر یہ دعا پڑھے:-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ مِنْكَ لَا أُحْصِي
ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ أَنَا عَبْدُكَ وَأَبْنُ عَبْدِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ
جَارِي فِي حُكْمِكَ عَدْلٌ فِي قَضَائِكَ هَذِهِ يَدَايَ بِمَا كَسَبْتُ وَهَذِهِ نَفْسِي بِمَا
اجْتَرَحْتُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ عَمِلْتُ سُوءًا
وَزَلَمْتُ نَفْسِي فَاعْفِرْ لِي ذَنْبَ الْعَظِيمِ إِنَّكَ أَنْتَ رَبِّي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کا شریک نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیرے غضب سے تیری رضا کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں۔ میں ہرگز تیری ثناء نہیں کر سکتا جیسی کہ تو نے اپنی ثناء کی ہے تو ویسا ہی ہے۔ میں تیرے بندہ اور ریتے بندے کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔ مجھ پر تیرا حکم نافذ ہے۔ میرے متعلق تیرا فیصلہ سراسر انصاف ہے۔ میرے یہ ہاتھ اپنے کیے میں گرفتار ہیں اور یہ میری جان اپنے کیے ہوئے اعمال سے وابستہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک میں غافلوں میں سے ہوں میں نے برے کام کیے اور اپنی جان پر ظلم کیا تو میرے گناہ بخش دے تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز کو کھڑا ہو اور کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا . پھر دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، دس مرتبہ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، دس بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور دس بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔ اس کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعُظْمَةِ وَالْجَلَالِ وَالْقُدْرَةِ ایک پاڑھے۔

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالا -نادا ابو سلمہ بن عبد الرحمن بیان کیا کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں

نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کی نماز کے لیے اٹھتے تھے تو تکبیر کس طرح پڑھتے تھے اور نماز کی ابتدا کس طرح فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ تکبیر اور ابتداء نماز اس طرح فرماتے تھے:-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَاسْرَافِيْلَ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فَيَمَّا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

یا اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کو تو نے ہی پیدا کیا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے ظاہری اور باطنی بھیدوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔ بندے جن باتوں میں اختلاف کرتے ہیں ان میں تو ہی حکم کرنے والا ہے۔ جس بات میں اختلاف کیا گیا ہے، تو اس میں مجھے سیدھا راستہ دکھا، بلاشبہ تو جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

۴۔ نماز اشراق

سورج طلوع ہونے کے بعد ایک یا دو نیزے بلند ہو جائے تو اس وقت نفل نماز اشراق پڑھنی چاہیے۔ اہل تقویٰ کے نزدیک اشراق کے نوافل بہت درجہ رکھتے ہیں کیونکہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے اس نماز کے نفل دو یا چار رکعت ہیں۔ اس کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حسب ذیل ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحَى لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرُ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ.

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد اپنی جگہ پر ہی بیٹھا رہے یہاں تک کہ اشراق کی دو رکعتیں پڑھے اور خیر و نیکی کے علاوہ کوئی بات نہ کرے تو اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ ابو داؤد شریف

حضرت نافع نے بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا فرما

کر اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے تھے، یہاں تک کہ اشراق کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ (سورج نکل آتا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر اسی جگہ اس وقت تک بیٹھا رہے کہ اس کے لیے اشراق کا وقت ہو جائے تو اس کی فجر کی نماز ایسی ہو جائے گی جیسے کسی مقبول حج اور عمرہ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز فجر پڑھ کر طلوع آفتاب تک وہیں بیٹھے رہتے تھے جب ان سے اس قیام کی وجہ دریافت کی گئی تو انھوں نے فرمایا میں سنت کی پیروی کرنا چاہتا ہوں۔

شیخ ابونصر نے بالاسناد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک وہیں بیٹھا رہے پھر طلوع آفتاب کے بعد چار رکعتیں مسلسل پڑھے اور پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور رتین بار آیۃ الکرسی، سات بار سورۃ اخلاص، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد والشمس وضحہا ایک بار، تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور والسماء والطارق ایک بار، اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ستر فرشتے بھیجے گا یعنی ہر آسمان سے دس فرشتے۔ ہر فرشتے کے پاس بہشتی خوان اور بہشتی رومال ہوں گے۔ یہ فرشتے ان خوانوں میں اس نماز کو رکھ کر رومال سے ڈھانپ کر اوپر لے جائیں گے۔ یہ فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے گزریں گے تو وہ فرشتے اس نمازی کے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ خوان رکھے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے! تو نے میرے لیے نماز پڑھی اور میری عبادت کی، اب تو از سر نو عمل کر، تیرے پچھلے گناہ میں نے معاف فرمادیے۔

یہی نماز اس روایت کی تشریح ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل فرمایا تھا۔ ”اے بنی آدم! میرے لیے شروع دن میں چار رکعت پڑھ جو آخر دن تک تیرے لیے کافی ہیں۔“ اہل دنیا کے لیے اس نماز کا پابندی سے پڑھنا اضافہ رزق کا باعث بنتا ہے۔ لہذا جو شخص پابندی سے سات سال تک نماز اشراق پڑھے اور نماز پڑھنے کے بعد ایک مرتبہ یا رِزَاقُ یا اللہ اور یا بَاسِطُ یا اللہ پڑھے تو اللہ اس کی دنیاوی دولت میں اضافہ کر دے گا۔

اہل تقویٰ اگر یہ نماز پابندی سے پڑھیں تو اللہ کے ہاں ان کا شمار صالحین میں ہونے لگے گا اور اگر وہ اس نماز کے ساتھ رہبر کامل کی ہدایت کے مطابق ذکر الہی میں کثرت کریں تو خوابوں میں ان کی ملاقات اولیائے کرام اور صحابہ کرام کی روحوں سے ہوگی۔

۵۔ صلوٰۃ الاوابین

نماز مغرب کے بعد صلوٰۃ الاوابین ہے۔ اوابین نفلی نماز ہے۔ جس کا وقت نماز مغرب کے بعد عشاء سے پہلے تک ہے۔ اس کی کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نماز مغرب کے بعد دو رکعت کر کے پڑھے۔ اور نیت یوں کرے، دو رکعت نفل صلوٰۃ الاوابین، بزرگی خدا کی منہ قبلہ شریف کی طرف، پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دے۔ اس نماز کے بہت سے فوائد اور روحانی اسرار ہیں۔ نماز پڑھنے کے بعد جو شخص بخشش کی دعا مانگے انشاء اللہ قبول ہوگی۔ اگر آخرت طلب کرے تو اسے بذریعہ خواب جنت کی بشارت ملے گی اکثر اللہ والوں کے معمول میں اس نماز کا پڑھنا شامل رہا ہے۔ احادیث میں اس نماز کے حسب ذیل فضائل بیان ہوئے ہیں:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةٍ ثِنْتِي عَشْرَ سَنَةٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھے کہ نہ بولے ان کے درمیان کلام بد کے ساتھ تو اسے بارہ برس کی عبادت کے برابر ثواب ہوگا۔ (ترمذی)

اس حدیث میں بیان ہوا کہ نماز مغرب کے بعد اوابین کے چھ نوافل پڑھے تو اسے بارہ برس کی عبادت کا اجر ملے گا۔ مراد یہ ہے کہ فرضی عبادت کرنے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اللہ کی عبادت کرنا چاہے تو اس کا اجر ہیں اجر ہے اس لیے اوابین کے نوافل کا بہت زیادہ ثواب ہے

صلوٰۃ الاوابین کے فضائل کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث یہ ہے:-
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پڑھے مغرب کے بعد بیس رکعتیں بناتا ہے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر۔ (ترمذی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اوابین کی بیس رکعتیں اگر پڑھی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کے باعث پڑھنے والے کو جنت عطا فرمائے گا۔ مراد یہ ہے کہ فرض نمازوں کی پابندی کرنے کے بعد جو نوافل پڑھے

تو اس کا یہ فعل بارگاہ رب العزت میں بہت مقبول ہوگا اور ایسا کرنے والا جنت کا حقدار ہوگا۔
کہتے ہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں سورہ کافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھے اور ان کو جلدی سے پڑھے اور فرمایا ہے کہ ان دونوں رکعتوں کو نماز مغرب کے ساتھ آسمانوں پر خدا کی بارگاہ میں فرشتے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اور ان دو رکعتوں کے سوا جو باقی ہیں ان کو جتنی دیر تک چاہے پڑھتا رہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے اور ان میں کسی سے بات چیت نہ کرے تو اس کے عمل کو فرشتے علیین میں اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اور اس کو یہ مرتبہ عطا کیا جاتا ہے کہ گویا اس نے مسجد اقصیٰ میں شب قدر کو پالیا ہے اور نصف رات کی نماز سے بہتر ہے۔

اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ طارق بن شہاب سے اور وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز پڑھے اور اس کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے تو وہ اس آدمی کی مانند ہو جاتا ہے جو دو بار حج کرتا ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی چھ رکعت پڑھے؟ فرمایا اس کے پچاس برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

سعید بن جبیر اور وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان جامع مسجد میں اپنے نفس کو بند رکھے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے سوا اور کوئی کلام نہ کرے تو خداوند تعالیٰ پر واجب ہو جاتا ہے کہ بہشت میں اس کے واسطے دو محل بنائے اور ان میں سے ہر ایک کی وسعت اس قدر ہو جس قدر ایک سو برس کے راہ کی مسافت ہوتی ہے اور ہر ایک محل کے درمیان ایک ایسا باغ ہو کہ اگر دنیا کے تمام لوگ اس باغ میں مہمان بنیں تو ان کو سمالے۔

حضرت ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ ہشام بن عروہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب نمازوں سے زیادہ پیاری مغرب کی نماز ہے۔ کیونکہ اس نماز سے آدمی اپنے دن کو ختم کرتا ہے اور رات شروع ہوتی ہے اور مسافر یا مقیم سے اس میں کمی نہیں کی جاتی جو جو اس نماز کو پڑھے اور اس کے بعد کسی قسم کی کلام کرنے کے سوا چار رکعتیں پڑھے تو خداوند تعالیٰ اس کے واسطے دو محل بہشت میں بنادے گا جس

میں یا قوت اور مروارید جڑے ہوئے ہوں گے اور ان میں باغ ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور جو آدمی مغرب کی نماز کو پڑھے اور اس کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان میں کسی قسم کا کوئی کلام نہ کرے تو خداوند تعالیٰ اس کے چالیس برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دستور تھا کہ وہ مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

۶۔ نماز چاشت

سورج اچھی طرح نکل آنے پر جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے اسے چاشت یعنی ضحیٰ کہتے ہیں۔ اس نماز کا وقت سورج کی روشنی خوب پھیلنے سے شروع ہوتا ہے اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ احادیث میں اس نماز کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز چاشت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس نماز کو پابندی سے پڑھنا شروع کر دیتے تو یوں معلوم ہوتا کہ اب اسے ترک نہیں کریں گے لیکن کچھ عرصہ پابندی کے بعد چھوڑ دیتے۔ اس کے بارے میں ترمذی کی روایت یہ ہے:-

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى حَتَّى نَقُولَ لَا يَدُ عَهَا وَيَدُ عَهَا حَتَّى نَقُولَ لَا يُصَلِّيَهَا.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ کی نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اس کو چھوڑ دیں گے نہیں۔ اور چھوڑتے اس کو یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اس کو پڑھیں گے نہیں۔

گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

یہ نماز انسان کے لیے آخرت کا بہت سامان پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ اس نماز کے پڑھنے سے انسان کے جتنے بھی گناہ ہوں وہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اس پر ابن ماجہ نے یہ روایت لکھی ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافِظَكَ عَلَى شُفْعَةِ الصُّلْحَى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صُحی کی دو رکعت پر محافظت کرتا ہے اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

نماز چاشت پڑھنے والے کے لیے جنت کا دروازہ صُحی مخصوص ہے

ابونصر اپنے باپ سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام صُحی ہے اور جب قیامت ہوگی تو ایک پکارنے والا اس روز پکار کر یہ کہے گا کہ جو لوگ ہمیشہ صُحی کی نماز پڑھا کرتے تھے وہ کون ہیں اور کہاں ہیں؟ ان پر خداوند کریم کی رحمت نازل ہوئی ہے ان کو بہشت میں داخل کرو۔

اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایسے لوگ بھی تھے کہ وہ صبح کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور بعد میں صُحی کی نماز کا انتظار کرتے تھے اور جب وقت آ جاتا تھا تو اس کو پڑھتے تھے۔ اور پھر اس جگہ سے اٹھتے تھے۔

اور ضحاک بن قیس رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سا یک زمانہ میں لوگ نہیں جانتے تھے کہ اس آیت کے نزول کا باعث کیا ہے (رات کے وقت اور جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اس وقت تسبیح کہتے ہیں) اور پھر جب لوگوں کو معلوم ہوا تو اب دیکھا جاتا ہے کہ آدمی صُحی کی نماز کو ادا کرتے ہیں۔

نماز چاشت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معمول

ابن ملیکہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نماز صُحی کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے جواب دیا کہ خدا کی کتاب میں اس کا بیان موجود ہے اور اس کے بعد اس آیت کو پڑھا (گھروں میں خداوند تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ ان میں خدا کو یاد کیا جائے اور اس کا نام بلند ہو۔ ان میں صبح

اور شام خدا کی تسبیح پڑھی جاتی ہے)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ اپنی وضو کی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ مگر ہمیشہ ان کو نہیں پڑھتے تھے۔ اور ایک دفعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمرہ رضی اللہ عنہ سے نماز وضو کے بارے میں پوچھا، انھوں نے جواب دیا کہ میں ایک دن پڑھا کرتا ہوں اور دس روز نہیں پڑھتا۔ اور نخی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس نماز پر مدوامت کرنے سے جو پرہیز کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز فرض کے برابر نہ ہو جائے۔

نماز چاشت کے فیوض و برکات

اس نماز کی برکت یہ ہے کہ اس نماز کے پڑھنے سے انسان سے غفلت اور سستی دور ہوتی ہے اور دل عبادت اور اطاعت الہی کی طرف مائل ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہل تقویٰ اس کی طرف بڑی رغبت رکھتے ہیں۔ لیکن صوفیاء کا معمول ہے کہ اس نماز کو کچھ عرصہ مسلسل پڑھ کر پھر چند روز چھوڑ دیتے ہیں تاکہ یہ نماز فرضوں کی طرح نہ ہو جائے۔ اس نماز کو مسلسل ۴۱ روز پڑھنے سے دنیاوی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

نماز چاشت کی رکعتیں

اس نماز کی کم از کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں لیکن اوسط چار رکعتیں ہیں اکثر صوفیاء اور اہل روحانیت نے چار رکعت پڑھنے پر اکتفا کیا ہے۔ دور کعتوں کے سلسلے میں صحیح مسلم میں یہ روایت بیان کی گئی ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزَى مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى.

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صبح ہوتے ہی تم میں سے ہر ایک کی ہڈیوں پر صدقہ لازم ہوتا ہے۔ پھر ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تحمید صدقہ ہے۔ ہر تہلیل صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم کرنا صدقہ دینا ہے۔ برائی سے روکنا صدقہ ہے ان

سب سے دور کعتیں کفایت کر جاتی ہیں جن کو چاشت کے وقت پڑھ لے۔

چار رکعت کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب سیدنا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے۔ اول یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں، دوم یہ کہ ہر مہینے کے تین روزے رکھا کروں۔ اور سوم یہ کہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لیا کروں۔ نماز چاشت کی چار رکعتیں بھی توایت میں آئی ہیں۔ ایک روایت تو عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان کی ہے۔ دوسری حدیث حضرت معاذہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز کی چار رکعتیں پڑھیں

عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحَى قَالَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ.

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ کہا چار رکعتیں، جس قدر اللہ چاہتا، زیادہ پڑھتے۔ (صحیح مسلم)

چاشت کی آٹھ رکعت کے بارے میں امام بخاری کی بیان کردہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلَّى ثَمَانِيَّ رَكَعَاتٍ فَلَمْ أَرَ صَلَاةَ قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يَتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَقَالَتْ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى وَذَلِكَ ضَحَى.

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اس کے گھر میں داخل ہوئے پس غسل کیا اور آٹھ رکعات پڑھیں۔ میں نے اس سے ہلکی آپ کی کوئی نماز نہیں دیکھی لیکن آپ رکوع اور سجود مکمل کرتے تھے۔ ایک دوسری وایت میں ہے ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ چاشت کی نماز تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھی ہیں قاسم بن محمد کی روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتی تھیں۔ اور طویل پڑھتی تھیں۔ جب آپ نماز چاشت پڑھتیں تو دروازہ بن رکھتی تھیں۔ اگر کوئی دس رکعتیں پڑھنا چاہے تو دس پڑھے۔ بارہ

رکعت کی بھی روایت آئی ہے اور یہی افضل بھی ہے۔

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالا سناد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جو شخص چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔ شیخ ابونصر نے اپنے والد کی اسناد ہی سے ایک اور روایت حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو محل عطا فرمائے گا۔

نماز چاشت کی قرأت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چاشت میں سورۃ الشمس وضحھا اور والضحیٰ پڑھے۔ عمر بن شعیب نے اپنے والد سے بالا سناد روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چاشت کی بارہ رکعات پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی، تین بار سورۃ اخلاص پڑھی تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں جن کے ہاتھ میں سفید کاغذ اور نور کے قلم ہوتے ہیں جو اس نماز کا ثواب تا قیام قیامت لکھتے رہیں گے۔ قیامت کے دن فرشتے اس کی قبر پر آئیں گے ہر فرشتے کے پاس بہشتی لباس کا جوڑا اور تحفہ ہوگا۔ فرشتے کہیں گے، اے صاحب قبر! اللہ کے حکم سے اٹھو، کیونکہ تم ان میں سے ایک ہو جن کو اللہ نے عذاب سے امان عطا فرمادی ہے۔

۷۔ صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ تسبیح نفلی نمازوں میں سے ہے۔ اسے نماز تسبیح اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی ہر ایک رکعت میں ۵۷ مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اس کا پڑھنا مستحب ہے اس نماز کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ ممنوعہ اوقات کو چھوڑ کر جب دل چاہے پڑھ لے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی چار رکعت پڑھی ہیں اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ یہ نماز آپ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمھارے اگلے پچھلے نئے پرانے، چھوٹے بڑے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور فرمایا تھا اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو۔ اگر ہر روانہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اگر ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں پڑھ لیا کرو۔ ہر مہینہ میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لو اور اگر یہ بھی

نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ (ضرور) پڑھ لو اس حدیث کا متن یہ ہے:-

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيكَ أَلَا أَمْنُحُكَ أَلَا أُخْبِرُكَ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غُفِرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبُكَ أَوَّلُهُ وَالْآخِرَةُ قَدِيمُهُ وَحَدِيثُهُ خَطَاهُ وَعَمَدُهُ صَغِيرَةٌ وَكَبِيرَةٌ سِرَّةٌ وَعَلَانِيَةٌ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُولُ لَهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُ لَهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُ لَهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُ لَهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُ لَهَا عَشْرًا ثُمَّ رَأْسَكَ فَتَقُولُ لَهَا عَشْرًا فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي عُمْرِكَ مَرَّةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن عبدالمطلب کے لیے فرمایا اے عباس اے چچا! کیا نہ دوں میں تجھ کو کیا نہ دوں میں تجھ کو، کیا میں تجھ کو خبر نہ دوں کیا تیرے ساتھ نہ کروں میں دس خصلتوں کا مالک، اگر تو کر لے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر کیے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، چھپے اور ظاہر سب گناہ معاف کر دے گا اور وہ یہ ہے کہ تو چار رکعت پڑھ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی اور سورہ پڑھ۔ پہلی رکعت میں جس وقت تو پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو کھڑا ہوا ہو اور کہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ پندرہ مرتبہ۔ پھر تورا کور کر اور رکوع میں تو کہے انہی کلمات کو دس بار، پھر اپنا سر رکوع سے اٹھائے دس مرتبہ کہ، پھر سجدہ کے لیے جھکے تو دس مرتبہ کہہ، پھر سجدہ کرے دس مرتبہ کہہ پھر اپنا سر اٹھائے اور دس مرتبہ کہہ۔ پس یہ پچھتر مرتبہ ہے ہر رکعت میں۔ اسی طرح چاروں رکعتوں میں کر اگر تجھ کو طاقت ہو تو ہر روز پڑھ اگر نہ

پڑھ سکے، ہر ہفتہ میں ایک بار پڑھ۔ اگر نہ پڑھ سکے ہر مہینے میں ایک بار پڑھ۔ اگر مہینے میں نہ پڑھ سکے تو ہر سال میں ایک بار پڑھ۔ اگر نہ پڑھ سکے تو عمر میں ایک بار پڑھ۔

(ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ بیہقی)

اس حدیث میں صلوٰۃ التبیح کی فضیلت اور طریقہ بتا دیا گیا ہے لیکن ناظرین کی سہولت کے لیے اس کے پڑھنے کا مفصل طریقہ لکھا جاتا ہے:-

اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت صلوٰۃ التبیح کی نیت باندھے اور سبحانک اللہم کے بعد پندرہ دفعہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھے۔ اس کے بعد اعوذ باللہ، بسم اللہ، الحمد للہ اور سورت پڑھ کر دس دفعہ وہی کلمہ پڑھے۔ پھر رکوع میں جائے اور سبحان ربی العظیم کے بعد دس دفعہ پھر سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کہنے کے بعد (کھڑے ہو کر) دس دفعہ پڑھے۔ پھر پہلے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس دفعہ پڑھے۔ پھر ایک سجدہ کے بعد بیٹھ کر دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھٹا ہو (اور دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں کھڑے ہو کر پہلے وہی تسبیح پندرہ بار پڑھ لے پھر بسم اللہ، الحمد للہ اور سورت پڑھ کے دس دفعہ پڑھے پھر اسی طرح رکوع وغیرہ میں پڑھے (اور التحیات کے موقع پر نہ پڑھے) اس طرح چاروں رکعتوں میں پچھتر پچھتر بار پڑھنے سے کل تعداد تین سو ہو جائے گی۔ (ترمذی، عالمگیری)

تسبیحات میں کمی بیشی ہو جانے سے سجدہ سہول لازم نہیں آتا۔ اگر کوئی تسبیح کسی جگہ پڑھنا بھول گیا تو رکوع میں بیس مرتبہ پڑھ لے اور رکوع میں بھول گیا تو (قومہ میں نہ پڑھے بلکہ) سجدہ میں پڑھ لے اور قومہ میں بھول گیا تو بھی سجدہ میں اور سجدہ کی (جلسہ میں نہیں) سجدہ میں اور جلسہ کی بھی سجدہ میں پڑھے اسی طرح اگر کسی جگہ تسبیح زیادہ پڑھی گئی تو اس کے قریبی رکن میں کمی کرے۔

اس نماز کی چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے پڑھے، کوئی سورت مقرر نہیں ہے البتہ سورہ عصر، سورہ کوثر، سورہ کافرون اور سورہ اخلاص کا پڑھنا افضل ہے۔ اگر اس نماز میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو میں یہ کلمات نہ پڑھے۔

۸۔ صلوٰۃ حاجت

جائز خواہشات اور ضروریات کا پورا ہونا انسان کے بنیادی حقوق وے ہے لہذا ہر انسان کو کوئی نہ کوئی

حاجت یا ضرورت درپیش رہتی ہے اور خدا ہی قاضی الحاجات ہے۔ اللہ ہی ہماری حاجات پوری کرنے والا ہے۔ لہذا اس کے حضور دو رکعت نفل پڑھ کر التجا کرنے کو صلوٰۃ حاجت کہا جاتا ہے۔ اللہ کے اکثر بندے حاجت کے وقت صلوٰۃ حاجت پڑھتے ہیں اور ان کے حاجات پوری ہوتی ہیں۔

ابوداؤد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی مشکل کام درپیش ہو تو اللہ کے حضور دو رکعت یا چار رکعت پڑھتے اور دعا کرتے۔ نماز حاجت پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اچھی طرح وضو کرے۔ اگر غسل کر لے تو زیادہ بہتر ہے۔ پھر مسجد یا گھر میں دو رکعت نماز پڑھے، کوشش کرے کہ تنہائی میں پڑھے۔ نماز پڑھتے وقت انتہائی خشوع و خضوع کا اظہار کرے، اللہ کی حمد و ثنا کرے۔ پھر درود پاک پڑھے اور اس کے بعد انتہائی التجا کے ساتھ یہ دعا پڑھے۔ انشاء اللہ جس جائز حاجت کے لیے نماز حاجت پڑھے گا قبول ہوگی دعا یہ ہے:-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعِزَّ آئِمِّ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ
وَسَلَامَةٍ مِنْ أُنْثَى لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ
رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حلیم و کریم ہے اللہ پاک ہے جو عرش کا مالک ہے تعریف اللہ کی جو تمام جہان کا رب ہے جو تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور بخش طلب کرتا ہوں اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی طلب کرتا ہوں میرا کوئی گناہ معاف کیے بغیر نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے جو حاجت تیری رضا کے مطابق ہو اسے پورا کر دے اے مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

ترمذی میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک نابینا صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بینائی کے لیے دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو دعا کرو اور چاہے صبر کر کیونکہ یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس صحابی نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں، آپ نے حکم دیا کہ جاؤ اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو اور دعا مانگو چنانچہ اس نے ویسے ہی کیا اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔

نماز حاجت پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب کوئی حاجت طلب کرنا ہو یا اس کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو تو اچھی طرح وضو کر کے یہ دو رکعت نماز (نفل) پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے

ساتھ آیہ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد اَمِنْ الرَّسُولُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ
وَالْمُؤْمِنُونَ سَے فَاَنْصَرْنَا عَلٰی الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ تک پڑھے پھر تشدود رو پڑھ کر سلام پھیر دے
اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ يَا مُوْنِسُ كُلِّ وَحِيْدٍ وَيَا صَاحِبَ كُلِّ فَرِيْدٍ وَيَا قَرِيْبًا غَيْرَ بَعِيْدٍ وَيَا شَهِيدًا
غَيْرَ غَائِبًا وَيَا غَالِبًا غَيْرَ مَغْلُوْبٍ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الَّذِي لَا تَاْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ وَّ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَيِّ
الْقَيُّوْمِ الَّذِي عِنْتُ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتُ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَجَلَّتْ مِنْهُ الْقُلُوْبُ اَنْ
تُصَلِّيَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَجْعَلَ بِيْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَمَخْرَجًا
وَتَقْضِيَ حَاجَتِيْ .

اے اللہ! ہر اکیلے کے غمگسار، ہر یگانہ کے یار و مددگار۔ اے وہ قریب کہ کسی سے دور نہیں۔ تو ہر
وقت باخبر ہے، تو کبھی کسی سے دور نہیں ہوتا۔ تو غالب ہے، کسی سے مغلوب نہیں ہوتا۔ میں تجھ سے
تیرے اس نام کی طاقت مانگتا ہوں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اے وہ کہ تجھے کبھی اونگھ اور نیند نہیں آتی
۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم! تو ہمیشہ قائم اور زندہ ہے سب کے منہ عاجزی اور لاجت کے ساتھ تیری
طرف لگے ہیں، سب آوازیں تیرے حضور عاجزی کر رہی ہیں۔ تمام دل تیرے خوف سے کانپ
رہے ہیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل پر درود سلام بھیج۔ میرے کام میں کشادگی پیدا
کردے اور میری حاجت پوری فرما۔

تو اس کے پرھنے والے کی حاجت و مراد پوری ہو جائے گی۔

۹۔ نماز استخارہ

اے سالک! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو بتایا کہ جب کوئی اہم مسئلہ یا کام درپیش
ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا معلوم کرو۔ اس رجا کے معلوم کرنے کو استخارہ کہا جاتا ہے۔ اہل تقویٰ کا ہمیشہ سے یہ
معمول ہے کہ جب انھوں نے کوئی اہم کام کرنا ہو تو وہ اس سے پہلے استخارہ کر کہتے ہیں۔ پھر استکارہ سے
بلی ہوئی رہنمائی کے مطابق کام سرانجام دیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد لینے کے لیے استخارہ نہ کرنا بہت کم نصیبی کی

بات ہے، لہذا کسی سفر پر جانا، کوئی معاہدہ کرنا، کسی کاروبار میں شرکت کرنا، نیا کاروبار شروع کرنا، کوئی مکان خریدنا یا فروخت کرنا۔ زمین کی خرید و فروخت کرنا۔ گویا جو بھی نیا کام کرنا ہو، تو اس کے لیے پہلے استخارہ کرنا بہتر ہے۔

استخارہ نیک اور صالح لوگوں کا طریقہ کات ہے اس لیے جو شخص استخارہ کرنا چاہے اس میں نیک نیتی کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ لہذا استخارہ نیک کاموں کے لیے ہی کرنا چاہیے اور برے کاموں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر کوئی چور چوری کے لیے استخارہ کرے کہ فلاں چیز میں چرالوں گا کہ نہیں یا کوئی جوئے باز جوئے میں بازی کے متعلق استخارہ کرے کہ وہ جو اجیتے گا کہ نہیں، تو ایسا کرنے سے کچھ پتہ نہ چلے گا۔ کیونکہ یہ مقاصد برے ہیں اور گناہ ہیں۔ اس لیے گناہ کے کاموں میں استخارہ نہیں ہوتا اور ایسا کرنا حماقت ہے۔

اولیائے کاملین کو استخارہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ ذات باری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا اتنا گہرا رابطہ ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی چیز کے بارے میں معلوم کرنا چاہیں تو انھیں استخارہ کے بغیر ہی معلوم ہو جاتا ہے۔

استخارے کا طریقہ

استخارہ کرنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بتلایا ہوا طریقہ حسب ذیل ہے:-

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يَعْلَمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أُمْرِي فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أُمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِي بِهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ہر کام کے لیے دعائے

استخارہ سکھلاتے تھے جس طرح قرآن کی سورۃ سکھلاتے فرماتے جس وقت تم میں سے کوئی کسی کام کا قصد کرے دور کعتیں پڑھے سوائے فرض کے۔ پھر کہے اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ اور قدرت مانگتا ہوں تجھ سے تیری قدرت کے ساتھ اور مانگتا ہوں تجھ سے تیرے بڑے فضل میں سے کیونکہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو بہت جاننے والا ہے چھپی باتوں کا۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے اس کام کو اچھا میرے لیے میرے دین میں اور میری معاش میں میرے انجام کار میں تو تجویز کر دے اس کو میرے لیے اور آسان کر دے اس کو میرے لیے۔ پھر برکت دے اس میں میرے لیے اور اگر تو جانتا ہے اس کام کو برا میرے لیے میرے دین میں اور میری معاش میں اور میرے انجام کار میں تو ہٹا دے اس کو مجھ سے اور ہٹا دے مجھ کو اس سے اور نصیب کر مجھے بھلائی۔ جہاں کہیں بھی ہو، پھر راضی رکھ مجھ کو اس پر (مشکوٰۃ)

اور جب هذا الامر پر پہنچے۔ جس لفظ پر (دو جگہ) لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اپنے کام کا خیال کرے۔ اس کے بعد پاک صاف بستر پر قبلہ کی طرف منہ کر کے با وضو سو جائے اور جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیے۔ اگر ایک دن کچھ نہ معلوم ہو تو پھر دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے۔ اسی طرح سات دن تک کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔

سفر تجارت یا حج کے لیے استخارہ

اگر کوئی شخص سفر یا کسی تجارت کا ارادہ رکھتا یا حجاز زیارت روضہ اقدس کا خیال رکھتا ہو تو اسے بھی استخارہ کر لینا بہتر ہے اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو اور پھر سو جاؤ۔ انشاء اللہ بذریعہ خواب صحیح بات کا اشارہ ہو جائے گا۔ دعا یہ ہے:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ
فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ
اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ
وَ اَجَلِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ

فِي دِينِي رَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي وَأَجَلِهِ فَاصْرِقْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي
الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَرِيدُ الْفُرُوجَ فِي وَجْهِ هَذَا بَلَاءَ ثِقَةٍ
مِنْ بَغْيِكَ وَلَا رَجَاءَ إِلَّا بِكَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ وَلَا حِيلَةَ إِلَّا إِلَيْكَ إِلَّا
طَلَبَ فَضْلِكَ وَالتَّعَرُّضَ لِمَعْرُوفِكَ وَرَحْمَتِكَ وَالسَّكُونَ إِلَى حُسْنِ عِبَادَتِكَ
وَأَنْتَ أَعْلَمُ قَدْ سَبَقَ لِي فِي وَجْهِ هَذَا مِمَّا أَحَبُّ وَأَكْرَهُ اللَّهُمَّ فَاصْرِفْ عَنِّي
بِقُدْرَتِكَ مَقَادِيرُ كُلِّ بَلَاءٍ وَنَفْسِ عَنِّي كُلِّ كَرْبٍ وَرَأْءٍ وَأَبْسُطْ عَلَيَّ كِنْفًا مِنْ
رَحْمَتِكَ وَلُطْفًا مِنْ عَوْنِكَ وَحِرْزًا مِنْ حِفْظِكَ وَجَمِيعَ مُعَافَاتِكَ.

اے اللہ! میں تجھ سے طلب خیر کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری
قدرت کے واسطے سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل کا پس تحقیق تو قادر ہے میں قادر نہیں
تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو غیوں کا جاننے والا ہے اے اللہ! اگر تو جنتا ہے کہ یہ کام میرے
لیے بہتر ہے میرے دین میں میری دنیا میں میری زندگی میں اور میرے انجام کار میں یا فرمایا اس
جہان میں یا اس جہان میں پس مہیا کر اس کو میرے لیے اور اس کو میرے لیے آسان کر، پھر
میرے لیے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے برا ہے میرے دین میں
میری دنیا میں میری زندگی میں اور میرے انجام کار میں یا فرمایا اس جہان میں اور اس جہان میں
کہان میں پس مجھ کو اس سے پھیر اور اس کو مجھ سے پھیر اور مہیا فرما میرے لیے بھلائی جہاں ہو
۔ پھر مجھ کو اس کے ساتھ راضی کر۔ اے اللہ! میں اس طرف اپنے مقصد کے لیے جانا چاہتا ہوں
تیرے سوا میرا اور کوئی سہارا نہیں اور نہ تیری ذات کے سوا کسی اور سے امید ہے نہ ہی تیرے سوا
کوئی اور چارہ ہے کہ اس کی پناہ حاصل کروں مگر میں تیرے فضل کا طلبگار ہوں، تجھ سے تیری
رحمت اور نیکیوں کا خواستگار ہوں میں تیری عبادت پر سکون طریقے پر کرنا چاہتا ہوں اے اللہ! تو
میرے اس راستے کی راحتوں اور کلفتوں کو پہلے سے خوب جانتا ہے اے اللہ! تو اپنی قدرت سے
مجھ پر آئی ہوئی ہر بلا کو ٹال دے اور ہر سختی کو مجھ پر آسان کر دے اور بیماری کو دور فرما دے اور مجھے
اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپ لے اور مجھ پر اپنی مدد سے کرم فرما مجھ کو اپنی حیا اور پوری طرح
عافیت میں رکھ۔

۱۰۔ نماز توبہ

نماز توبہ سے مراد یہ ہے کہ گناہ سرزد ہونے پر اللہ کے حضور اس گناہ کی معافی مانگی جائے۔ یوں تو ہر وقت اللہ کے حضور اپنے گناہوں پر استغفار کرتے رہنا، اہل تقویٰ کا شیوہ ہے کیونکہ گزشتہ گناہوں پر اظہار ندامت ہی اصل توبہ ہے لیکن اگر کسی شخص سے کوئی ایسا گناہ ہو جائے جس سے انسانی ضمیر انسان کو توبہ پر مائل کرے تو اس وقت نادم ہو کر وضو کر کے اللہ کے حضور حاضر ہو جانا چاہیے اور دو رکعت نفل نماز توبہ ادا کرنی چاہیے اور آئندہ دل میں پختہ ارادہ کر لینا چاہیے کہ آئندہ ایسی برائی نہیں کروں گا، تو اللہ غفور الرحیم ہے اپنے بندوں کو معاف کرے والا ہے۔ نماز توبہ کا ثبوت مندرجہ ذیل حدیث ہے:-

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يَذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يَصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا أَفَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا الذُّنُوبَ بِهِمْ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابو بکرؓ نے سچ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے کوئی آدمی نہیں جو کوئی گناہ کا کام کرے پس وضو کرے پھر نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی اور وہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ پس اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں۔ (ترمذی)

توبہ کا ایک اور طریقہ جو صوفیاء کے ہاں رائج ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی طالب صادق کسی شیخ کامل کے پاس باطنی راہنمائی کے آتا ہے تو وہ سب سے پہلے اسے توبہ کا درس دیتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ جاؤ اور پہلے اچھی طرح وضو یا غسل کر کے آؤ جب وہ اپنے جسم اور لباس کو پاک صاف کر کے آتا ہے تو شیخ کامل اسے دو رکعت نماز توبہ پڑھنے کی تلقین کرتا ہے تو اس کی ہدایت کے مطابق جب بندہ اللہ کے حضور اپنے گناہوں پر توبہ کے لیے دو رکعت نماز توبہ پڑھتا ہے تو شیخ کامل کی توجہ سے اس شخص پر انوار توبہ کا نزول ہوتا ہے۔ وہ بندہ گڑ گڑا کر اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگتا ہے اپنے کیے پر ندامت اور شرمندگی کے آنسو بہاتا ہے اور بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ اپنی صفت غفور الرحیم کے پیش نظر اسے معاف کر دیتا

۱۱۔ سجدہ شکر

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت کوئی خوش کن امر پہنچتا، اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے سجدہ کرتے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

سجدے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اور کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے اور پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھ جائے۔ سجدہ کے لیے با وضو ہونا ضروری ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی سجدہ شکر کا واقعہ یہ ہے:

عَنْ أَبِي سَعْدِ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ غَزْوَزَ آءٌ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً
ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا أَفْمَكَتْ طَوِيلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا أَفْمَكَتْ
طَوِيلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا أَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ
لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمْتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِلرَّبِّ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ
رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمْتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِلرَّبِّ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي

فَسَأَلْتُ رَبِّي لَا مَتِي فَاَعْطَانِي الثَّلَاثَ الْآخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِلرَّبِّي.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکلے، مدینہ جانا چاہتے تھے جب ہم غزوہ کے قریب ہوئے اترے، پھر آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے۔ اللہ سے تھوڑی دیر دعا مانگی پھر سجدہ میں گر پڑے۔ سجدہ میں کافی دیر پڑے رہے۔ پھر کھڑے ہوئے پھر تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے۔ پھر سجدہ میں گرے۔ کافی دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔ فرمایا میں نے اپنی امت کے لیے اپنے رب سے دعا مانگی ہے اور شفاعت کی ہے مجھ کو تہائی اُمت دیدی۔ پھر میں اپنے رب کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنی اُمت کے لیے رب سے دعا مانگی، مجھ کو تہائی اُمت دے دی پھر میں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ پھر میں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا اور اپنی اُمت کے لیے رب سے دعا مانگی، مجھ کو آخری تہائی اُمت بھی دے دی پھر میں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ (احمد، ابوداؤد)

۱۲۔ کعبہ شریف میں نماز

کعبہ شریف یا کعبہ معظمہ یا معلیٰ اس مربع عمارت کا نام ہے جو ہمیں ایک مکان کی صورت میں مسجد حرام میں نظر آتا ہے۔ بعض فقہی کا کہنا ہے کہ اس مکان کے اندر نماز پڑھنا درست نہیں اور اس کی وجہ و دلیل یہ دی جاتی ہے کہ جب اس کے اندر نماز پڑھی جائے گی تو ایک دیوار کی طرف منہ اور دوسری کی طرف پشت ہو جائے گی تو اس طرح ان کا کہنا ہے کہ پشت کی جانب بھی قبلہ ہے۔ لیکن ہمارے ائمہ نے کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھنے کو درست قرار دیا ہے اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ کعبہ کی عمارت کے اندر جس جانب بھی نمازی منہ کر کے نماز شروع کرے گا وہی جزو معین قبلہ ٹھہرے گا اور اس کے برخلاف پیٹھ کرنا مفسد نماز نہ ہوگا اور یہ جواز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے:-

صحیح بخاری میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ بن زید و عثمان بن طلحہ ججی و ابن ربیع رضی اللہ عنہم کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا گیا۔ کچھ دیر تک وہاں ٹھہرے۔ جب باہر تشریف ہائے میں نے بلا رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ کہا ایک ستون بائیں طرف کیا، اور دودا ہنی طرف اور تین پیچھے۔ پھر نماز پڑھی اور اس زمانہ

میں بیت اللہ شریف کے چھ ستون تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ کے اندر ہر نماز جائز ہے۔ فرض ہو یا نفل لتتھا پڑھے یا باجماعت۔ اگرچہ امام کا رخ اور طرف ہو اور مقتدی کا اور طرف۔ مگر جبکہ مقتدی کی پشت امام کے سامنے ہو تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ اور اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تو ہو جاتے گی مگر کوئی چیز اگر درمیان میں حائل نہ ہو تو مکروہ ہے۔ اور اگر مقتدی کا منہ امام کی کروٹ کی طرف ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔

کعبہ شریف کے کمرہ کے باہر مسجد الحرام میں بصورت حلقہ نماز درست ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ایسے ہی نماز ہوتی آرہی ہے۔ اس صورت میں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک طرف ہو اس لیے کہ وہاں ہر طرف سے قبلہ رو ہو سکتے ہیں البتہ (خانہ کعبہ کی طرف منہ رکھتے ہوئے) یہ شرط کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی بہ نسبت امام کے خانہ کعبہ کے زیادہ نزدیک نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ امام سے آگے سمجھا جائے گا جو مفسد نماز ہے البتہ اگر دوسری طرف کے مقتدی امام کی بہ نسبت کا نہ کعبہ سے نزدیک ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں۔ (در مختار۔ شامی)

تجہیز و تکفین

تجہیز و تکفین کے متعلق تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ موت کا بیان

زندگی ناپائیدار ہے جو بھی اس دنیا میں آیا ہے۔ آخر ایک دن اسے کوچ کرنا پڑے گا اور جب ہر صورت میں یہاں سے جانا ہی ہے تو پھر اس فانی دنیا سے پیار کیوں؟ بلکہ وہاں کی تیاری کرنی چاہئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ موت کا ایک دن معین ہے بہر صورت اس دن موت آکر رہے گی۔ موت کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں:-

مایوس ہو کر موت کی آرزو نہیں کرنی چاہئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ موت کی آرزو نہیں کرنی چاہئے۔
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِلَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزِدَّادَ خَيْرًا أَوْ أَمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتَبَ.
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے شاید کہ وہ نیکی زیادہ کرے اور اگر وہ بدکار ہے شاید کہ وہ اللہ سے رضامندی چاہے۔ (بخاری)

نیکی کے لیے زندہ رہنے کی آرزو کرو

اللہ کے حضور ہمیشہ یہ خواہش کرنی چاہئے کہ یا اللہ تعالیٰ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جو میرے لیے بہتر ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ
مِنْ ضَرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَأَعْلًا فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ احْنِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي
وَتَوَقَّئِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی
موت کی آرزو نہ کرے کسی ضرر کی وجہ سے کہ اس کو پہنچے۔ اگر وہ ضروری طور پر ایسا کرنا چاہتا ہے
پس وہ کہے اے اللہ! مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے اور مجھ کو مار جس وقت
مرنا میرے لیے بہتر ہو۔ (صحیح مسلم)

موت کو یاد کرنا چاہیے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ موت کو یاد رکھنا چاہیے تاکہ انسان نیک کاموں کی طرف
راغب رہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَاتِ
الْمَوْتِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لذتوں کو
کھودینے والی موت کو بہت یاد کرو۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہے

موت ایک طرح کی ملاقات الہی ہے اس کے متعلق حضرت معاذ بن جبل کی روایت یہ ہے:-

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأْتُكُمْ مَا
أَوَّلُ مَا يَقُولُ اللَّهُ لِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا أَوَّلُ مَا يَقُولُونَ لَهُ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَالَ إِنْ اللَّهُ يَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ هَلْ أَجَبْتُمْ لِقَائِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ يَا رَبَّنَا فَيَقُولُ لِمَ
فَيَقُولُونَ رَجَرْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ فَيَقُولُ قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِي.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم
چاہو تو تم کو خبر دوں، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایمانداروں کو کیا کہے گا اور ایماندار
اللہ تعالیٰ کو کیا کہیں گے؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ ایمان

داروں کے لیے فرمائے گا کیا تم میری ملاقات پسند کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہاں اے پروردگار پس فرمائے گا کیوں؟ وہ جواب دیں گے ہم تیری معافی اور بخشش کی امید رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری بخشش تمہارے لیے واجب ہوگئی۔ (شرح السنہ)

موت میں رضائے الہی

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کا خواہشمند بن جاتا ہے اور ایسا شخص ہی دراصل رضائے الہی کا طالب ہوتا ہے اور یہ رجا انسان کو موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ لِقَاءَ هُ وَ مَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ لِقَاءَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرُضْوَانِ اللَّهِ وَ كَرَمَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ وَ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَ هُ وَ أَنَّ لُكَاْفِرَ إِذَا حَضَرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَ عُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهُ إِلَيْهِ أَمَامَهُ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَ هُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِي رِوَايَةٍ عَائِشَةَ وَ الْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللَّهِ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو دوست رکھے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند رکھے، اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی اور آپ کی بیوی نے کہا اللہ کے رسول ہم تو سب ہی موت کو ناپسند رکھتے ہیں فرمایا نہیں لیکن مومن شخص کو جس وقت موت آتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور عزت افزائی کی اس کو خوشخبری دی جاتی ہے اس کو اس چیز سے بڑھ کر کوئی محبوب شے نہیں رہ جاتی جو اس کے آگے ہے پس دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو اور کافر کی جس وقت موت آتی ہے اس کو اللہ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے پس اس کی طرف کوئی چیز مکروہ نہیں اس چیز سے جو اس کے آگے ہے۔ وہ ناپسند سمجھتا ہے اس کی ملاقات کو (متفق علیہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت

میں ہے اور موت اللہ کی ملاقات سے پہلے ہے۔

۲۔ بیماری کا بیان

تندرستی اور بیماری انسانی زندگی میں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ اکثر انسان تندرست رہتا ہے لیکن کبھی کبھی اسے بیماری آگھیرتی ہے۔ بیماری دراصل تنبیہ ہے تاکہ بندہ اللہ کے راستے پر گامزن رہے کیونکہ بیماری اور تکلیف میں انسان اللہ کی طرف خاص طور پر رجوع کرتا ہے، اپنے گناہوں اور غلطیوں پر نادم ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے تاکہ اسے بیماری سے نجات ملے کیونکہ اللہ شافع الامراض ہے اور شفا اسی سے ملتی ہے۔ بیماری میں بظاہر انسان کو تکلیف اور دکھ محسوس ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ظاہر بیماری ہمیں عاقبت سنوارنے کا پیغام دیتی ہے کیونکہ انسان کتنا ہی غافل اور جاہل کیوں نہ ہو، مصیبت میں اللہ کو ضرور پکارتا ہے۔ توبہ استغفار کرتا ہے تاکہ اللہ مہربان ہو کر اس مصیبت سے نجات دے لیکن بیماری میں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ صبر و استقلال کو تھامے رکھنا چاہیے۔ جسمانی تکلیف ایک ایسی تکلیف ہے کہ جس میں بندہ قدم قدم پر اللہ کی طرف راغب ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ نجات کی التجا کرتا ہے۔ اس لیے بعض اللہ کے نیک بندوں نے بیماری کو بھی نعمت کے زمرے میں شمار کیا ہے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ جسمانی بیماری بہت سی روحانی بیماریوں کا تدارک ہے۔ بیماری اور تکلیف کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بیماری اکثر گناہوں کا کفارہ بن کر انھیں انسان کے نامہ اعمال سے مٹا دیتی ہے۔ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَةِ يُشَاكُّهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا مسلمان کو کوئی رنج دکھ، فکر اور غم نہیں پہنچتا، یہاں تک کہ جو کائنات اس کو لگتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ

اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کو جب کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر کائنات ہی کیوں نہ چبھ جائے وہ بھی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ اس لیے بزرگان دین

اور صوفیائے عظام کی زندگیوں کا بیشتر حصہ بیماریوں اور مصائب میں گزرا ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بخار میں مبتلا ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ جب بھی کسی مسلمان کو
بیماری پہنچتی ہے تو اس سے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے
ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يُوعَكُ فَمَسَسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعُكَاشِدِيدًا فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلُ إِنِّي أُوْعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ
فَقُلْتُ ذَلِكَ لِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ أَجَلُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ
فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقُهَا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوا اور آپ
کو بخار تھا میں نے اپنے ہاتھ سے ان کو چھوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو
بہت تیز بخار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوں مجھے اس قدر بخار ہوتا ہے جس قدر تم میں
سے دو شخصوں کو ہوتا ہے۔ کہا پس میں نے کہا اس لیے آپ کو ثواب بھی دگنا ہے۔ فرمایا ہاں! پھر
آپ نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں جس کو بیماری کی تکلیف نہ پہنچتی ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور۔ مگر
اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو گرا دیتا ہے جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم)
بیماری میں انسان کو گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ اللہ کے حضور استغفار کرنا چاہیے اگر انسان ایسی بیماری میں
مبتلا ہو جاتے کہ موت کے آثار پیدا ہو جائیں تو پھر بھی اللہ سے سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت
ہونے کی آرزو کرنی چاہیے اور بیماری کی حالت میں ہمیشہ صبر کرنا چاہیے کیونکہ اس میں بڑا اجر ہے۔ بیماری
کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث حسب ذیل ہیں:-

حضرت اُم سائبہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ام سائبہ کو نصیحت کی کہ بخار کو برے الفاظ سے مت یاد کرو
کیونکہ بیماری کے پس پردہ اللہ کی حکمت ہوتی ہے بلکہ بخار سے تو انسان کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ جس
طرح لوہے کی بھٹی میں جب ہو ہاڈالا جاتا ہے تو وہ لوہے کو گرم کر کے اس کی میل کچیل دور کر دیتی ہے اس

کے متعلق حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:-

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَا لَكَ تُزْفِرِينَ قَالَتِ الْحُمَّى لَا بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا فَقَالَ لَا تُسَبِّي الْحُمَّى فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يَذْهِبُ الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب کے گھر تشریف لے گئے فرمایا تجھے کیا ہے تو کانپ رہی ہے۔ اس نے کہا مجھے بخار ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ کرے، آپ نے فرمایا بخار کو گالی نہ دے اس لیے کہ بخار بنی آدم کے گناہ دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

بیماری اور دکھ گناہ کی وجہ سے آتے ہیں

انسان کو اکثر جو تکلیف پہنچتی ہے وہ انسان کے اپنے کیے ہوئے گناہوں کی وجہ ہی سے پہنچتی ہے لیکن وہ تکلیف انسان کو وارننگ ہوتی ہے تاکہ انسان گناہوں کو ترک کر کے راہ راست پر آجائے۔ اس کے متعلق حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:-

عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا أَوْ دُونَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللَّهُ عَنْهُ أَكْثَرُ وَقَرَأَ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو تھوڑی ایذا نہیں پہنچتی یا اس سے کم یا زیادہ مگر گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے اور وہ گناہ جو اللہ معاف کر دیتا ہے بہت زیادہ ہیں پھر یہ آیت پڑھی کہ تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ بسبب اس کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ (ترمذی)

بیمار میں تندرستی جیسے اعمال کی جزا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تندرستی میں اگر کوئی شخص نیک کام کرتا ہے یا عبادت کرتا ہے تو بیماری کی حالت میں وہ نیک کام انجام نہیں دے سکتا جو کہ بحالت صحت سرانجام دیتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ اسے تندرستی جیسی نیکیوں کی جزا دیتا ہے اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَانَ عَلَى طَرِيقَةٍ حَسَنَةٍ مِنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ مَرَضَ قَبْلَ لِلْمَلِكِ الْمُؤَكَّلِ بِهِ اِكْتُبَ لَهُ مِثْلَ عَمَلِهِ إِذَا كَانَ طَلِيقًا حَتَّى أُطْلِقَهُ أَوْ اكْفَتْهُ إِلَى.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق جس وقت بندہ نیک راہ پر ہوتا ہے پھر بیمار پر ہاتا ہے، اس فرشتے کے لیے کہا جاتا ہے جو اس کے اعمال لکھنے پر مقرر ہے اس کا عمل اس قدر لکھ جو وہ تندرستی کی حالت میں کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی صحت یابی کر دوں یا اپنی طرف بلا لوں۔

پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے

زمانہ جدید میں اگرچہ آئے دن بیماریاں پیچیدہ ہوتی جا رہی ہیں پیٹ کی بیماری کی نسبت اور بھی بہت سی بیماریاں زیادہ مہلک ہیں لیکن زمانہ قدیم میں پیٹ کی بیماریاں بہت زیادہ تکلیف دہ تھیں۔ موجودہ دور میں بھی پیٹ کی بیماریاں بہت زیادہ اور شدید ہیں اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيكَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْمَهْدِ شَهِيدٌ وَالْمَرَأَةُ تَمُوتُ بِجَمْعٍ شَهِيدٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عتیک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستہ میں قتل ہو جانے کے سوا سات شہید ہیں۔ جو وبا میں مرے شہید ہے جو ڈوب کر مرے شہید ہے۔ ذات الجنب والا شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری سے مرے شہید ہے۔ جو جل کر مرے شہید ہے اور دب کر مرے شہید ہے وہ عورت جو زمانہ زچگی میں مرے شہید ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

اللہ کے بندوں پر عام لوگوں کی نسبت زیادہ تکلیف آتی ہے

مقربین خدا اللہ کے خاص بندے ہیں جن میں انبیاء، شہداء اور اولیاء کرام کا شمار ہوتا ہے ان پر دنیا

و آخرت میں اللہ کے خصوصی انعام ہیں۔ ان کا مقام اور مرتبہ بہت بلند ہے ایسے ہی ان پر جب کوئی تکلیف یا بیماری آتی ہے تو عام انسانوں کی نسبت قدرے شدید ہوتی ہے۔

عَنْ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَى النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ يَبْتَلَى الرَّجُلَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبٌ أَشَدَّ بَلَاءً وَهُوَ إِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ هُوَ نَ عَلَيْهِ فَمَا زَالَ كَذَلِكَ حَتَّى يَمْشِيَ عَلَى الْأَرْضِ مَا لَهُ ذَنْبٌ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، آدمیوں میں از روئے بلا سخت تر کون ہے فرمایا انبیاء، پھر جوان کے مشابہ ہوا، پھر جوان کے مشابہ ہوا۔ آدمی کو اس کے دین کے مطابق مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اگر اپنے دین میں نرم ہو اس پر مصیبت ہلکی کی جاتی ہے وہ اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ زمین پر چلتا ہے اس پر ایک بھی گناہ نہیں ہوتا (ترمذی، ابن ماجہ)

۳۔ عیادت مریض

مریض کی مزاج پرسی یعنی اس کا حال معلوم کرنے کو عیادت مریض کہا جاتا ہے۔ اور ایسا کرنا مستحب ہے اور جس مریض کا کوئی عزیز یا رشتہ دار نہ ہو تو ایسے مریضوں کی تیمارداری مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی عیادت کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے آپ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کی بھی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جاتے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیماروں کی عیادت کے متعلق بہت سے ارشادات ہیں جن میں آپ نے عیادت کی اہمیت اور فضیلت کے پیش نظر اس کی بڑی تاکید کی ہے لہذا اس پر عمل کرنا چاہیے اور جب کوئی عزیز یا پڑوسی بیمار ہو جائے، تو اس کی خبر گیری کے لیے جانا چاہیے۔ اکثر بزرگان دین اور صوفیاء کرام نبی پاک کی اس سنت پر عمل پیرا رہے ہیں۔

عیادت کا لفظ عود سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی لوٹنا اور رجوع کرنا ہے۔ چونکہ بیمار کی بیمار پرسی کرے والا بیمار کی طرف گاہے بگاہے آتا ہے اور رجوع کرتا ہے۔ اس لیے یہ لفظ انھی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ عیادت کے متعلق احادیث نبوی حسب ذیل ہیں:-

سات باتوں پر عمل کرے کی تاکید

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جن سات باتوں پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے ان میں بیمار کی عیادت بھی ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاجَابَةِ الدَّاعِي وَابْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَنَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالذِّيْبَاجِ وَالْمِثْرَةِ الْحُمْرَاءِ وَالْقِسِيَّ وَالنِّعَةَ الْفِضَّةَ وَفِي رِوَايَةٍ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ فَإِنَّهُ مَنْ شَرِبَ فِيهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيهَا فِي الْآخِرَةِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صل اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا سات باتوں کا اور روکا سات باتوں سے۔ ہم کو حکم دیا بیمار کی بیمار پرسی کرنے کا، جنازوں کے ہمراہ جانے کا۔ چھینک لینے والے کا جواب دینے کا۔ سلام کا جواب دینے کا۔ بلانے والے کے قبول کرنے کا۔ قسم کھانے والے کی قسم کو سچا کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا۔ اور منع کیا ہم کو سونے کی انگوٹھی سے ریشم، اطلس اور لاہی پہننے سے۔ سرخ میز پوش استعمال کرنے سے۔ قسی کپڑے سے، چاندی کے برتن استعمال کرنے سے اور ایک روایت میں ہے چاندی کے برتن میں پینے سے۔ جس نے ان برتنوں سے دنیا میں پیا ان میں آخرت میں نہیں پیئے گا۔ (صحیح بخاری)

عیادت کا طریقہ کار

جب کسی مریض کی عیادت کے لیے جائیں تو اسے تسلی دینی چاہیے اور اسے کہنا چاہیے کہ بیماری سے درو نہیں۔ اللہ شفا دینے والا ہے اور ساتھ ہی گناہ بھی کم ہو جائیں گے کیونکہ بیمار گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ آپ کا یہ طریقہ کار درج ذیل حدیث سے اخذ ہوتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طُهورًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ كَلَّا بَلْ

حُمِّي تَفُورٌ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تَزِيرُهُ الْقُبُورُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذْنُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اور جس وقت آپ کسی بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے فرماتے کوئی ڈر نہیں، بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے، اگر اللہ نے چاہا اس نے کہا ہرگز نہیں بلکہ تپ جوش مار رہی ہے۔ ایک بڑے بوڑھے پر۔ یہ تپ اس کو قبروں سے ملا دیگی۔ آپ نے فرمایا پس ہاں اسی طرح ہوگا۔ (صحیح بخاری)

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق کا ذکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں یعنی سلام کا جواب دینا۔ مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا۔ دعوت قبول کرنا۔ چھینکنے والے کا جواب دینا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت بھی انھی میں سے ایک حق ہے جس کا ادا کرنا ہمارے لیے ضروری ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا۔ مریض کی عیادت کرنا جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت کا قبول کرنا چھینک لینے والے کا جواب دینا (صحیح مسلم)

بیمار کی عیادت کرنے والے کو قرب الہی کا حصول

جو شخص بیمار کی مزاج پرسی کرتا ہے وہ اللہ کے نزدیک ہو جاتا ہے کیونکہ انسانوں کی خدمت سے ہی اللہ راضی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے خدا کو پانا ہو تو وہ خدمت خلق کا راستہ اختیار کرے، تو اللہ جلدی مل جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بندوں کی خدمت ہی اللہ اپنی خدمت تصور کرتا ہے۔ اس کے متعلق حدیث

یہ ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ

الْقِيَمَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرَضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوذُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فَلَانًا مَرَضَ فَلَمْ تَعُدَّهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدَّتَهُ لَوْ جَدْتَنِي عِنْدَهُ. يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطَعْمَتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطَعْمَكَ عَبْدِي فَلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوْ جَدْتِ ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي قَالَ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فَلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتِ ذَلِكَ عِنْدِي.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا میں تیری عیادت کس طرح کرتا جب کہ تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے۔ تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کی عیادت کرتا مجھ کو اس کے نزدیک پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھ کو کھانا نہ کھلایا۔ کہے گا اے میرے پروردگار! میں تجھے کس طرح کھانا کھلاتا اور تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے اس کو کھانا نہ کھلایا، کیا تجھ کو علم نہیں اگر تو اس کو کھانا کھلاتا اس کو میرے نزدیک پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پینے کے لیے پانی مانگا تو نے مجھے کو نہ پلایا، کہے گا اے رب میں تجھے کیسے پلاتا کہ تو رب العالمین ہے فرمائے گا اللہ تعالیٰ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اور تو نے اسے نہ پلایا تھا کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کو پلاتا اس کو میرے نزدیک پاتا۔ (مسلم شریف)

عیادت کرنے والے کے لیے فرشتوں کی دعا

بیمار کی عیادت کرنے کی اتنی فضیلت ہے کہ اگر کوئی شخص صبح کے وقت کسی کی عیادت کے لیے جائے تو سارا دن ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیادت مریض بڑی اہم ہے۔ لہذا اس سعادت سے محروم ہونے والے بے نصیب ہیں۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ

مُسْلِمًا غُدُوَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کوئی مسلمان جس وقت دوسرے مسلمان کی صبح عیادت کرتا ہے شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں اگر پچھلے پہر عیادت کرے، صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور وہ جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

عذاب سے دوری

جو شخص ثواب کی غرض سے کسی مریض کی عیادت کرے تو اس کا اسے بڑا اجر دیا جائے گا۔ ایک مرتبہ عیادت کے بدلے میں ساٹھ برس تک عذاب کو اس سے دور کر دیا جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ بیمار کی مزاج پرسی سے آخرت میں بھی بے پناہ فائدہ ہوگا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سِتِّينَ خَرِيفًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے۔ پس اچھا وضو کرے اور اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرے ثواب کا قصد کرتے ہوئے۔ ساٹھ برس کی مقدار اسے دوزخ سے دور کر دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی عیادت کیا کرتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کا کوئی صحابی بیمار ہو جاتا تو اس کی خبر گیری کے لیے اس کے ہاں تشریف لے جاتے اسے تسلی دیتے اور دعا فرماتے۔ حضرت زید بن ارقم کی آنکھوں میں کچھ تکلیف تھی تو آپ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بَعَيْنِي.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی اس لیے کہ مجھے آنکھوں میں تکلیف تھی۔ (احمد، ابوداؤد)

عیادت مریض کے وقت کیا پڑھنا چاہئے

جو شخص کسی مریض کی عیادت کے لیے جائے، تو اسے مندرجہ ذیل کلمات کے مطابق اللہ کے حضور مریض کی شفا یابی کے لیے دعا کرنی چاہئے:-

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلَ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ إِلَّا شُفِيَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَدْ حَضَرَ أَجَلُهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں دوسرے مسلمان کی عیادت کرے پس سات مرتبہ کہے الہ بزرگ سے جو بڑے عرش والا ہے میں سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا دے مگر اسے شفا دی جاتی ہے مگر یہ کہ اس کی موت حاضر ہو (ابوداؤد۔ جامع ترمذی)

عیادت کرنے سے حصول جنت

مریضوں کی عیادت کرنے سے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمادیتا ہے لیکن اس میں خلوص نیت کا شامل ہونا ضروری ہے اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَى مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ طِبْتُ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مریض کی عیادت کرتا ہے آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے تجھ کو خوشی ہو تیرا چلنا اچھا ہے تو نے جنت سے ایک بڑا مقام حاصل کر لیا۔ (سنن ابن ماجہ)

ایک یہودی بچہ مسلمان ہو گیا

بیماروں کی عیادت ایک ایسا اچھا فعل ہے کہ غیر مسلم بھی اس سے متاثر ہو جاتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دفعہ آپ ایک یہودی بچے کی تیمارداری کے لیے گئے اور آپ کے جانے کا

اتنا اثر ہوا کہ بچے نے دین حق کو قبول کر لیا۔ حدیث کے مطابق مفصل واقعہ یوں ہے:-
 عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَضَ فَاتَاهُ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمَ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ
 وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَطْعَ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
 يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا
 تھا وہ بیمار ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے آپ اس کے سر کے
 پاس بیٹھ گئے اس سے کہا تو مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا وہ اس کے پاس تھا
 اس نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے
 اور فرماتے تھے سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔ (صحیح بخاری)

مریض کی عیادت دریائے رحمت ہے

مریض کی عیادت کے وقت اللہ کی خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے لہذا جو شخص کسی کی عیادت کے لیے
 جاتا ہے تو اس کے پاس جتنا وقت گزارتا ہے وہ اللہ کے دریائے رحمت میں بیٹھا ہوتا ہے:-
 عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ
 يَخُوضُ الرَّحْمَةَ حَتَّى يَجْلِسَ فَإِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِيهَا.
 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مریض کی
 عیادت کرتا ہے دریائے رحمت میں بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پاس بیٹھے۔ جس وقت
 اس کے پاس بیٹھتا ہے اس میں ڈوب جاتا ہے۔ (مسند امام احمد)

۴۔ موت کے متعلق احکام آداب

جب موت کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں تو سنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں
 اور یہ بھی جائز ہے کہ چپٹ لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کر دیں۔ مگر اس صورت میں سر کو کچھ اونچا کر دیں تاکہ
 قبلہ کی طرف منہ ہو جائے اور اگر قبلہ کو منہ کرنے میں اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے۔ چھوڑ

دیں۔

۱۔ کلمہ طیبہ پڑھنے کی تلقین

مرنے والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا سر د کریں اور یہ اسے ایک طرح کی کلمہ پڑھنے کی تلقین ہے کیونکہ مرنے والے کو کلمہ کی تلقین کرنا بہت ضروری ہے لیکن کلمہ پڑھنے کا اس طرح حکم نہ کریں کہ کہیں وہ جانکنی کے نازک موقع پر انکار نہ کر دے یا بدحواسی میں کوئی اور خلاف شرع بات نہ کہہ دے اور جب ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لے تو تلقین بند کر دیں۔ مرے والے کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کرنا مستحب ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقِنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو مرتے وقت کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو۔ (مسلم)

۲۔ مرتے وقت کلمہ پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا

مرتے وقت مسلمان کا صاحب ایمان ہونا ضروری ہے کیونکہ آخرت میں صاحب ایمان ہی جنت میں داخل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو اس کی زبان پر آخری کلمات کلمہ طیبہ کے ہونے چاہئیں۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ الْآخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو، جنت میں داخل ہوگا۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ مرنے والے کے قریب سورت یسین پڑھنا

مرنے والے کے قریب نیک اور متقی لوگوں کا بیٹھنا بہت اچھا ہے بلکہ جان نکلنے والے کے پاس نیک لوگوں کو سورت یسین کی تلاوت کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس سے جان کنی میں آسانی پیدا ہو جاتی

ہے۔ سورت یسین کے ساتھ سورت رعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔
 عَنْ مُعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأُوا سُورَةَ يَسٍ
 عَلَى مَوْتَاكُمْ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے
 مردوں پر سورہ یسین پڑھو۔ (احمد، ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

۴۔ مرنے والے کے پاس کتاب یا تصویر نہیں ہونی چاہیے

جان کنی کے وقت مرنے والا جہاں دم توڑ رہا ہو وہاں کوئی کتاب یا تصویر نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ہو تو اسے
 فوراً نکال دینا چاہیے کیونکہ جہاں یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور حالت نزع
 میں پاس بیٹھنے والوں کو چاہیے کہ اس کے لیے اور اپنے لیے دعائے خیر کرتے رہیں۔ اس وقت کوئی بری
 بات منہ سے نہ نکالنی چاہیے کیونکہ اس وقت جو کچھ زبان سے نکالا جاتا ہے اس پر ملائکہ آمین کہتے ہیں۔
 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ
 أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَوْمَئِذٍ عَلَى مَا تَقُولُونَ.
 حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم
 بیمار یا میت کے پاس آؤ تو بھلائی کی بات کہو کیونکہ اس وقت جو کچھ تم کہتے ہو اس پر فرشتے آمین
 کہتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

۵۔ مرنے والے کی آنکھیں بند کرنا

جان نکلنے کے بعد مردے کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ

ہے۔
 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَ
 قَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ
 أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَوْمَئِذٍ عَلَى مَا
 تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمُهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي

عَقِبَهُ فِي الْغَابِرِينَ وَ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ اَفْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَ نَوِّرْ لَهُ فِيهِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ پر داخل ہوئے۔ ان کی آنکھیں پتھرا چکی تھیں۔ آپ نے انہیں بند کر دیا پھر فرمایا تحقیق روح جس وقت قبض کی جاتی ہے۔ نظر اس کے پیچھے رہ جاتی ہے اس کے گھر والے بلند آواز سے چلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے نفسوں پر دعا نہ کرو مگر بھلائی کے ساتھ کیونکہ فرشتے آمین کہتے ہیں اس پر جو کچھ تم کہتے ہوں۔ پھر فرمایا اے اللہ! ابو سلمہ کو بخش دے اس کے درجات، ہدایت دیے گئے لوگوں میں بلند کر۔ اور باقی رہنے والوں میں اس کا جانشین ہو۔ ہم کو اور اس کو اے عالموں کے رب! بخش دے۔ اس کی قبر کشادہ کر اور اس میں اس کے لیے روشنی کر دے (صحیح مسلم)

۶۔ آنکھیں بند کرتے وقت پڑھی جانے والی دعا

آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے:-

بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَأَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ إِلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ.

اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر، اے اللہ! تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر اور جس سے آخرت بنے اور جس سے دنیا بہتر ہو جائے۔

۷۔ روح نکلنے کے بعد میت کا منہ بند کر دینا چاہیے

جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جڑے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں تاکہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو یا اس وقت جو بھی میت کے پاس بیٹھا ہو اسے کرنا چاہیے۔

۸۔ روح نکلنے کے بعد میت کو کپڑے سے چھپانا

جب جسم سے توح نکل جائے تو میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو

چار پائی یا کسی اونچی چیز پر رکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو آپ کو ایک چادر سے چھپا دیا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَوَفَّى سَجَّيْ بِرِدِّ حَبْرَةٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت فوت ہوئے، چادر میں ڈھانک دیے گئے۔ (صحیح بخاری)

۵۔ غسل میت کے مسائل

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اگر چند لوگ میت کو غسل دے دیں تو یہ فرض سب کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔ اس لیے اگر کوئی میت لا وارث ہو تو اس کے غسل و کفن و دفن کو ذمہ داری دوسرے مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ یا اجتماعی طور پر حکومت پر عائد ہوتی ہے۔

۱۔ طریقہ غسل میت

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو تختے پر لٹائیں اور اس کے کپڑے اتار دیں۔ پھر میت کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کپڑا ڈال دیا جائے اور اس طرح شرمگاہ کو چھپا دیا جائے۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو استنجا کرائے اور پھر وضو اس طرح کرے کہ پہلے میت کا چہرہ دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے پھر سر کا مسح کرے۔ پھر دونوں پاؤں دھوئے۔ منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے البتہ توروئی پانی سے تر کر کے دانتوں، مسوڑھوں اور ناک میں پھیرنا درست ہے۔ پھر ناک منہ اور کانوں میں روئی وغیرہ بھر دی جائے تاکہ پانی اندر نہ جائے۔ پھر سر دھویا جائے اور صابن استعمال کیا جائے۔ پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر پیری کے پتے پڑا ہوا نیم گرم پانی تین مرتبہ سر سے پاؤں تک اتنا ڈالا جائے کہ بائیں کروٹ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح تین مرتبہ پانی ڈالا جائے۔ پھر میت کو سہارا دے کر بٹھائیں اور آہستہ آہستہ اس کے جسم کو ملا جائے تاکہ جو غلاظت وغیرہ پیٹ میں ہو نکل جائے۔ اس طرح کرنے سے اگر کچھ نکلے تو اسے پانی سے صاف کر دیا جائے گا مگر وضو اور غسل دوبار کرنے کے

ضرورت نہیں۔ پھر بائیں کروٹ لٹا کر کافور پڑا ہوا پانی تین مرتبہ تمام جسم پر ڈالا جائے اور بعد میں کسی پاک کپڑے سے جسم کو پونچھ لیا جائے۔

۲۔ غسل میت کے متعلق حدیث پاک

میت کو غسل دینے کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث سے اخذ ہوتا ہے:-
 عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتِنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَجَعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرُغْتُنَّ فَأَذِنْنِي فَلَمَّا فَرُغْنَا أَذِنًا هُ فَاَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ اشْعِرْنَهَا يَأْهُ وَفِي رِوَايَةٍ اغْسِلْتَهَا وَتَرَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَأَبْدَأُنْ بِمِيَا مِنْهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا قَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ فَاَلْقَيْنَا هَا خَلْفَهَا.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ فرمایا اس کو تین یا پانچ یا زیادہ مرتبہ غسل دینا اگر تم مناسب سمجھو۔ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اور ڈالو آخر میں کافور۔ یا فرمایا کچھ کافور جس وقت فارغ ہو جاؤ، مجھ کو اطلاع دینا۔ جس وقت ہم فارغ ہوئیں، آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے اپنا تہبند ہم کو دیا اور فرمایا اس کے بدن کے ساتھ لگا دو۔ ایک روایت میں ہے غسل دو اس کو طاق یعنی تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور شروع کر دو دائیں طرف سے اور وضو کے اعضاء سے ہم نے اس کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں اور ان کو پیچھے ڈالا۔ (بخاری و مسلم)

مردہ کے ستر کو ڈالنا

نہلاتے وقت مردہ کے ستر کو ڈالنا واجب ہے۔ لہذا نہلانے والے کے لیے ضروری ہے کہ مقام ستر کو ہونے کے بعد اس پر کپڑا ڈال دے۔ استنجاء کرنے کے علاوہ مردے کے مقام ستر کو ہاتھ لگانا درست نہیں۔

مرد کا عورت کی میت کو غسل دینا جائز نہیں

مرد عورت کی میت کو غسل نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی عورت ایسی جگہ وفات پا جائے جہاں کوئی اور عورت اسے غسل دینے والی دستیاب نہ ہو لیکن اس کا محرم کوئی مرد موجود ہو تو وہ کہنیوں تک اس کا تیمم کرے اگر محرم نہ ہو بلکہ اجنبی مرد ہو تو وہ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے۔ خاوند کے لیے بھی اجنبی کا سا حکم ہے۔

عورت کا اپنے مرد کو غسل دینا

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اس لیے کہ عدت کے وقت تک وہ مرنے والے شوہر کے نکاح میں سمجھی جائے گی۔ اگر کسی مرد کا ایسی جگہ انتقال ہو جائے کہ وہاں نہ کوئی مرد ہو جو اسے غسل دے سکے اور نہ ہی اس کی بیوی ہو تو جو عورت وہاں ہو اسے چاہیے کہ میت کو تیمم کرائے اگر وہ عورت محرم ہے تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔

نابالغ لڑکے اور لڑکی کا غسل

نابالغ لڑکے اور لڑکی کو عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں۔

بغیر غسل میت کو قبر میں اتارنے کے بعد بھی غسل دینا چاہیے

اگر کسی غلطی کی بنا پر کسی میت کو غسل دیے بغیر قبر میں اتار دیا جائے لیکن ابھی تک مٹی نہ ڈالی ہو تو اسے نکال کر غسل دینا چاہیے ہاں اگر مٹی ڈال دی ہو تو پھر معاملہ سپرد خدا کر دیا جائے اور میت کو قبر سے نہ نکالا جائے۔

غسل کے وقت کسی عضو کا خشک رہ جانا

اگر میت کا کوئی حصہ خشک رہ جائے اور کفن دینے کے بعد یاد آئے تو کفن کھول کر اس حصے پر پانی بہا دینا چاہیے البتہ اگر کوئی معمولی سا حصہ خشک رہ جائے تو اس صورت میں کفن اتارنے اور دھونے کی

ضرورت نہیں بلکہ اس حصے کو گیلے کپڑے سے ترکر دینا ہی کافی ہوگا۔

تین بار غسل دینا

میت پر غسل کے دوران ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے لیکن تین مرتبہ پانی بہانا مستحب ہے۔ آخری بار غسل کے پانی میں کافور یا خوشبو کی آمیزش کرنا جائز ہے۔

خنثی کو تیمم کرانا

اگر خنثی کا انتقال ہو جائے تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے اور نہ ہی عورت بلکہ اسے تیمم کرایا جائے۔ تیمم کرانے والا اگر اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا پیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ ڈالے۔

غسل دینے والے کے اوصاف

غسل دینے والے آدمی کو سنجیدہ ہونا چاہیے۔ اگر وہ میت میں کوئی بری بات دیکھے تو اس پر پردہ ڈالے اور اگر اچھی بات دیکھے تو اسے بیان کرے۔ مثلاً اگر میت کا چہرہ نورانی ہو اور اس کے وجود سے خوشبو آئے تو اس کا ذکر دوسروں سے کرے۔

نومولود میت کا غسل

اگر کوئی بچہ پیدا ہوتے ہی مر جائے تو اس کی میت کو غسل دینا فرض ہے اور اگر مرا ہوا پیدا ہو تو اس کو غسل دینا فرض نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ اس کو بھی غسل دیا جائے۔

۶۔ کفن کا بیان

میت کو کفن پہنانا فرض کفایہ ہے لہذا شرعی طور پر غسل کے بعد میت کو کفن پہنا دیں۔ کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر کو بچھائیں پھر اس کے اوپر تہبند پھر کرتہ۔ پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کرتہ پہنائیں اور دائرگی اور تمام بدن پر خوشبو لگائیں اور سجدہ کی جگہوں یعنی ماتھے، ناک، دونوں ہاتھ، گھٹنے اور قدموں پر کافور لگائیں۔ پھر تہبند لپیٹیں، پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے۔ پھر سر اور پاؤں

کی طرف باندھیں تاکہ اڑنے اور بکھرنے کا اندیشہ نہ رہے۔
 عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اوپر کے قاعدے کے مطابق کفنی یعنی کرتا پہنا کر اس کے
 بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں۔ اور اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر
 منہ پر مثل نقاب کے ڈال دیں کہ اس کی لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک رہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے
 دوسرے کان کی لو تک رہے۔

کفن کے کپڑے کا معیار

کفن نہ بہت زیادہ قیمتی اور نہ ہی بالکل گھٹیا ہو بلکہ اچھا ہونا چاہیے۔ یعنی مرد اپنی حیثیت کے مطابق
 جس طرح کے اچھے کپڑے پہنتا تھا اور عورت خاص موقعوں پر اچھے کپڑے پہنتی تھی، اس قیمت کا ہونا
 چاہیے۔ حدیث میں ہے کہ مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے
 یعنی خوش ہوتے ہیں۔ سفید کفن بہتر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردے سفید کپڑوں میں
 کفناؤ۔

مرد کے ریشمی کفن کی ممانعت

کفن کے لیے وہی کپڑے استعمال کیے جائیں جن کا پہننا میت کے لیے زندگی میں جائز تھا۔ مرد
 کے لیے خالص ریشمی کفن یا زعفران کا رنگا ہوا کفن ممنوع ہے۔ البتہ عورت کے لیے جائز ہے۔ یعنی جو کپڑا
 زندگی میں پہن سکتا ہے اس کا کفن دیا جاسکتا ہے۔ اور جو زندگی میں ناجائز ہو۔ اس کا کفن بھی ناجائز ہے۔

کفن کس مال سے ہونا چاہیے

میت کا کفن اس کے خالص ذاتی مال سے ہونا چاہیے جس کے ساتھ کسی دوسرے کا حق وابستہ نہ
 ہو۔ اگر مرنے والے کا خالص مال موجود نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص کے ذمے ہوگا جس پر اس کی زندگی
 میں نفقہ واجب تھا۔ اگر وہ شخص بھی کفن کا بندوبست نہ کر سکے۔ تو پھر صاحب مقدر مسلمانوں پر اس کا مہیا
 کرانا واجب ہے۔

عورت کے کفن کا بندوبست مرد کے ذمے ہے

عورت نے اگرچہ مال چھوڑا، اس کا کفن شوہر کے ذمے ہے بشرطیکہ مرتے کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی۔ جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا۔ اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے تب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔

بالغ اور نابالغ کا کفن کتنا ہونا چاہیے

جو بالغ حد شہوت کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیے جاتے ہیں اسے بھی دیے جائیں اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور لڑکی کو دو کپڑے دیے جاسکتے ہیں اور اگر لڑکے کو بھی دو کپڑے دیے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔

میت کو کفن دینے کا ذمہ دار کون ہوتا ہے

دین و وصیت و میراث ان سب پر کفن مقدم ہے اور دین و وصیت پر اور وصیت میراث پر۔ میت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا ہے مگر نادر ہے تو بیت المال سے دیا جائے اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو تو وہاں مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے۔ اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہونگے۔ اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کی قدر اور لوگوں سے سوال کر لیں۔

پرانے کپڑے کا کفن

پرانے کپڑے کا بھی کفن ہو سکتا ہے مگر پرانا ہو تو دھلا ہوا ہو کیونکہ کفن ستھرا ہونا چاہیے۔

کفن کے متعلق وصیت

کفن کے متعلق اس وصیت پر عمل کیا جائے جو شرع کے مطابق ہو۔ کسی نے وصیت کی کہ کفن میں اسے دو کپڑے دیے جائیں تو یہ وصیت جاری نہ کی جائے تین کپڑے دیے جائیں۔ اور اگر یہ وصیت کی

کہ ہزار روپے کا کفن دیا جائے تو یہ بھی نافذ نہ ہوگی۔ متوسط درجہ کا دیا جائے۔

خنثی کے کفن کا مسئلہ

خنثی اگر عورت کی شکل کا ہو تو اسے عورت کی طرح پانچ کپڑے دیے جائیں۔ مگر کسم یا زعفران کا رنگا ہوا اور ریشمی کفن اسے ناجائز ہے۔ اگر خنثی مرد کی شکل کا ہو تو اسے مرد کی طرح کفن دینا چاہیے۔

مرد کا کفن

مرد کے کفن میں تین کپڑوں کا ہونا مسنون ہے۔ ۱۔ کفنی، ۲۔ ازار، ۳۔ چادر۔ کفنی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہونی چاہیے۔ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیے اور چادر اس سے ایک ہاتھ لمبی ہونی چاہیے تاکہ سر اور پاؤں دونوں طرف سے باندھی جاسکے۔

عورت کا کفن

عورت کے کفن میں پانچ کپڑے مسنون ہیں۔ ۱۔ کفنی، ۲۔ ازار، ۳۔ سر بند، ۴۔ سینہ بند، ۵۔ چادر کفنی گلے سے لے کر پاؤں تک ہونی چاہیے اور اس میں آستین نہیں ہونی چاہیے۔ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہو اور چادر اس سے ایک ہاتھ لمبی ہونی چاہیے۔ سر بند تین ہاتھ لمبا ہونا چاہیے جو سر سے اوڑھا کر چہرے پر ڈالا جائے۔ سینہ بند سینے سے لے کر رانوں تک ہونا چاہیے اور اتنا چوڑا ہو کہ باندھا جاسکے

کفن کے درجے

کفن تین طرح کا ہے۔ ۱۔ کفن ضرورت، ۲۔ کفن کفایت، ۳۔ کفن سنت۔

(۱) کفن سنت :- مرد کے لیے کفن سنت تین کپڑے ہیں یعنی کفنی، ازار اور چادر اور عورت کے لیے

پانچ کپڑے ہیں یعنی کفنی، ازار، سر بند یا اوڑھنی اور سینہ بند اور چادر

(۲) کفن کفایت :- کفن کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں۔ چادر اور ازار۔ عورت کے لیے کفن

کفایت چادر اور ازار اور اوڑھنی ہے۔

(۳) کفن ضرورت :- کفن ضرورت وہ کپڑا ہے جو بھی میسر آئے۔ مرد اور عورت کے لیے یکساں ہے

۷۔ جنازے کے ساتھ جانا

میت کو تیار کر کے اس کے اصل مقام کی طرف پہنچانے میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ زیادہ دیر تک میت کو کفن و دفن سے روکے رکھنا اچھا نہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردے کے ساتھ جلدی کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تَقْدِمُونَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُ سَوَاءً ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوته عَنْ رِقَابِكُمْ. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ کے ساتھ جلدی کرو اگر وہ نیک ہے پس بھلائی جس طرف تم اس کو آگے بھیج رہے ہو۔ اگر اس کے سوا ہے پس بد ہے جس کو تم اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔ (صحیح بخاری)

جنازے میں شامل ہونا عبادت ہے

مسلمان کے جنازے میں شامل ہونا عبادت ہے خواہ وہ عزیز ہو یا کوئی اور ہو۔ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازے میں شامل ہونے کا بہت زیادہ ثواب ہے اور آپ کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ رَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرٍ أَطْيَنَ كُلِّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أَحَدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ. (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمان آدمی کے جنازہ کے پیچھے ایمان کی حالت میں ثواب طلب کرنے کے لیے جاتا ہے اور اس کے ساتھ رہتا ہے یہاں تک کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کو دفن کر کے فارغ ہو جائے وہ دو قیراط کے برابر ثواب لے کر پھرتا ہے۔ ہر قیراط احد پہاڑ کی مثل ہے جو اس پر نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ پھر دفن ہونے سے پہلے لوٹ آتا ہے وہ ایک قیراط لے کر واپس لوٹتا ہے۔

جنازے کو کندھا دینا

جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔ البتہ تین مرتبہ باری باری کندھا دینا زیادہ بہتر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبَعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قُضِيَ مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى فِي شَرْحِ السُّنَنِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ جَنَازَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے اور تین مرتبہ اس کو اٹھائے اس نے اس کا حق جو اس پر تھا ادا کر دیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور روایت کی گئی شرح السنہ میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کا جنازہ دو لکڑیوں کے درمیان اٹھایا

کندھا دینے کا طریقہ

سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا ایک سرہانے اور ایک پانچ کی طرف تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔

سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دیا جائے۔ اور ہر بار دس دس قدم چلے۔ اور پوری سنت یہ کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پانچتی۔ پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پانچتی اور دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہونے کہ حدیث میں ہے جو چالیس قدم جنازہ لے کر چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ نیز حدیث میں ہے کہ جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرمائے گا۔

جنازہ لے چلنے میں چار پائی کو ہاتھ سے پکڑ کر موٹھے پر رکھے، اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر

لا دنا مکروہ ہے۔

جنازے کے ساتھ چلنے کا ادب

جنازہ معتدل رفتار سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا لگے، اور ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں، داہنے بائیں نہ چلے اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنا دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ جنازے سے آگے نہ چلنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَا تَتَّبِعُ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ تابع کیا گیا ہے اور تابع نہیں ہوتا۔ جو شخص اس کے آگے بڑھے وہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔

(جامع ترمذی)

جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم

جنازے کا ادب کرنے کے لیے جنازہ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جانا چاہیے۔ اگر کوئی سواری پر ہو تو اسے سواری کھڑی کر لینی چاہیے اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اسے اس وقت تک نہیں بیٹھنا چاہیے جب تک جنازے کو زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تَوْضَعَ. (صحیح مسلم)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم جنازہ دیکھو کھڑے ہو جاؤ۔ جو شخص اس کے ساتھ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے یہاں تک کہ رکھا جائے۔

چھوٹے بچے کا جنازہ

چھوٹا بچہ شیرخوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہے یا س سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لیے ہو جب بھی حرج نہیں۔ اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چار پائی پر لے جائیں۔

عورت کا جنازہ میں شامل ہونے کی ممانعت

عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے۔ اگر نہ مانے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ کیوں سنت ترک کرے بلکہ دل سے اسے برا جانے اور شریک ہو۔

انسان کے علاوہ ہر چیز میت کی آواز سنتی ہے

جب جنازہ کو کندھوں پر اٹھا کر لے جایا جاتا ہے تو انسانوں کے علاوہ تمام جاندار اس کی آواز سنتے ہیں۔ نیک میت کی روح کہتی ہے کہ مجھے جلدی میرے مقام کی طرف پہنچا دو۔ اور برے لوگوں کی روح چیخ و پکار کرتی ہے کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لَا هِلَهَا يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتُهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ لَصِيقًا.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت جنازہ تیار کیا جاتا ہے اور لوگ اپنی گردنوں پر اس کو اٹھاتے ہیں اگر نیک ہوتا ہے کہتا ہے مجھ کو جلدی لے چلو اگر نیک نہیں ہوتا کہتا ہے اپنے لوگوں سے، ہائے افسوس تم مجھ کو کہاں لے جاتے ہو۔ اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر شے سنتی ہے۔ اگر انسان سن لے بے ہوش ہو جائے۔

(صحیح بخاری)

۸۔ نماز جنازہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور اس کا انکار کرنے والا کفر میں داخل ہو جاتا ہے نماز جنازہ دراصل دنیا سے رخصت ہونے والے کے لیے اللہ کے حضور اجتماعی دعا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہ معاف کرے اور اسے اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اجتماعی دعا میں ایک بندے کی دعا کی بہ نسبت قبولیت کی زیادہ تاثیر ہوتی ہے۔ کیونکہ جب کچھ مسلمان مل کر اللہ کے حضور کسی کے لیے دعا کرتے ہیں تو اللہ مہربان ہوتا ہے اور التجا کرنے والوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اس لیے نماز جنازہ میں جتنے زیادہ لوگ شریک ہوں بہتر ہے۔

نماز جنازہ کے فرائض و سنتیں

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں
 ۱۔ چار مرتبہ تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا۔
 ۲۔ قیام کرنا۔ کسی خاص شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔
 ان فرائض کے علاوہ جنازہ میں تین امور سنت ہیں:-

- ۱۔ اللہ کی حمد و ثناء
- ۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔
- ۳۔ میت کے لیے دعا کرنا۔

شراط نماز جنازہ

نماز جنازہ میں دو طرح کی شرائط ہیں، ایک نماز جنازہ پڑھنے والے کے متعلق اور دوسری میت کے متعلق، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

مصلیٰ کے متعلق شرائط

نماز جنازہ پڑھنے والے کے لیے وہی شرائط ہیں جو عام نمازی کے لیے ہیں یعنی نماز جنازہ پڑھنے

والے کا نجاست حکمیہ و حقیقیہ سے پاک ہونا، لباس اور جگہ کا پاک ہونا ستر کا چھپانا، قبلہ کو منہ کرنا، نیت کرنا۔

میت کے متعلق شرائط

جس کے لیے نماز جنازہ پڑھی جائے اس کے متعلق شرائط حسب ذیل ہیں:-

- ۱۔ میت کا مسلمان ہونا۔
- ۲۔ میت کے جسم و کفن کا پاک ہونا۔
- ۳۔ جنازے کا موجود ہونا
- ۴۔ جنازے کا زمین پر رکھا ہونا۔
- ۵۔ جنازہ مصلیٰ کے آگے قبلہ رو ہونا۔
- ۶۔ میت کا کفن سے چھپا ہونا۔

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

نماز جنازہ پڑھنے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھا جائے اور امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے اور دوسرے لوگ امام کے پیچھے صف بانگھ کر کھڑے ہو جائیں۔ اگر آدمی زیادہ ہوں تو بہتر یہ ہے تین یا پانچ یا سات صفیں بنائیں۔ صفوں کو سیدھا کیا جائے۔ امام دیکھ کر صفوں کو سیدھا کروائے۔ نیت باندھنے سے پہلے امام کو چاہیے کہ گناہوں سے مغفرت طلب کرنے کا تصور قائم کرے اپنی موت اور قبر کو یاد کرے اس کے بعد نیت باندھ کر اللہ اکبر کہے۔

مقتدیوں کو چاہیے کہ اس طرح نیت کریں، نیت کی میں نے نماز جنازہ کی۔ ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دعا واسطے اس حاضر میت کے، منہ قبلہ شریف کی طرف پیچھے اس امام کے اللہ اکبر! امام کو اللہ اکبر بلند آواز سے کہنی چاہیے۔ مقتدی کو آہستہ آواز سے کہنا چاہیے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لینا چاہیے۔ پھر امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ ثناء پڑھیں:-

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا

غَيْرُكَ.

پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور دور دابرا بھی پڑھیں جو پانچوں وقت کی نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ تکبیر کہہ کر آہستہ یہ دعا پڑھیں۔ دعا پڑھنے کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں۔

بالغ مرد اور عورت کی میت کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے:-

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرْنَا وَانْشَأْنَا
اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاحْيِهِ عَلٰى اِلٰهٍ سَلَامٍ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلٰى اِلٰهٍ يَمَانٍ ط

اے اللہ! مغفرت فرما ہمارے زندوں کے لیے اور مردوں کے لیے اور چھوٹوں کے لیے اور بڑوں کے لیے اور مردوں کے لیے اور عورتوں کے لیے۔ اے اللہ جس کو زندہ رکھے تو ہم میں سے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے تو ہم میں سے اس کا ایمان پر خاتمہ کر (ابوداؤد)

اگر میت نابالغ لڑکی کی ہو تو یہ دعا پڑھنی چاہیے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا قَرِطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَذَخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَمُسَفِّعَةً

ترجمہ: اے اللہ بنا اس لڑکی کو ہمارے لیے پیشرو اور بنا اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ اور بنا اس کو ہمارے لیے سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی گئی۔

جس شخص کو نماز جنازہ کی یہ دعائیں یاد نہ ہوں وہ امام کے پیچھے خاموش رہے صرف چار تکبیریں ہی کہہ لے۔ اس کی نماز ہو جائے گی۔

جنازے کے متعلق شرعی مسائل

نماز جنازہ اس مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے جو پنجگانہ نماز جمعہ یا عیدین کے لیے بنائی گئی ہو لیکن جو مسجد جنازہ کے لیے بنائی جائے، جسے جنازہ گاہ کہا جاتا ہے۔ اس میں جنازہ پڑھنا درست ہے۔ ایسے ہی بلا اجازت کسی اور کی زمین میں نماز جنازہ پڑھنا اچھا نہیں۔ اگر معلوم ہو کہ زمین والا ناراض ہوگا۔ البتہ کسی پبلک کی جگہ پر جیسے پارک یا گراؤنڈ ہوتی ہے تو وہاں جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔

کچھ حضرات کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے ان کی وجہ دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل اور ان کے بھائی سہیل کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی ہے لیکن یاد رہے کہ یہ ایک خاص موقع تھا جس پر نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔ اس کے علاوہ عام حالات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی کے علاوہ ایک خاص جگہ جنازہ کے لیے مقرر تھی۔

۱۔ نماز جنازہ کی امامت

نماز جنازہ کی امامت کا سب سے زیادہ حق دار وصی ہے اس کے بعد نماز جنازہ پڑھانے کا حق اسلامی حکومت کے سربراہ کو ہے۔ وہ نہ ہو تو اس کا مقرر کیا ہوا شہر کا حکمران ہے۔ وہ نہ ہو تو قاضی نماز پڑھائے۔ اس کی عدم موجودگی میں اس کا نائب نماز پڑھائے۔ جہاں وہ بھی نہ ہو تو وہاں ولی کو نماز پڑھانے کا حق حاصل ہے۔ ولی میں وہ لوگ شامل ہیں جو میت کے قریبی رشتہ دار یا دور کے رشتہ دار ہوں لیکن اگر رشتہ داروں کی نسبت کوئی امام زیادہ صاحب تقویٰ ہو تو اسے امامت کا حق حاصل ہے۔ اس کے علاوہ ولی جس کو اجازت دے وہ نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے۔

۲۔ جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں

بعض آدمی جو نماز جنازہ جوتا پہنے ہوئے پڑھ لیتے ہیں ان کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جس جگہ پر کھڑے ہوئے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے اسی میں احتیاط ہے اور ایسے جوتے جو نیچے سے نجس اور اوپر سے پاک ہوں پہن کر نماز جنازہ پڑھنا اس لئے درست نہیں کہ دوسری نمازوں کی صحت کے لئے جو شرائط ہیں وہی شرائط نماز جنازہ کی صحت کے لیے بھی ہیں۔

اگر زمین پر ظاہری نجاست نہ ہو تو اس پر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے لیکن مذکورہ جوتے پہن کر یا ان پر کھڑے ہو کر درست نہیں (خواہ جوتے ایک تہ کے ہوں یا دو تہ کے) کیونکہ جوتوں کی نجاست یقینی ہے اور زمین کی نجاست میں شک ہے نیز سڑک پر نماز جنازہ پڑھنا فقہاء نے مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

ایسی زمین جہاں پہلے گوبر وغیرہ پڑ گیا تھا پھر دھوپ میں سوکھ کر اڑاڑا گیا۔ اب صرف اس کا کچھ بھوسہ سا وہاں پڑا ہوا ہے اور زمین پر نجاست کا کچھ اثر باقی نہیں رہا ہے۔ وہاں نماز جنازہ درست ہے مگر مذکورہ جوتوں سے درست نہیں۔ ۳۔ پہلی تکبیر کے بعد ثناء

نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنی چاہیے کیونکہ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا جس نے دعا کرنے سے پہلے نہ اللہ تعالیٰ کی ثناء اور نہ ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے نماز جنازہ میں جلدی کی ہے یعنی اسے ثناء اور درود پاک پڑھنا چاہیے تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا ضروری ہے کیونکہ بعض حضرات پہلی تکبیر کے بعد سورت فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن حنفی مسلک میں ثناء پڑھنا بہتر ہے۔

۳۔ پہلی تکبیر کے علاوہ نماز جنازہ کی تکبیروں میں رفع یدین نہیں

نماز جنازہ میں سوائے پہلی تکبیر کے رفع یدین نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بعض حضرات ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں لیکن مسلک اہل سنت کے نزدیک ایسا کرنا درست نہیں۔

۴۔ زیادہ میتوں کے لیے ایک ہی نماز جنازہ

ایک سے زائد میتوں کی نماز جنازہ اکٹھی بھی پڑھی جاسکتی ہے لیکن ہر میت کی الگ الگ نماز جنازہ پڑھنا زیادہ افضل ہے۔ ایک سے زائد افراد کا جنازہ پڑھنے کے لیے میتوں کو آگے پیچھے رکھ دیا جائے اور سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے یا تمام جنازوں کو ایک صف میں رکھ دیا جائے اور امام ایک جنازے کے سینے کے پاس کھڑا ہو جائے اس طرح ایک مرتبہ نماز سے سب کی نماز جنازہ ادا ہو جائے گی۔

۵۔ فاسق اور بدکار کی نماز جنازہ

فاسق اور بدکار آدمی مسلمانی کے زمرے سے خارج نہیں ہوتا اس لیے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی لیکن نیک اور متقی حضرات اس کی نماز جنازہ میں اگر شامل نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

۶۔ دوبارہ نماز جنازہ

عام طور پر نماز جنازہ دوبارہ نہیں پڑھی جاسکتی لیکن ولی کے سوا کسی ایسے شخص نے نماز پڑھائی جو ورثاء

پر مقدم نہ ہو اور وارث نے اسے اجازت بھی نہ دی ہو اور وارث بذات خود بھی جنازہ میں شریک نہ ہوا ہو تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ دوبارہ نماز جنازہ پڑھ لے یا کسی سے پڑھوائے اور اس کے ساتھ وہ نماز پڑھیں جنہوں نے پہلی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو دفن کرنے کے بعد اسے حق حاصل ہے کہ وہ قبر پر نماز جنازہ پڑھ لے۔

۷۔ جن لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے

وہ لوگ جن کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے یہ ہیں:-

۱۔ باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے۔

۲۔ ڈاکو جو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اس کو غسل دیا جائے نہ ان کی نماز پڑھی جائے مگر جبکہ بادشاہ اسلام نے ان پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے۔ یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔

۳۔ جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو ان کا تماشا دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں۔ ہاں ان کے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے۔

۴۔ جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔

۵۔ شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں۔ اس حالت میں مارے جائیں تو ان کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

۶۔ جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا اس کی بھی نماز نہیں۔

۷۔ جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا اس کی بھی نماز نہیں۔

۸۔ نماز جنازہ کے بغیر دفن کیے ہوئے کی نماز جنازہ پڑھنا

ایسی میت جس کو جنازہ پڑھانے کے بغیر ہی دفن کر دیا ہو اور اس کی قبر پر مٹی بھی ڈال دی گئی ہو تو ایسی میت کی نماز جنازہ قبر پر ہی پڑھ لی جائے۔ اگر میت کو تازہ ہی دفن کیا ہو اور اس کے پھٹنے کا گمان نہ ہو اور مٹی بھی نہ ڈالی گئی ہو تو اسے قبر سے نکال کر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور پھر دفن کیا جائے۔

۹۔ نماز جنازہ میں بلا وجہ تاخیر مکروہ ہے

نماز جنازہ میں بلا وجہ تاخیر مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن فوت ہو جائے اور جمعہ سے پہلے اس کی تجہیز و تکفین ہو سکتی ہو تو پہلے ہی کر لیں اور اس خیال سے روکنا کہ جمعہ کے بعد جنازہ میں زیادہ لوگ شامل ہو جائیں اچھا نہیں کیونکہ احادیث میں تاکید ہے کہ میت کے ساتھ جلدی کی جائے۔

۱۰۔ فرض نماز کے بعد جنازہ پڑھنا چاہیے

فرض نماز کے وقت اگر کوئی جنازہ آجائے تو فرض نماز کی جماعت پڑھنے کے بعد جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے۔ نماز عید کے وقت جنازہ آیا تو پہلے عید کی نماز پڑھی جائے۔ پھر نماز جنازہ پڑھی جائے۔

۱۱۔ جماعت کے ساتھ بعد میں مل کر نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

اگر کوئی شخص نماز جنازہ کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد آئے اور اس سے ایک یا دو تکبیریں رہ جائیں تو اگر یہ شخص تکبیر تحریمہ کے وقت وہاں موجود تھا اور پھر کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو امام کی تکبیر کا انتظار کیے بغیر تکبیر کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر بعد میں آیا تو امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے اس وقت تکبیر کہہ کر مل جائے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہو جائے گی۔ پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص (دونوں صورتوں میں) مسبوق کی طرح اپنی گئی ہوئی صرف تکبیروں کو ادا کر کے نماز پوری کر لے۔

اگر کوئی شخص چوتھی تکبیر کے بعد پہنچا اور امام نے ابھی سلام نہیں پھیرا ہے تو فوراً مل جائے اور جب تک جنازہ کو اٹھائیں صرف تکبیریں ادا کر لے۔ دعائیں چھوڑ دے نماز ہو جائے گی۔

۱۲۔ زندہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ

مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہو یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں ورنہ اسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔ اس کے لیے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی۔ یہاں

تک کہ سر جب باہر ہوا تھا تو اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے پہلے مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے۔ اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک۔

بچہ کی ماں یا جنائی نے زندہ پیدا ہونے کی شہادت دی تو اس کی نماز پڑھی جائے مگر وراثت کے بارے میں ان کی گواہی نا معتبر ہے یعنی بچہ اپنے باپ فوت شدہ کا وارث نہیں قرار دیا جائے گا نہ بچہ کی وارث اس کی ماں ہوگی۔ یہ اس وقت ہے کہ خود باہر نکلا اور کسی نے حاملہ کے شکم پر ضرب لگائی کہ بچہ مرا ہوا باہر نکلا تو وارث ہوگا اور وارث بنائے گا۔

۹۔ دفن کے مسائل

مردے کو زمین کے سپرد کرنے کو دفن کہا جاتا ہے۔ اسلام کا یہ طریقہ دوسرے مذاہب سے منفرد اور عمدہ ہے۔ شرعاً جس طرح کی میت کے لیے غسل، کفن اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ایسے ہی دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے اور اس فرض کے متعلق مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قبر بنانا

میت کو دفن کرنے کے لیے قبر بنانا ضروری ہے۔ لہذا قبر کی لمبائی میت کے قد کے مطابق ہونی چاہیے۔ گہرائی اور چوڑائی نصف قد کے مطابق ہونی چاہیے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی قد جتنی ہو۔ سیدھی قبر کی بجائے بغلی قبر زیادہ بہتر ہے۔ ہاں اگر زمین زیادہ نرم ہو اور قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے بلکہ صندوقی قبر کھودی جائے۔ بغلی قبر میں میت رکھنے کی جگہ قبلہ کی دیوار کے ساتھ بنائی جاتی ہے۔ دونوں طرح ہی قبر کھودنا درست ہے لیکن لحد کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد والی قبر تیار کی گئی تھی۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ شریف میں دو آدمی تھے جو قبریں کھودا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک لحد بناتا تھا، دوسرا صندوقی قبر کھودا کرتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو پہلے آگیا وہ اپنا کام کرے گا۔ لہذا لحد بنانے والا پہلے آگیا چنانچہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد یعنی بغلی قبر تیار کی اور اس میں آپ کو دفن کیا گیا بعد میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے وصال پر ان کی قبریں بھی بغلی بنائی گئیں۔

۲۔ کچی قبر بنانا سنت ہے

قبر شرعاً کچی بنانے کا حکم ہے لیکن آبادی کی زیادتی یا کسی اور وجہ سے پختہ بنانے میں کوئی حرج نہیں جہاں مٹی اتنی نرم ہو کہ بمشکل کھودی جائے تو وہاں پختہ قبر بنالینا جائز ہے لیکن کچی قبر بہر صورت افضل ہے۔ قبر کو کھلا اور کشادہ بنانا چاہیے جس میں آسانی سے میت رکھنے کی گنجائش ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قبریں فراخ کھودو۔

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن فرمایا۔ فراخ قبر کھودو اور گہرا کرو اور اچھا کرو اور دو دو اور تین تین ایک قبر میں دفن کرو اور آگے اس کو رکھو جس کو قرآن زیادہ یاد ہو۔

۳۔ قبر میں اتار تے وقت کیا پڑھنا چاہیے

میت کو قبر میں اتار تے وقت جنازے کو قبر سے قبلے کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو ہو کر میت کو اتاریں اور کلمہ شہادت پڑھیں۔ اس کے ساتھ ہی میت کو قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت میت کو قبر میں داخل کرتے فرماتے ”اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق“ اور ایک روایت میں ہے ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر رکھتا ہوں۔“ (جامع ترمذی)

۴۔ تابوت میں دفن کرنا

لکڑی کے صندوق کو تابوت کہا جاتا ہے اس میں میت کو رکھ کر دفن کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں اور خاص کر جہاں مٹی تر ہو یا زیادہ نرم ہو تو تابوت میں میت کو رکھ کر دفن کرنا بہتر ہے۔ جب کسی کو ایک مقام پر امانتاً دفن کر کے بعد میں وہاں سے نکال کر کہیں اور دفن کرنے کا ارادہ ہو تو اس صورت میں تابوت میں دفن کرنا بہت بہتر ہے کیونکہ تابوت کو دوبارہ دفن کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ تابوت لکڑی کا ہونا چاہیے۔

لوہے کی چادر کا درست نہیں۔

۵۔ میت کو قبر میں اتارنا

میت کو قبر میں اتارنے کے لیے بقدر ضرورت چند آدمی قبر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ نیک اور متقی آدمیوں کا قبر میں داخل ہونا زیادہ بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر مبارک میں رکھنے کے لیے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبر میں اترے تھے۔ عورت کی قبر میں اس کے شوہر یا محرم آدمیوں کو اتارنا چاہیے۔ اگر وہ نہ اتریں تو پھر نیک اور عمر رسیدہ لوگوں کو اتارنا چاہیے۔

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد داہنے پہلو پر قبلہ رخ کر دینا مسنون ہے اور اگر ایسا کیے بغیر قبر کو بند کر دیا ہو تو اب غلطی کی تلافی کے لیے قبر کو دوبارہ نہیں کھولنا چاہیے۔ قبر میں اترتے وقت آداب کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو دفن کرنے کے وقت حاضر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کو دیکھا وہ آنسو بہاتی تھیں۔ فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج رات اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو قبر میں اتر، پس وہ اترے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث پاک سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قبر میں پاکیزہ اور متقی پرہیزگار آدمی کا اترنا زیادہ موزوں ہے

۶۔ عورت کے لیے پردہ کرنا

عورت کی میت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا چاہیے اور پھر قبر میں لٹا کر قبلہ رخ کر کے کفن کو سر کی طرف سے کھول دینا چاہیے۔ جب لحد کو اوپر سے ڈھانپ دیا جائے تو پردہ ہٹالینا چاہیے اگر رات کے وقت عورت کو دفن کیا جائے پھر پردہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ رات کی تاریکی ہی پردے کا کام دے جاتی ہے۔

۷۔ قبر پر مٹی ڈالنا

حاضرین جنازہ میں سے ہر ایک کے لیے مستحب یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر مٹی تین بار قبر کے اوپر ڈالیں کیونکہ قبر پر تین بار دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں سے ہے۔ مٹی ڈالنے کی ابتداء سرہانے سے کرنی چاہیے اور مٹی ڈالتے وقت پہلی لپ پر مٹی **خَلَقْنٰكُمْ دُوسری پر فِیْہَا نُعِیْذُكُمْ اور تیسری پر وَ مِنْہَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی** کہنا چاہیے۔ قبر پر مٹی ڈالنے کا جواز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے:-

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپیں دونوں ہاتھوں سے بھر کر مٹی کی قبر پر ڈالیں اور اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر سنگریزے رکھے۔ (شرح السنۃ)

قبر کو ایک بالشت اونچا رکھنا مستحب ہے اور مٹی کی اونچائی کو اونٹ کی گھان کی طرح ابھرا ہوا رکھنا چاہیے کیونکہ چٹھی قبر بنانا مکروہ ہے۔ قبر پر مٹی سے لپائی کرنا جائز ہے۔

۸۔ دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا

دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا اور اس کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث میں ہے:-

اسی (حضرت جابر رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا اور بلال رضی اللہ عنہ بن رباح نے پانی چھڑکا مشکیزہ کے ساتھ سر کی جانب سے شروع کیا یہاں تک کہ پاؤں تک پہنچا۔ (سنن بیہقی)

پانی چھڑکنے کا طریقہ یہ ہے کہ سر کی جانب سے چھڑکنا شروع کیا جائے اور پاؤں تک چھڑک کر ختم کیا جائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی پانی چھڑکا تھا۔

۹۔ مردے کی ہڈی توڑنے کی ممانعت

مرنے کے بعد کسی مردے کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ یہاں تک احتیاط کرنی چاہیے کہ قبر کھودتے ہوئے اگر کسی دوسرے مردے کی ہڈی نکل آئے تو اسے کسی جگہ یا قبر ہی میں دبا دیا جائے چونکہ ہڈی توڑنے سے منع کیا گیا ہے اس لیے مردہ کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردے کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی کو توڑنے کی مانند ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۱۰۔ قبر پر نشان لگانا

قبر پر کسی چیز سے یا پتھر سے نشان لگانا جائز ہے تاکہ قبر یاد رہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی قبر پر خود پتھر رکھ کر نشان قائم کیا۔
حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے ان کا جنازہ نکالا گیا اور دفن کیے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو پتھر لانے کا حکم دیا وہ اس کو اٹھانہ سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف کھڑے ہوئے اپنی آستینیں چڑھائیں۔ مطلب نے کہا کہ جس نے مجھ سے حدیث بیان کی اس نے کہا کہ گویا میں آپ کے بازوؤں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آستینیں چڑھائی پھر اس کو اٹھایا اور اس کے سر کے پاس رکھا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی کی قبر پر نشان لگایا ہے اور میں اپنے اہل میں سے جو فوت ہوگا اس کے پاس دفن کروں گا۔ (سنن ابوداؤد)

۱۱۔ قبر پر ہری شاخ لگانا

قبر پر ہری شاخ لگانا جائز ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ کھجور کی ایک تازہ شاخ لی اور درمیان سے اس کے دو حصے کیے اور پھر دو قبروں پر لگا دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی میت کے عذاب میں تخفیف رہے گی کیونکہ یہ دونوں عذاب میں مبتلا تھے۔ ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے اور دوسرے کو چغلی کرنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ اس سے معلوم ہوا

کہ قبر پر کسی درخت کی شاخ وغیرہ لگا دینا جائز ہے۔

۱۲۔ دفن کے بعد قبر پر بیٹھنا

دفن کرنے کے بعد سب لوگوں کو چاہیے کہ کھڑے ہو کر دعا کریں اور اللہ کے حضور میت کی مغفرت کی دعا کریں۔ اس کے بعد اگر کوئی چاہے تو قبر کے قریب بیٹھ جائے اور تلاوت قرآن پاک کرے۔ یا اللہ کا ذکر کرے تاکہ مرنے والے کے سوال و جواب میں آسانی ہو۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یہ ہیں:-

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس وقت ایک تمہارا مرے اس کو بند نہ رکھو اور جلد اس کو قبر کی طرف لے جاؤ اور اس کے سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کے پاس سورہ بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا صحیح بات یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے۔

۲۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو کہا جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھے جس وقت میں میں مرجاؤں میرے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی نہ جائے اور نہ آگ جس وقت مجھ کو دفن کرو مجھ پر مٹی آہستہ ڈالنا۔ پھر میری قبر کے گرد کھڑے رہو اتنا عرصہ کہ اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جائے تاکہ تمہاری وجہ سے میں آرام پکڑوں اور میں جان لوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم شریف)

۱۳۔ قبر پر سونے اور بیٹھنے کی فمانعت

قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا یا پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا جائز ہے خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔ اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں میں سے گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے۔ دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے۔ قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے۔ ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوتیاں پہنے دیکھا۔ فرمایا جوتیاں اتار دے نہ قبر والے کو ایذا دے نہ وہ تجھے ایذا دیں۔

۱۴۔ قبر پر تلاوت کرنا جائز ہے

قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے یعنی جبکہ پڑھنے والے اجرت پر نہ پڑھتے ہوں کہ اجرت پر قرآن مجید پڑھنا اور پڑھوانا جائز ہے۔ خود پڑھے تو زیادہ بہتر ہے۔

۱۵۔ کوئی بابرکت تحریر قبر میں رکھنا یا کلمہ لکھنا

شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں بلکہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا گیا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میت کے سینہ اور پیشانی پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی، انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی۔ پھر کسی نے انہیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا، کہا جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی، کہا تو عذاب سے بچ گیا۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینے پر کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں، روشنائی سے نہ لکھیں۔

۱۶۔ تلقین میت

مردے کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرنا مسنون ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب تم میں سے کوئی مر جائے اور اسے قبر میں دفن کر کے مٹی ڈال دی جائے تو تم میں سے کوئی اس کے سر ہانے کھڑے ہو کر کہے۔ ”اے فلاں بن فلاں! بے شک وہ سنتا ہے جواب نہیں دے سکتا“ پھر کہے اے فلاں بن فلاں! جب دوسری مرتبہ آواز دے گا تو مردہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر تیسری بار بھی اسی طرح مخاطب کرے۔ اس وقت میت کہتی ہے ”اے خدا کے بندے! اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے ہمیں راہ راست دکھاؤ“ لیکن تم سن نہیں سکتے۔“ پھر تلقین کہنے والا کہے ”تو جس کلمہ پر دنیا سے نکلا تھا اس کو یاد کر۔ تو شہادت دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور تو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔ اس وقت منکر نکیر کہتے ہیں کہ اس کو مدلل اور

مکمل جواب بتا دیا گیا ہے ہم اس کے پاس بیٹھ کر کیا کریں۔“
 کسی شخص نے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کسی شخص کی والدہ کا نام معلوم نہ ہو تو کس طرح اس کو پکاریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو حضرت ھو اعلیہ السلام کی طرف منسوب کر دے۔ تلقین کرنے والا شخص اگر چاہے تو اس میں یہ بھی اضافہ کر سکتا ہے کہ ”تو مسلمان کے بھائی ہونے اور کعبہ کے قبلہ ہونے پر راضی تھا۔“ (یعنی تو نے اس کا بھی اقرار کیا تھا) تو اس اضافہ سے کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح تلقین میں دوسرے شعائر اسلام کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔

۱۰۔ زیارت قبور کا بیان

قبروں کی زیارت کے لیے جانا سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہفتہ میں ایک دن زیارت کرنا بہت بہتر ہے اور اس کے لیے سب سے افضل جمعہ کا دن اور صبح کا وقت ہے۔ اولیاء کے مزارات پر دور دراز سے سفر کر کے جانا بھی درست ہے، اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی زیارت کرنے والے کو دنیاوی فیوض و برکات سے نوازتا ہے۔ اور اگر مزاروں پر جہالت کی وجہ سے خلاف شرع کوئی بات ہو جیسے عورتوں کا سامنا یا گانا بجانا وغیرہ تو اس کی وجہ سے زیارت نہ چھوڑی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اسے برا جانے اور ممکن ہو تو بری بات کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔

۱۔ قبرستان میں داخلے کا طریقہ

قبرستان میں بڑے عجز اور خاموشی سے داخل ہونا چاہئے اور دل میں خوف الہی کو مد نظر رکھنا چاہئے اور اس بات کو تازہ کرنا چاہئے کہ اے بندے ایک دن تو بھی ان کے ساتھ آکر مل جائیگا اس لئے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ یاد الہی میں مشغول رکھے اور نیک اعمال کرنے کی طرف مائل کرے۔ کیونکہ قبرستان میں جانے سے موت یاد آتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان میں جاتے تو اہل قبور کو سلام کہتے۔ اس لئے قبرستان میں داخلے کے وقت مندرجہ ذیل احادیث کے الفاظ کے مطابق اہل قبور کو سلام کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان

میں تشریف لے گئے تو قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:-

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ وَأَنْتُمْ سَبَقْنَا وَنَحْنُ بِالْآثِرِ.
اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم ہم پر سبقت لے گئے ہم

بعد میں آنے والوں میں سے ہیں۔ (ترمذی شریف)

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ
لَلْأَحْقُونَ نَسَاءً لِّلَّهِ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةُ.

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کو قبرستان کی حاضری کے آداب کی تعلیم دیتے اور یہ فرماتے جب تم قبرستان جاؤ تو یہ کلمات کہو۔ اس بستی
کے مومن اور مسلمان رہنے والو! تم پر سلامتی ہو۔ بیشک اللہ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب تم سے ملاقات
کرتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کے طالب ہیں۔ (مسلم شریف)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس طرح اس مفہوم کو ادا کروں۔ مجھے آپ زیارت قبر کے بارے میں
رہنمائی فرمائیں، تب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زیارت قبر کے وقت یہ کلمات کہو۔

السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ
مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ فَلَا حَقُّونَ.

اے بستی کے مومن اور مسلمان رہنے والو، خداوند ہم میں سے پیشروؤں اور پیچھے رہنے والوں کی
مغفرت فرمائے اور بیشک اگر اللہ نے چاہا تو ہم عنقریب تم سے ملنے والے ہیں۔ (مسلم شریف)

۲۔ زیارت قبور کی اجازت

شروع شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قبرستان میں زیارت قبور کی
غرض سے جانے کے لئے منع فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ ابتدائی دور میں قبروں پر جانے سے پوجا کا خطرہ تھا
لیکن جس مسلمانوں کے ایمان اللہ کی توحید پر حد درجہ کے مستحکم ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
صحابہ کو چند امور کی اجازت عنایت فرمائی جن میں قبروں کی زیارت بھی تھی۔

عَنْ بَرْيَدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ

فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ وَعَنْ تَحُومِ الْأَضَافِي فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ نَهَيْتُكُمْ
وَعَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَأَشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع فرمایا تھا لیکن اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ میں نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا اب جب تک اور جتنا چاہو ذخیرہ کر سکتے ہو۔ میں نے تمہیں نبیذ، مشکیزہ کے علاوہ ہر کسی برتن میں پینے سے منع فرمایا تھا اور تم سب برتنوں سے پی سکتے ہو بشرطیکہ وہ نشہ آور نہ ہوں۔ (مسلم)

ایک اللہ کے بندے کا قول ہے کہ قبرستان میں جانا مستحب ہے کیونکہ قبرستان میں جا کر قبروں کو دیکھنے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ موت یاد آتی ہے اور دل دماغ میں یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ دنیا فانی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے تمہیں قبروں پر جانے سے منع فرمایا تھا مگر اب تم قبروں پر جایا کرو کیونکہ قبروں پر جانا بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۳۔ والدین کی قبروں پر جانے کا حکم

والدین کی قبروں پر جا کر ان کے لئے دعائے استغفار کرنا ان کے لئے ایصالِ ثواب کرنا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی عذاب میں مبتلا ہو تو اولاد جب قبر پر جا کر ایصالِ ثواب کرتی ہے تو اسکے عذاب میں کمی کردی جاتی ہے اور اگر کوئی راحت میں ہو تو اسے مزید راحت میسر آتی ہے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو پھر ان کی قبر پر جا کر قرآن خوانی کر کے ان کی روح کو بخشا جائے۔ یہ بات ان کے لئے سودمند ثابت ہوگی۔ لہذا نیک اولاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک بار ضرور اپنے والد اور والدہ کی قبر کی زیارت کیلئے جائے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبِيهِ أَوْ أَحَدٍ هِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ لَهُ بِرٌّ.

حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک الفاظ حدیث کو پہنچاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کا نام نیکو کاروں میں لکھا جاتا ہے۔ (سنن بیہقی)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ خدا جنت میں ایک نیک بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے، اے پروردگار! مجھے یہ مرتبہ کہاں سے ملا۔ خدا فرماتا ہے تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ وہ تیرے لئے استغفار کرتا رہا۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے سب عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے۔ صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد جو والدین کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔ (شرح الصدور)

۴۔ زیارت قبور کا طریقہ

زیارت قبور کا طریقہ یہ ہے کہ قبرستان میں ادب کے ساتھ داخل ہو کر جس قبر پر آپ جانا چاہیں جائیں راستے کے ذریعے جائیں۔ قبروں پر سے گزرنے سے پرہیز کریں اور نہ کسی قبر پر پاؤں آنے دیں اور جب مطلوبہ قبر پر پہنچ جائیں تو اسکے پائنتی جانب سے ہو کر منہ کی طرف ہو جائیں اور اس سے اتنے فاصلے پر بیٹھ جائیں جتنا کہ زندگی میں بیٹھا کرتے تھے بزرگوں کا کہنا ہے کہ سرہانے کی طرف سے نہ آئیں کہ میت کے لئے باعث ازار بنتا ہے۔ یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آیا ہے۔ اس کے بعد سلام کہیں اس کے بعد قرآن پاک کی جتنی تلاوت کرنی چاہیں۔ اس کے بعد اس کا ثواب صاحب قبر کی روح کو بخشیں۔

عام دنوں کی نسبت جمعہ کے دن جانا زیادہ بہتر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ چار دن یعنی پیر، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ زیارت کے لئے بہتر ہیں۔ جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ افضل ہے۔ ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور جمعرات کو دن کے اول وقت یا پچھلے وقت میں پیر کے روز رات کے پچھلے پہر میں، متبرک راتوں میں یعنی شب برأت، شب قدر، عیدین کے دن اور عشرہ ذالحجہ میں زیارت قبور بہتر ہے۔
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَأَرْقُومُ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تَوَعَدُونَ غَدَامُ تَوَجَّلُونَ وَإِنَّا شَاءَ
اللَّهُ بِكُمْ لِلْآحِقُونَ اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ الْبَقِيعِ الْغُرَقِدِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے
یہاں تشریف آوری کی باری ہوتی تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں قبرستان
تشریف لے جاتے اور وہاں یہ کلمات فرماتے ”اس بستی کی ایماندار قوم! تم پر سلامتی ہو۔ تمہیں وہ
چیز مل گئی جس کا تم سے کل تک کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور تمہیں مہلت دی گئی تھی۔ اور ہم بھی انشاء اللہ تم
سے ملنے والے ہیں۔ خداوند! بقیع غرقہ کے مومنین کی مغفرت فرما۔ (مسلم شریف)

۵۔ قبروں پر بیٹھنے کی مذمت

قبرستان میں از حد احتیاط کرنی چاہئے کہ کسی قبر پر نہ بیٹھے کیونکہ قبر پر بیٹھنے سے گناہ ہوگا اگر بیٹھنا
پڑے تو ایسی زمین پر بیٹھ جائیں جہاں قبر نہ ہو اگر کسی قبر کے ساتھ کوئی چبوترہ وغیرہ ہو اس پر بیٹھنے میں
ہرج نہیں۔ میں نے کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ قبرستان میں جب لوگ کسی میت کو دفن کرنے جاتے ہیں تو لوگ
قبر پر بیٹھنے سے گریز نہیں کرتے اور اگر کسی سے نہ بیٹھنے کے لئے کہا جائے تو بڑے آرام سے کہہ دیتے ہیں
کہ ہم نے بھی تو مر کر مٹی ہی میں جانا ہے۔ یہ کوئی دلیل نہیں بلکہ قبرستان میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا انجام
بخیر کی دلیل ہے۔

بعض لوگ قبرستانوں میں جا کر نشہ کرتے ہیں یا جوا وغیرہ کھیتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت ہی برے ہیں
کہ انھیں موت کے پاس جا کر بھی برائی نہیں بھولتی۔ ایسے ہی بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ قبرستان
میں جا کر دنیا کی اچھی بڑی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کسی کی غیبت کرنے سے بھی باز نہیں آتے تو
اس طرح کے خلاف شرع کام قبرستان میں منع ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يُجْلِسَ أَحَدُكُمْ
عَلَى جُمْرَةٍ حَتَّى تُحْرِقَ ثِيَابَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُجْلِسَ عَلَى قَبْرِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
اگر تم میں سے کوئی شخص آگ کی چنگاری پر بیٹھے حتیٰ کہ اس کے کپڑے جل جائیں تو یہ قبروں پر

بیٹھنے سے بہتر ہے۔ (نسائی شریف)

ایسے ہی قبر کے ساتھ تکیہ لگانے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ روح کو اذیت نہ ہو۔
وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَكِئًا عَلَى قَبْرِ فَقَالَ لَا تُتَوَذَّعُ صَاحِبُ هَذَا الْقَبْرِ أَوْ لَا تُؤْذَى.

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبر پر تکیہ لگائے دیکھ کر فرمایا کہ صاحب قبر کو اذیت نہ دو۔ (احمد)

۶۔ قبر پر عورتوں کے جانے کا مسئلہ

عورتوں کے لئے بعض علماء نے زیارت قبور کو جائز قرار دیا ہے۔ درمختار نے یہی قول اختیار کیا۔ مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع و نزاع کریں گی لہذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لئے جائیں تو بوڑھیوں کے لئے حرج نہیں اگر کوئی عورت اپنے ماں باپ بہن بھائی یا اولاد کی قبر پر چلی جائے اور وہاں آداب کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب بھی کر لے مگر بہتر تو یہ ہے کہ قبرستان کے باہر ہی کھڑی ہو کر ایصال ثواب کر لے۔ عورتوں کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت جائز ہے

۷۔ صاحب قبر کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تاکید

قبر پر جا کر صاحب قبر کی عزت اور ادب کو اسی طرح ملحوظ خاطر رکھیں جس طرح اس کی زندگی میں رکھتے تھے لہذا وہاں کوئی ہنسی یا مذاق والی بات نہیں کرنی چاہئے یعنی سنجیدگی اختیار کرنی چاہئے اور نہ ہی کوئی تحقیق آمیز فعل کرنا چاہئے جو مومن کے اکرام و شرف کے منافی ہو اس ادب کی سند حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنِّي وَأَضَعُ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ قَوْلَ اللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَى ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔ آتی تو اپنی اوڑھنی اتار کر رکھ دیتی تھی اور یہ کہتی کہ یہاں میرے شوہر اور

میرے والد آرام فرما رہے ہیں لیکن جب وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے تو خدا کی قسم! میں اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چادر سے خوب ڈھک کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے حجرہ میں آتی ہوں۔

بعض لوگ بظاہر دنیا سے کنارہ کش ہو کر قبرستانوں میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں اور وہاں رہائش اختیار کر لیتے ہیں۔ علماء نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ قبرستان کی زمین کو ذاتی استعمال میں لانا درست نہیں کیونکہ قبرستان میں رہائش اختیار کرنے سے قبروں کا ادب ملحوظ خاطر نہیں رہتا۔

۸۔ قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت

قبرستان میں یا کسی اور مقام پر قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا منع ہے۔ یعنی اگر قبرستان میں کوئی جگہ خالی ہو اور آپ اس پر نماز پڑھنا چاہیں تو دیکھ لیں کہ اس کے آگے قبر نہیں۔ کیونکہ اگر آگے قبر ہوگی تو نماز نہیں ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان کے درمیان میں جہاں قبریں ہوں نماز نہ پڑھیں البتہ قبرستان کے ساتھ اگر کوئی علیحدہ جگہ صرف نماز کے لئے بنائی گئی ہو۔ جس کے ارد گرد اتنی اونچی چار دیواری ہو جس سے آگے، دائیں اور بائیں کی قبریں نظر نہ آتی ہوں تو وہاں نماز پڑھ لینا درست ہے۔

عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ كَنَازِ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا.

حضرت ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ نہ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (مسلم شریف)

۹۔ قبرستان کو مٹا کر مسجد بنانے کی ممانعت

قبروں کے اوپر یا ان کو مٹا کر ان کے اوپر مسجد بنانا منع ہے اگر کوئی قبرستان یا قبر خود بخود زمانے کے نشیب و فراز کی وجہ سے مٹ گئی اور وہاں قبر معلوم نہ ہو تو اس پر مسجد بنا سکتے ہیں کیونکہ اس کا حکم عام زمین کے ضمن میں آجائے گا خود قبروں کو مسمار کر کے یا ان کے اوپر چھت ڈال کر مسجد بنانا خلاف شرع ہے اور ایسا کرنا باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے اوپر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبِرَةَ وَالْحَمَّامَ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری دنیا مسجد گاہ ہے سوائے مقبرے اور غسل خانے کے۔ (ابوداؤد، ترمذی، دارمی)

اس حدیث سے یہ بات عیاں ہے کہ قبر کے اوپر مسجد گاہ نہیں بنائی جاسکتی، ایسے ہی ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو مسجد بنالینے پر لعنت فرمائی ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبِرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَفِي الْحَمَّامِ وَفِي مَعَاظِنِ الْإِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللَّهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱) کوڑا گھر (۲) قربان گاہ (۳) مقبرہ (۴) چوراہے (۵) غسل خانے (۶) اونٹوں کے باندھنے کی جگہ (۷) اور خانہ کعبہ کی چھت پر (ترمذی، ابن ماجہ)

۱۰۔ قبرستان کے آداب

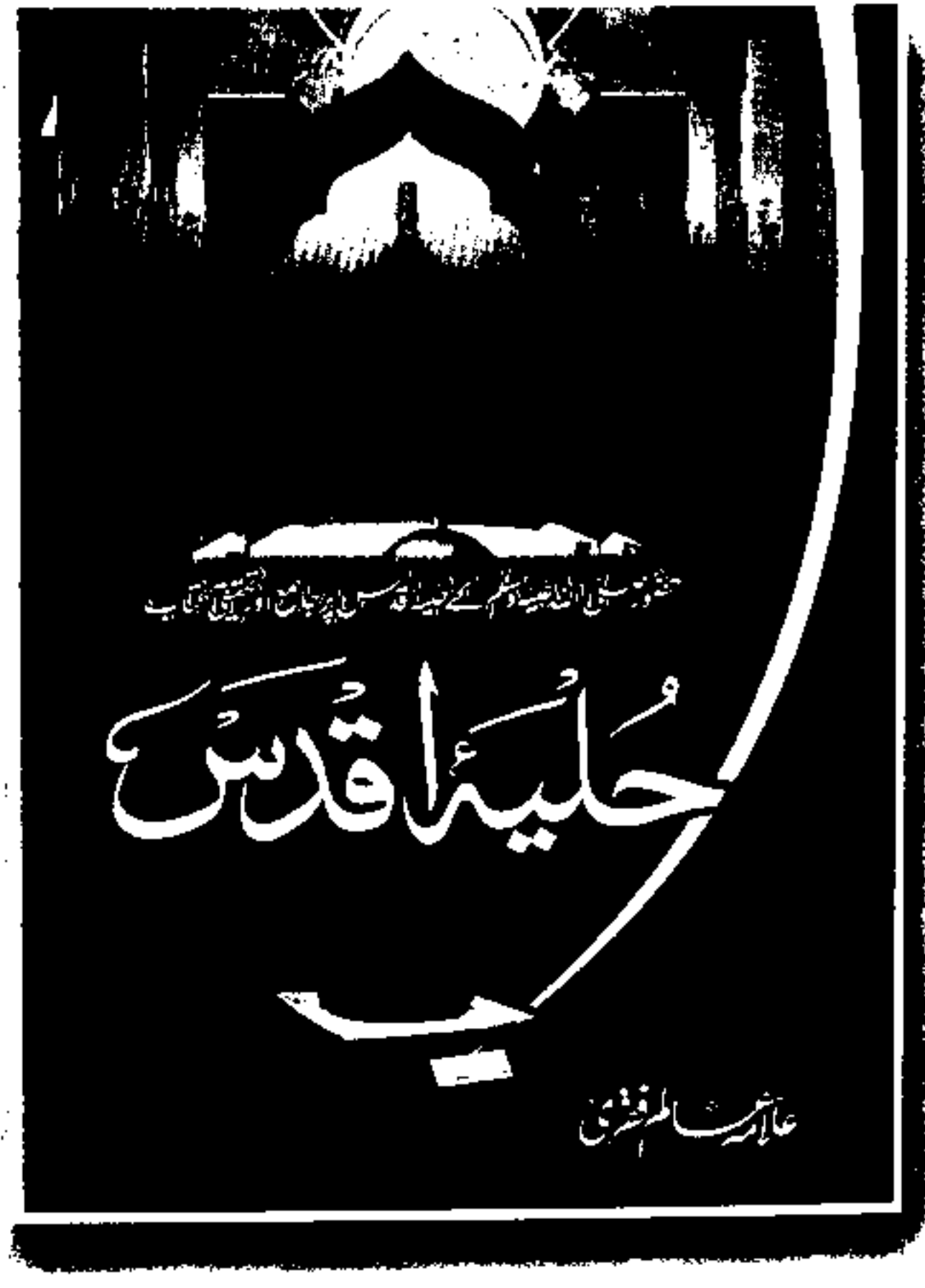
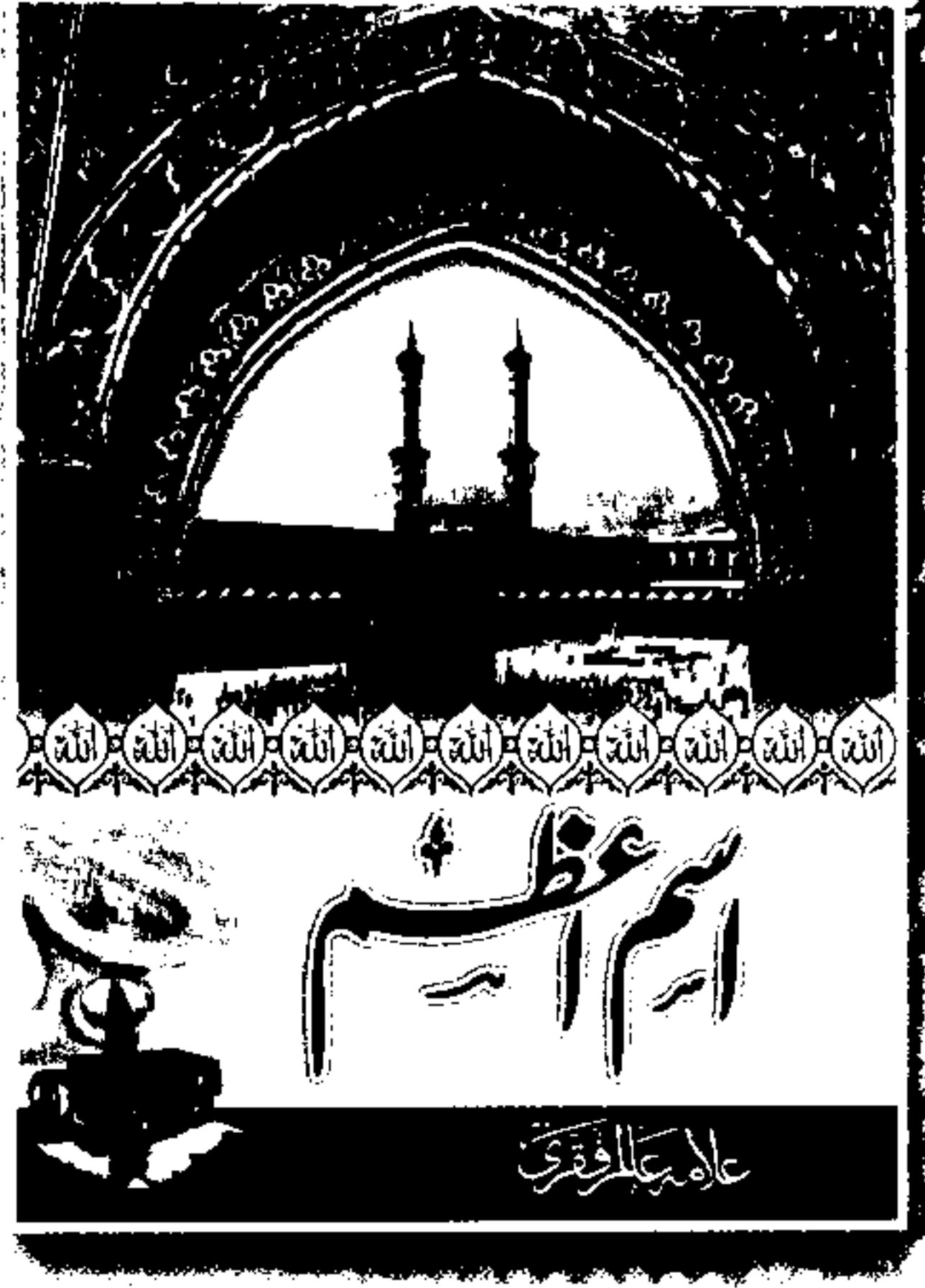
جس طرح شریعت کی رو سے قبروں پر بیٹھنا منع ہے۔ ایسے ہی ان پر سونا اور ان کے ساتھ ٹیک لگانا بھی آداب کے خلاف ہے۔ قبروں کے اوپر سے پھلانگنا بھی ناجائز ہے کیونکہ بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ وہ قبرستان میں اپنے کسی عزیز وغیرہ کی قبر تک پہنچنے کے لئے درمیان کی قبروں کو بلا تکلف روندتے ہوئے چلتے ہیں بلکہ قبروں کو پھلانگنے میں یہ بات انتہائی غلط ہے۔ لہذا قبروں پر پاؤں رکھنے سے ہر ممکن بچنا چاہئے۔

قبرستان میں استنجاء کرنا بہت ہی قابل مذمت فعل ہے۔ بعض قبرستانوں میں درخت وغیرہ لگے ہوتے ہیں تو انھیں کاٹنا نہیں چاہئے۔ گری ہوئی قبر کو درست کرنا بہتر ہے تاکہ قبر کا نشان باقی رہے۔ قبر کے تعویذ کو زمین سے ایک بالشت اونچا بنانا سنت ہے کسی قبر کو پاؤں سے تھوکر نہیں لگانی چاہئے۔ قبر پر قبر کھودنے سے گریز کرنا چاہئے۔ اگر قبر کھودتے وقت کسی پہلے مردے کی ہڈیاں نکل آئیں تو انھیں کسی مقام پر دفن کر دینا چاہئے۔ قبرستان کو چراگاہ نہیں بنانا چاہئے۔ قبر کو مردہ خور جانوروں اور کتوں سے محفوظ

کرنا چاہئے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر لحاظ سے مردہ کی تحقیر کی ممانعت فرمائی ہے۔
 عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كُفْرٌ
 حَيًّا .

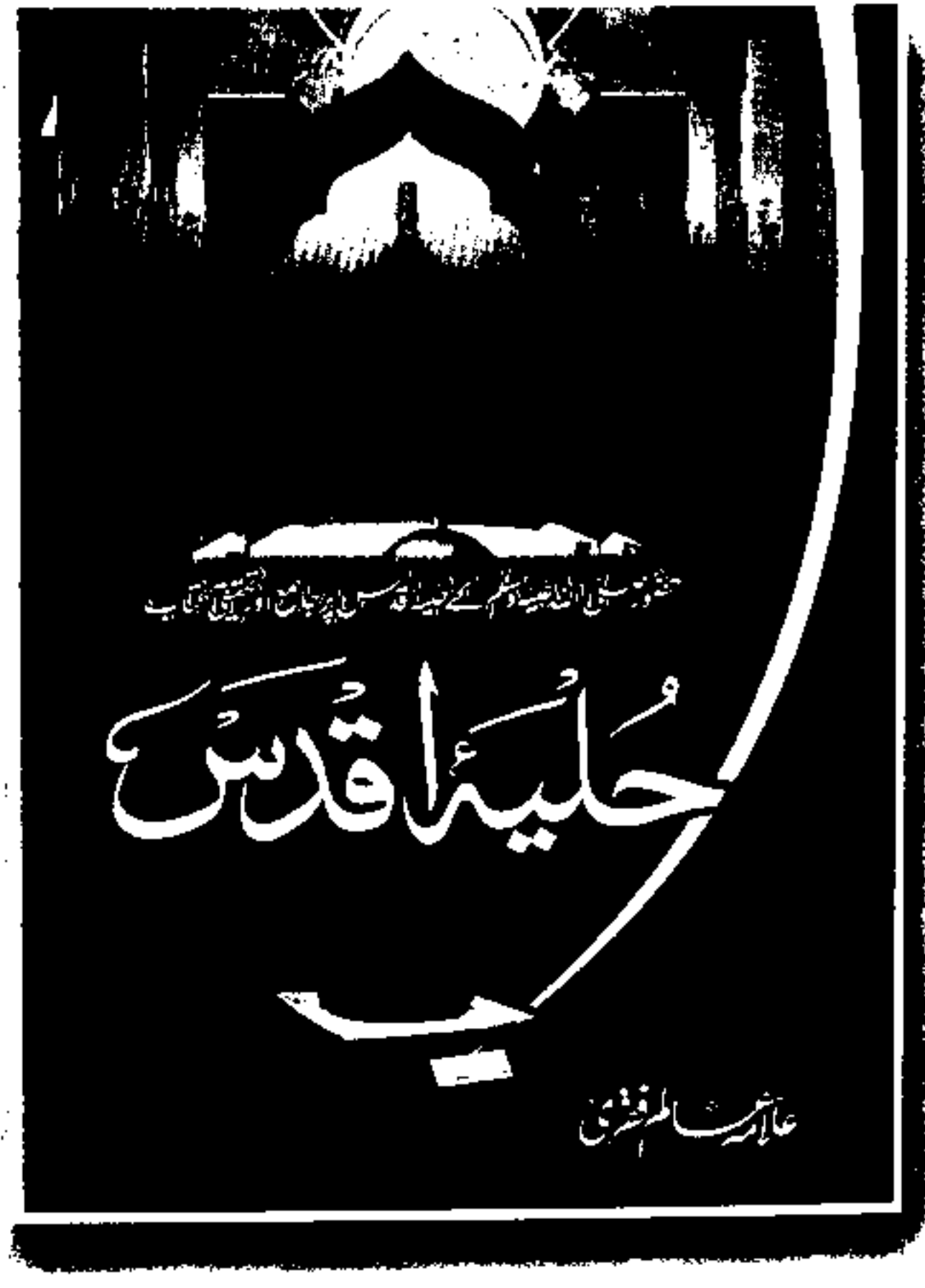
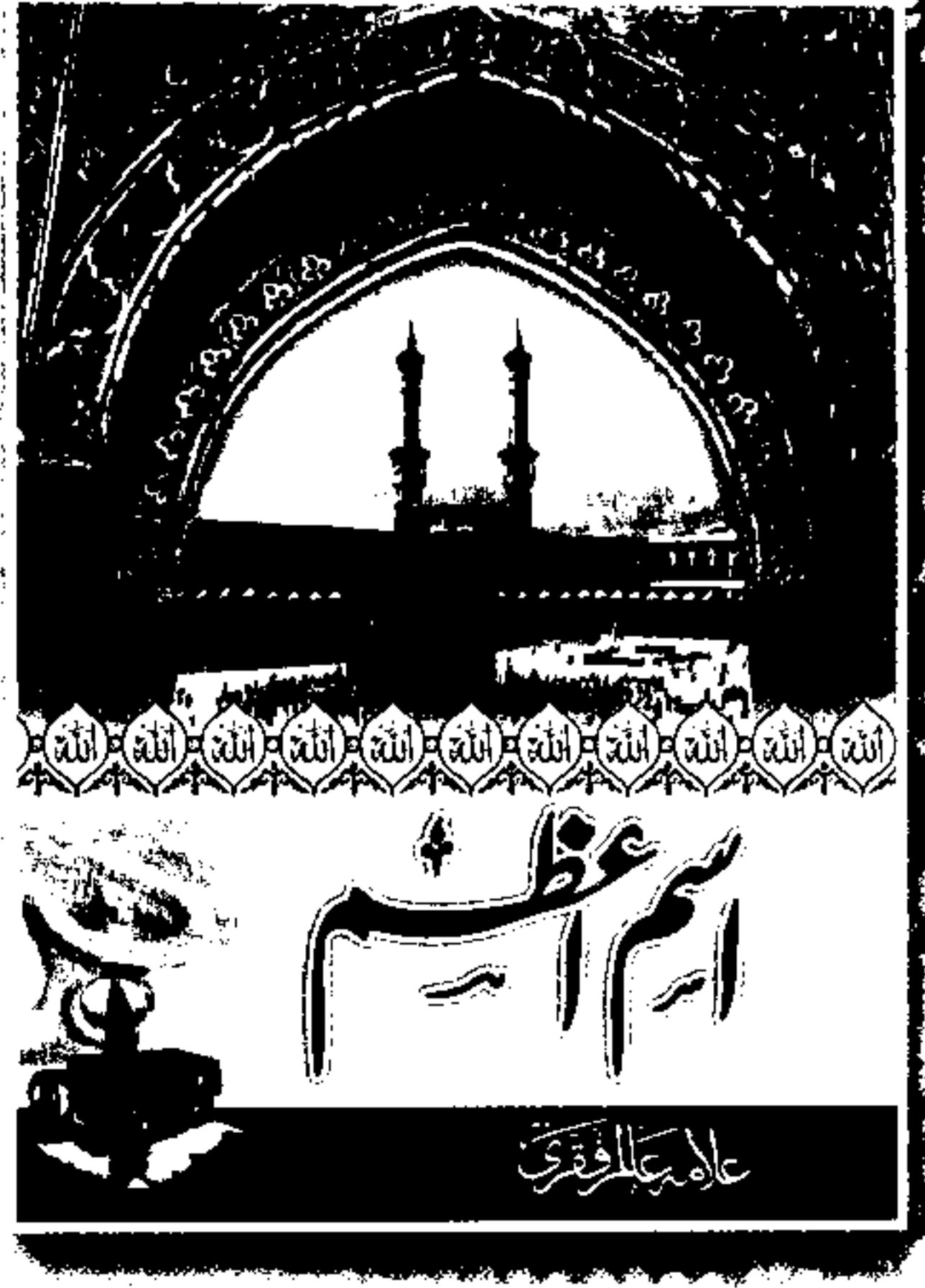
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردہ کی
 ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ شخص کی ہڈی کو توڑنا۔ (مالک، ابوداؤد، ابن ماجہ)

تمت بالخیر



ادارۃ پیغامِ اہل قرآن

۴۰. اردو بازار ۵ لاہور ۰۴۲-۳۷۳۲۳۲۴۱
۰۴۲-۳۷۳۶۱۴۴۴



ادارۃ پیغامِ اہل قرآن

۴۰. اردو بازار ۵ لاہور ۰۴۲-۳۷۳۲۳۲۴۱
۰۴۲-۳۷۳۶۱۴۴۴